تاریخ حسن

جلد سوئم

تذکرۂ اولیائے کشمیر

موسوم بہ

اسرار الاخیار

۱۳۰۵ھ

منصور حیدر راجہ

مؤلفہٗ

پیر غلام حسن کھویہامی

شائع کردہ

ڈائرکٹر آف اسٹیٹ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن جموں و کشمیر سرینگر

THE KASHMIR SERIES OF TEXTS AND STUDIES
NO. 110

سالِ اشاعت: 1997ء

تعداد: ۵۰۰

قیمت: ۲۰۰/- روپے

چھاپ خانہ: رنبیر گورنمنٹ پریس جموں

مژدۂ جانفزا

"تاریخ حسن" حصہ سوئم "تذکرۂ اولیاء کشمیر موسوم بہ اسرار الاخیار
۱۳۰۵ھ
محکمۂ تحقیق و اشاعت نے چھپوانے کے لئے ہر طرح کے مراحل سے گذرنے کے بعد شائع کر کے تاریخ کے اسکالروں اور کشمیر کی تاریخ سے شغف رکھنے والوں کے لئے ایک اہم کام سرانجام دیا ہے۔ ایک طرف محکمۂ مذکورہ کے افسران اعلیٰ اس اہم اور صبر آزما کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قابل ستائش ہیں، دوسری طرف اس کام کو انجام دینے والے کارکن اور اسکالر بھی تعریف کے مستحق ہیں، جنہوں نے اس تاریخ کی ترتیب و تدوین کا کام انجام دیا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ مستقبل قریب میں محکمۂ تحقیق و اشاعت شعبۂ عربی و فارسی کے نادر و نایاب مخطوطات کو بھی شائع کرنے کی سعی مسلسل کرتا رہے گا، تاکہ اس اہم خزانے کے قلمی کتب کی اہمیت اُجاگر ہو کر تاریخ کے اسکالروں کی رہنمائی کرے اور کشمیر کے عوام کو اس پوشیدہ انمول خزانے سے جانکاری کا مؤثر وسیلہ بنے۔

عبد القیوم
آنریبل وزیر تعلیم جموں اینڈ کشمیر گورنمنٹ

تاریخ حسن (مؤلف پیر غلام حسن شاہ) چار حصوں پر مشتمل ہے، جو بالترتیب جغرافیہ کشمیر، کشمیر کی سیاسی تاریخ، اولیائے کشمیر اور شعرائے کشمیر پہ مشتمل ہیں۔ اسے اتفاق کہا جائے یا حالات و واقعات کا زیر و زبر ہونا کہ اس تاریخ کے اوّل، دوئم اور چہارم حصے تو محکمہ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز نے شائع کروا دیئے، مگر حصہ سوئم باقی رہ گیا۔ بہرحال یہ فریضہ بھی (قریب قریب) بخوبی سرانجام دیا جا چکا ہے۔ پریس کا کام لگا یا ہے۔ انشاءاللہ وہ بھی جلد ہی پورا ہو جائے گا، اور تاریخ حسن کا یہ حصہ جس میں کشمیر کے سادات کرام، اولیاء، علماء، ریشیان، مجذوبان اور مقدس تبرکات کا تذکرہ بدرجہ اتم موجود ہے، جلد ہی منظر عام پر آجائے گا۔ اس حصے کے بغیر تاریخ حسن کسی طرح بھی مکمل نہیں ہے کیونکہ کشمیر کے ذکر میں جب اولیائے کرام کا ذکر نہ ہو، تو وہ بات نہیں بنتی!

بہرحال میں اس مقدس فریضے کے لئے جناب غلام رسول بٹ ریٹائرڈ ہیڈ مولوی اور جناب عبدالعزیز شاہ ہیڈ منشی ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کو قابل تحسین گردانتا ہوں، کہ ان حضرات کی ان تھک محنت کے بغیر شاید یہ کام ادھورا ہی رہ جاتا۔ یوں بھی ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کا شعبۂ مخطوطات فارسی و عربی ان دونوں حضرات کی بدولت ہی قائم و دائم ہے۔ جس محنت اور لگن سے یہ لوگ جن نامساعد حالات میں کام کر رہے ہیں، مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ یہ ان ہی کا حصہ ہے اور ہم ان کو ان کے واجبات سے نوازنے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے ہیں۔ قوم کے اس بیش قیمت سرمائے کو جس طرح سے انہوں نے سینے سے لگا رکھا ہے، یہ معاملہ محض نوکری کا نہیں بلکہ اپنے قومی ورثے سے محبت کا ہے!

تاریخ حسن کا حصہ سوئم منظر عام پہ آئے اور یہ تاریخ اپنے چاروں حصوں کے ساتھ ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز کی زینت بنے، ایسی میری خواہش ہے بلکہ دعا ہے! آمین!!

سری نگر
۲۱/۸/۹۷

ناچیز
پرتپال سنگھ بیتاب
ڈائرکٹر آف لائبریریز ریسرچ اینڈ [illegible]

میری عرصہ سے آرزو تھی کہ کشمیر کی اولیائے کرام کا یہ تیسرا حصّہ بھی چھپ جائے۔ کیونکہ یہ حصّہ کشمیر کے عام لوگوں اور خاص کر کشمیر سے وابستہ سکالروں کے لئے دلچسپ کا باعث بن جائے۔ آج میری یہ آرزو انشاء اللہ پوری ہو رہی ہے۔ جو باعث مسرّت ہوگی۔

خورشید احمد قادری

ڈپٹی ڈائریکٹر لائبریز اینڈ ریسرچ

فہرست تاریخ حسن حصہ سوم

خمیس سیوم

از مشائخ وصلحا ربلے

نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر
شیخ محمد طالب	۳۳۷	شیخ حسین کلو	۳۵۲	شیخ رتن کشمیری	۳۶۳
شیخ صالح	۳۳۸	شیخ عبد اللہ سپک	//	شیخ اسماعیل	//
خواجہ ابراہیم	//	خواجہ قاسم ترشانی	//	بابا حسین خانیاری	//
بابا طاہر	//	شاہ قطب الدین	۳۵۳	خواجہ قاسم ترمذی	//
بابا حسن	//	مولانا یعقوب ناتھ	//	شیخ قاسم	//
بابا عبد اللہ	//	شیخ ناصر حجام	۳۵۴	نور محمد پروانہ	۳۶۴
حاجہ بابائی قادری	//	بابا عبد الرحمان	//	ملا زین الدین پالی	۳۶۵
مولانا یوسف ترکی	۳۳۹	خواجہ زین علی دار	//	محمد بٹ	//
خواجہ محمد بزاز	//	اخوند مہدی علی	۳۵۵	ترسن شیخ	//
شیخ داؤد بتہ مالو	۳۴۰	خواجہ حبیب	۳۵۶	رحمت رشی	//
نورہ بابائی پروانہ	//	میاں محمد امین دار	//	شیخ عنایت اللہ قادری	//
اخوند ملا شاہ	۳۴۲	نورہ بابائی پکھلی	۳۵۸	ملا محمد کاوسو	//
بابا مجنوں نروری	۳۴۴	اخوند ملا نازک	//	شیخ معروف	۳۶۶
حاجی مصطفیٰ نقشبندی	//	صوفی عبد الرزاق بچہ	۳۶۰	حافظ ابراہیم زرگر	//
خواجہ عبد الحکیم	۳۴۵	شیخ محمد فاضل شاہو	//	ملا محمد	۳۶۷
خواجہ یعقوب دار	//	خواجہ محمد حسین	۳۶۱	دتی رشی بابا	//
خواجہ یعقوب متو	۳۴۷	خواجہ عبد الرزاق	//	ملا محمد مراد	//
میر حبیب اللہ	//	خواجہ عبد الرحیم مانجو	//	خورم پنڈت	۳۶۸
خواجہ حبیب اللہ گانی عرف عطار	۳۴۸	خواجہ حبیب لٹو	//	بابا زین الدین	//
بابا زاہد [illegible]	۳۵۰	میر ابو الفتح قادری	۳۶۲	ملا مشربی	//
خواجہ محمد صالح	//	حافظ حسن اعمی	//	مخدوم محمد شریف	//
خواجہ حبیب	۳۵۱	شیخ [illegible]	//	مخدوم محمد لطیف	۳۶۹
خواجہ احسن اللہ	//	[illegible] قادری	۳۶۳	بابا قمر الدین	//

نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر	نام	صفحہ نمبر
ملا کاظم چیپو	۵۴۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵۵۵
حکیم عنایت اللہ	//	ملا [illegible]	//	[illegible]	//
ملا عبید اللہ	۵۴۳	[illegible]		[illegible]	//
ملا عزیز اللہ	//	[illegible]	[illegible]	[illegible]	//
مولانا امان اللہ شہید	۵۴۴	بابا [illegible]		[illegible]	//
ملا عبد الشکور و ملا ابو الفیض	//	مولانا نور الهدی	//	مولوی محی الدین	۵۵۶
خواجہ نور اللہ	//	مولانا [illegible]	[illegible]	مولوی [illegible] الدین [illegible]	//
ملا سعد الدین صادق	۵۴۵	ملا ابو [illegible]		ملا [illegible] سلام الدین	//
ملا سلیمان	//	ملا وحید الدین [illegible]	//	آخون زادہ ملا رفیق	۵۵۷
عبد الحکیم متو	//	ملا عبد المؤمن	//	حافظ محمد شیر الزمان واعظ	//
ملا کاظم	۵۴۶	قاضی ملا حسین	۵۵۱	ملا امیر الدین [illegible]	//
ملا محمد کاظم متو	۵۴۷	خواجہ عطاء اللہ	//	ملا نور محمد متو	//
ملا افضل	//	اسحاق بیگ	//	ملا عبد الغنی	//
ملا عبد الستار	//	مولانا جان محمد	//	مولوی امیر الدین	//
ملا اکبر یار خان	//	حکیم محمد صدیق	//	شیخ احمد واعظ	//
مراد الدین خان	۵۴۸	ملا عبد القدوس	۵۵۳	مولوی ناصر الدین	۵۵۸
ملا ابو الوفا	//	ملا اکبر خان	//	تخمیس پنجم	
ملا محمد پرخی	//	ملا محمد منعم مندد	//		
ملا ہدایت اللہ گنائی	//	ملا عنایت اللہ شال	//	از اولیائے مجازیے	
ملا محمد اسلم رحیل	۵۴۹	ملا قوام الدین	//	بی بی للہ عارفہ	۵۵۸
ملا یوسف گنائی	//	ملا عبد الرسول	۵۵۴	زیتی شاہ مجذوب	۵۶۰
حکیم عنایت اللہ	//	ملا عبد الحق	//	میاں مانک شاہ	۵۶۱
ملا عبد اللہ گنائی	//	حافظ ابو الخیر	۵۵۵	غیبی شاہ مجذوب	۵۶۲

تعارف

پیر غلام حسن شاہ کھویہامی سال ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء کھویہامہ کے گاؤں گامرو بانڈی پورہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کا باپ حافظ غلام رسول شیوا (متوفی ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء) "شیخ کشمیر" کے نام سے معروف تھے۔ وہ عالم و فاضل ہونے کے علاوہ شاعرانہ تخیل رکھتے تھے۔ اُنہوں نے "مجموعہ شیوا" منظوم فارسی زبان میں تالیف کیا ہے۔ غلام رسول شیوا پہلے پہل سرینگر کے محلہ زونی مر میں بود و باش کرتے تھے۔ سکھوں کے عہد میں جب اُن کی جاگیر بند ہوئی، تو وہ کھویہامہ بانڈی پورہ چلے گئے۔ جیسا کہ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے خود اپنی تالیف "اعجاز غریبہ" میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

سِکھو ییلہ بند کوٗر جاگیر سوٗنی تہٕ لوٗگ در کھوٗیہامہ بابہٕ ہیٚوٗنی

(سکھوں نے جب ہماری جاگیر ضبط کی، تو ہمارے والد صاحب پھر کھویہامہ (بانڈی پورہ) منتقل ہوئے)۔

پیر غلام حسن شاہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب کی زیر تربیت مکمل کی۔ اس کے بعد اُس نے طب پڑھی، اور اِس میں کافی حد تک دسترس حاصل کی۔ پیر غلام حسن شاہ نے کشمیر سے باہر دنیا کی بھی سیر و سیاحت کی ہے۔ اِس دوران اس نے افغانستان کے باشندہ ملا محمد جو راولپنڈی کے پنڈوری گاؤں

میں رتنا کر سے "وقائع کشمیر" کا قلمی نسخہ حاصل کیا جو سنسکرت تاریخ "رتنا کر پران"[1] کا ترجمہ تھا جس کو بقول مورخ پیر غلام حسن شاہ، سلطان زین العابدین بادشاہ (۱۴۲۰ء) کے مورخ اور شاعر ملا احمد نے فارسی زبان میں کیا تھا۔ "وقائع کشمیر" کی بدولت پیر غلام حسن شاہ کو کشمیر کے ان ۳۵، اور سات راجاؤں کے حالات حاصل ہوئے، جن کے حالات پنڈت کلہن کو حاصل نہیں ہوئے تھے۔ پیر غلام حسن شاہ نے گم شدہ راجاؤں کے حالات مدلل لکھے ہیں۔ پیر غلام حسن شاہ نے تاریخ حسن چار جلدوں میں تالیف کی ہے۔ جس کی ترتیب اس نے اس طرح کی ہے:-

پہلا حصہ جغرافیہ کشمیر کے بارے میں ہے، جو اس نے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے۔

دوسرا حصہ کشمیر کی سیاسی تاریخ ہے، جو اس نے ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء میں مکمل کیا ہے۔

تیسرا حصہ۔ اولیائے کشمیر پر مشتمل ہے، جو اس نے ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں مکمل کیا ہے۔

چوتھا حصہ۔ شعرائے کشمیر پر مشتمل ہے، جو اس نے ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں مکمل کیا ہے۔

۱۔ رتناکر راجہ اونتی ورمن (۸۵۵ء-۸۳) کے عہد میں تھا۔ کلہن پنڈت نے اپنی تاریخ "راج ترنگنی" میں اس کو تاریخ نویس (مورخ) نہیں لکھا ہے۔

تاریخ حسن کے علاوہ پیر غلام حسن شاہ نے مندرجہ ذیل کتب بھی فارسی اور کشمیری زبانوں میں تالیف کی ہیں:-

(۱) گلستانِ اخلاق- یہ کتاب اس نے سال ۱۸۶۶ء میں فارسی زبان میں تالیف کی ہے۔

(۲) خزینۃ الاسرار- سال ۱۸۶۹ء میں فارسی زبان میں تالیف کی ہے۔

(۳) اعجاز غریبہ- سال ۱۸۸۴ء میں منظوم کشمیری زبان میں تالیف کی ہے۔

تاریخ حسن کے قلمی نسخے خانقاہ معلیٰ سرینگر کی لائبریری اور اقبال لائبریری یونیورسٹی کشمیر کی لائبریری میں موجود ہیں۔ چونکہ محکمۂ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن کے مخطوطات لائبریری میں سال ۱۹۵۴ء کے دوران تاریخ حسن کا کوئی قلمی نسخہ نہیں تھا اس لئے اس وقت کے محکمہ ریسرچ کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحبزادہ حسن شاہ نے خانقاہ معلیٰ کی لائبریری سے تاریخ حسن کی نقل کاپی باضابطہ طور پر حاصل کی۔ جناب اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے جلد اول جو کشمیر کی جغرافیہ، قدیم عمارتیں، مندر اور خانقاہیں، ذات پات اور مذہبی فرقوں وغیرہ پر مشتمل ہے، اور جلد دوم جو سیاسی تاریخ پر مشتمل ہے، جس میں ابتدائی دور سے مصنف کے زمانہ یعنی ۱۳۰۵ھ تک سیاسی حالات لکھے ہیں، یہ دونوں حصے صاحبزادہ حسن شاہ اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے ۱۹۵۴ء میں چھاپ دئے ہیں۔ ۶۱-۱۹۶۰ء میں محکمہ ریسرچ اینڈ پبلیکیشن کے ڈائرکٹر شری پی، این، پشپ نے تاریخ حسن کا چوتھا حصہ یعنی حصہ شعراء کشمیر کو زیور طبع سے مزین کیا ہے۔ اس حصہ کی کتابت کا کام راقم نے انجام دیا ہے اور اس کی ترتیب تدوین میں بھی راقم نے کسی حد تک کام کیا ہے۔

تاریخ حسن کا تیسرا حصہ اولیائے کشمیر ابھی تک طبع ہونے سے رہ گیا ہے۔

اس حصّہ کی ترتیب اور ایڈیٹنگ کا کام استاذنا مولوی محمد ابراہیم نے پہلے پہل کافی حد تک انجام دیا۔ مگر پھر بھی اس حصّے کو زیورِ طبع سے مزین کرنے کا انتظام نہ کیا گیا۔ اس طرح اس حصّے کا کام معطل ہو کر التواء میں پڑ گیا۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد اس حصّہ کی مزید ترتیب اور ایڈیٹنگ کے کام کیلئے ڈائریکٹر لائبریز، ریسرچ اور میوزیمز ڈاکٹر شیخ محمد اقبال نے راقم کے سپرد کیا۔

سنہ ۱۹۷۶ء میں راقم نے اس حصّے کی ترتیب اور تدوین کے کام میں مزید فٹ نوٹس لکھ کر اور اغلاط کی تصحیح کر کے قابلِ اشاعت کے مرحلہ تک پہنچا دیا۔ یہاں تک حصّہ سوئم کی قریباً نصف حصّہ کی کتابت بھی کی گئی تھی، مگر ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی کی وجہ سے اس پر مزید کام کرنا التواء میں پڑ گیا۔

زیرِ بحث تاریخ حسن کا حصّہ سوئم "اسرار الاخیار" کشمیر کے سادات کرام، اولیاء، علماء، ریشیان، مجذوبان اور مقدس تبرکات پر مشتمل ہے۔ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے تاریخ حسن کا تیسرا حصّہ مرتب کرنے کے دوران مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے:-

وقایع کشمیر مؤلف علامہ احمد، اسرار الابرار مؤلف بابا داؤد مشکواتی، فتوحات کبرویہ مؤلف عبدالوہاب نوری، واقعات کشمیر مؤلف خواجہ محمد اعظم دیدہ مری، فتوحات قادریہ مؤلف میر سید حسین قادری منطقی، دستور السالکین شرح وردالمریدین مؤلف بابا داؤد خاکی، خوارق السالکین مؤلف احمد بن صبور کشمیری، تاریخ شائق مؤلفہ عبدالوہاب شائق، تاریخ باغ سلیمان مؤلف میر سعد اللہ شاہ آبادی، وقایع نظامیہ مؤلف ملا نظام الدین، خمسہ بہاؤالدین مؤلف ملا بہاؤالدین متو، تحقیقات امیری مؤلف امیر الدین پکھلیوالی، مجموعہ شیوا مؤلف حافظ غلام رسول شیوا والد مورخ پیر غلام حسن شاہ۔

اگرچہ مورخ پیر غلام حسن شاہ نے حصّہ سوئم میں سادات کرام، علماء و فضلاء وغیرہ کے حالات لکھے ہیں، تاہم اُس نے بعض اولیاء کرام کے حالات اِس حصّہ میں نہیں لکھے ہیں۔ مثلاً میر سیّد یعقوب صاحب سونہ وارہ سرینگر، اور ان کے دیگر برادران سیّد علی اکبر مقبرہ امپوریم باغ سرینگر اور ٹیلی وژن سٹیشن کے عقب میں واقع نامعلوم سیّد کا مقبرہ موجود ہے، سیّد موسیٰ بر زلہ سرینگر، سیّد حیدر، حیدر پورہ بڈگام، سیّد تاج الدین نٹی پورہ بڈگام کے علاوہ سرینگر کے گرد و نواح میں واقع دیگر سادات کرام جن کے مقبرے تاحال موجود ہیں، مزید برآں حضرت شیخ العالم کے سسرال جنکے مقبرے ڈاڈہ سرہ ترال میں موجود ہیں۔

پیر غلام حسن شاہ گامرو نے اپنی تاریخ میں دعویٰ کیا ہے کہ اُس کو ملّا احمد علامہ جو سلطان زین العابدین کا سرکاری شاعر اور فارسی مورخ تھا، کی تاریخ "وقائع کشمیر" حاصل ہوئی تھی، مگر باوجود اس تاریخ کے پیر غلام حسن شاہ نے سلاطین کشمیر کی اکثر تخت نشینی اور وفات کی تاریخیں صحیح طور پر نہیں لکھی ہیں۔ اِس کی لکھی ہوئی سلاطین کشمیر کی اکثر تخت نشینی اور وفات کی تاریخیں سلطان بڈشاہ کے سرکاری سنسکرت مورخین کی لکھی ہوئی تاریخوں سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ اِن میں تین سے ۵ سال کا تفاوت ہے۔ مثال کے طور پر ہم عصر سنسکرت مورخ پنڈت جون راج نے سلطان سکندر کی تخت نشینی کی تاریخ ۱۷ ربھادرون ۴۴۶۵ لوکک سال مُطابق ۱۳۸۹ء مُطابق ۷۹۱ھ، اور سلطان سکندر کی تاریخ وفات ۸ر جیٹھ ۴۴۸۹ لوکک سال مُطابق ۱۴۱۳ء مُطابق ۸۱۶ھ لکھی ہیں۔ اِس کے برعکس غلام حسن شاہ نے سلطان سکندر کی تاریخ تخت نشینی ۷۹۶ھ اور وفات ۸۰۷ھ لکھی ہیں۔ اس طرح اِن میں ۵، اور

۹ سال کا تفاوت ہے۔ سلطان بڈشاہ کی تاریخ تختِ نشینی پنڈت جون راج نے ۴۴۹۶ لوکک سال مطابق ۸۲۳ھ مطابق ۱۴۲۰ء اور تاریخ وفات سلطان زین العابدین کے دوسرے سرکاری سنسکرت مورخ شری ور پنڈت شاگرد پنڈت جون راج نے ۴۵۴۶ لوکک سال مطابق ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء لکھی ہے، مگر پیر غلام حسن شاہ نے بڈشاہ کی تاریخ تختِ نشینی ۸۲۶ھ اور وفات ۸۷۹ھ لکھی ہیں۔ اس طرح ان میں ۴ اور ۵ سال کا تفاوت ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پیر غلام حسن شاہ کو سلطان بڈشاہ کے فارسی مورخ علامہ احمد کی تاریخ "وقائع کشمیر" حاصل تھی تو پھر کیا یہ ممکن ہے کہ علامہ احمد اپنے مربی سلطان بڈشاہ اور اس کے باپ سلطان سکندر کی تاریخ تختِ نشینی اور وفات میں اس قدر تفاوت رکھتا؟

پنڈت جون راج سلطان بڈشاہ کا سرکاری سنسکرت مورخ لکھتا ہے کہ راجہ دسرتھ کی طرح سلطان بڈشاہ کی تین بیگمات ہیں، جن میں دو بیگمات جموں کی راجہ کی لڑکیاں تھیں اور ایک کشمیر کی تھی، مگر پیر غلام حسن شاہ نے سلطان بڈشاہ کی صرف ایک بیگم کا ذکر کیا ہے، جب کہ سلطان بڈشاہ کی تینوں بیگمات کی قبریں سلاطین کے مزارات سرینگر میں موجود ہیں، جن پر کتبے بھی لکھے ہوئے ہیں۔

بہرکیف پیر غلام حسن شاہ کھویہامی کی تالیف تاریخ حسن حصہ سوئم باوجود چند خامیوں کے یقیناً اُن کا ایک یادگاری کارنامہ ہے۔
سال ۱۹۹۳ء کے دوران جناب غلام جیلانی ڈائرکٹر لائبریریز اینڈ ریسرچ

ش

نے تاریخ حسن حصہ سوئم کے چھاپنے کیلئے گورنمنٹ رنبیر پریس جموں کو مقرر کیا۔ اِس غرض کے حصول کیلئے مذکورہ پریس کو رقم بھی ادا کیا۔

حال ہی میں محکمہ لائبریریز کے ایکس ڈائرکٹر شری اے، کے، رینہ نے راقم کو تاریخ حسن حصہ سوئم کی ترتیب و تدوین اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے کام پر متعین کیا۔ راقم نے اُن کے حکم کے مطابق اس کام کی انجام دہی کے لئے اس پر مزید کام کرکے اس کام کی تکمیل کے لئے حتی الامکان کام کیا۔ اِس تیسرے حصہ کی کتابت آدھی سرینگر اور آدھی جموں میں کی گئی ہے۔ اِس لئے اِس میں کافی حد تک فروگذاشتیں ہوئی ہیں۔ بعض جگہ مسودہ تیار کرتے وقت کچھ عبارت بھی رہ گئی تھی۔ جس کی اصلاح کے لئے ہمیں اکثر اوقات کشمیر یونیورسٹی کی اقبال لائبریری میں اصل مخطوطہ کا مطالعہ کرکے اغلاط کی درستی اور رہ گئی عبارت نقل کرنا پڑتی تھی۔ نقل شدہ مسودہ میں کافی غلطیاں پائی گئیں، اُن کی بھی اصل نسخہ کے مطابق درستی کی گئی۔ بعض واقعات میں مؤلف سے جو غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، اُن کے بارے میں فوٹ نوٹس لکھ کر اُن اغلاط کو دیگر تواریخ کے حوالوں کی روشنی میں درست کیا گیا۔ اس غرض کے حصول کے لئے ہمیں کافی تگ ودو کرنا پڑی۔ چونکہ نقل شدہ مسودہ میں خامیاں رہ گئی تھیں۔ چونکہ نقل کرنے کے بعد اس کی پروف ریڈنگ یعنے نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ راقم نے اس مسودہ کے اُن صفحات تک پہلے ہی ۱۹۷۶ء میں نظر ثانی کی تھی، جن صفحات تک اس کی کتابت ہو چکی تھی۔ بقیہ حصہ پر نظر ثانی نہیں کی گئی تھی۔ بدین وجہ راقم کو اکثر اوقات مشکلات سے دوچار ہونا پڑا۔ جب کہ مسودہ کی عبارت کا تسلسل بیچ کی عبارت رہ جانے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا تھا۔

دوسری مشکل جس کا ہمیں سامنا کرنا پڑا، وہ یہ تھی کہ جس حصے کی کتابت سرینگر میں کی گئی تھی، اُس میں اگرچہ بہ نسبت جموں کے کاتب صاحبان کم غلطیاں تھیں۔ مگر اُنہوں نے عبارت کا تسلسل عبارت رہ جانے سے توڑ دیا تھا۔ اسی طرح جموں کے کاتب صاحبان نے زیادہ غلطیاں کی تھیں، کیونکہ وہ فارسی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اکثر کتابت شدہ صفحات میں اصل مسودّہ پر لکھے گئے صفحہ نمبرات بھی لکھے تھے۔ اس لئے جہاں پر سکالر صاحبان اور تاریخ کا مطالعہ کنندگان صفحات میں خالی جگہیں پائیں گے، اُس کا بیّن وجہ یہی ہے کہ کاتب صاحبان نے مسودّہ پر لکھے گئے صفحہ نمبرات کو بھی کتابت شدہ صفحات میں درج کئے تھے۔ بہرحال ہم کاتب صاحبان کا بھی شکرگذار ہیں کہ اُنہوں نے حتی الامکان کتابت کا کام انجام دیا ہے۔

کم وقت میسر ہونے کی وجہ سے راقم نے پروف کے دوران کتابت شدہ صفحات کی غلطیاں اور مزید فٹ نوٹس کی کتابت اس لئے خود ہی انجام دی ہیں، کیونکہ ایک تو وقت کم میسر ہونے کی وجہ اور دوسری بات یہ تھی کہ جب ہم کتابت شدہ صفحات کی غلطیاں درست کرنے اور مزید فوٹ نوٹس کو کاتبوں سے کتابت کرواتے، تو پھر ہمیں ایک ایک کر کے اُن غلطیوں کو دیکھنا پڑتا کہ آیا غلطیاں درست کی گئی ہیں یا نہیں۔ اس طرح اس میں اور وقت صرف ہو جاتا۔ اس بات کے پیش نظر راقم نے خود ہی غلطیاں وغیرہ دُرست کیں۔

ہم ایکس ڈائرکٹر صاحب لائبریرز اینڈ پبلیکیشن شری لائبریری، ریئہ کے مشکور ہیں کہ اُنہوں نے ہر قسم کی سہولیات ہمارے لئے مہیا کیں، جس کی بدولت ہم اس قابل ہوئے کہ ہم اس اہم اور صبر آزما کام کو انجام دے سکے۔

ہم ڈائرکیٹوریٹ آف لائبریریز کے ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ افسر تک کے شکر گذار ہیں کہ ہمیں اُنہوں نے اس اہم کام کو انجام دینے میں ہر قسم کی اِمداد کر کے سہولیات فراہم کیں۔ ہم ریسرچ لائبریری کشمیر یونیورسٹی کے سٹاف کا تہہ دل سے شکر گذار ہیں کہ اُنہوں نے ہمیں اس کام کی انجام دہی کے لئے مخطوطات اور دیگر کتب مہیا کئے۔

ہم اقبال لائبریری کے جناب لائبریرین صاحب اور مخطوطات سیکشن کے خازن جناب محمد یٰسین صاحب کے شکر گذار ہیں کہ تاریخ حسن حصّہ سوئم کی ترتیب تدوین کے سلسلے میں جب بھی ہمیں تاریخ حسن حصّہ سوئم کے مخطوطہ کا مطالعہ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اُنہوں نے ہمیں مخطوطہ تاریخ حسن سے اِستفادہ کرنے کی اجازت دی۔

راقم کی یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی کہ اگر میں محکمہ ریسرچ لائبریری کے ہیڈ منشی جناب عبدالعزیز شاہ کا ذکر خیر نہ کروں، کیونکہ اُنہوں نے اس کام کی ترتیب تدوین میں میری ہر طرح کی اِمداد کی۔ پروف ریڈنگ میں جو کام اُنہوں نے میرے ساتھ انجام دیا، وہ یقیناً قابلِ ستائش ہے۔

تاریخ کے سکالروں اور مطالعہ کنندگان سے ہمیں توقع ہے کہ وہ جہاں کہیں اس تاریخ کی ترتیب تدوین میں کوئی خامی اور غلطی پائیں گے، تو وہ اپنے اصلاح کے قلم سے اس غلطی کو ٹھیک کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم نے اپنی طرف سے حتی الامکان سعی کی ہے کہ اس تاریخ کی ترتیب تدوین میں غلطی نہ رہ جائے۔ ہماری کوشش کے باوجود بھی ممکن ہے کہ اِس کی ترتیب تدوین میں ضرور خامیاں رہ گئی ہوں گی ؎ گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ہم ہیں (۱) ناچیز غلام رسول بٹ ریٹائرڈ ہیڈ مولوی
(۲) عبدالعزیز شاہ ہیڈ منشی

تاریخ حسنؔ

حصّہ سویم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ذکر اولیاء بزرگوار و فضلای تقوی اشعار

ای حسن خامۂ از طلا تر کن | مجبرہ پر ز مشک و عنبر کن
نسق این نامۂ ہمایون فر | نقش بر کش ز عطر و عنبر و زر
حصّۂ سیوم از پی تفریح | کن بتذکارِ اولیاء تصریح
اولیاء خاصگان درگاہ اند | در لباس پلاس چون شاہ اند
بوسہ دہ بارگاہ درویشان | مایہ کن سایۂ صفاکیشان
ہر کہ با اولیاء ولا گیرد | دامن دامن خدا گیرد
حُبّ ایشان سعادت ازل است | ذکر ایشان افاضت عمل است
ہر کجا ذکر اولیاء باشد | مہبط رحمت خدا باشد
پیش ازین وقت خود تلف کردی | ذکر شاہانِ ماسلف[۱] کردی
حال بہر انابت از دل و جان | نقش کن حال و قال درویشان
تا کہ در حشر از شفاعت شان | جا کنی در صف صفاکیشان

یا الٰہی چو نیست توثیقم
بہر تحقیق بخشش توفیقم

[۱] رجوع کنید تاریخ حسن حصۂ دوم چاپ محکمۂ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر سال ۱۹۵۴ء

تاریخ حسن

حصهٔ سویم

بسم الله الرحمن الرحیم

در ذکر اولیاء بزرگوار و فضلای تقوی اشعار

ای حسن خامهٔ از طلا تر کن — مجمره پر ز مشک و عنبر کن
نسق این نامهٔ همایون فر — نقش برکش ز عطر و عنبر و زر
حصهٔ سیوم از پی تفریح — کن بتذکار اولیاء تصریح
اولیاء خاصگان درگاه اند — در لباس پلاس چون شاه اند
بوسه ده بارگاه درویشان — مایه کن سایهٔ صفاکیشان
هرکه با اولیاء ولا گیرد — دامن دامن خدا گیرد
حب ایشان سعادت ازل است — ذکر ایشان افاضت عمل است
هرکجا ذکر اولیاء باشد — مهبط رحمت خدا باشد
پیش ازین وقت خود تلف کردی — ذکر شاهان ما سلف[۱] کردی
حال بهر انابت از دل و جان — نقش کن حال و قال درویشان
تاکه در حشر از شفاعت شان — جا کنی در صف صفاکیشان

یا الهی چو نیست توثیقم
بهر تحقیق بخش توفیقم

[۱] رجوع کنید تاریخ حسن حصهٔ دوم چاپ محکمهٔ تحقیق و اشاعت سرینگر کشمیر سال ۱۹۵۴ء

تمهید: بدانکه طریق طریقت و معرفت که دلیل نجات ابدی و منهج تقرب ذات سرمدیست از جمیع ملل و مذاهب همگی جنود مسعود اهل سنّت و جماعت باین سبیل خیر و سعادت رسوخ عقیدت و وتیرهٔ امنیت میدارند به نهجیکه نفس ناطقهٔ انسانی که نه جسم است و نه جسمانی بلکه امریست ربّانی و جوهریست بسیط که مطلقاً فانی نتواند شد هرگاه کسے آنرا از لوث شهوت و غضب و عصیان پاکداشته و باعمال شائسته و ریاضات بایسته و تزکیهٔ نفس[۳] و تصفیهٔ باطن نفی هستی[۳] موهومی خود گرداند. لامحاله باذات وحدت قدسی تقرّب و معیّت حاصل نماید. پس به ثبات حقائق تعیّن ذاتی زبان او زبان خدا و حکم او حکم خداست مادامیکه مستقل به بدن باشد بکدورت طبعیّت و اشغال و افعال بشریت در حجاب نقصان و قصور محجوبست چون ازین کدورت مفارقت کنند و[۱] بصفا و خلوص جوهر خود قابل مشاهدهٔ انوار الٰهی گردد و همیشه در بزم قرب و معیّت محو تجلیّات الوهیت می باشد.

مثنوی

اولیاء راهست قدرت از آله | تیر جسته باز گرداند ز راه
هر که جان بخشد اگر بکشد رواست | نائب است و دست او دست خداست
یک زمانے صحبتے با اولیاء | بهتر از صد ساله طاعت بے ریا
گر تو سنگ خاره و مرمر بوی[عه] | چون بصاحبدل رسی[۳] گوهر شوی

درحالتیکه روح را با قالب عنصری موانستے و مودّتے خاص میباشد بنابران فریق اهل سنّت و جماعت بر مزار و مقابر حضرت اولیاء رجوع میدارند و موجب اتصال و تقرب او باذات وجوب اورا[۲] وسیلهٔ حاجات و کفیل مهات خود مپندارند از انجاکه خطهٔ کشمیر بخصوصیات مختصهٔ خود محل قبول حسناتست لهٰذا درین ملک حضرات اولیاء بکثرت پیدا شده اند و این خاکسار بنابر کشش[۳] شوق و محبّت و جوشش امید

---

[۱] بوجه سهو کاتب "واو" زاید ست [۲] بجای "اورا" لفظ "ایشان" باید بود

عه = در چاپ شده تاریخ حسن اردو ترجمه این یک شعر بدین طرز نوشته شده است

رسالت وشفاعت اینطایفه تذکرهٔ بعضے اولیای مشاهیر کشمیر از کتب تواریخ و تذکار مصنفہ
اجلای انیدیار مثل وقایع کشمیر و اسرار الابرار و واقعات کشمیر و فتحات کبرویہ و
فتوحات قادریہ و دستور السالکین و خوارق السالکین و تاریخ شالق و تاریخ باغ سلیمان
و وقایع نظامیہ و تاریخ مولوی ہدایت اللہ متو و ختمہ بہاءالدین و تحقیقات امیری
و مجموعۂ شیلوا وغیرہ انتخاب کردہ دریں کتاب درج نمودہ در تنسیق و تنمیق آں باوجود تشتت
احوال و پریشانی افکار و شدت مصائب و حدت نوایب اوقات خود صرف کردہ برای نزہت
خاطر ابنای روزگار یادگار نہاد۔ ازانجاکہ جنود اولیاء مجاہد اکبر اند بنابراں فقیر حقیر ایں جیش پرطیش
را موجب قواعد مجاہدان پنج حصہ مقرر کردہ و ہر حصہ را خمیس نام نہادہ ابواب و فصول ایں رسالۂ
عجالہ را بدیں عنواں ترتیب داد۔ خمیس اول از حضرت سادات، خمیس دوم از ریشیان
عالی درجات، خمیس سوم از مشائخ و صلحای ربانی، خمیس چہارم از علما و فضلای حقانی، خمیس
پنجم از اولیای مجاذیب۔ خاتمہ۔ در بیان حقیقت اشیائے متبرکہ و اوزار[ل] محترمہ کہ در ینیدیار
فیض آثار از جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیای باعظمت یادگار است
وباللہ التوفیق۔

نظم:

ندارم ز سوز دروں ہیچ ساز | کنم سوز بی سوز دل ہیچو ساز
بود گر کسی در جہان اہل سوز | کند گوش ایں نغمۂ دلفروز
ز سوز درون آہی از دل کشد | بگورم سرورے و نورے رسد

آلہی منم بندۂ پُر وبال
ازیں قال را ہم بدہ سوی حال

[ل] مقصود "آثار"

خمیسِ اوّل

از حضراتِ سادات

بدانکه درین دیارِ فرحت آثار حضرات سادات بسیار و بی‌شمارند. از انجمله بعضی مشاهیر نامدار که به نسبت معنوی در تواریخ روزگار یادگار مانده بودند تذکرۂ حالات آنها بطور ایجاز و اختصار درین اوراق یاد کرده شود فقط۔

سیّد شرفُ الدّین قدس سرہٗ ملقّب به بلبل شاه از اولیای کبار است و مشهور این دیار و در فنون علوم صوری و معنوی نادرۂ روزگار همیشه عمرِ عزیزِ خود در تجرید و تفرید و سیاحت اطرافِ عالم بسر برده و در تعیین مرشد آنجناب اختلافست بعضی مؤرخان ایشانرا بحضرت شیخ الشیوخ شیخ شهاب الدّین سهروردی قدس سرہٗ منسوب می دارند[1] ظاهراً[2] این امر بعیدی نماید۔ چراکه از انتقال حضرت شیخ الشیوخ تا رحلت جنابِ بلبل شاه نود و پنج سال درمیان فاصله است و جمعی ایشانرا از متوسلان و فرزندانِ معنوی شاه نعمت الله ولی که از مخصوصان و منسوبان حضرت شیخ الشیوخ است پندارد والعلم عندالله مشهور است که آنجناب در زمان حکومت راجه سهدیو بکشمیر آمده بود اما موثق آنست که مرتبۂ اوّل بازگشت رفته مرتبۂ ثانی درسال ۷۲۵ھ باشاره غیبی برای تلقین کلمہٗ و تربیت رنچن شاه لطی

[1] . مقصود – "می کنند" [2] ـ مقصود ـ "بظاهر"

مکان درخطّہ کشمیر شرف نزول ارزانی فرمودند توضیح آں این است کہ رنچن شاہ اولاً بمذہب ہنود از جنود بہود [1] بود ۔ چوں اثر ہدایت درخاطر او افتاد بدل خود عہد کرد کہ صبح فردا ہر کسکہ اوّل بنظرم می آید بمذہب او رغبت کنم ۔ بنخواہش آں تمامی شب از درگاہ کارساز بعجز و نیاز استدعای ہدایت بہ سبیل خیر و سعادت میکرد ۔ علی الصباح چوں دریچہ بکشاد و دید کہ آنروی دریای بہت [2] حضرت بلبل شاہ بکمال نیاز نماز میخواندند ۔ رنچن شاہ نماز و نیاز او پسندیدہ فی الفور با جمیع تبعہ و لحقہ خود بدین او گردید و از آنروز بتوجہ آنجناب دین اسلام دریں ملک شیوع یافت ۔ چنانچہ قصۂ آں در حصّہ دوم [3] مذکور است ۔

مدّعا کہ حضرت سیّد در ستر حال و رعایت سنّت و احتیاط ماکولات و مشروبات و مراعات اوقات بسیار مبالغہ میفرمودند ۔ و از ملفوظات آنجناب است کہ سالک را تا مل خالص و زبان سالم بدرقہ نباشد غولان ایں راہ او را بیک منزل نگذارند کہ برسد ۔ و نیز فرمودہ اند کہ از حرام ہمچناں دور باید بود کہ از مار در کوہسار ۔ و از شبہہ بدانساں باید گریخت کہ از مردار بازار ۔ میفرمودند کہ حقتعالیٰ مرا آنقدر قدرت بخشیدہ است کہ بے قوّت زندگانی بسر رسانم و ہمین بدن بدار البقا بروم و ابدالآباد ہمیں بدن را محفوظ دارم ۔ چوں ایں ہر سہ امر مسنون نیست اصلا براں مرتکب نشوم کہ اطاعت سنّت بہتر از ہزار کرامت و عبادتست ۔ فقط ۔ صاحب تذکرۃ العارفین [4] وجہ تسمیۂ بلبل شاہ بہ نسبت آنجناب ہمچنیں می نگارد کہ روزی سید نامدار بر کنار جویبار بنخواہش وضو استادہ بود بر شاخ درختی بلبلی خوشنوا دید کہ باواز شیریں و صوت حزیں نواہای سرود ۔ دراں اثنا بلبل بطرف آسمان پرواز نمود و حضرت سیّد

---

[1] مقصود "بودھ" [2] مقصود وتستا ۔ قدیم نام رود جہلم [3] رجوع کنید بصفحہ ۱۶۶ چاپ محکمۂ تحقیق و اشاعت [4] تصنیف ملا علی رینہ ۔ کہ بنام تذکرہ ملا علی ہم شہرت دارد

ہم بدنبال او ور در ہوا طیران[۱] فرمود۔ چوں بلبلِ خوشنوا را تا بچنگ آورده ، در حجرهٔ خود نزول یافت وبلبل از دست او غائب شد[۲]۔ محرمے ماجرای این واقعہ از وی پرسید وگفت کہ آں مرغ روح من بود کہ بر آسمان صعود نمود۔ ومن دنبال او رفتہ از ہوا روح خود بدست آوردم ودر قفس بدن بند کردم۔ گویند سایل این حرف را باطل شمردہ سکوت نمود وحضرت سیّد باشراق دانستہ لعاب دہان مبارک خود در دہان او انداختہ حالات لاہوت وملکوت بروَے مکشوف گشت۔ وبر قول سیّد اعتراف نمود۔ موجب آں مردماں ایشاں را بلبلِ شاہ لقب کردہ اند فقط۔

شائق می نگارد کہ یکروز دریای بہت راتخ بندی شدہ بود وحضرت سیّد برلب دریا آمدہ فرمود[۳] کہ آفتاب راچہ شدہ است کہ سرمایہ اینقدر نجار کردہ است۔ فی الحال آفتاب برآمدہ یخ بندی رفع شد۔ پس حضرتِ سیّد در میان دریا غوطہ زدہ غائب شدند وبعد از ششماہ از دریا برآمدند وفرمودند وقتیکہ در میان دریا غوطہ[۴] دادم ساکنان دریا جمع آمدہ مرا تا شش ماہ بگرفتند وبیعت کردند۔ واز فیوض باطنی من ہمہ ہا بہرہ ور شدند فقط۔

یکروز وقت صبح کلوخ استبرا در دست ایشان بود۔ فی الحال دانہ کلوخ را بنظر آنجناب شکل طوطی شدہ طیران نمود وتا یک ہفتہ میان خانقاہ ہر سو جلوہ[۵] میداد وآشیانہ ساخت وسخنہای عجیب میکرد۔ عاقبت غائب شد فقط۔

مدعا کہ حالات وکرامات ایشان از حد افزونست۔ ودر سال سنہ ہفتصد وبیست[۶] وہفت ہفتم رجب انتقال فرمود ومتصل خانقاہ[۷] خود سمت دریا آسود کہ پیشیروی ایشان

---

[۱] باید بود "بطیران آمدند" [۲] باید بود "ایشان" [۳] باید بود "فرمودند"۔
[۴] بمقصود "غوطہ زدم" [۵] بمقصود "می کرد" [۶] برابر ۲۹ مئی ۱۳۲۷ء [۷] واقع در محلۂ بلبل لنکر سرینگر

قبر ملا احمد علامه است و تربت ایشان سنگین و طویل [است]

تاریخ :- سال تاریخ وصل بلبل شاه

بلبل قدس گفت "خاص آله"

بعضی از مورخان اسم مبارک ایشان سید عبدالرحمن دانند و لقب ایشان شاه بلال میخوانند
والله اعلم

سید تاج الدین عموزادهٔ حضرت امیر کبیر است در ایام سلطنت سلطان شهاب الدین [در ۷۶۲ھ] [۱] بدلالت سید مسعود خطهٔ کشمیر را نضارت [۲] بخشید .

تاریخ خرد گفت تاریخ تشریف او قدم رنجهٔ سید نیکوی .

بعد سیاحت اطراف کشمیر در محله شهاب الدین پوره [۳] که شصت هزار خانه آبادی داشت رحل اقامت بکشود . تبصرف جذبات و کشف و خوارق سلاطین و اعیان کشمیر را مسخر نمود . و سلطان شهاب الدین خود دست بیعت بدامن همت آنجناب زده حقوق خدمات ایشان بدل و جان بجا آورده متصل دولتخانهٔ خاص نشست گاه ایشان قرار داد و برای خادمان آنجناب خانقاهی وسیع بنا نهاد و بغیر مصاحبت ایشان لحظهٔ آرام نمیکرد و در امور مملکت مطابق مصلحت آنجناب همیشه عامل میشد و در مقدمات و محاربات تشریف ایشان همواره شامل میداشت و کثرت فتوحات مملکت را همگی غلبه همت آنجناب سبب میدانست و پرگنهٔ ناگام برای مصارف خانقاه و خرج خادمان و متابعان ایشان جاگیر مقرر بود . چون رحلت نمود در شهاب الدین پوره سمت ملہ کواه [۴] آسود .

سید حسن بهادر فرزند ارجمند سید تاج الدین صاحب حالات عجیبه و کمالات غریبه

---

۱ . برابر ۱۳۶۰ ء ۲ شادابی ۳ . متصل محلهٔ سنگین دروازه بود .

۴ " ملہ کھاه " ۵ : بقول مورخ پیر شاه جو نراج نوشته است که وفات سلطان شهاب الدین

در سال ۷۴۹ھ کوکب مطابق ۱۳۷۳ء مطابق ۷۷۴ھ وفات کرده است (راجی ، آزاد)

دلدارو[1] جرّار بود. چوں سلطان شہاب الدّین جودت و جلادت ایشان دید رتبۂ سپہ سالاری بہ ایشان بخشید "و رستم ہند" خطاب داد و پنج لک سپاہ از سوارہ و پیادہ در تحت فرمان آنجناب نہاد و در محاربات و معارک ایشان را برسم منقلای پیش پیش میفرستاد کہ بزور ہمت ایشاں گاہے روی ہزیمت ندید و پرگنہ کوہامد و پرگنۂ مانچہاموں در اقطاع ایشاں بخشید و بعد فتح کابل و بدخشان سلطان صبیۂ صلبیۂ خود [را] در عقد نکاح آں سعادت مندار جمند گردانید و ہنگام فتح ہندوستان دختر فیروز شاہ شہریار دہلی [را] بعقد ازدواج ایشاں نامزد ساخت و بی بی تاج خاتون صبیۂ ایشان در عقد نکاح میر محمّد ہمدانی بود مدعا کہ حضرت سید روزانہ در امور ملکی شاغل میبود و شبانہ بکار خدائے بے ہمتّا حاصل میشد۔ شانے عجیب داشت از دریای نیلاب یعنی اٹھک[2] را بارہا اسپ سوارہ عبور کرد و اسپ او را اجل ترمیم شد۔ چوں ندای ارجعی بشنید در خطیرۂ والد بزرگوار آرمید۔

سیّد مسعود

از یاران سیّد تاج الدّین صاحب جذبہ و حالات عجیبہ بود و بفرمان مرشد نامدار سیر اطراف و امصار نمود و در حالت سیاحت در نیدیار نزول فرمود۔ می آرند کہ دراں ایّام میرزا حسن فرزند سلطان شہاب الدّین بسبب خنّاق قریب الموت بود و بدعای سید مسعود شفا یافت۔ بنابراں سلطان او را بنہایت اعتزاز و اکرام نمود و برای توقّف اینجا الحاح و ابرام فرمود وی منظور نکرد کہ بغیر ملازمت مرشد خود در ینجا قرار نتوانم کرد۔ چون سلطان اوصاف حمیدۂ سیّد تاج الدّین بشنید سیّد مسعود را برای ملاقات ایشان بسیار ابرام نمود و عرضداشت خود بنام نامی ایشاں نوشتہ داد۔ وقتی کہ سیّد مسعود در خدمت سید تاج الدّین مشرف شدہ اوصاف سلطان بیان نمود حضرت[3]

---

[1] مقصود ، دلاور۔ [2] مقصود : اٹک (سندھ) [3] یعنی سیّد تاج الدّین۔

سید که از فترت امیر تیمور دلتنگ شده بود. فی الفور بمعه عیال و اطفال خود بجانب خطه نهضت فرمود. مدعا که سید مسعود از اولیای خدا بود. چون انتقال نمود در خطیره مرشد نامدار خود آسود.

سید یوسف

از خلفای برجسته سید تاج الدین صاحب صدق و یقین و ورع و تمکین بود. همرکاب آنجناب در کشمیر آمده میان خطیرهٔ پیر بزرگوار آسوده.

سید کمال الدین حافظ

فرزند سید حسن بهادر از بطن دختر فیروز شاه بود. والدینش در حالت طفولیت از سر گذشته سلطان قطب الدین پرورش ایشان فرمود و از حضرت سید محمد حصاری تعلیم باطنی یافته بدرجهٔ اعلی ارتقاء نمود و مانند پدر بزرگوار دلاور و جرار بود و در مزار آبای خود آسوده.

سید حسن سمنانی

برادر سید تاج الدین و عموزادهٔ حضرت امیر کبیر است و از مریدان شاه رکن الدین عالم بود. سید جلال الدین بخاری نیز صحبت داشت حالات و کمالات آنجناب از حد افزون است و از تحریر بیرون می آرند که در ایام فترت امیر گورگان از وطن مألوف خود شهر سمنان با جمیع اعوان هجرت کرده در قصبهٔ ساوان[1] که از مضافات دهلی است چند سال سکونت کردند. و از آنجا در زمان حکومت سلطان شهاب الدین در سنه ۷۷۵ھ[2] بفرمان حضرت امیر و ترغیب برادر خود سید تاج الدین بسبیل پیرپنچال عزیمت سیر کشمیر فرمودند چون بر فرق پیرپنچال رایت جاه و جلال افراختند ناگاه خنگ تیز آهنگ آنجناب بصدمهٔ سنگ لنگ شده عبور موکب منصور را ساعتی درنگ افتاد. از این رو حضرت سید را دلتنگ شده یکبار بر اورنگ گران سنگی نشسته مانند نهنگ بیدرنگ دوانیدند

---

[1] کذا فی الاصل، لاکن در حقیقت نام این قصبه سامانه بود (برای تحقیق رجوع شود به واقعات کشمیر صفحه ۳۸)
[2] سنه ۱۳۷۴ع

ودر اندک زمانی راه دشوار کوهسار قطع کرده در هیره پور رسیدند و سنگ سبک رفتار که الحال باسم هیره پل مشهور است بخوف اشتهار در انجا گذاشته در موضع کولگام پرگنهٔ دیوه سر برکنار رود بار ویشو که محل روح افزا و دلکشا بود سکونت اختیار فرمودند و بعد چندگاه فرزند ارجمند الیشان سیّد حسن و برادرزاده اش سیّد حیدر با اهل و عیال در انجا ورود نمودند پس سیّد نامدار بر مسند ارشاد نشسته خلق خدا را الفیوض ظاهر و باطن فواید زواید رسانیدند و در ترویج سنّت و اعانتِ ملّت کوشیدند خوارق آنجناب از حد و تقویم تحریر بیرون است و آب و آتش در تصرّف الیشان مسخر بود و حالاتِ عجیبه و کمالات غریبه از و ظهور نمود - می آرند که شیخ نورالدّین نورانی از موضع کیموه بجهته اکتساب فوائد معنوی اکثر اوقات بخدمت آنجناب می رفتند - روزے حضرت سیّد در خواب بودند و جناب شیخ را ملاقات حضرت سیّد میسر نشد - موجب آن حضرتِ شیخ نظر خود بر خوابگاه الیشان رسانیدند و جواب مطلب خود از آنحضرت دریافته بازگشت[1] برگشتند - مدعا که حضرت سیّد از اولیای کبار بود و تباریخ ۱۱ - شعبان سنه ۷۹۲ھ[2] و بحساب کشمیری ۱۱ کارتک اسوج سودی[3] سیزدهم انتقال فرمود - و با قوم و تبار خود در انجا آسود - مرقد سید حسن نیز جوار الیشان است -

سیّد حیدر برادرزادهٔ سید حسین سمنانی عارف ربّانی بود همواره در بجا آوری خدمات آنحضرت کوشش بلیغ میفرمود - می آرند که در مطبخ حضرتِ سیّد روزمره یکخروار برنج پخته میشد - سیّد حیدر آنرا از دست خود بغیر چمچه قسمت میکرد و دست مبارکش را از گرمی طعام آسیبی نمے رسید و از یک دیگ اقسام طعام مثل خشکه و پلاو و متنجن[4] و آش و انواع

---

[1] "گشت" درین جا زیاد است [2] - برابر ۲۵ جولائی سنه ۱۳۹۰ میلادی
[3] - مقصود از شدھے (سنسکرتی) بمعنی نیم ماه روشن - [4] نوع از ادام هندی

سالن[۱] وغیرہ ہر قسمیکہ از و میخواست فی الفور کشیدہ می داد۔

مدعا کہ حالات و کرامات او بسیار است و اوصاف او بے شمار چون رحلت نمود در جوار مرقد حضرت سید آسود۔

سید باقر از خویشان جلیل القدر حضرت سید حسین سمنانی است. حالات عجیبہ داشت چون رحلت نمود در پرگنۂ دچھن پارہ در موضع ویری سرن بالای بلندی آسود۔

سید زیرک نیز از اقربای قریبۂ حضرت سید حسین سمنانی بود. خوارق بسیار از ظہور نمود. چون رحلت فرمود در پرگنۂ دچھن پارہ جوار سید باقر آسود۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ

نسب ایشان از طرف والد ماجد نامدار بچہار دہ واسطہ تا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ میرسد و از جانب والدۂ ماجدہ بحضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ منتہی گردد. بنابران مفخر خافقین و نجیب الطرفین است و والد بزرگوار ایشان سید شہاب الدین مرزبان شہر ہمدان بود۔

ولادت حضرت امیر روز دوشنبہ ۱۲، ماہ رجب ۷۱۴ھ[۲] در ہمدان است و تا مدت دوازدہ سالگی در پیش خالوی خود سید علاء الدین تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ از اقران دوران فائق گشت۔

روزے استاد او سید علاء الدین در خلوت بذکر خدا سر می جنبانید و حضرت امیر از و پرسید کہ ایشان چرا سر خود ہمچنیں می جنبانند. استاد گفت کہ ذکر خدا می کنم. حضرت امیر گفت کہ ذکر خدا را حاجت سر جنبانیدن نیست۔ استاد گفت کہ از مرشد بزرگوار خود شرف الدین مزدقانی ہمچنین تعلیم یافتہ ام و حضرت امیر گفت کہ مرا نیز تعلیم فرمایید. استاد بذکر خدا در تعلیم ساخت

[۱] لفظ ہندی بمعنی ادام ۔ [۲] برابر ۲۳، اکتوبر ۱۳۱۴ء

و بعد سه روز در خود اثری و غیبوبیتی دریافت و بذوق آن همراه خاوی خود در خدمت شیخ
شرف الدین مزدقانی بشتافت. آنجناب فرمودند که ایشان هرگاه بمحرومیت آمده اند
من در خدمت تو از سر قدم سازم و اگر بمرادیت آمده اند لیکن [illegible] خانقاه
است پیش رو باید نهاد تا که بمقصد اصلی برسی. پس حضرت امیر دست بیعت کرده کلاه
خانقاه اشتغال نمود و بعد فرصتی به تلقین و تعلیم مجاز گشته کارش بدانجا رسید که سر بشموخی
کشید و حضرت شرف الدین یاران خود را فرمود که پیش او ذکر خدا بلند نگویند که خوف انزهاق
روح داد. پس او را تا دو سه ماه زنجیر بپا کرده نان باز از خوردن دادند. آنگاه بنظر ابو البرکات
تقی الدین اخی فائز گشته مدت دو سال پیش ایشان درس طریقت آموخت و مشعل
معرفت و شهود افروخت و پس از انتقال ایشان باز در خدمت شیخ شرف الدین
محمود آمده رتبه ارشاد حاصل نمود و هم در آن ایام چهار صد اولیای کبار در یک مجلس جمع شده
بودند که سر حلقه ایشان شیخ رکن الدین علاء الدوله سمنانی بود. چون حضرت امیر در خدمت
بابرکات ایشان مستفیض شدند. ایشان در حق او دعا کردند و فاتحه خواندند و چهار صد حدیث
باو تعلیم دادند[1]. آنگاه بفرمان مرشد ایشان خود شیخ شرف الدین محمود سه مرتبه ربع
مسکون را سیر فرمودند بار اول شهر بشهر بار دوم ده بده بار سیوم خانه بخانه. می آرند که سی و سه
کس از اولیای کبار آنجناب را خط ارشاد نوشته دادند از انجمله در خدمت شیخ ابو سعید معمر حبشی
بشرف مصافحه مشرف شدند.

آورده اند که حضرات امیر وقتی در ایام سیر و سلوک تا یک صد و هفتاد روز هیچ نه
خوردند و در حالت سفر حج تا مکه بیست و هشت روز فاقه سفر کردند و نیز مدت هفت سال

---

[1] مقصود : کردند

دریک کرته[1] بسر بردند و نان جوین غذا خوردند و از کلاه دوزی قوت بدست می آوردند و بابا
با حضرت خضر علیه السلام ملاقات نمودند و دران اثنا بعضی علمای نفسانی را از آنجناب
رغمی پیدا شد تا حرم ایشان را شربت مسموم دادند اما بفضل تعالی موثر نگشت لیکن اثر آن هر سال
عود میکرد و ... تا عرصه پنجاه سال باختیار خود پهلو بر زمین نهاده خواب نکردم و از طعمه
لذیذ هیچ نخوردم و ... شفقت خود را بهتر از بچه سگی نمی پندارم . فقط . و از مصنفات
آنجناب یکصد و ... مشهور اند . صاحب خلاصة المناقب میفرماید که یکی از
سلاطین طالب صحبت ایشان شده بود . آنجناب منظور نفرمود . بادشاه بغضب آمده حکم
داد که اسپی از ... در ... ساز ند و با آتش گرم نمایند پس حضرت امیر را بگویند که برایں اسپ
تافته سوار شده پیش من بیایند لیکن اسپ مذکور را هر روز با آتش گرم میکردند و آن
بحکم خدا سرد می شد پس پادشاه ازین فعل نادم شده حضرت امیر را عذر نمود فقط . وقتی
در شهر سرندیب بزیارت ... حضرت آدم علیه السلام میرفتند ناگاه اژدهای راه ایشان بگرفت
و ایشان در ... آن اژدها را ... هلاک فرمودند . فقط

وقتی علمای نصاری با علمای اسلامیه مناظره کردند که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم فرموده
است علماء امتی کانبیای بنی اسرائیل . و انبیای بنی اسرائیل احیای اموات میکردند اگر قول
پیغمبر شما درست است پس علمای شما چرا مرده را زنده نمی کنند و علمای اسلام ازین کلام لاجواب
شده تا چهل روز مهلت خواستند و حضرت امیر بالهام خالق قدیر بطی ارض دران مجمع حاضر
شده مرده را دست بگرفت و گفت قم باذنی فی الحال مرده زنده شد فقط . وقتی امیر تیمور
بقصد امتحان ایشان را تکلیف ضیافت کرد . گوسفندی بغارت آورده برای ضیافت

---

[1] - نوع از پیرهن هندی

ایشان پخته کنانید و مسند نشستن ایشان پشت بقبله گسترانید. چون حضرت امیر بخانه پادشاه نهضت کردند و بر مسند برآمدند بحکم خدای تعالیٰ قصر شاهی برگشت و ایشان رو بقبله کرده بنشستند. پس چون بتناول ضیافت مشغول شدند بیوه زنے از بیرون غوغا برداشت که مرا برّهٔ گوسفند نذر شاه ہمدان بود ملازمانِ پادشاه بغارت بردند حضرت امیر او را تسلی کردو پادشاه نادم شده برحالات و کرامات ایشان رغم آورده و حضرت سیّد را پیغام فرستاد که از قلمرو من فی الحال ہجرت فرمائید و حضرت امیر فرمودند که ہرگاه امروز از قلمرو شما بیرون نروم آب آشامیدن برمن حرام است فی الحال بر مسجد نشستند و فرمودند که این ملک خدا است. از ملک پادشاه بیرون رفتم فی الحال سامان سفر درست کرده با جمعی از متعلقان و مریدان خود بجانب کشمیر نهضت کردند و در ماهِ ربیع الاوّل سنه ۷۷۴ھ[۱] در شهاب الدّین پوره قیام فرمودند سید محمد خاوری تاریخ گفت ؎

تاریخ:-

میر سیّد علی شہِ ہمدان — سیر اقلیم سبعه کرد نکو
شد مشرف ز مقدمش کشمیر — اہل آن شد[۲] از و ہدایت جو
سال تاریخ مقدم او را — گفتم از "مقدم شریف"[۳] بجو

صاحب وقایع کشمیری نگارد که در ایام ورود حضرت امیر سلطان شہاب الدّین با جمعیّت پنج لک سپاه سواره و پیاده برای تسخیر ہندوستان عزیمت کرده بود و حضرت سید تاج الدّین و سید حسن بہادر با جیش پُر طیش ہمراه داشت و در اینجا سلطان قطب الدّین قائم مقام شده بود وی حضرت امیر را پیشوائی کرده بکمال اعتزاز و احترام از در حویلی سیّد تاج الدّین که متصل دولت خانه شاہی بود بنشانید و مدارات و خدمات کما ینبغی بجا آورد و حضرت سید قریب چہار

[۱] برابر ماه ستمبر سنه ۱۳۷۲ع [۲] ... سنه ۷۷۴ھ برابر سنه ۱۳۷۲ع [۳] "اہل آن شہر" باید بود (ح ا م)

ماه در سیر و تماشای گلزار کشمیر بسر بردند آنگاه بقصد زیارت حرمین الشریفین از راه هند نهضت
کردند و بمقام فیروزپور رسیده با سلطان شهاب الدین و سید تاج الدین ملاقات فرمودند بعد چند
روز از انجا نهضت کرده چون در اردوی فیروز شاه پادشاه دهلی رسیدند فیما بین سلطنتین رفع
مخاصمت کرده بمصالحه تجویز دادند و دو لشکر دو پادشاه در یک جا جمع گشته باهمدیگر سرحدات ملک
مقرر کردند و عهدنامهٔ طرفین موثق فرمودند و برای استحکام عهود دختران فیروز شاه یکی بعقد سلطان
قطب الدین و دوم بمناکحت سید حسن بهادر نامزد کردند و در انجا سلطان شهاب الدین حضرت
امیر را بابت مراجعت کشمیر بسیار الحاح نمود آنجناب موجب خواهش زیارت حرمین منظور
نکردند و فرمودند که هنگام مراجعت آن سواد بشرط حیات در کشمیر خواهم آمد از انجا حضرت
امیر بمرافقت سید تاج الدین و سید حسن بهادر در قصبهٔ ساوان برای ملاقات سید حسین
که از چند سال در انجا متوطن شده بودند تشریف بردند سید حسین را بابت آمدن کشمیر
تحریص و ترغیب فرمودند روزیکه حضرت امیر براه حرمین قدم نهادند همان روز سید حسین سمنانی
بموافقت[۱] سید تاج الدین سمت کشمیر نهضت کردند و حضرت امیر بعد انصرام مناسک حج و سیر
اطراف حجاز براه هند رجعت فرموده اوائل سنه ۷۸۱ھ[۲] بقدوم میمنت لزوم خود خطهٔ دلپذیر را
دوباره نضارت بخشیدند و از سادات و علماء زیاده از هفتصد کس همراه داشتند و در محلهٔ
علاء الدین پوره در مسجدیکه متصل خانقاه معلی است رخت اقامت بکشودند و همراهیان
خود را در رباط سلطان قطب الدین جا دادند.

تاریخ:
شکر کز مقدم امیر کبیر — باغ کشمیر همچو گل بشگفت
هاتف غیب سال[۳] مقدم او — "آمد اینجا علی ثانی" گفت

همدران ایام بجای حجرهٔ خاص تبخانه کالی شری از تعمیرات راجه پرورسین بود و درمیان آن شاه پور

[۱] مقصود بموافقت [۲] سنه ۱۳۷۹ء [۳] ۷۸۱ھ برابر سنه ۱۳۷۹ء

تمام راهبی در مشقت و ریاضت اوقات بسر میبرد حضرت امیر او را بجذبه مسلمان فرمودند و بتخانه را مسمار کنانیدند و از سنگهای آن صفهٔ وسیع آراستند و بجای حجرهٔ خاص خیمهٔ خود نصب کرده دو اربعین در آنجا بخلوت بسر بردند و بتجلیات ذاتی مشرف شدند و نماز جمعه و صلوٰة خمسه در آنجا بجماعت ادا میکردند قصهٔ آن در حصهٔ[1] اول مشروح است. سلطان قطب الدین باخلاص تمام مراتب خدمت خدام کرام بجا آورده با حضرت امیر دست بیعت نمود و تعلیم و تربیت آنجناب صفای باطن حاصل فرمود و بعضی مراسم سیئه که هنوز باو لاحق بود بفرمان آنجناب برطرف نمود. فقط -

حضرت امیر میفرمایند که "من در توقف کشمیر شبی در مسجدی تنها نشستم پاسی از شب گذشته شخصی آمد و گفت ازین مسجد بیرون بروند که من این دروازه را مقفل گردانم. من گفتم که مسجد وقف مساکین و غربا است چرا مقفل میکنی گفت هر که درین مسجد شب میگزارد فردا زنده نمی برآید من قبول نکردم وی دروازه را از بیرون قفل کرده رفت چون نصف شب گذشت دروازهٔ مسجد مفتوح شد و مشعلی ظاهر گشت و عورتی نقاب پوش از در درآمد بصفای باطن دانستم که این جنیه است پس بقهر و جلال در روی نظر کردم فی الحال مثل ارزن دانه دانه پاشیده غایب گشت چون وقت صبح مردمان مرا زنده دیدند متعجب شدند" فقط -

مدعا که حضرت امیر عرصهٔ دو (۲) و نیم سال از سیر و سیاحت اینجا یار و اشاعت ملت و رفع بدعت بسر بردند و جمع کثیر بتالیف قلوب به اسلام آوردند و بتخانه ها مسمار کنانیدند و بجای آن مساجد و خوانق[2] بنا نهادند بتخانهٔ بون مسمار کرده بجای آن مسجدی بنا فرمودند و مدت شش ماه در آنجا بعزلت بسر بردند در سال ۷۸۳[3] ه از راه لداخ بخواهش سیاحت ترکستان رایت

---

[1] صفحه ۳۲۳ و ۳۲۴ . [2] مقصود خانقاه ها [3] برابر ۱۳۸۱ ع

نہضت افراختند و عرصۂ سہ سال در اطراف آن سواد میمنت مواد دین قویم را توفیر و توفیر بخشیدند بعدہ در اطراف کاشغر و ختن و تنگان واورمچی وغیرہ سیر و سیاحت کردہ در شہر افسوس بزیارت غار اصحاب کہف فائز گشتند و در ۷۸۵ھ سلہ عسے باز در کشمیر رونق بخشیدند ترویج قوانین سنت و اشاعت احکامات شریعت ہر کس را تادیب و تہذیب نمودند و مراسم اسلام درین ملک شائع کردند و خواندن اوراد فتحیہ را بالطریق دوام جہراً اجازت عام دادند و در ۷۸۶ھ سلہ۲ عنان عزیمت بجانب پکھلے معطوف داشتند چون در ملک کنرسلہ۳ سواد رسیدند ششم ماہ ذی الحجہ از جہانِ فانی عازمِ ملک جاودانی شدند بسم اللہ الرحمن الرحیم سلہ۴ خواندہ انقطاع نفس فرمودند چنانچہ عدد لسیم اللہ سلہ۴ تاریخ وفات الشان است فقط :

ایضاً از مؤلف :-

تاریخ

جناب سیادت امیر کبیر	چو در باغ جنت نہادہ سریر
حسن سال مولود و عمر و وصال	درین بیت ہر سہ بگفت ای فقیر
سنین باسط و رحمت اللہ ظہور ۷۱۴ تولد ۱۲	قضا پیر کامل امیر کبیر ۷۸۶ھ

وفات

بعد انتقال الشان میان مردم کشمیر و اہل طالقان و والی پکھلے کہ سلطان محمد خان بود برای سلہ۵ اندفان آنحضرت فسادی واقع شد کہ ہر طائفہ بجانب خود میخواست. دراں اثنا شیخ قوام الدین بدخشی فرمود کہ بعد تغسیل و تکفین الشان ہر کسے کہ تابوت مبارک را خواہد بر داشت بالسویہ بدلیں مردمان جہد بسیار کردند و نعش مبارک آنجناب برداشتن نتوانستند. آنگاہ شیخ قوام الدین بدخشی نعش مبارک برداشتہ بختلان رسانیدند و در انجا بنجم

(کنار)

سلہ۱ ۷۳۰ء سلہ۲ ۱۳۸۴ء سلہ۳ شاید کہ نیر وسوات کنونی مراد باشد سلہ۴ مقصود ہمہ اعداد "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سلہ۵ مقصود تدفین -

ماہ جمیدالثانی[۱] دفن کردند رضی اللہ عنہ و عنہم کہ حضرت امیر از شیخ محمد از کانی بتبرک وقت اجازت یافتہ بودند و چند یار در سفر حرمین الشریفین ہمراہ داشتند و بر موقع سفر مراجعت از کشمیر لدی ماگری علمدار آن کردہ بودند۔ عاقبت بعد واقعہ ناگزیر ملک دیوی گنائی و لدی ماگری تلاش کردہ علم میمون مع ستون مبارک و عصائے شریف در کشمیر رسانیدند و بر صفہ کہ در انجا طرح حجرۂ خاص بود گذاشتند کہ سلطان قطب الدین و تمامی اعیان برای زیارت آں در انجا می آمدند از آں وقت باز مردم سنی کشمیر ایں حجرۂ و ایں اعلام را ملجاء و مطاف خود دانستہ محل اجابت دعا و معان فیض و برکت پندارند فقط۔

سید جلال الدین عطائی از رفقای حضرت امیر است۔ صاحب جذبہ و حالات و مظہر کرامات بود و با اہل و عیال خود در موضع چہر متصل کچھامہ پرگنہ کھاوڑہ سکونت اختیار نمود و با جمعی از سادات کبار و احفاد بزرگوار خود در انجا آسود۔

سید کمال الدین خالوی دلپذیر حضرت امیر فرد کامل و بی نظیر و مرد فاضل و صاف ضمیر بود بعد سیاحت اطراف کشمیر بفرمان حضرت امیر کبیر برائے تعلیم احکام شرع منیر و تربیت شاہ قطب الدین عالی تمیز دریں دیار جنت نظیر قرار پذیر گشتہ جمعے کثیر را بر سر بر تقریب رب قدیر بنشانید و بدرجۂ شہود رسانید۔ چوں رحلت فرمود در قطب الدین پورہ آسود۔

سید کمال الدین ثانی از یاران حضرت سید السادات مصدر فیضات و مظہر کمالات بود۔ ہنگام رفتن حضرت امیر بموجب علت پیری و قلت طاقت و حاجت دستگیری جہت توقف حاصل کردہ در موضع نائد کہے قرار نمود و بعد رحلت در انجا آسود۔

سید جمال الدین محدث نیز خالوی سید نامدار علامۂ روزگار و خاص پروردگار

---

[۱] جمادی الثانی

بود و بالتماس و التفات سلطان قطب الدین از حضرت امیر اجازت سکونت انید یار حاصل فرموده
و تا ایام حیات عالمیان را فیض بخشی نمود و بعد تخریق کسوت حیات در محله که بسبب سکونت
ایشان آن مکان را عروة الوثقی میگفتند و الحال به آروٹ مشهور است با جمیع یاران و متعلقان
خود بر کنارهٔ دریاے بہت آسود فقط ؞

چوں مردم شیعه آنجناب را از مقتدایان خود پندارند بنا بر آن در عهد عالمگیر و در زمان شیخ
غلام محی الدین متصرف مقبرهٔ آنحضرت شده بودند اما گروه اہل سنت نزد حاکمان وقت مرافعه
نموده مقبرهٔ ایشان از تصرف آنها نزع کردند فقط ؞

سید فیروز معروف به سید جلال از یاران حضرت امیر صاحب جذبه و حالات عجیبه
بود در موضع سمپور پرگنهٔ وہو مدفون است .

سید محمد کاظم معروف به سید قاضی . حواله دار کتب خانهٔ حضرت امیر روشن ضمیر و
صاف تقریر بود و از حالات و کمالات او نقلها مشهور است . می آرند که روزی حضرت امیر
در قصبهٔ پانپور کتاب فتوحات از وی طلب نمود و آن کتاب در شهر طالقان مانده بود و سید مذکور
در ہماں زمان بطی مکان کتاب حاضر کرده بحضور بگذرانید .

گویند دراں ایام بتخانهٔ للتہ پور مطاف مردم ہنود بود . سید روشن ضمیر بامر حضرت
امیر بجهت تعلیم و تربیت صغیر و کبیر در انجا سکونت پذیر شده ، بتخانه و بت پرستان را قلع و قمع
نموده و در انجا آسود ؞

سید رکن الدین و سید فخر الدین دو برادر عالی مقدار از مریدان سید نا ملا در زہد و
تجرید برگزیدهٔ روزگار است[1] و در موضع آون پوره پرگنهٔ اولر فیض بار ؞

سید محمد قریشی از مصاحبان حضرت امیر روشن ضمیر و بے نظیر بود . بامر سید السادات
در قصبهٔ بجبارہ سکونت گیر شده عالمیان را فیض بخشی فرمود و بتخانه بیجیشور که بسیار مزین

[1] باید شد - "اند"

ومکلف بود ویران نمود وسی صد و شصت بت خورد و کلان که از نقره و طلا و بهفت جوش میان آن صنم خانه نصب شده بودند مسمار کرده از مصالح آن مسجد جامع کلان آباد فرمود ودر جوار آن بجناب استراحت آسود. سید عزیز اللہ و سید مراد از خلفای اکمل آنجناب است[1]. ودر خطیره ایشان تحت قباب فقط -

سید احمد قریشی برادر زاده سید محمد قریشی مظہر قدرت وعالی ہمت بود - در موضع لتر پرگنہ شاوره آسود. فقط.

پیر حاجی محمد قاری از رفقای حضرت امیر جامع الکمالات صوری ومعنوی بود کلام قدیم بہفت قرأت از بر داشت بامر حضرت امیر بجہت تعلیم وتربیت سلطان قطب الدین ومردمان این سرزمین درینجا سکونت فرمودند وسلطان متصل دولتخانۂ خود برای نهادمان آنجناب خانقاہے بنا کرده آمدنی دو پرگنہ برای مصرف رباط آن مقرر داشتہ لنگر جاری ساخت پس سید نامدار در ترویج احکام ملت واشاعت مراسم شریعت وتعمیر مساجد وخوانق بسیار کوشید. وہشتم ماه رجب ۷۹۲ھ[2] بعلت صداع[3] نقل فرمود وہنگام نزع این رباعی تقریر نمود رباعی :-

زینجهان رفتیم ودل برداشتیم ما جهان بان را جهان بگذاشتیم
ایمنی جستیم زدست اجل ایدریغا ما غلط پنداشتیم

چون نعش مبارک ایشان را در صحن خانقاه معلی نماز جنازه ادا کردند از انجا برداشتن نتوانستند ومردمان متحیر شدند. دران اثنا نعش مبارک ایشان ناگاه بہوا پریده رفت ودر محل انتزوای خود محلۂ لنگر ہٹہ قرار یافت ودر انجا مدفون است ؛

---

[1] بباید "شده اند" [2] برابر جون وجولائی ۱۳۹۰ء [3] درد سر۔

سیّد بہاؤالدّین

ازیارانِ حضرت امیراست و در موضع ویدر پرگنۂ کروہن مدفون ؛

سیّد جعفر

برادر سید بہاؤالدّین صاحب مکاشفہ و شہود بود و در موضع آرہ ہامہ پرگنۂ لار آسودہ ؛

سید کبیر بیہقی

ازمنصوبان حضرت امیراست. صاحب کشف و کرامات وجذبہ و حالات بود و در محلۂ خواجہ بازار متصل خانۂ خواجہ شاہ نیاز با جمعی از سادات عالی تبار آسود قطعہ مسلمان شدن شاپور راہیب و کمالات حضرت سید کبیر در حصّہ[1] اول مرقوم است ؛

سیّد محمّد عین پوش اوّل

بعضی اورا آہن پوش میگویند. صاحب حالات عجیبہ بود و در محلۂ کہنہ کدل[2] بخواب استراحت آسود ؛

سیّد شہاب الدّین در محلۂ ملک پور متصل رنگہ مسجد مدفون ست ؛

سیّد بہاءالدّین ثانی از متابعانِ حضرت امیراست و در موضع آرہ ہامہ متصل شوپیان مقبرہ الشاں معروف ؛

سیّد نعمت اللہ از پیروان حضرت امیراست. در قصبۂ پانپور بالاتر از مقبرۂ خواجہ مسعود مرقد الیشان موجود ؛

سیّد محمّد و سیّد احمد از مریدانِ حضرت امیر صاحب حالات عجیبہ و کمالات بخفیہ اند و در مصاحبت حضرت پیر حاجی محمّدی بودند. و پس از انتقال آنجناب از کنر سواد در غور رفتہ ارشاد خلق می نمودند از انجا بغلبۂ تیمور ہجرت کردہ بکشمیر آمدند

[1] رجوع کنید بہ صفحہ ۳۲۳ [2] متصل [illegible] سرینگر

چون متصل شہر رسیدند کتابخانہ ہمراہ داشتند و دزدان بگمان مال و منال الشان را شہید کردند پس ہر دو بزرگوار سرہا در دست گرفتہ بر دروازۂ پیر حاجی محمد میر صفہ ایستادند۔ مردمان شہر قریب دہ ہزار فراہم شدند و بفرمان سلطان بر سر ہمان صفہ در خاک دفن کردند ؛

سیّد محمد حصاری

در مضافات بلخ قریۂ ساماں وطن اصلی الشان بود چون آبای الشان بحصار آمدہ سکونت یافتند مشہور بحصاری شدند۔ و با حضرت امیر قرابت قریبہ داشتند۔ مدعا کہ حضرت سیّد بحالات عجیبہ و کمالات بجیبہ موصوف بود و در زمان سلطان سکندر بجانب کشمیر توجہ نمود و بالتماس سلطان متصل دولتخانہ او در محلہ سکندر پورہ قرار اختیار فرمود و سلطان ہمیشہ از صحبت با برکت او مستفیض میشد۔ فقط۔

روزے دیدند کہ حضرت سید بیہوش افتادہ بود و از دامان و آستین پوستینش آب جوش میداد۔ چون ازاں حالت باز آمد ند موجب الحاح و ابرام یاران فرمودند کہ شخصے از مریدان ما در جہاز معرفت واز طوفان بادکشتی او غرق دریا گشت۔ چون التجا بمن نمود بہمت خود در رہائش او صرف کردم و کشتی حیات او بساحل نجات رسانیدم۔ ایں آب کہ از پوستین من جوش میزد از بحر محیط بود۔ وقتیکہ آں مرید از سفر حج باز آمد حقیقت حال ہمچنان بیان نمود۔

گویند حضرت سیّد گاہے متاہل نشد چون دنیا را پدرود نمود در محلہ نوہٹہ آسود ؛

سیّد سراج الدّین برادر سید محمد حصاری بسیار کامل و فاضل بود۔ در نندہ پورہ میر بحری آسود ؛

حضرت میر محمد ہمدانی خلف و خلیفۂ جناب میر سیّد علی ہمدانی است قدس سرہٗ بروز انتقال آنحضرت عمر شریف الشان دوازدہ سالہ بود و حضرت امیر ہنگام رحلت دو وثیقہ

یکے وصیت نامہ دوم خلافت نامہ نوشتہ حوالۂ مولانا سرای نمودند وگفتند کہ ہر دو کاغذ نزد خواجہ اسحق ختلانی و مولانا نورالدین بدخشی باید رسانید۔ پس وقتیکہ خواجہ اسحق و مولانا نورالدین درخدمت میر محمد ہمدانی قدس سرہ مشرف شدند و حضرت میر کاغذات والد ماجد خود از ایشان درخواست نمود و حضرت خواجہ ہمگی وصیت نامہ بایشاں تفویض فرمود و گفت کاغذ دوم بکسے دادن رواست کہ بطلب او سبحانہٗ تعالیٰ بمقام مطلوبیت برسد و رتبہ او از خادمیت بمخدومیت انجامد ہنوز آں وقت نیست وقتیکہ برسد تسلیم نمائیم۔

حضرت سید الفحوای اینکلام تبدیل حال شدہ سجادہ نشینی ترک نمود و در ملازمت خواجہ سہ سال و پنج ماہ قیام فرمود و درین مدت اول کلوخ استنجا برای ایشان تیار میکرد و بعدہ بخدمت آبکشی مامور شد۔ آنگاہ از مولنا نورالدین کسب آداب طریقت فرمود۔ چوں بسن شانزدہ سالگی عروج کرد خط ارشاد بایشاں تفویض شد و بارشاد خلق مشغول گشت۔ آنگاہ در سال ۷۹۶ھ[1] ہوای سیر کشمیر بنجا طر آوردہ با سیصد (۳۰۰) کس از علماء و سادات خطہ دلپذیر را رونق تازہ بخشید ؛

مؤلف تاریخ ورود او گفت ؎

حسن گفت تاریخ تشریف او ۔۔۔ مبارک امیر کبیر آمدہ

چوں خبر ورود مسعود آں قدوۂ اہل جود بسمع حضرت شیخ نورالدین نورانی رسید فرمود، "اشلوک" :۔ "کاشرن ہیراہ آو" ۷۹۶ یعنی مردمان کشمیر را بہرے آمد چوں حساب آں فہمیدند تاریخ مقدم آنجناب برابر بود سلطان سکندر مراسم پیشوای ایشاں بجا آوردہ در اطاعت و فرمانبرداری جاں سپاری نمود و بتجویز آنجناب بر صفۂ مرفوعۂ حضرت امیر خانقاہ معلی بمتانت و استواری ابداع فرمود و در موضع بون و قصبۂ نزال و موضع وچی وغیرہ ہر جاکہ

---

[1] برابر ۱۳۹۳ ، ۱۳۹۴ء

حضرت امیر بتجلیات ذاتی فائز شده بودند خوانق عالی بنا ساخت و در موضع کراله پوره برای نزهت خاطر الشان باغ وسیع طرح انداخت و نیز حضرت سید را یک لعل بدخشانی موجود بود تبرکاً بسلطان سکندر بخشیدند و بعوض آن سه قریه یکی قصبهٔ ترال دوم نونه ونی سیوم موضع وچی از دگر فتند و برای مصارف خانقاه معلیٰ وقف فرمودند. کیفیت آن در حصّهٔ اول مشرح است[۱] ونقل سند سلطان سکندر و وقفنامهٔ حضرت سید در اینجا موجود۔

مدعا که حضرت سید عرصهٔ بیست و دو سال در اشاعت مراسم ملّت و اجرای احکامات شریعت و رفع بدعت در کشمیر گذرانیدند و در هر جا تخریب منادر و تعمیر مساجد فرمودند و جمع کثیر در حصن متینِ دین مبین در آوردند. خصوصاً ملک سهه بٹ که وزیر سلطان بود، ترغ استقبالی بتاثیر یکنظر مسلمان کرده بخطاب ملک سیف الدّین ملقب فرمودند و تعلیم و تربیت صوری و معنوی او را نوازش نمودند فقط۔

می آرند که حضرت سید را اولاً بی بی تاج خاتون صبیّهٔ صلبیّهٔ سید حسن[۲] بهادر در عقد داشت وے بعد پنجسال ارتحال نمود و متصل فتحکدل بالا تر از مقبرهٔ ملک مسعود ٹھاکور آسود. بعد آن بی بی بارعه دختر نیک اختر ملک سیف الدّین بعقد ازدواج خود پسندیدند. وے بعد سه سال انتقال فرمود و در موضع کراله پوره میان باغ خود آسود که الحال به دده ماجی معروف است فقط۔

می آرند که حضرت سید برای ترویج دین متین مدّتے بطرف لداخ نهضت کردند. در اینجا نیز خانقاهے بنا کرده رجعت فرمودند۔

می آرند که سلطان سکندر در بجا آوری خدمات و تهیهٔ لوازمات و آداب محبّت و ارادت الشان بدل و جان استاده می بود. بنا بر آن سید محمد حصاری را غبار رغمے دامنگیر خاطر عاطر

۱ رجوع کنید بصفحهٔ ۳۳۲ و ۳۳۳ ۔ ۲ نقل است ...

گشتہ با حضرت سید ترک الفت فرمود و از حداثت سن و بعلمی الشان در پیش اعیان شکوہ ہا نمود بلکہ روزی در مجلس سلطان در مباحثۂ علم منطق وغیرہ با حضرت میر مناظرہ و معارضہ کردہ حضرت سید را الزام داد بنا برآں حضرت سید منغص شدہ شبانہ حضرت والد بزرگوار خود را در واقعہ دیدند کہ لعاب مبارک خود در دہانش ریختند و نصیحت با فرمودند۔

چوں حضرت سید از خواب بیدار شدند خود را از علوم عقلیہ و نقلیہ مالامال دیدند۔ پس ہماں وقت چند مکتوب مشتمل حقائق و معارف و نصائح برای سلطان نوشتہ فرستادند و کتاب شمسیہ[1] منطق را شرحے بقلم آوردند۔ چوں کتاب مذکور بنظر سلطان در آمد و ارباب فصاحت آنرا سنجیدہ کلام او را با کلام حضرت امیر کبیر قدس سرہ فرقے ندیدند۔ بعد آں حضرت سید چہل و پنج نسخہ در علم تصوف تصنیف فرمودند۔

روزے حضرت سید محمد حصاری بر شیرے سوار شدہ بنظر حضرت سید محمد ہمدانی گذشت فی الحال حضرت سید مصلا بر دیوار گستردہ برآں سوار شد و در پیش سید محمد حصاری نہضت کرد وگفت شیخ آنچہ تو کردی مردم آزاری است و آنچہ من کردم خود داری است۔

کار نہ رام بودن شیر زیان است و نہ اطاعت دیوار بے جان۔ بلکہ خلاصۂ مرام دوام شہود حضرت رحمان است تعالی و تقدس۔ فقط۔

بعد چند گاہ حضرت سید محمد حصاری ازیں خیال باز آمدہ حضرت سید محمد ہمدانی را بتعلیم و تربیت صوری و معنوی نواختہ خط خلافت خود بوے نوشتہ دادند و بعد چندے باز فیمابین الشان کدورت ظاہری واقع شدہ بنا برآں حضرت سید محمد ہمدانی در سنہ ۸۱۷ھ[2] باجاہ و حشم و خیل و خدم بطواف حرمین الشریفین نہضت فرمودند و ہنگام وداع اہل

---

[1] چند نسخہ ہائے خطی ایں کتاب در کتب خانۂ موسسۂ تحقیق و اشاعت محفوظ است۔

[2] برابر ۱۴۱۴ء (سنسکرت ہم عصر مورخ جون راج در تاریخ خود وفات سلطان [handwritten in margin: سکندر ۸۱۶ھ مندرج کردہ است ۔ و حضرت سید محمد ہمدانی قبل از وفات سلطان سکندر ...]

مجلس را خیر باد گفتند و اہل فطرت از این حرف تاریخ رجعت الشیاں یافتند. پس آنجناب بعد ادائی مناسک حج بوطن مالوف خود رجعت کرده در ہمدان عمر عزیز گذرانیدند. یوم سه شنبه ہفدہم ربیع الاول ۸۵۲ھ[1] رحلت فرمودند و در جوار مرقد والد ماجد خود آسودند.

سیّد احمد سامانی :- از منسوبان حضرت میر محمّد ہمدانی است. عالم با عمل و فاضل اکمل در کمالات علوم غریبہ بی بدل بود. تنویر در شرح سراجیہ ریختہ کلک ایشاں است و مرقد مطہرۂ آنجناب در جوار مزار سید محمّد خاوری متصل فتحکدل نمایان.

قاضی حسین شیرازی :- در علوم عقلیہ و نقلیہ فرد کامل، در فنون طریقت و معرفت مرد فاضل بود. چندے عہدۂ قضایای خطۂ شیراز را عامل شده فیصلۂ مقدمات بدیانت داری میکرد. عاقبت ہمرکاب حضرت میر محمّد ہمدانی خطۂ دلپذیر را رونق بخشید و در ینجا سکونت ور[زید.] حضرت سلطان بہ نسبت الشیاں تعظیم و تکریم بجا آورده، دہات بسیار جاگیر بخشید و سیّد موصوف [بر]ای احکامات شریعت و رفع بدعت بسیار کوشید و رسالۂ در جمع احادیث رتنیہ درست کرده بنظر حضرت میر محمّد ہمدانی گذرانید اما احادیث رتنیہ را بعضے علماء تردید میفرمایند و وثوقے ندارند. چون حضرت سید رحلت فرمود در محلۂ ترپرستان آسود. الحال بقاضی ولی مشہور است.

سیّد محمّد خاوری :- از یاران میر محمد ہمدانی عالم ربانی و عارف حقّانی بود طبعے موزون داشت. تصانیف بسیار مثل خاوری نامہ و شرح لمعات وغیره از تصنیفات او یادگار است. مقبرۂ الشیان متصل فتحکدل بانواع فیوض مشحون است و بابا عبد الکریم ہرلسیہ ریز[2] در روضۂ ایشان مدفون :-

سیّد علاء الدّین بیہقیؒ :- از احفاد مخدوم جہانیاں سیّد جلال الدّین بخاری است.

---

[1] برابر اپریل ۳۰ - ۱۴۵۰ء :- [2] ۵ھ - "ہرلسیہ ریز" ہاپیر ہوده (جی، آر)

همرکاب حضرت میر محمّد همدانی خطۂ جنت نظیر را خضارت بخشیده در موضع اسکندرپوره پرگنه بانگل انزوا فرمود۔ و در آخر عمر بالتماس سلطان بشهر آمده متصل دولتخانۂ شاهی سکونت اختیار نمود چون رحلت فرمود در مزار کلان آسود۔ صاحب فتحات مرقد ایشان در اسکندرپوره ثابت میدارد ؛

سیّد فخر الدّین ؛ فرزند ارجمند سیّد علاء الدّین است که در ریعان جوانی اثنای حیات پدر نامدار دنیای غدار را پدرود نمود و در موضع کانده بامه آسود ۔

سیّد ضیاء الدّین ؛ مشهور بسید زیرک فرزند دوّم سید علاء الدین بیهقی در موضع کانده بامه مدفون ؛

سیّد تاج الدّین ؛ فرزند سیوم علاء الدّین بیهقی است. عمر خود بگوشه نشینی گذرانیده ملجای خاص و عام و مرجع سلاطین کرام بود و از اقطاع عطیّه سلطان اصلاقوت عیال نفر مود و در ایام بغاوت اعیان ملک با سیّد حسن بیهقی شهید شده در موضع اسکندرپوره با جمعے از سادات عالی درجات آسود ؛

سیّد محمّد ؛ فرزند چهارم سید علاء الدین صاحب صفا و تمکین بود در موضع اسکندرپوره آسود ؛

سیّد جلال الدّین بخاری ؛ از رفقای سیّد محمّد همدانی بود و بامر آنجناب برای تربیت سلطان سکندر در ینجا قرار فرمود و جمعے کثیر از فیوض ظاهری و باطنی از و استفاده نمود[1] بنفاذ امر ناگزیر در مزار سلاطین آسود ؛

سیّد علی اکبر ؛ از رفقای حضرت امیر روشنضمیر و بی نظیر بود در محلۂ تاشوان با چند کس از متعلقان خود آسود ؛

---

[1] یا بدل بود "نمودند"

سیّد نور الدّین :-

از یاران امیر ہمدانی ہمشیرہ زادۂ سید حسین سمنانی ملجأ و مرجع عالمیان صاحب کشف و عیان بود در محلۂ زینہ کدل متصل زنگہ مسجد مرقد الشیاں نمایاں ۔

سیّد شہاب الدّین و سیّد حضور اللہ :-

از اقربائی سیّد نور الدّین است و در حظیرۂ او مدفون ؛

سیّد حسین :-

از یارانِ حضرت میر[1] بود. مقبرۂ او جوار سید نور الدّین درونِ کوچہ مفقود ؛

سیّد محمد لورستانی :-

از رفقائی خاص سید محمد ہمدانی در علم و عمل لاثانی است. در اوائل در پردہ فن گلکاری مستور بود. وقتیکہ سلطان سکندر تعمیر مسجد جامع میکرد معماران چالاک دیوار کنج شمالی آں ہر روز از چونہ[2] ریختہ کردہ می افراختند شبانہ ریختہ میشد. سید موصوف از بنیاد آں قبرے ظاہر کردہ دیوار کنج مسجد را منحرف افراخت۔ ازیں رو در افواہ انام مشہور شد. پس مدتی در عمارت مسجد بغیر اجرت کار میکرد و از مال خالص خود ہم مبلغے کثیر صرف مسجد میساخت مردمان قیاس کردند کہ حضرت سید گنجے یافتہ است. فقط :-

می آرند کہ سائلے از کثرت عیال و تنگی احوال در خدمت ایشاں سوال نمود. حضرت سید در آں زمان بکار گل مشغول بود و مشتِ گلِ آلودۂ خود را تاب دادہ در دامن او افشاند و فرمود کہ اصلا بغیر خانۂ خود فراخ نکنی چوں سائل بخانہ رسید دید کہ ریزہ ہای گل ریزہ ہای طلا شدہ بودند. بسیوم شہر ربیع الثانی ۸۱۹ھ[3] انتقال فرمود و متصل جامع مسجد با جمیع توابع و لواحق

---

۱ ۔ مقصود میر محمد ہمدانی ۔ ۲ ۔ چونہ لفظ ہندی بمعنی آہک ؛ ۳ ۔ ۱۴۱۶ء

مدفون است ::

خواجہ صدرالدین خراسانی :

از اولیای کبار بود و در پردۂ میگذرانید چون در فن معماری مہارتے عجیب داشت[1] بمرافقت سید محمد لورستانی در تعمیر مسجد بغیر اجرت کار میکرد و در محلۂ زینہ کدل ۲۲ ماہ ربیع الاول ۸۲۱ھ مقابل مزار سید بدرالدین اندفان پذیرفت ::

سید حسین خوارزمی

از رفقای میر محمد ہمدانی است و بارشاد آنجناب در محلۂ منہ وار سکونت پذیر شدہ عمر عزیز خود در تجرید و تفرید گذرانید و خلق خدارا بافادہ و افاضۂ فیض بخشی فرمود و بتخانۂ آنجا کہ مطاف اہل ہنود بود مسمار ساخت و سلطان سکندر را مدتے تعلیم قواعد قرآن میکرد. چون انتقال فرمود در انجا آسود و از برادر ایشان تا حال نسل باقی است ::

سید محمد مدنی

از منسوبان میر محمد ہمدانی است کہ بعد زیارت حرمین الشریفین باتفاق[2] سفیر امیر تیمور گورگانی در عہد سلطان سکندر خطۂ کشمیر را رونق بخشید چون گوشۂ دلپذیر دید اقامت گزید. اما برائے ادای بعضے عہود رسالت باز توجہ بولایت ماوراء النہر نمودہ زود رجعت فرمود و چند سال با عیال و اطفال در رعناواری مقام ساخت و قتیکہ سلطان از حالات و کمالات او اطلاع یافت بکمال الحاح و ابرام متصل دولتخانۂ خود مسکن ایشان قرار داد خانقاہے عجیب برای خادمانِ ایشان بنا نہاد و خود شب و روز در مصاحبت و مجالست ایشان اوقات بسر می برد. فقط.

[1] می آرند کہ روزے در ضیافت سلطان قازے بریان کردہ بر سفرہ آوردند حضرت سید

[2] مقصود مرافقت ::

ناظر را فرمودند کہ ایں ظرف قاز بری جدا بگزارند و حوالہ قاز دار نمایند۔ چوں سلطان بمبالغہ تمام از قاز دار تفحص نمود و گفت آں قاز مطبوخ خود مردہ بود۔

بعضی مورخان نقل کردہ اند کہ ایں عمل بقصد امتحان از کسان سلطان سر زدہ بود۔

مدعا کہ حضرت سید عمر عزیز خود در مجاہدہ و مشاہدہ گذرانید و ۱۱ ماہ رجب سنہ ۸۹۴ھ[1] ندای ارجعی بشنید و در حدود نوشہرہ بخواب استراحت آرمید۔

بعضی مورخان می آرند کہ حضرت سید یار دوم در عہد سلطان زین العابدین خطۂ دلنشین را رونق بخشید و مدتے در موضع مالہ موہ پرگنہ بانگل گذرانید و آخر عمر بالتماس سلطان بشہر آمدہ در حدود نوشہرہ قیام کردند و در انجا بحق پیوستند۔ ظاہرا ہمیں روایت اخیر بصدق اقرب است۔ فقط می آرند کہ مقبرۂ متبرکہ ایشان تا عہد حکومت علیمردان خان[2] زیارت گاہ خاص و عام بود کہ بروز دوشنبہ و پنجشنبہ مردمان بازدحام تمام بزیارت آں مقام میرفتند۔ روزے نامہ سیاہے درمیان مقبرۂ ایشان مرتکب فعل شنیع گشتہ چشمان او بے نور شدند و فردا ہیچ کسے بزیارت آں درگاہ مسابقت ننمود۔

ازاں روز باز مردمان کشمیر بروز دوشنبہ و پنجشنبہ بدرگاہ فیض پناہ حضرت سلطان العارفین آمد و رفت خود معمول داشتند۔ فقط۔ چون بر لوح دروازۂ مسجد حضرت سید علی ولی اللہ منقوش است۔ بنا بر آن اہل تشیع حضرت سید را بخود منسوب میدارند چنانچہ علیمردان خان و پسرش ابراہیم[3] خان کہ شیعہ بودند در ترمیم تعمیرات آنجا اہتمام تمام بکار بردند و از عواید و فواید آنجا یک حصہ بہ شیعہا مقرر داشتند۔ در ۱۲۸۹ھ[4] مردم شیعہ غلو کردہ با جنود سنیان بجنگ پیوستند۔ بنا بر آن اہل شہر بجوش آمدہ طایفہ شیعہ را غارت کردند و خانمان آنہا بسوزانیدند و بعد ورایں فتور راجہ رنبیر سنگھ دروازۂ مسجد و مقبرۂ ایشاں مقفل نمود و مردمان را از آمد و رفت آنجا ممانعت فرمود۔

---

[1] برابر ۸۹-۱۴۸۸ میلادی [2] ناظم و صوبیدار کشمیر بعہد شاہ جہان [3] ہم ناظم کشمیر در عہد شاہ جہان [4] برابر ۱۸۷۲ء

سیّد محمّد کرمانی ؒ

از سادات عالی تبار بود در عہد سلطان سکندر خطۂ دلپذیر را رونق تازہ افزود و در محلۂ تاشوان متصل مقبرۂ ملّا نازک آسود ؒ

سیّد فخر الدّین ؒ

از اولیای کبار بود و اواخر عہد سلطان سکندر بکشمیر آمدہ در موضع نیوہ پرگنۂ چھراٹ آسود .

سیّد محمّد زندہ پوش ؒ

از اولیای کبار بود . در کنج مزار سلاطین مدفون است .

سیّد عبد اللہ ؒ

برادر سید کمال الدّین در محلہ چچہ پل[1] مدفون است .

سیّد سلیمان ؒ

از سادات عالیدرجات بود . در محلۂ صفاکدل آسود .

سیّد کمال ؒ

از سادات نامی بریاضت و عبادت گرامی بود در محلہ اہلہ مر آسود .

سیّد حسین منطقی

بن سید نور الدّین بن سید تاج الدین از اکابر سادات بیہق است و بیہق شہریست در خراسان فقط .

می آرند کہ حضرت سید بسبب فترت امیر تیمور از وطن اصلی خود ہجرت کردہ با جمیع خاندان خود قریب چہل پنجاہ کس در عہد سلطان سکندر بکشمیر آمدند و دریجا عرصۂ چند سال بکمال قدر و منزلت بسر بردند و دختر سید محمد کاندہ ہامی بن سید تاج الدّین بیہقی بعقد ازدواج سلطان .

[1] مقصود "چھچھ بل"

زین العابدین نامزد کردند و ہمدران زمان لشکرے از ہند تسخیر دیار کشمیر یورش آوردہ بجنگ پیوستند و کسان سلطان حضرت سید حسین را متہم کردند کہ این جماعت با حضرت سید سازش درونی دارد بنا برآن حضرت سید در لشکر غنیم رفتہ باستمالت و نصیحت در مدافعت آنہا کوشیدند اما آن جنود دِرنو داند از الیشان را بوجہے عمل نہ نمودند پس سید بزرگوار با لشکر جرّار انید یار بمدافعت قوم اشرار متوجہ شدند و در حالت شدّت کارزار فوجے از زنبوران گزندہ ظاہر گشتہ در فوج غنیم افتادند و بہ نیش زنبوران مخالفان ہزیمت خوردہ بجانب ہند رجعت کردند فقط۔

می آرند کہ باوجود ظہور کرامت حضرت سید کسان سلطان را اطمینان کلی نشدہ آتش کدورت زیادہ تر مشتعل گشت بنا بران حضرت سید با جمیع متعلقان خود ازین ملک ہم ہجرت کردہ در قصبۂ چاوچہ متصل دہلی قیام کردند و سید نور الدین والد حضرت سید در انجا رحلت فرمودند پس وقتیکہ سلطان زین العابدین خطۂ کشمیر را مالک و متصرف شدہ حضرت سید را بابت آمدن کشمیر بسیار ابرام نمود بنا بران حضرت سیّد تنہا بجانب کشمیر تشریف آوردند و بعد چندگاہ حضرت سید حسن فرزند ایشان با جمیع عیال و اطفال در نمیلک رسیدند و در نیجا توطن فرمودند فقط۔

[۱۱]

می آرند کہ سلطان زین العابدین دختر سید محمد کاندہامی در عقد داشت و ی بی اولاد بود سلطان با ستدعای حلیلۂ خود از سید حسین فرزندے خواست و حضرت سید باشراق دانست کہ از وے فرزندے بظہور نیاید بنا بران روز دوم پسرے نو زاد از آستین کشیدہ در کنار سلطان انداخت و گفت محمد امین نام باید ساخت پس وقتیکہ عیال سید روشنضمیر در کشمیر رسید منکوحۂ ایشان بعرض رسانید کہ در فلان تاریخ از من پسری متولد شدہ بود کہ ناگاہ از دست من غائب شد حضرت سیّد گفت کہ من آن پسر آوردہ بسلطان بخشیدم چون

فرزندرا در پیش مادرِ خود آوردند بشناخت. فقط۔

می آرند که آنجناب در علم منطق مهارتے عجیب داشت بنابرآں ایشانرا منطقی خطاب کرده بودند و خاندان ایشانرا تاحال منطقی میگویند۔ مرقد شریف ایشاں در مزار سلاطین لبِ دریا مشهور است ۔

سید محمد بیہقی

فرزند سید تاج الدین بیہقی و عم سید حسین منطقی است[1] در عہد سلطان بکشمیر آمده در موضع کانزه هامه متوطن شدند. سلطان در بجا آوری خدمات ایشان بسیار کوشید و صبیه صلبیه ایشان بعقد نکاح سلطان زین العابدین در آورده اقطاع ایشان از بانگل مقرر داشت ۔

می آرند که حضرت سید در کمالات علوم صوری و معنوی فرد یکتا بود. طبعے موزون داشت اشعار برجسته می گفت و دیوان اشعار او قریب چہل ہزار بیت در مضامین تصوف مسطور است و مرقد شریف ایشان در کانزه هامه مشهور ۔

سید حسین

از احفاد سید حسین سمنانی مرشد راه ربانی بود. بموضع سیده پوره پرگنہٴ پهاک آسود ۔

سید محمد افضل

صاحب جذبهٴ قویه و کمالات معنویه بود و در محلهٴ نوشهره متصل مزار سید محمد مدنی مقبرهٴ ایشان در خاک مفقود است و بقول بعضے قبر ایشان در مزار شیخ گنج بخش موجود ۔

سید حبیب الله

در محلهٴ نوشهره بالا تر از مقبرهٴ سید محمد مدنی مدفون است ۔

---

[1] باید بود "بود"

سید خلیل

صاحب مقامات جلیل بود در قریۂ سدرہ بل پرگنہ پھاک آسود۔

سید علی اکبر ثانی

مصدر فیوض سبحانی بود در میدان مایہ سومہ مدفون است

سید محمد علی و سید محمد ولی

در محلہ زینہ رہار متصل ناو پورہ مقبرۂ الشیان مشہور است

سید حسن منطقی

فرزند اول سید حسین منطقی است کہ ذکرش گذشت مظہر فیوضات و مصدر کمالات بود و در شہر اذنتی پورہ رایت ارشاد افراختہ از اقران خود سبقت ربود و مقبرۂ الشیان در موضع مذکور مشہور۔

سید محمد امین اویسی

فرزند دوم سید حسین منطقی است برگزیدۂ سادات کبار و زبدۂ افراد روزگار صاحب جذبہ و کرامات و خرق عادات بود شعر: نگارم اگر جود و اعطاف او ؛ نگنجد بصد دفتر اوصاف او می آرند کہ حرم محترمۂ سلطان کہ دختر سید محمد کاندہ ہامی بود آنجناب را بفرزندی خود پذیرفتہ درکنار حیان پرورش داد چنانچہ کیفیت آن در ذکر سید حسین منطقی مشروح است. مدعا کہ حضرت سید را در خوردی آثار بزرگی ظاہر بود و از خدمت بابا حاجی ادہم باکتساب علوم عقلیہ و نقلیہ فائز گشت و از اقران دوران گوی سبقت برد۔

می آرند کہ در ایام طالب علمی از ارواح انبیاء و اولیاء تربیت علم باطنی می یافت و اوقات عزیز خود در ریاضات و مجاہدات بسر میبرد آنگاہ در خدمت خواجہ ہلال نقشبندی روی ارادت آوردہ طی مقامات سلوک نمود و بدرجۂ شہود اعتلا فرمود۔ پس مدت بسیارے در موضع اشم

بخلوت انزوا بسر برد و سلطان برای خادمان الشان در آنجا خانقاهے بنا ساخت۔ بعد آں در شیب کوہ ماران باغے احداث نمود و میان آں بعزلت بنشست، کہ الحال آں را میرہ واری میگویند پس ازاں دولتخانۂ متصل والد ماجد خود در محلۂ عالیکدل رباطے آراستہ لقبیۂ عمر خود در آنجا بیاد مولیٰ بسر برد۔ و ہمیشہ بذوق معرفت الٰہی ترک پادشاہی کردہ فقر و فنا و خلوت و انزوا برای خود قبول نمود و بعد سال و ماہے مجلس سلطان را بقدوم میمنت لزوم خود مزین میفرمود و بوفور فہم و فراست و فطرت و فطانت طبعے موزون داشت۔

ویسؔ تخلص میکرد۔ اشعار آبدار او پر از سوز و گداز است و ترجیع بند او مملو از راز و نیاز۔

غزل:-

جملۂ کائنات آنِ من است ۔۔۔ برتر از لامکان مکانِ من است

تنِ من عالم است، ای عالم ۔۔۔ جان عالم بداں کہ جان من است

نکتۂ را کہ عقلِ کل حیران ۔۔۔ ہمگی بر سرِ زبان من است

چوں سلیمان روزگار منم ۔۔۔ پادشاہی ہمہ از آنِ من است

ہر کجا خسرویست در آفاق ۔۔۔ کمترین کمترین شبان من است

من گرسنہ زہے خیال محال ۔۔۔ ماہ و خورشید ہر دو نان من است

استخوانے کہ عالمش جویاست ۔۔۔ اینہمہ[1] لائق سگان من است

ای گدایانِ دہر گوش کنید ۔۔۔ قاف تا قاف جملہ خوان من است

ایں جہانیکہ ہست نیست بدان ۔۔۔ تو یقین داں جہان جہان من است

آنکہ او را تو بے نشان خوانی ۔۔۔ بر در حجرۂ پاسبان من است

---

[1] ؛ و در نسخہ (ی) آں ہمہ مرقوم است۔

زاں بکشمیر منزوی[1] شدہ ام　　کیں ہمہ جملہ بوستان من است

چند روزے کہ بودہ ام بشما　　منتے زاں لیسے بجان من است

منطقی در مکان شریک تو بود　　چونکہ گفتی کہ لامکان من است

بعد ازیں ویس ترک گفت و شنود　　کنج کوہ و عبادتِ معبود

می آرند کہ روزے سلطان در نشیمن خاص زنیہ ڈنیب[ع] میانِ تالاب اولر اسبابِ فرحت و آلات عشرت مہیا کردہ جشن شاہانہ قرار داد و حضرت سید موجب سماجت سلطان و التماسِ مقربان در محفل سرور شرف حضور ارزانی داشت. چوں لبعضے امور باعث قصور و فتور بود حضرت سید یا از روی غلبۂ حال ویا از روی وقوع امر نامشروع خود را در آبِ دریا انداخت. ہر چند غواصان و ملاحان سعی کردند نشانے از و نیافتند موجب آں سلطان را عیش منغص شدہ و مجلس برہم خوردہ حزین و غمگین بشہر رجعت کرد. چوں بمقام اشم رسید دید کہ حضرت سید بر ساحل دریای بہت نشستہ خرقۂ خود را امید وخت و روی مبارکش بسانِ خورشید می افروخت. بمعائینۂ ایں حال ہمہ ہا بر پای او افتادند و بشہر بردند. چوں در محلۂ عالیکدل رسیدند. وی در رباط خود بنشست[2] و بریاضت و عبادت پیوست. گویند حضرت سید را استغراق اکثر غالب می بود موجب آں با مردم التفات کمتر میکرد. چنانچہ حضرت سید را دربانے بود ہر گاہ میگفت کہ میر با خدا است کسے را رخصت در آمد نہ بود و اگر میگفت کہ میر با خدا و خود است مردم در می آمدند و صحبت میداشتند عاقبۃ الامر درمیان وزرای سلطان حسن شاہ مسمی ملک احمد یتو. و تازی بٹ و غیرہ رنجش خاطر واقع شدہ خصومت آنہا بمحاربت انجامید. دراں اثنا بعضے مفسدان حضرت میر را تہمت جانب داری بعض امرا

[1] انزوا　[2] باید بود. بنشستند و پیوستند.

ع = بر سنگ بنیاد لنک موجود در ایس، پی، ایس میوزیم نام لنک " زینہ دیب " نوشتہ است (ح - ۳ ر)

موکلان در خلوتگاہ میر داری فرستادہ جسد مبارک ایشان مجروح کنانیدند و حضرت میر فگار و خونبار در عالیکہ دل آمدہ جان بحق تسلیم نمودند و این دو رباعی بر دیوار حجرہ از خون نوشتہ گذاشتند۔

(۱)

ہستم آں رند جہاں گرد مسیحا نفسے — کہ من این ہر دو جہان شمارم بخسے
اگر از عشق تو ام سر برود گو برود — کہ من این راز نہان تو نگویم بکسے

(۲)

من فارغم ز مصلحت اہل روزگار — میدان یقین کہ کشتن من بود بیگناہ
اکنون بیا و شعر بخوان بر مزار من — تا روی ظالمان ستمگر شود سیاہ

می آرند کہ ایشان از قاتلان خود بخشش بخاطر نیاوردند و این نعمت عظمیٰ ہمہ از حق پنداشتند و در حالت نزع حاضران برای تعیین مرقد مبارک استمزاج کردند و ایشان فرمودند کہ مرا در معبد خود مدفون سازند و برلب دریا منتظر باشند کہ از غیب چیزے خواہد رسید فردا علی الصباح دیدند کہ تختۂ از صندل میان دریا میرفت و برابر آستانۂ ایشان رسیدہ توقف کرد۔ فی الحال آں تختہ را برداشتہ بر قبر مبارک آنجناب گذاشتند کہ تاحال موجود است سلخ ماہ ذیقعدہ ۸۸۹ھ[۱] این واقعۂ روئداد "شہید کشمیر" ۸۸۹ تاریخ است۔

تاریخ :۔

ملک ز آسماں سر برآورد گفت — کہ سید محمد امین شد شہید

میگویند کہ در زمان گذشتہ ہر گاہ کسے در صحن روضہ نگاہ داشت ادب نمی کرد یا نام مبارک آنجناب بے ادبانہ میگفت یا قسم بدروغ میخورد فی الحال متنبہ می گشت چوں

[۱] برابر ۱۹ نومبر ۱۴۸۴ع

بدعت وگمراہی از حد رفت تادیب وتنبیہ باطنی بالکلیہ رفع شد۔

نقل است کہ ملا دولت نام شخصے از مخلصان حضرت سید بود۔ وے از پیش گاہ وزیر پادشاہ چند قریہ اجارہ گرفت وبباعث آفت سماوی چند سال او را نقصان شدید رسید وبسبب شدت تقاضای وزیر کارش بخوشہ چینی کشید تاکہ شبے بر مقبرۂ حضرت سید رفتہ عرض حال نمود و ہمانشب در خواب دید کہ حضرت سید با حضرت شیخ حمزہ مخدوم وشیخ بہاؤالدین گنج بخش درین امر مشورت میکردند وآن ہر دو بزرگوار فرمودند کہ وزیر از مریدان حضرت شیخ العالم است وبایشان متوجہ باشیم درانحالت حضرت شیخ العالم آمدہ فرمودند کہ من آن ظالم را تنبیہ خواہم کرد اگر تلافی ایں امر کرد فبہا ورنہ بعد اہتمام تعمیر خانقاہ کہ بر آستانۂ ما میکند تدارک او بعمل آرند پس حضرت شیخ العالم عصای پر غضب بر سینۂ وزیر نہادہ از حقیقت حال مطلع فرمودند موجب آن فرد او وزیر باتدبیر ملا دولت را آوردہ خشنود ساخت۔

سید بدرالدین

از سادات قدیم العہد در طبقۂ علیۂ قادریہ صاحب جذبہ وحالات بود ودر محلہ زینہ کدل بسمت مغرب آسودہ۔

سید نورالدین

برادر زادۂ سید بدرالدین۔ در مقبرۂ او مدفون است۔ وایں رباعی بر لوح قبرش بخط قدیم منقوش:

رباعی:-

جامے است کہ عقل آفرین میزندش صد شعلہ ز شوق بر زمین میزندش
آن کوزہ گر دہر چنیں جام لطیف میسازد وباز بر زمین میزندش

ہردو قبر ایشان مصدر فیوض و برکات است ؛

سید قمر الدین

برادر سید نور الدین، خلیفۂ خاص سید حسن منطقی صاحب حالات و کمالات عجیبہ بود۔ در موضع ساورہ پرگنہ لار آسود ؛

سید حسین بلادوری

از حرمین الشریفین باتفاق بابا عثمان اوچپ گنائی بجانب کشمیر توجہ فرمودہ مصدر آیات بینات و مظہر حالات عالیات بود کہ اکابران دین و دنیا در جمیع امور صوری و معنوی از جناب ایشان استمداد و استعانت می نمودند و کیفیت نسبت طریقت آنجناب کما حقہ بتحقیق نرسیدہ و بقول بعضی مورخان از منسوبان شیخ اسحاق شطاریست و اکثرے نسبت ایشان بحضرت شیخ بہاء الدین گنج بخش منسوب میدارند۔ مرقد شریف آنجناب در محلہ راجوری کدل مطاف اہل عرفان است ؛

چنانچہ حضرت سلطان العارفین تا عرصۂ دوازدہ سال ہر روز بزیارت ایشان شبانہ مستفیض میشدند و تاریخ رحلت آنجناب ہفتم رجب[ل] سنہ ۸۶۰ھ مشہور ؛

سید محمد رفاعی

المشہور بجانباز، ولی جامع کمالات صوری و معنوی مصدر فیوض و صاحب ارشاد بود۔ اوائل درمیان شہر سکونت[۲] میداشت لیکن بعلت ہجوم خلائق در قصبۂ بارہمولہ گوشۂ عزلت اختیار نمود و با اہل و عیال در انجا متوطن گشت۔ چوں در راہ خدا ظاہراً و باطناً جانبازی ہا میکرد لاجرم ایشان را جانباز خطاب دادند ۔

[ل]: برابر ۱۱ ر جون ۱۴۵۶ء [۲]: "مقصود" میکرد"

می آرند که سلطان زین العابدین در بجا آوری خدمات ایشان جهد بسیار میکرد و چند قریه برای معیشت خادمان ایشان جاگیر مقرر کرده بود و برای تعلیف اسپان ایشان میدان جانباز پوره نذر فرمود. چون حضرت سید رحلت نمود با جمیع توابع در انجا آسود ٭

سید جلال

هنگام فترت امیر تیمور خطهٔ کشمیر را بالقدوم میمنت لزوم خود رونق بخشید و در نسبت باطنی ایشان اختلاف است. بعضے آنجناب را کبروی میدانند و اکثر ایشان را بلا واسطه بخواجهٔ بزرگ حضرت بهاء الحق والدین قدس سره منسوب میدانند. اصل حقیقت این است که ایشان در اوائل نقشبندی بوده اند. چون در خطهٔ کشمیر نزول فرمودند از خدمت سید محمد مدنی نسبت کبرویه حاصل کرده باشند. وفات ایشان ۱۴ ربیع الاول[۱] ۸۶۱ھ بحساب کشمیر ۲ اشراون مطابق ہار بُدی اول و مرقد ایشان در موضع نسبل بر ساحل مانسر معروف ٭

سید حاجی مراد

فرزند ارجمند سید فخر الدین بیهقی است که بعد انتقال والد نامدار از عم بزرگوار خود سید ضیاء الدین زیر تربیت یافتند و بعد طے منازل سلوک و فراغت آن بزیارت حرمین الشریفین نهضت کرده از شیخ ابو اسحاق شطاری که سرآمد حضرات شطاریه صاحب جذبات عالیه بود اخذ بیعت نموده خط ارشاد حاصل فرمود پس بسبیل ایران در ماوراء النهر بخدمت میر عبدالله برزش آبادی که در آن زمان سر حلقهٔ سلسلهٔ کبرویه بود خط خلافت یافته بار دوم بزیارت حرمین الشریفین فائز گشت بعد آن در اطراف روم و شام و غیره امصار بعیده سیاحت کرده و حج سیوم بجا آورده در کشمیر رسید و در موضع کریری پرگنهٔ کروهن گوشهٔ عزلت پسندید.

۱ : برابر ۹ - فروری ۱۴۵۷ء

پس وقت نماز پیشین بہ تجسس آب ہر سو دوید و ندید و بسیار غمگین گردید ناگاہ مردے
مقدس و نورانی از گوشۂ سر کشید و حضرت سید پیغام آب ازو پرسید۔ وے گفت کہ ایں
بوتہ از بیخ باید کشید تا کہ آب ظاہر خواہد شد۔ حضرت سید آں بوتہ از بیخ بر آوردہ آب جوشیدن
گرفت و طہارت کردہ ہر دو بزرگوار نماز خواندند۔ آں مرد نورانی گفت "حاجی مراد مراد یافتی
گوشۂ خوش است مبارک باد" پس باہم دیگر موانست و مصاحبت فرمودند آں مرد نورانی
حضرت خضر علیہ السلام بود۔ آنگاہ حضرت سید برای آبادیٔ مزروعات آنجا از کوہستان بعید
بمسافت یکروزہ راہ نہر آبی آوردہ موضع مذکور آباد فرمود۔

می آرند کہ حضرت بابا پیام الدین ریشی گاہ اوقات بمصاحبت آنجناب مستفید میشدند
و مسائل طریقت می پرسیدند و حضرت میر را دراں ایام خیال تزویج دامنگیر خاطر عاطر شدہ
بود و حضرت ریشی ایشاں را ازیں فعل محمود منع میفرمود۔ عاقبت الامر حضرت سید متاہل شدند
و فرزندے یافتند۔ روزے حضرت ریشی آمدہ دید کہ فرزند قرآن میخواند حضرت سید گفت کہ
انکار تو بایں پسر بود و حضرت ریشی عذر خواست۔

مدعا کہ حضرت میر یگانۂ عصر بود چوں انتقال فرمود درہماں قریہ آسود۔

سید ناصر بیہقی

بن سید محمد کانرہ ہامی بن سید تاج الدین بیہقی است کہ جد تمامی سادات بیہقی و منطقی
است و مرقد شریف آنجناب در ملک بیہق معروف۔ مدعا کہ سید ناصر الدین از مریدان سید
حسین منطقی صاحب حالات و مصدر کمالات بود و عمر عزیز خود در مجاہدات بسر نمود۔
سلطان زین العابدین ایشاں را بسیار گرامی میداشت و اکتساب فیوض معنوی از آنجناب
میکرد۔ و دختر نیک اختر سید حسن فرزند سید ناصر در عقد سلطان حسن شاہ بود۔ و قتیکہ امرای

سلطان حسن شاہ[۱] باہمدیگر متنازع شدند و سید محمد امین ولیسی[۲] [را] شہید کردند، موجب آن سید ناصرالدین معہ عیال و اطفال خود بجانب ہند ہجرت کردند. و پس از چندگاہ موجب مطالبۂ سلطان حسن شاہ باز بطرف کشمیر رجعت فرمودند و حضرت سید را بمقام بمبر امر ناگزیر بوقوع آمدہ در آنجا آسودند ؛

سید فضل اللہ

فرزند ارجمند سید حسن منطقی است صاحبِ حالات عجیبہ و کمالات نجیبہ بود بعد انتقال والد نامدار بر مسند ارشاد نشستہ در افادہ و افاضۂ عباد بسیار کوشش فرمود و در صحن مقبرۂ سید حسن معہ پنج فرزند ارجمند خود مسمی سید کمال و سید فریدالدین و سید بایزید و سید نعمت اللہ و سید ناصر کہ ہمہ ہا از اہل صفا و تقوی بودہ اند آسود ؛

سید محمد و سید احمد کرمانی

دو برادر عالی گوہر روشن ضمیر و نیک محضر بودہ اند در محلۂ نوکدل مدفون ؛

سید حسن ثانی

نبیرۂ سید فضل اللہ بن سید نعمت اللہ بیہقی صاحب ریاضات و مجاہدات بود زندگانی خود در افادہ و استفادہ بسر نمود و در موضع اونتی پورہ در خطیرۂ پدر آسود ؛

سید حبیب اللہ

از سادات عالیہ درجات بود. حالات عالیات داشت در مزار کلان گنجبخش آسود ؛

سید حیدر

فرزند سید حاجی مراد بود کہ ہنگام آمدن کشمیر در اثنای راہ متولد شدہ بسبب حدوث

۱ : از ۸۸۰ھ تا ۸۹۲ھ (برابر ۱۴۷۵ء تا ۱۴۸۷ء)

۲ = در صفحہ نمبر ۳۷ گذشتہ مورخ حسن وفات میر ولیسی در سال ۸۸۹ھ قرار دادہ

علالت مادرش حضرت سید حاجی مراد او را در آستین خود پنهان داشتند. چون در کشمیر رسیدند از آستین خود کشیده تفویض مادرش نمودند. چون بسن بلوغ رسید از والد ماجد خود تربیت راه معنوی یافته ارشاد حاصل نمود و بعد انتقال والد بزرگوار جانشین او شده در موضع کمیری همدوش پدر مدفون ؛

سید سعید

فرزند دوم سید حاجی مراد مرید پدر بزرگوار خود بود حالات عجیبه داشت فرزند او سید محمد داود و ابن او سید احمد و پسر او سید محمد ابا عن جد همه ها بوبه یکدیگر جانشین شده در افاده و افاضه خلق مشغول بودند و در رهنمائی و حاجت روائی خلق الله سعی میفرمودند. در حظیرهٔ حضرت سید بزرگوار آسوده‌اند ؛

سید برهان

مرید حضرت سید جلال الدین بخاری بود و از خراسان آمده بمرافقت سید تاج الدین بیهقی در موضع اسکندرپوره سکونت فرمود در انجا بجواب آخرت آسود ؛

سید عبد اللطیف

از خلفای سید جانباز ولی صاحب ریاضت و ارشاد بود در حظیرهٔ مرشد آسوده ؛

سید سعید

معروف بشاه خواجه صاحب کشف و خوارق بود جوار مسجد جامع آسوده ؛

سید فخر الدین [۱]

از سادات بزرگوار صاحب صفا و عالیمقدار بود در موضع سینوه پرگنهٔ چهرات آسوده ؛

---

[۱]. مکرر در تحریر آمده است. رجوع کنید بصفحه نمبر ۲۱ - (جی، آر)

سید محمد نوری

از خوارزم آمده در گوجوارہ متمکن گشت. حالات و مقامات عالیہ داشت. در محلہ مذکور آسود۔

سید فرید

از سادات عالیہ درجات صاحب حالات و کمالات بود. در محلہ حالِ آسود۔

سید عبداللہ

از ولایت اندراب آمدہ عمر خود در موضع حبک پرگنہ پھاک در یاد خدا گذرانید و در انجا آرمید۔

سید جعفر

از متابعان سید محمد حصاری صاحب کمال و برجستہ احوال بود۔ در موضع چھترہ ہامہ پھاک آسود۔

سید یعقوب

در عہد سلطان زین العابدین از سیستان آمدہ در موضع کہور بریاضت و عبادت پرداخت قریب سہ صد مرید خاص ہمراہ داشت کہ ہمہ ہا از اہل تقوی و صاحب صفا بودند. در موضع مذکور ہمہ ہا آسودند فقط۔

سید قمر الدین

از خوارزم آمدہ مدتے در پرگنہ اچھہ متمکن شدہ بود آخر عمر در شہر آمدہ در باغ ملک سیف ڈار کہ احوال بشیر آرہ مشہور است منزوی گشت. ۲۲ محرم سنہ ۹۰۷ھ انتقال نمود و در انجا آسود۔

سید حبیب اللہ

از سادات کبار صاحب صلاحیت و خوش اطوار بود۔ در موضع اموہ پرگنہ آڈون مدفون است۔

سید عبداللہ

معروف بشیث ولی بزرگوار و عالیمقدار بود و باشش برادر نیک محضر خود در اندروارہ

آسوده.

سید یحیی

همرکاب سید علاء الدین بیهقی از ولایت آمده در محله بوته زجه بازار آسوده ؛

سید محمد اختاج

از سادات بزرگوار خوش کردار و ستوده اطوار بود در محله نوهته متصل جامع مسجد آسوده؛

سید محمد عراقی

صاحب ورع و تقوی از اهل صفا بود در محلهٔ ملارته آسوده ؛

سید حاجی محمد

و سید نور محمد دو برادر عالیمقدار برجسته اطوار خوش کردار بوده اند در کرالیه یار آسوده اند ؛

سید شهاب الدین

سندی. در عهد سلطان حسن شاه از سند آمده در ینجا متوطن شد عالم و فاضل بود و کمالات عجیبه داشت. مدة العمر حاجت روا و رهنمای مردم اقاصی و ادانی بود. در ملک پور آسوده ؛

سید موسی بغدادی

از شهر بغداد آمده دریں ملک توطن فرموده و از واصلان درگاه بود. در موضع شاجه مرگ آسوده ؛

سید رکن الدین

بغدادی. از سادات کبار بود در موضع رنگه موله پرگنه ناگام آسوده ؛

سید حسین

از شهر طالقان آمده از مریدان میر محمد همدانی بود در صحن خانقاه معلی آسوده ؛

سید حسین ژندہ پوش

متقی و پرہیزگار و صاحب صفا بود۔ در صحن خانقاہ معلی آسود ؎

سید نور محمد کرمانی

در ساڑہ گر محلہ ؎

سید جعفر

در موضع ہتہ پورہ لولاب ؎

سید محمد شامر

در موضع جیر پرگنہ بیروہ

سید اسماعیل

در زالی گام بیروہ

سید داؤد

در موضع محمد پورہ بیروہ

سید محمد کرمانی

در موضع ہایہ گام مدفون است ؎

سید حبیب کاشانی

صاحب حالات و کرامات بود۔ در زمان سلطان زین العابدین درین دیار مسعود ورود فرمود و درینجا عمر عزیز خود در تجرید و تفرید و مجاہدہ بسر نمود۔ و در زمان سلطان محمد شاہ در منازعت امرا با سادات بیہقی شہید شدہ در مزار کلان بشیخ گنج بخش آسود و کاشان شہریست در ماوراء النہر مشہور ؎

سید محمد منطقی

از احفاد سید حسن منطقی نبیرهٔ سید حسن ثانی ستوده خصال و صاحب فضل و کمال بود. عمر خود در ریاضت و تقوی بسر نموده و در محلهٔ چهچه پل بر کنارهٔ دریای بهت آسوده.

گویند بعد انقضای مدت دو سال مقبرهٔ او بکسی معلوم نه بود. ناگاه کنار دریا انهدام یافت و آب نزدیک مرقد ایشان رسید. یکی از ساکنان محله را حضرت میر در واقعه فرمود که جسد من از گور کشیده بجای دیگر دفن باید کرد و نشان قبر من آنست که بوقت بارش[1] تر نخواهد شد. فردا اهل محله جمع گشته جسد مبارکش از گور بر آوردند و دیدند که بر کفن او هیچ گرد کهنگی نشسته بود. و محاسن مبارک بحال خود داشت سالهای دراز گذشته گویا همین زمان غنوده بود. پس در صحن مسجد دفن کردند.

میر اسمٰعیل

برادر سید محمد منطقی از افراد روزگار مهبط انوار و مخزن اسرار بود. سکر و جلال غالب داشت. حالات و کرامات او بسیار است و مدفن او در موضع ملہ پوره پرگنه کویهامه دامن کوهسار.

سید حبیب سرخابی

در فترات سادات از قصبهٔ سرخاب شهر تبریز رو بکشمیر آورده شب و روز در مجاهدات و عبادات اوقات بسر میبرد. چون وصال یافت در محلهٔ کاوه ڈاره لب جوی مار آسوده. اصلا بجهت حکام و اغنیاء التفات نمیکرد و قهر و جلال بسیار داشت.

مشهور است که شبی تامهٔ بیاپنی در مزار ایشان مرتکب فعل شنیع گشت و بقهر ذوالجلال فی الحال سرش از تن جدا شد. بنا بر آن مردم از قهر و جلال او بسیار می ترسیدند. فقط

[1] مقصود « باران .

سیّد موسیٰ

وسیّد ذوالفقار وسیّد جعفر وسیّد افضل وسیّد معصوم وسیّد قاسم وسیّد داؤد این هفت بزرگوار از یک تبار که برادران و بنی اعمام یکدیگر بودند - در موضع انکو پرگنه بانگل در یک ده آسوده اند وسیّد عزیز که از رفقای ایشان بود بیرون دروازه مدفون است وسیّد قاسم در موضع تیله گام وسیّد محمد بخاری در موضع کراله پوره پرگنهٔ بانگل وسیّد خلیل و سیّد جلیل وغیره همه از ارباب کمال بوده در مقامات مذکوره آسوده اند. وحضرت سید خلیل کاشانی وسیّد محمد وسیّد عمر وسید علی وسید کاظم وسیّد مراد وسیّد جعفر وسید....[1] وسیّد حسین از محلهٔ بوزه گران تا محله چچه پل[عب] بنفاریق مدفون است. وسیّد ذوالفقار وسیّد علی وسیّد عبدالله وسیّد قاسم وسید حسین وسیّد ابراهیم وسید شاه نواز وسیّد اسحٰق وسید اسمٰعیل وسیّد فیروز که در محلات نورباغ وسکه ڈافر ونواحی آن مخفی است[3]. حقیقت مولد ومنشای این بزرگواران غیر از نام در هیچ کتابے بنظر نیامد. بیت

ندانم ز آغاز وانجام شان ، مرا بس بود بر زبان نام شان

سیّد برخوردار[4]: از نجبای سادات است بکمالات ظاهری وباطنی وتصرفات وجذبات وتجلیات وجدانی مشهور بود. وطنِ مبارکش[5]..... در عهد سلطان زین العابدین بکشمیر آمده در محلهٔ دانا مزار[6] که منتهای معمورهٔ شهر است سکونت فرمود ومهبط اسرار آلهی بود عمرے طویل یافت وسلطان برائے خادمان ایشان خانقاهے معمور ساخت که بحادثهٔ زلزله انهدام پذیر یافت ودر عهد چکان باز تجدید یافت که تا حال موجود است ورحلت سید بزرگوار ۱۴ ربیع الاول سنه[7]

---

[1] "سیّد مادر" (نسخهٔ ن) [2] کذا فی الاصل [3] کذا فی الاصل
[4] کذا فی الاصل [5] : "دانا مزار" (نسخهٔ ن) [6] چچه پل[عب]. کذا فی الاصل [7] کذا فی الاصل

مستور است و مدفن الشان جوار خانقاه مشهور قدس سره ؛

سید جعفر

از سادات عالیدرجات صاحب مقامات عالیات بود گوشہ نشینی ہمتِ خویش میداشت ۔ و بر غیر حق نظر نمی گذاشت ۔ روضهٔ او در راولپوره موضع مشہور ؛

سیّد منصور

برادر سید جعفر صاحب جذبہ و خوارق بود ۔ مدتے در اطراف عالم سیاحت نمود و بزیارت حرمین موفق گشت و با اولیائے کبار صحبت داشت ۔ در عہد فتح شاہ از دست موسیٰ رینہ شہید شد و در محلہ زالڈگر مدفون است ۔

سیّد احمد

مرقد او بیرون شہر متصل پل و ڈیارت مدتے مستور بود ۔ شیخ داؤد بتہ مالو قبر شریف الشان در عہد خود ظاہر نمود ۔ میگویند کہ علامت قبر اصلا قبول نمیکند ۔

سیّد نصیر الدین

خانیاری از سادات کبار زبدہ روزگار در زمرہ مستورین بود و بتقریبے ظہور یافت مرقد آں بزرگوار در محلہ خانیار مہبط فیض و مظہر انوار است و در جوار قبر الشان سنگ تربتی نمودار است ۔ میگویند کہ اینجا پیغمبری آسودہ است کہ در زمان سابق بر مردم کشمیر مبعوث شدہ بود صاحب واقعات کشمیری نگارد کہ من در کتابے از تواریخ دیدہ ام کہ وے از سلاطین زادہ ہا بود ۔ چوں راہ زہد و تقوی پیمود برسالت مردم کشمیر مبعوث شد ۔ پس در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمود ۔ بعد رحلت در محلہ انزمر آسود و نامش یوز آسف پیغمبر بود ۔

اما صاحب وقائع ملک کشمیر کہ در عہد سلطان زین العابدین بود روایت میکند کہ سلطان

از جانب خود سید عبداللہ بیہقی را با تحائف و نفائس فراوان بطور سفارت نزد خدیو مصر فرستاده
باپت استحکام رابطۂ محبت و اخلاص سلسلہ جنبانی نمود. پس خدیو مصر از جانب خود یوز آسپ نام
شخصے کہ از احفاد حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام بکمالات صوری و معنوی فرید دہر و یگانۂ عصر بود.
نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت مامور ساخت. چوں سفیر مذکور وارد خطۂ دلپذیر گشت
با سلطان رابطۂ اخلاص درست کرده و مراسم رسالت بجا آورده واپس رجعت نمود. بعد چندگاه
بمرافقت سید نصیر الدین بیہقی کہ از احفاد سید علاء الدین بیہقی است و از طرف سلطان در نزد
شریف مکہ بطور رسالت و وکالت رفتہ بود باز آمده و از جانب شریف مکہ بنام سلطان نامۂ کہ از پند و نصائح
مشحون بود آوردند و درمیان نامۂ سورۂ واقعہ بخط کوفی کہ مملو از خوف و رجاست ملفوف بود کہ مطابق
مضمون ہمیں سوره عمل باید کرد یعنی از خوف خدا باید ترسید. پس یوز آسپ بمؤانست و مجالست سید
نصیر الدین بیہقی عمر خود درینجا بسر برد فقط واز مرقد شریف او ایمائے ننوشت ::

والد راقم الحروف عبد الرسول شیو امیفرمود کہ من در ایام طالب علمی ہمراه استاد خود ملا
عبید اللہ بر کوه سلیمان رفتہ بودم و بر سنگ دیوار نردبان بتخانہ بخط ثلث نوشتہ دیدم کہ درینوقت
یوز آسپ نام جوانے از مصر آمده دعوی پیغمبر زادگی میکند سال پنجاه و چہار از سنۂ کشمیری.

بعد چندگاه وقتیکہ سنگان لاہور متصرف کشمیر شدند اہل خلاف بنا بر تعصب ذاتی عبارتیکہ
بر سنگ منقوش بود محو کردند چنانچہ اثر حروف آں ہنوز باقی است لیکن خوانده نمیشود فقط.

محرر ایں اوراق مستحسن غلام حسن میگوید کہ در سنہ پنجاه و چہار سلطان زین العابدین بتخانۂ
مذکور را مرمت کرده است و چہار ستون حجری وقایۂ سقف آں نموده البتہ عبارتیکہ بر دیوار منقوش
بود دراں وقت نوشتہ شده باشد پس ایں حرف تحریر صاحب وقائع کشمیر را توثیق می بخشد فقط
مردم شیعہ اعتقاد میدارند کہ یوز آصف از اولاد امام جعفر صادق است[1] رضی اللہ عنہ.

[1] باید بود - "بود"

موجب آں درانجا آمد ورفت میدارند[۱] و بہ نسبت او قصہ ہای طویل می نگارند واہل صفا میگویند کہ از تربت مذکور انوار نبوت جلوہ گرمی باشند ـ واللہ اعلم ـ

میر داؤد علامہ دوارکی

وطن مالوف او ہرات است ـ بعد تحصیل علوم صوری و معنوی در کشمیر آمدہ عالمیان را فیض بخشی نمود و در مزار سلاطین طرف یمین قبر سلطان زین العابدین بجواب آنحضرت آسود و اولاد الشان ہر ہمہ بزہد و تقوی آراستہ بود[۲] ـ

سیّد محمد کرمانی

صاحب جذبہ و تقوی بود ـ درون قلعہ سمت مغرب آسود و قبرش نابود ؛

سیّد کالو

بعضے اوراشاہ کالو گویند از خاندان شیخ فرید شکر گنج صاحب حالات عالیہ بود ـ او اخر زمان سلطان زین العابدین بکشمیر آمدہ متصل زیارت سیّد محمد مدنی بطرف عدالت مسجد در مزار سنگین آسود ـ مرقد او محل فیوض ـ

ساوات پارسائیہ

از اکابر سادات پارسا ہفت برادر نیک اختر در خطۂ کشمیر آمدہ درون قلعہ متوطن شدند و در کمال ورع و تقوی و زہد و ذکا آراستہ بودند و در ذیل روضۂ حضرت سلطان العارفین آسودند بعضے مورخان سیادت الشان را قائل نیستند ـ اسامی آنہا این است سید جلال ، سید باقر ، سیّد حسین ، سید احمد ، سید جعفر ، سیّد ابراہیم ، سیّد محمد ـ فقط ـ

---

[۱] : باید بود ـ "می کنند" [۲] باید بود ـ "بودند"

سید محمد عالی

از سادات متعالی بکمالات صوری و معنوی عالی و از مجاهدات و ریاضات متلالی بود. و در عهد سلطان سکندر با عیال و اطفال رو بکشمیر آورده در موضع پهکرپوره توطن فرمود و از حضرت شیخ نورالدین قدس سره ارشاد در راه طریقت حاصل نمود. سلطان زین العابدین اقطاع او از پرگنه ناگام مقرر داشته مراسم خدمت کما ینبغی بجا مے آورد. چون رحلت فرمود با جمیع احفاد و ذریات خود در انجا آسود.

سید محمد بغدادی

از نجبای سادات عالیدرجات بود. در محلهٔ دیده مر آسود.

سید نور شاه بغدادی

بعد تحصیل کمالات طریقت و اقتباس نور معرفت رو بکشمیر آورده در موضع گنڈ دیلوه سرقرار یافت و در افادهٔ خلق مشغول شده فیض بخشی نمود و در انجا آسود.

سید حسن بیهقی

فرزند ارجمند سید ناصرالدین بیهقی است[1]. کمالات علوم معنوی از والد ماجد خود و از باباحاجی ادهم حاصل کرده در مجاهده و تقوی فرد یکتا بود.

می آرند که سلطان محمد شاه نواسهٔ او بود. چون پدرش سلطان حسن شاه وفات نمود سید حسن کفالت و وکالت دختر زاده برخود گرفته بامورات ملکی دخیل شد. امرای روزگار بروی حسد برده با چهل کس از سادات کبار در نشیمن نوشهره در سنه ۸۹۲[2] شهید کردند. قصهٔ آن در حصهٔ دوم[3] مذکور است و مقبره سید حسن در محلهٔ دکان بشری بیت سر راه مشهور.

۱ : باید بود. "بود". ۲ : برابر ۱۴۸۷ع. ۳ : رجوع کنید به صفحه ۲۰۹ و ۲۱۰.

که این واقعه در عهد محمد شاه بادشاه کشمیر

سیّد محمّد بیهقی

فرزند سید حسن بیهقی در علم و عمل بیهمتا بود. بعد شهادت پدر نامدار از قاتلان او قصاص[1] گرفته همه را از تیغ گذرانید. و چندگاه در وزارت سلطان محمد شاه بسر برده از دست فتح شاه شهید شد قصهٔ آن در حصّه دوم مسطور.

میر محمّد منطقی ثانی

بچهار واسطه از احفاد سیّد حسن منطقی ونتی پوره صاحب مقامات سنّیه و حالات عالیه بود و در عهد سلطان حسن شاه اقطاع او چند قریه در بانگل مقرر داشت که تا دور افاغنه احفاد او میخوردند. مقبرهٔ او در محله تاشوان جوار مزار ملّه فتو مشهور است.

سیّد محمد جمال الدّین حافظ

فرزند سیّد کمال از احفاد سیّد تاج الدّین صاحب جذبه و حالات عجیبه بود. چون ندای ارجعی بشنید در حظیره جد بزرگوار خود آرمید.

سیّد نعمت اللّٰه

بن سیّد جمال الدّین حافظ زبدهٔ افراد رجال و پیشوای ارباب حال بود. عمر عزیز خود در افادهٔ خلق گذرانیده در مقبره اجداد مدفون است.

سیّد اسماعیل شامی

از سادات نامی و گرامی فرزند سیّد محمّد قادری است که در تفرید و تجرید و ورع و تقوی و مجاهده و مشاهده و فقر و فاقه و زهد فرید بیهمتا بود. بعد سیاحت روم و شام و هند و سند در سنه ۹۹۲ھ[2] بجانب کشمیر توجه فرمود و خلق خدا را راه هدی نمود چون حضرت شیخ داود خاکی حالات و کمالات

---

[1] ایضا [2] : برابر ۱۵۸۴ع

کارجوع کیند صفحه نمبر ۲۰۹ تا ۲۱۰

آنجناب معائنہ فرمود باہمدیگر رابطۂ مواخات بستہ بمجالست و موالست یکدیگر محفوظ شدند

واجازت طریقۂ خود بیک دیگر بخشیدند۔ فقط۔

می آرند کہ حضرت سید از شیخ داؤد خاکی درخواست طالبی نمود والشان قدوۃ العرفاء میر

نازک شاہ رابوے سپردند کہ تذکرۂ آں در مجلس مشائخ می آید۔ بالجملہ حضرت سید خلق خدا را چند ماہ

رہبری کردہ بطرف ہند رجعت فرمود ؛

قاضی حبیب اللہ خوارزمی

سید صحیح النسب بود از ولایت طوران آمدہ در کشمیر توطن فرمود و طالبان راہ خدا را فیض

بخشی نمود۔ و در عہد حسین خان چک رتبۂ شیخ الاسلامی فزود۔ تالیفات اولیاء یادگار است

ازانجملہ عقائد نصریہ کہ در اصول و فروع اہل سنت برائے ملک نصرت چک تصنیف کردہ

است و در بحث امامت و خلافت بسط بسیارے دارد مقبرۂ او در مزار سلاطین متصل دروازہ

مشہور است ؛

میر سید احمد کرمانی

از شہر کرمان آمدہ در قلمرو ہندوستان متوطن شدہ بودند۔ دران اثنا یکے از سلاطین کشمیر

کہ از دست بنی اعمام خود منہزم گشتہ در ہندوستان حیران و پریشان میبود۔

روزے در خدمت حضرت سید رفتہ برای حصول مدعا التجا نمود۔ حضرت سید بعد وثوق عہد

و قرار در خصوص اجرای احکامات شریعت و رفع آثار رفض و بدعت او را بشارت تسلط کشمیر

داد و بجانب این سواد فوراً فرستاد۔ دران اثنا بامداد دعای آں قطب اوتاد کلید فتح این

بلاد در دست آں نامراد افتاد و بالتماس او حضرت سید ہم رو بکشمیر نہاد، دریں جا رسیدہ بنیاد بدعت

و فساد و آشوب رفض و عناد و ظلم و بیداد ہمچناں برپا دید و از بدعہدی آں کاذب بدنہاد بسیار رنجید۔

فی الحال تیرے در شست کشیدۂ بطرف آسمان پرانید و جان آں کاذب در قعر جہنم رسانید۔
آنگاہ سلطان نازک شاہ مطیع فرمان الیشان شدہ خانقاہے برای خادمان آنجناب در محلۂ نزورہ بنا فرمود و سہ ہزار خروار برای وظائف خادمان درگاہ مقرر نمود و بعد چندے حضرت سیّد را در صفای باطن فتورے آمدہ از اقطاع مستغنی شدند و اوقات عزیز در توکل گذرانیدند و با مشائخ و اولیای این دیار مثل حضرت سلطان العارفین وغیرہ بسیار صحبت داشتند و از دریائے فیوض باطنی خود عالمی را قطرات بخشیدند ـ مدعا کہ حضرت سید فرید عصر و یگانہ دہر بود و در مزار کلان گنج بخش آسود۔

میر سیّد مسافر

فرزند دلپسند حضرت میر سید احمد کرمانی است[1]۔ صاحب حالات و مقامات برجستہ بود و در ورع و تقوی قدم بقدم متابعت والد بزرگوار خود میفرمود و جوار مرقد آنجناب بخواب آخرت آسود. پنجہ درفش[2] سرور کائنات و نعلین مبارک آں مفخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات معہ تبرکات دیگر کہ از حرمین الشریفین والد ماجد او ہمراہ آوردہ بود بخلیفہ خود بابا مسعود نزوری مرحمت فرمود کہ الحال در محلۂ نزورہ موجود است ٭

سیّد جلال

از خلفای برجستہ سیّد احمد کرمانی است و در علوم تصوف فرد یگانہ و فخر زمانہ بود و در ترویج طریقۂ خود جہد بلیغ فرمود و در خطیرہ مرشد بزرگوار خود آسود ٭

سیّد محمد نعلین پوش

اواخر عہد چکان رونق افروز این دیار شدہ حالات و کمالات عالیہ داشت. عمر عزیز در خلوت وانزوا گذرانید و ہمیشہ چشم دیدن از دیدن اغیار ہمے پوشید و روی بیگانہ نمے دید۔

۱ : باید "بود"۔ ۲ درفش نام عَلَم کاوۂ آہنگر لیکن درینجا مقصود "مطلق عَلَم"

بنابراں بعین پوش شہرت یافت و در محلہ حول بسبیل عام مدفون است ؛

سیّد جمال الدّین بخاری

خلیفہ قدوة الاقطاب حاجی عبدالوہاب بود کہ بشش واسطہ بجناب مخدوم جہانیان میرسد و در ولایت و سعادت شانے عجیب داشت و در آخر عہد سلاطین کشمیر باشارۂ سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم باین دیار جنت آثار تشریف آوردند و از کولہ پورہ چیر نخان کہ مردے صالح بود ہمراہ گرفتہ در خانقاہ ملک احمد یتو نزول اجلال فرمودند۔ فقط ؛

حضرت سلطان العارفین میفرمودند کہ چون آنحضرت با دولت عظمت دران بقعۂ بابرکت اقامت کردند ہمدران شب کسے مرا گفت کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بعنایات خود برای تکمیل تو شخصے محقق زمانہ و فرد یگانہ صاحب عظمت و تمکین مسمّی سیّد جمال الدّین قدس سرہٗ درین شب رسانید کہ نسبت سلسلہ و خلافت او معنعن بحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرسد و امشب در خانقاہ ملک احمد یتو است. میباید کہ میروی فردا در خدمت او و بیعت کنی با او ولازم پنداری مطاوعت او۔ پس رفتم فردا در خدمت ایشان و نشستم در صفِ نعال ہمچنان کہ پیچیدگی پائین کسے ندید و بعد اقتباس انوار دیدار ایشان باز آمدم بکلبۂ احزان خود چون روز دوّم باز رفتم و در صف پائین نشستم آن حضرت مشفقانہ بمن نظر کردند و نوازشہا فرمودند و گفتند کہ امشب تمامی حالات و مقامات تو و پیچیدگی پای تو روشن کرد حق سبحانہ و تعالیٰ بر من و حکم شد مرا برای تربیت تو اکنون قبول کردم ترا بفرزندی خود پس عطا کردند مرا ہمانہ و ز طاقیۂ خود و فرمودند کہ بگذار این طاقیہ مبارک من بر سر و روزی چند در خلوت نشستہ استخارہ کن. پس رفتم و باجازت ایشان در مقام خلوت نشستم و دیدم بہ برکت آن طاقیہ حالات عجیبہ و واقعات غریبہ۔

چون از خلوت موعود برآمدم و عرض کردم واقعات خود در خدمت ایشان پس تربیت

کردند مرا تا عرصهٔ شش ماه و مبدل میشد حالات من روز بروز از حالے بحالے و از مقامے بمقامے تا آنکه رسیدم بجائیکه روشن شد بر من اسرار غیبی و رموز لاریبی. پس عطا کردند مرا خط خلافت آنگاه رخت سفر بر بستند و عزم رجعت فرمودند من نیز عرض کردم که همراه باشم منظور نفرمودند بعد ازان وداع کردند و مرا در هر واقعه و هر حادثه حاضر می بودند ؛

مثنوی :-

در پناه پیر صاحب راے باش ... پیر را سر دان و خود را پای باش
سایهٔ رهبر است از ذکر حق ... یک قناعت به که صد نوبت طبق
چشم بینا بهتر از پانصد عصا ... چشم بشناسد گهر را از حصا
دست پیر از غائبان کوتاه نیست ... دست او جز قبضهٔ الله نیست

میر بابا حیدر

ایشان در کتاب مصنفهٔ خود هدایت المخلصین صاف نوشته اند که من رسیدم از گجرات آمده ام اما مورخان دیگر مثل صاحب اسرار الابرار وغیره سیادت آنجناب بر زبان قلم نیاورده اند بلکه حضرت میر از خلفای حضرت سلطان العارفین ابو الوقت بود ۔

در ریاضات و عبادات و خرق عادات فرد یکتا بود. اکثر اوقات جنیان از خدمت ایشان استمداد میکردند و کتاب هدایت المخلصین در حالات و کرامات مرشد بزرگوار خود حضرت سلطان العارفین تصنیف کرده است ؛

بعضے مورخان میگویند که نسخهٔ مذکور از کلام ایشان نیست بلکه بعضے باباهای موضع بربری بوت دعاوی وراثت خود و اشاعت نسبت اخوت بابا علی رینه با حضرت مخدوم اختراع کرده با ایشان منسوب داشته اند[1] و بنظر عالمگیر بادشاه گذرانیده اند. و نیز قاضی خان جانب داری آنها کرده

[1] : باید بود - « کرده اند »

وراثت آنها بپایهٔ ثبوت رسانید والله اعلم بحقائق الامور۔

مدعا که حضرت میر از اولیای روشن ضمیر بود ۸ ماه محرم سنه ۹۹۹ھ[۱] رحلت فرمود و در موضع تولهمولہ آسود۔ عرس ایشان هشتم بادرتِ ساون سدی دهم بحساب کشمیری مقرر است:

خواجه ضیاء الدین محمد

از نژاد خواجگان بخارا مصاحب پادشاه کشمیر بود۔ یکهزار و نهصد خروار منصب داشت چون در سلطنت اینجا خلل رفت دیداز مصاحبت دامن کشید و به تربیت حضرت سلطان العارفین فائز گشته در عالم شهود سبقت نمود۔ طبع موزون داشت اشعار آبدار میگفت۔ حضرت مخدوم با او التفات بسیار میکردند چون انتقال نمود در صحنِ مرشدِ کاملِ آسود:

سید محمد دولت

و سید محمد عالم و سید محمد اعظم و سید محمد عادل هر چهار کس از هند آمده مرید حضرت محبوب العالم شدند۔ عمر خود در مجاهده و مشاهده بسر بردند:

خواجه خاوند محمود نقشبندی[۲]

فرزند میر سید شریف از اکابر سادات بخارا بود که نسب ایشان به پنج واسطه تا حضرت خواجه علاء الدین

---

[۱] برابر ۲۷ اکتوبر ۱۵۹۰ع [۲] نسب نامهٔ خواجه خاوند محمود و حضرت خواجه بهاء الدین نقشبند:۔ خواجه خاوند محمود بن میر سید شریف بن خواجه محمد ضیاء بن خواجه میر محمد بن خواجه تاج الدین حسین بن خواجه علاء الدین نبیره بن خواجه حسین عطار بن خواجه علاء الدین عطار قدس سره داماد و خلیفهٔ نیک نهاد خواجهٔ بزرگ خواجه بهاء الدین نقشبند بخاری رضی الله عنه است و حضرت خواجهٔ بزرگ بن سید محمد بخاری بن سید جلال الدین بن سید برهان الدین قلیچ بن سید محمد رومی بن سید محمد لواق بن سید محمد صوفی بن سید معز الدین بن سید محمود جلیع بن سید علی اکبر بن امام حسن عسکری بن امام محمد تقی بن امام محمد نقی بن امام موسیٰ علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین شهید رضا بن حضرت علی المرتضیٰ زوج البتول و خلیفة الرسول محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم و کرم الله تعالیٰ وجهه (نقل من رساله مرآة طیبه من کلام خواجه محی الدین هادی نقشبندی قدس سره)

علما زمیرسید حضرت الشان در ریعان جوانی بتوفیق ربانی از خواجه محمد اسحق ده بیدی شرف بیعت یافته اند واز روح پاک حضرت خواجه بزرگ قدس سره نیز در سلوک راه باطنی امداد واعانت یافته بر اقران دوران فائق شده اند. بعد طی مراحل سلوک رخت سفر بربسته از بخارا بر آمدند وچندگاه در گجرات قیام کردند. از آنجا بهوای گلگشت کشمیر بخاطر آمده مدتے رونق افزای انبیدیار شدند. وطالبان راه خدا را رهبری فرمودند وبعد مدتے باز بهوس سیاحت بلاد هند بخاطر آوردند واطراف هند را سیر کرده باز بکشمیر آمدند ودر باغ حسین شاه چک که الحال بخواجه بازار معروفست با اهل وعیال خود سکونت اختیار فرمودند. چون ملجاء حکام ومرجع خاص وعام شدند از پیشگاه سید انام علیه الصلوة والسلام برای تعمیر خانقاه اجازت یافتند. پس موجب مصلحت بعضے اعیان دوران خانقاه حضرت محمد امین اویسی که در موضع اشم معطل بود بتجویز مفتیان از آنجا برداشته درمیان باغ مذکور نصب کردند وچهل وپنجهزار روپیه در بنای آن صرف نمودند. درآن اثنا فساد شیعه وسنی بوقوع آمده حضرت الشان را درین فساد متهم کرده نزد شاهجهان بدهلی فرستادند. وبعد ملاقات پادشاه بامر او در لاهور توقف فرمودند وفرزند ارجمند خود خواجه معین الدین برای ترویج طریقه واهتمام خانقاه باجازت پادشاه بکشمیر فرستادند وحضرت الشان در سال یکهزار وپنجاه ۱۱ ماه شعبان نقل فرموده در لاهور آسوده اند.

تاریخ

سال تاریخ رحلتش هاتف بود وے صاحب فضایل گفت

میر حمزه کبریری

از اولاد سید حاجی مراد مرید شیخ یعقوب صرفی است ومیر محمد خلیفه پیر صحبت او بود واز فیض صحبت بابا والی هم بهره ور گشته درکمالات علوم صوری ودر حالات ومقامات راه معنوی شانے عجیب داشت وبعد وصال مرشد باکمال بارشاد عباد مشغول شده جمع کثیر را بدرجه شهود رسانید ونسخه مختصر حالات

حضرت ایشان [۱] تصنیف کردہ است. در سنہ ۱۰۲۶ھ [۲] رحلت نمود و در موضع کریری آسود ::

میر باقر

خلف الصدق میر حمزہ کریریست. کسب معانی از والد ماجد خود نمودہ با حضرت میر محمد خلیفہ بہرہ اندوز صحبت گشت. و از حضرت صرفی ہم نظرے داشت ہنگام سیر پکلی ہم رکاب آنجناب بود. قبولیت بسیار یافت بالجملہ اوقات عزیز در حسن اعمال و اشغال بسر بردہ در حظیرۂ آبای خود مدفون است ::

میر محمد یوسف

برادر زادۂ میر حمزہ کریریست. از میر محمد خلیفہ دست انابت گرفتہ باشغال طریقت عامل گشت چون حضرت ایشان بحرمین نہضت کردند و ہنگام معاودت در اکبرآباد رسیدند میر محمد خلیفہ خطے بدست میر یوسف دادہ نزد حضرت ایشان فرستاد. در اثنای راہ ہر روز او را طعامے از غیب میرسد چون در اکبرآباد ورود یافت بنظر اول حضرت ایشان کشف عام ملکوت حاصل کرد و بار بعین مامور شد. گویند در حین خلوت اربعین یک چشم او بیکار شد و بوجہے پرداخت آن نمود. چون بطرف کشمیر رجعت فرمود حضرت ایشان بنام خلیفہ تحریر ساخت کہ میر یوسف را فرستادند. زر او بمحک امتحان زدیم. ہمچنان سرہ برآمد کہ صد ہزار صراف از روشنای زر او بمحک خواہند رسید. میر حمزہ را بگوئید کہ برای میر یوسف خط ارشاد بنویسد. چون میر یوسف بوطن آمد در اثنای راہ ہر روز طعامے از غیب می یافت و ہفت فلوس کہ از اینجا زاد راہ ہمراہ بردہ بود باز گشت آورد. چون رحلت نمود در حظیرۂ جد بزرگوار آسود ::

---

[۱] : مقصود از شیخ یعقوب صرفی

[۲] : برابر ۱۶۱۷ع

میر شمس الدین اندرابی

بن سید ابراهیم از سادات صحیح النسب بود و در عهد سلطان زین العابدین بکشمیر آمده در محلهٔ ملارٹه توطن فرمود. سلطان او را از اهل علم و عمل و صاحب خوارق دانسته مدارج تعظیم و تکریم بجا آورد و برائے خادمان ایشان در محلهٔ مذکور خانقاهے بنا ساخت و برائے مصرف لنگر خانقاه آمدنی[1] چند قریه وقف نمود چون حضرت سید انتقال فرمود درون قلعه در ذیل مسجد ملا شاه آسود ؛

سید نعمت الله قادری

از احفاد حضرت غوث الاعظم رضخلیفه شیخ درویش قادریست قدست اسرارهم که در عهد چکان از هند آمده خطهٔ کشمیر را رونق بخشید و در محلهٔ ججه بل عرصهٔ چندگاه آرمید و جمعے کثیر مثل میر میرک اندرابی و حاجه بابای قادری وغیره بدرجهٔ تکمیل و ارشاد رسانید. اکثر اوقات بحفظ نسبت معنوی شاغل میبود احیاناً با وجد و سماع هم رغبت میفرمود و بصحبت حکام و اغنیاء اصلا میل نمود.

می آرند که چند مرتبه ضیافت ابنای روزگار قبول کرد و در نسبت خود فتورے یافت. روزے در خانهٔ میر نازک قادری رفته از قصور احوال خودش شکوه نمود. حضرت میر شیانه حصه طعام را بته خود که از کسب عورات بود بوی داد و بجرد تناول آن صفائی باطنش بدستور حاصل گشت پس حضرت میر او را فرمودند که در حفظ نسبت خود خبردار باید بود و از شبهات اجتناب باید نمود و الا این لقمهٔ هر کس را امکان نیست. مدعا که حضرت سید چندگاه در محلهٔ ججه بل اقامت فرموده بجانب هند رجعت کردند.

میر میرک اندرابی

خلف الصدق سید شمس الدین اندرابی و نواسهٔ میر افضل منطقی است. اول[2] اویسی بود. عاقبت

---

[1] ؛ لفظ آمدنی نیامده در نسخه (دی) [2] :. اولاً در نسخه (دی)

دست انابت بدامن شاه نعمت الله حصاری زده درجهٔ مشاهده حاصل نمود و تا عمر چهل سال همیشه قائم اللیل و صائم الدهر میبود. اکثر اوقات در صحبت خاص سرور عالم صلی الله علیه وسلم و خلفای راشدین مستفیض میشد و بارواح اولیای کبار صحبت میداشت. مستجاب الدعوات در همه حسنات بود. آخر عمر دختر سید عبدالله بن سید محمد حسن قمی را در عقد آورد و سه پسر و شش دختر ازو متولد شدند. از انجمله یک صبیه طراز بالین شیخ داود خاکی بود. فرزند اولش سید محی که در محلهٔ ملارٹه جانشین پدر رشد ه بود در جوار مرقد پدر بزرگوار آسوده و ذریت او در محلهٔ ملارٹه و رتن پوره و لولاب موجود است. فرزند دومش سید احمد قاسم در موضع پرچهل آسوده. احفاد او در انجاست. فرزند سومش سید یوسف در موضع کیرو متوطن و متوفی شده اولاد و احفاد او دران قریه پایر جاست. مدعا که حضرت میر در عهد خود فرد یهمتا بود. پنجم ماه صفر سنه ۹۹۰ه[1] رحلت نمود و در محلهٔ ملارٹه آسوده؛

تاریخ

چون سید ز دنیای دون نقل کرد | زاو تا دو ابدال بود است فرد
پے سال تاریخ آن نام جو | بگفتا خرد شیخ و سید بگو

۹۹۰ھ

میر شاه بابا

نبیرهٔ میر میرک اندرابی است. عالم تحریر و فاضل بے نظیر بود. بعض علوم از ملا باقر نارهٔ للو اخذ نمود. همیشه بدرس علوم دینی اشتغال داشت. در عین جوانی از دنیائے فانی درگذشت؛

میر ابو الفتاح

فرزند سید محمد منطقی ثانی داماد حافظ بصیر خنده بونی صاحب حالات و مصدر کالات بود. ۱۷ رجب سنه ۹۴۱ه[2] در تچهه[3] آسوده؛

[1] برابر ۲۹ فروری ۱۵۸۲ء
[2] برابر ۲۲ جنوری ۱۵۳۵ء
[3] پوچهل. تحصیل پلوامه

سیّد ابراہیم خان

خلف سید محمد بیہقی در علوم صوری و معنوی ممتاز و در ریاضت و مجاہدت جانباز بود۔ در عہد سلطان محمد شاہ موجب رشتہ قرابت قریبہ چند سال مدار المہام مملکت شدہ بود و تمام کشمیر جاگیر داشت۔ کیفیت جاہ و ثروت و حکومت او در حصہ دوم[1] مذکور است۔ چوں رحلت نمود در مزار سلاطین آسودہ۔

سیّد مبارک خان بیہقی

فرزند سید ابراہیم خان مرید حضرت محبوب العالم بود۔ در زمان حکومت چکان اولا وزارت میکرد پس انہ در سنہ ۹۸۸ھ تاج جہانبانی بر سر وادہ تا عرصہ ششماہ و در وزیر ملک کشمیر حکمرانی نمود۔ وقتیکہ اکبر شاہ خطۂ کشمیر را در قبضۂ اقتدار خود آورد سید مبارک خان با جمعے از اعیان کشمیر بحضور طلبید و سید مبارک خان را حکومت کشمیر بخشید۔ وے اصلاً قبول نکرد موجب آں بادشاہ دلتنگ شدہ سید موصوف را بطرف بنگالہ فرستاد و در اثنای راہ وفات یافت[2] حالات او در حصہ دوم مشروح است "شہید رفت" تاریخ است۔ سنہ ۹۹۹[3]

تا ایں جا ذکر سادات بیہقی موجب کتاب است۔ آیندہ مطلق ہیچ خبر او نہ۔

سیّد حمید

از سادات عالیہ ... صاحب حالات و ریاضات بود۔ غازی چک بنابر تعصب او را در بانجی وینو شہید نمود۔ ولاشۂ مبارک از خود بخود لغیر سر شبانہ در محلہ زالڈگر رسید و سگان جسد او را حفاظت

---

[1] : رجوع کنید بہ صفحہ ۲۹۶ (حصۂ دوم تاریخ حسن)

[2] : رجوع کنید بہ صفحہ ۳۰۱ (″ ″ ″)

[3] : ۱۵۹۰ و ۱۵۹۱ ع

میکردند۔ فرود امر دمان لاشۂ اوشناختہ در محلۂ مذکور دفن کردند وسرش نیافتند۔

سید شمس الدین

خلف سید نعمت اللہ از احفاد سید تاج الدین صاحب ورع و تقوی بود۔ در مقبرۂ سید تاج الدین آسودہ ؛

سید علی

فرزند سید شمس الدین از اہل صفا بود۔ در خطیرۂ اجداد خود مدفون است ۔

سید شمس الدین نوشہری

فرزند ارجمند سید حاجی احمد از احفاد میر سید یوسف ہمدانی است کہ عم سید شہاب الدین ہمدانی[1] بود وارادت معنوی بحضرت خواجہ حبیب نوشہری داشت۔ در ریاضات و مجاہدات فرد یہمتا بود۔ در نوشہرہ مدفون است ۔

سید میر خان

از سادات عالی درجات بود۔ در عہد سلاطین بکشمیر آمدہ بخدمت حضرت [illegible] سلطان العارفین رحمی ارادت آورد و در ریاضات و مجاہدات عامل گشت تا کہ درجۂ عالی یافت ؛

گویند سید موصوف را[2] در فن گلکاری مہارتے عجیب داشت۔ بنابرآں بفرمان مرشد عالی [illegible] ن زیر دامان جنوبی کوہ [illegible] آن سورے بلند انداختہ زمینے مسطح و مستوی [illegible] خت و در انجا رایہ [illegible] آرامت افراخت۔ حضرت مخدوم اکثر اوقات در انجا رفتہ کسب [illegible] ظر میفرمودند و سید میر خان [illegible] وصیت کردند کہ مدفن من درینجا باشد۔ پس مطابق فرمان عالیشان ہمچنان بوقوع آمد کہ مرقد آنجناب مانند آفتاب در انجا روشن و ہویدا است در روضۂ سید میر خان از روضۂ عالی سمت مشرق پیدا۔

[1] پدر بزرگوار حضرت امیر کبیر قدس سرہ، [2] "را" درینجا زیادہ است

عہ : [illegible] روضۂ عالی جناب حضرت مخدوم سمت مشرق واقع است۔

پس عنایت اللہ خان حاکم صوبه در ایام حکومت خود صحن روضهٔ عالی را وسعت داده سوری که فی الحال موجود است از تعمیر اوست ۞

سید حسن قمی

در عهد سلاطین از بلاد قم آمده در پرگنهٔ زینه گیر رخت اقامت انداخت. روایت[1] افاده افراخت و از فیوض باطنی خود جمعی کثیر را بهره ور ساخت مرقد او در موضع سیده پوره مشهور است ۞

سید عبد الله

فرزند سید حسن قمی صهر میر میرک اندرابی است. صاحب ریاضات و ورع و تقوی بود عمر عزیز خود در افاضه بسر نمود. در آخر عمرش شخصیکه را فضلی سنی نابود دختر خودش نذر فرمود و سید موصوف برای خدمات لابدیه آن دختر را در عقد تزویج خود آورد و سید احمد ازو متولد شد. دران حال حضرت سید انتقال فرمود. و پسرش را جد مادری خود پرورش داد و تعلیم و تربیت او آن پسر مذهب شیعه بر خود قبول نمود. که تا حال زیارت او در نیدیار موجود است. و مرقد او در احمد پوره مشهور ازین رو مرقد سید حسن قمی در تصرف مردم شیعه در آمده اهلسنت اصلا در انجا نمیروند و مردم شیعه مقبرهٔ او را قبله حاجات پندارند ۞

میر باقر

از احفاد سید مبارک خان بیهقی صاحب کمال و اهل حال بود در موضع نیوه پرگنه چهرات آسوده ۞

میر فاضل

خلف و خلیفه میر باقر برجسته احوال و ستوده افعال بود خلفای برجسته داشت در موضع نیوه آسود ۞

---

[1] صحیح رایت بمعنے نشان و علم

سیّد احمد قریشی

از مدینه شریف آمده در موضع چهنه پرگنه گوپهامه انزوا فرموده در آن قریه آسوده.

خواجه معین الدّین نقشبندی

فرزند ارجمند حضرت خواجه خاوند محمود در علم صوری و معنوی فرید عصر و یگانهٔ دهر بود. از والد ماجد خود دهلی مراحل سلوک نموده خلعت ارشاد حاصل کرد. و بر مسند خلافت او جلوس فرمود. در هنگام فساد اهل تشیع همرکاب والد ماجد خود بدهلی رفت. چون حضرت خواجه بفرمان حضور در شهر لاهور سکونت فرمودند والیشان بفرمان والد خود برای ترویج طریقه علیه و آبادی خانقاه و اهتمام لنگر و جاگیر بکشمیر آمدند. و در تزئین خانقاه و ترویج سلسله مشغول شدند. تعظیم علماء و فقهاء بسیار میفرمودند. با وجود صفای معنوی حسن لقای صوری بکمال داشت احسن الوجه و احسن الاخلاق بود پادشاه چون شمایل ایشان دید بنهایت خوش شد. یکی از امرای دربار که شیعه بود ایشان را بابت طوالت محاسن شریف که یک قبضه افزون بود. اعتراض نمود حضرت خواجه فرمودند که بجهه خود علی الرغم شیعه دراز گذاشته ام فقط.

گویند تمامی علماء و فضلاء و حکام و اهل عدالت در خدمت آنجناب مستفید میشدند. و کسب حل دقایق و معانی از ایشان میفرمودند. فضایل پناه ملا محمد طاهر و ملا ابوالفتح کلو و ملا یوسف مدرس و ملا عبدالنبی و شیخ احمد مفتی وغیره همیشه در مصاحبت و مجالست ایشان حاضر میبودند. و حضرت خواجه باتفاق فتاوای نقشبندیه مرتب فرمودند و غیر ازین تالیفات و تصنیفات بسیار از طبع وقاد ایشان یادگار است و رساله در حالات والد بزرگوار خود تصنیف کرده اند و نسب خود بخواجه علاء الدّین عطار منسوب میدارند[۱] و سند ارشاد تا حضرت خواجه عبیدالله احرار میرسانند.

---

[۱]: مقصود میکنند

مدعا که طریق نقشبندیه بتوجه ذات ایشان و والد بزرگوار ایشان درین ملک رواج یافت
و از یاران خاص او بسیار کسان بر مسند ارشاد استقلال یافته در ترویج طریقه جهد بلیغ بکار بردند.
چون عمر مبارک حضرت خواجه از هفتاد متجاوز گشت در سال هزار و هشتاد و پنج سلخ[۱] ماه محرم الحرام
انتقال فرمودند و در صحن خانقاه بخواب استراحت آسودند.

ازانجا که سه فرزند ارجمند ایشان پیشتر از جهان رفته بودند. و از فرزندان صغیر کسی قابل خلافت
نبود بنابران حرم محترمه ایشان که صبیه صفیه خواجه عبد الرحیم دهبیدی از بطن خواهر عالمگیر بادشاه
بود اهتمام خانقاه داری و انتظام امور خانداری بکمال دیانتداری و جان سپاری بجا آورده مردم
اقاصی و ادانی را بخود خوش ساخت فقط.

میر خداداد

پسر میر شمس الدین نوشهری از سادات عالیه درجات بود چون ذوق خداپرستی دریافت
بخدمت مولانا محمد یعلی کبروی بشتافت و در فقر و فاقه ریاضات شاقه بعمل آورده بدرجه قرب و
معیت اعتلا نمود و صبیه صلبیه ایشان در عقد شاه محمد فاضل قادری بود و در محله نوشهره
جوار خانه آسود.[۲]

میر سید علی خان

از سادات بخاراست پدرش مسمی بسیف الدینخان از امراء چکان شیعه شنیعه بود در روزی که حضرت
بابا نصیب الدین غازی در قصبه چیوڈاره نزول اجلال فرمود و سیفخان مذکور از روی تعصب غضب

[۱] برابر ۲۶ اپریل سنه ۱۶۷۴ء
[۲] خانه خود آسود (نسخه ی)

حجرے کہ حضرت بابا از آن عبور فرمودہ بودند. از دستِ ملازمان خود لشویانید. چون حضرت بابا این خبر بشنید و گفت کہ وی پل را شست و شو نمود و من خاطر او را شست و شو خواہم کرد. فی الحال نو بارۂ زندگانی او سید علیخان کہ در عنفوانِ جوانی بود در کمند جذبہ بند کردہ پیش خود آوردند و بنظرِ فیض اثر. درونے دیدہ خاطر او بنور و صفا منور کرد. و از ہوا و ہوس دنیا باز آوردند. پدرش ہر چند جد و جہد نمود اما باز مراد از دست او رفتہ اصلا باز نیامد. پس سید علی ترک خانماں کردہ درمیان غارے مدت دوازدہ سال انزوا نمود و در ریاضات و عبادات جہد بلیغ فرمود تا کہ خود را بدرجۂ معیت و شہود رسانید. پس پدر خود سید سیف الدین را بزور توجہات باطنی راہ ہدایت نمودہ از کیش خود تائب ساخت و از تعلیم و تربیت خود درایت ہمت او بدرجۂ تکمیل و ارشاد افراخت. مقبرۂ ہر دو بزرگوار در موضع چیوڈارہ مشہور است. و تبرکات ایشان تا حال در آنجا موجود و وفات میر علیخان در سنہ ۱۰۸۳ھ[۱] مشہور۔

شاہ محمد فاضل قادری

نسب ایشان بشش واسطہ تا حضرت غوث الثقلین میرسد. اوّل در تجرید و تفرید بود و امر تزویج بر خاطر مبارکش دشوار می نمود. پس از بحکم فانکحوا متاہل شدہ در سنہ ۱۰۹۲ھ[۲] خطۂ کشمیر را رونق بخشید. قریب یکصد کس از اہل و عیال و خیل و خدم ہمراہ داشت. مقتدای اہل توکل بود. از صد تا ہزار ہر چہ میسر میشد در یک لحظہ بمستحقان میرسانید. باوجود عسرت ویدیونی چیزے ذخیرہ نمیکرد. مسافر آن وارد و وارد را قوت و کسوت دادہ خرچ سفر ہمراہ میداد. وظیفہ خواراں را نوع رعایت میکرد کہ موجب تحیر میشد. باطن ایشان بکمالات علیہ مستور و متجلی بود و فنای وجود و نفی صفات وجود از و مفہوم میشد۔

---

[۱] برابر ۱۶۷۲ء [۲] برابر ۱۶۸۱ء

میفرمودند که مراقبه رفته رفته و حالے میبود که باوجود سن شباب بصورت طفل شیرخواره که بر دستها میگیرند متصور میشدم و باز بوجود اول عود نمودم". و در ایام تجرید تنها بسبیل خوفناک میرفتم و نمی ترسیدم و گاہے در ایام زمستان میان آب بدعوات مشغول میشدم و آں جامہ ہای تر بر بدن خشک می نمودم و تعلق زن و فرزند بر خود مثل کوہ قاف گران می یافتم. حلم و علم و جود و سخاوت الشان محتاج بہ بیان نیست. در سنہ ۱۱۱۷ھ روز چہار شنبہ ۹ جمادی الاول کسوت حیات دریدہ در محلہ خانیار آرمیدند

تاریخ زدہ سر ز آسمان ہاتف بگفتا ، بگو "سید محمد فاضل ما"

سید حسین پہکلی

بیک واسطہ از خلفای میر محمد خلیفہ صاحب حالات و ریاضات عالیات بود. مدت چند سال در کشمیر گذرانیدہ بزیارت حرمین الشریفین نہضت کردہ ہنگام مراجعت بملاقات شاہ عالم بہادر رسیدہ اخلاص بہم رسانید و بعد مدتے در سنہ ۱۱۲۲ھ باز بکشمیر آمدہ دو ماہ توقف کرد. وقتیکہ باز گشت در اردوی پادشاہ رسید بیمار شدہ بوطن آوردند و در آنجا مدفون است ؛

سید ماہ روشن

عم سید حسین پہکلی و خلیفہ میر محمد خلیفہ بود. مدتے در سیر و سیاحت گذرانید و با اولیای کبار صحبت داشت. عرصۂ چند سال بر روضۂ مطہرۂ حضرت امیر مجاور بود. و از روح مبارک آنجناب فیضیاب میشد. بعد زیارت حرمین الشریفین بکشمیر آمد در قصبہ بارہ مولہ اقامت فرمود و در آنجا بخواب آسود.

---

۱ در نسخہ ی "عبارت خط کشیدہ دریافتہ شد ۲ برابر ۱۸ اگست ۱۷۰۵ء

۳ . آرمید (نسخہ ی) ۴ برابر ۱۷۱۰ء

۵ . بخواب آخرت آسود (نسخہ ی) | عہ = بحساب ابجد قیمت حروف "سید محمد فاضل ما" ۱۱۱۸ می رسد - ج - آر

میر ایوب بخاری

از سید شریف بخکینی در علوم صوری و معنوی تلمذ فرمود پس به هند آمده در خدمت میاں عبد النبی سیارم چوراسی که مقتدای مشائخ هند بود طے مراحل سیر و سلوک فرموده در عهد فرخ سیر خطهٔ کشمیر را رونق بخشید و طالبان راه خدا را هدایت فرمود و در محلهٔ گوته پوره آسود ٭

سید حسن خان

خلف و خلیفهٔ میر علیخان چیوڈاری مهبط فیوض باری و معدن علم و برد باری بود در ریاضات و مجاهدات و ضبط اوقات و کشف و کرامات حالات عجیبه و کمالات غریبه داشت. اکثر اوقات سکر و مستی بروے غلبه میکرد. روزے در حالت مستی از بام خانه بزیر افتاد و ضربے بوے رسید. در مقبرهٔ اسلاف مدفون ٭

میر افضل

بن میر محمد طاهر[1] از احفاد میر میرک اندرابی بود و از شاه ابوالحسن قادری و از شیخ جته مالو اکتساب فیوض معنوی فرموده لیکن از والد بزرگوار خود خرقهٔ ارشاد حاصل نمود. وقت از کتابت کلام الله بسر می آورد. عمر عزیز خود در خلوت و انزوا گذرانید در سنه ۱۱۳۰[2] انتقال فرمود. در حظیرهٔ اجداد آسود ٭

میر محمد هاشم

خلف و خلیفهٔ سید علیخان که نسبت الشان بپانزده واسطه تا حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه[3] میرسد. اوائل سنه ۱۱۳۰[4] خطهٔ کشمیر را رونق بخشید. صاحب طاعت و ریاضت و تقوی بود و در هر شب و روز گاهے یک ختم کلام الله گاهے دو ختم در نماز میخواند و از صحبت مردم فراغ میداشت. بعد نماز فجر

---

[1] در نسخهٔ (ی) میر طاهر مرقوم است. [2] برابر ۱۷۱۸ء

[3] در نسخهٔ (ی) بجاے "غوث الاعظم رضی الله عنه" "قدس سره" مرقوم است. [4] ۱۷۱۷ او ۱۸/۱۷۱۷ء

تا اشراق و بعد عصر تا مغرب و گاہے تا آخر شب و بعد نماز جمعه علی الدوام ذکر جہر میکرد. آخر شوال ۱۱۳۵ سنه ھ[1]
نجوم شد فرمودند که چقری پیدا باید کرید عرض کردند که برای چه؟ فرمودند که اگر کسے بمیرد میان آن
دفن کرده شود ہنگام نزع رو بآسمان کرده بسرعت تمام قرآن میخواند. وقت رحلت اسم ذات بطریق
اره از سینه او مسموع میشد چون رحلت نمود در گو چواره آسود۔

تاریخ۔ گوہر علم و یقین میر محمد ہاشم

اخوند ملا طیب

صاحب حالات عجیبه و کمالات غریبه خلیفه ارشد بابا نصیب الدین غازیست و از عزیزے
دیگر بہره نقشبندی ہم یافته بود و با بسیارے از اولیای کبار صحبت داشت. عاقبت در صحبت قلندری
احوال ایشان متغیر شده بسکر انجامید و مغلوب گشت و از مداومت صلوٰة خمسه بیفتاد بعد از
چندے بحال خود باز آمده بر مسند مشیخت بنشست. حالات و کرامات او از حد تحریر بیرونست و از
تقریر افزون طبع موزون داشت. دیوان اشعار او پر از راز و نیاز و سوز و گداز است. سیادت ایشان
از مورخان کسے ثابت نمیکند لیکن راقم الحروف دیوان طبعزاد ایشان را مطالعه نموده سیادت خود بچند جا ثنا
کرده اند. والله اعلم. وفات ایشان ۲۲ ذوالحجه ۱۰۸۶ سنه ھ[2] مسطور است و مرقد ایشان در
واتل کدل مشہور است۔

تاریخ ایکه پرسی ز وصل سید ما شیخ دین ہادی انام بگو

اورنگ زیب در سال ۱۱۱۴ سنه ھ[3] بر تربت ایشان روضه سنگین ابداع نمود۔

تاریخ سال تاریخ این خجسته مکان روضه طیب امام بگو

---

[1] برابر جولائی ۱۷۲۳ء ؛ [2] برابر فروری ۲۹ ، ۱۶۷۶ء

[3] ۱۷۰۲ ، ۰۳ ، ۱۷ء

شیخ غلام محی الدین تجدید آں نمود ۔

خواجہ نور الدین محمد آفتاب نقشبندی

ابن نظام الدین ابن خواجہ محمد اشرف ابن خواجہ معین الدین نقشبندیست قدس سرہ
در عنفوان شباب از ہر باب اکتساب کمالات صوری و معنوی نمودہ یگانۂ عصر بود۔ و تعلیم
اشغال باطنیہ و تلقین وظائف معنویہ و اجازت و ارشاد طالبان از خواجہ احمد لیسوی حاصل
نمودہ در ضبط اوقات و توفیق طاعات و خرق عادات شانے عالی داشت و در زمان دہی و
جوانمردی از جاگیرداری و لنگر پروازی نام نیک یادگار گذاشت و در سنہ ۱۱۵۶ ھ ۶ رشعبان انتقال
فرمود و در مزار آبائی آسود ۔

تاریخ :-

رفت آں سالار ملک معرفت ‌‌ ‌ درر کاوش صد ہزاراں فوج دِل
اعظم از یک ذرہ کم تاریخ یافت ‌ ‌ بود خواجہ آفتاب اوج دل

۱۱۵۵ ھ

میر عبد الوہاب

خلف الصدق میر محمد ہاشم عالم عامل و فاضل کامل داماد شیخ محمد مراد ٹنگ از ارباب
صدق و صفا بود۔ و در مزار والد ماجد خود آسود ۔

میر عبد الرشید

خلف سید احمد بن سید محمد بن سید ابراہیم خان بن سید مبارک خان بیہقی است کہ نسب ایشان
تا حضرت سید تاج الدین بیہقی میرسد، و از طرف والدہ با سادات دوارکی نسبت داشت

سلم پرایہ ۶ ستمبر ۱۷۴۳ء = "بحساب ابجد قیمت حرفِ "بود خواجہ آفتاب
اوج دل" ۱۱۵۵ می رسد۔ (جی ایم ر)

وی در علم صوری و معنوی فرد بے انباز و در مجاہدات و عبادات مرد جانباز و در حسن تقریر و بسط کلام ممتاز بود۔

اولاً از والد ماجد خود سید احمد که از یاران بابا نصیب الدین غازی فیضیاب شده بود بتعلیم و تلقین طریقهٔ سہروردیه فائز گشت و مدت دوازده سال در کوہسار نواحی چرار میان غار خلوت نشین شده بعبادت و بندگی کردگار ساعات لیل و نهار بسر برد و از ارواح اولیای کبار تربیت یافته رتبه عالی حاصل کرد۔ بعد آن بشهر آمده از شیخ محمد مراد منگ در طریقهٔ قادریه و نقشبندیه تکمیل یافت آنگاه در خدمت شاه علی رضای سرہندی مشرف شده ارشاد سلسلهٔ کبرویه و سہروردیه حاصل نمود و با حضرت عبدالصبور بستل و بزرگان اکمل صحبت داشت. بے تکلف و ساده وضع مے بود [در] یک کرته سالها قناعت میکرد۔ ہنگامه آرائی و عجیب و ریا و خرقه و کلاه خوش نمیداشت۔ قدردانی علم و علماء بسیار میکرد۔ حالات و مقامات عجیبه داشت۔ باعتقاد اہل صفا در وقت خود قطب عالم بود و مدة العمر خود عالمیان را فیض بخشی نمود فقط۔

می آرند که ہنگام تسلط و تغلب شاہان افاغنه سپاہان لشکر عبدالله خان ایشک اقاصی در خانہای مردم شہر سکونت پذیر شدند و مردمان را زحمت بسیار رسانیدند۔ از انجمله گروہے از سپاہان در خانهٔ حضرت سید در آمدند و با خادمان ایشان بجدل پیوستند و حضرت سید سرگروه سپاہان را بالقہر و جلال نظر کرده فی الفور بیجان ساخت۔ متابعان او این حال دیده بر پائے حضرت سید افتادند و التماس و التجا از حد نموده عفو جرائم خواستند پس حضرت سید بنظر مرحمت در وے دیده فی الحال از جا برخاست و دست انابت بدامن عاطفت ایشان زده از افعال خود منفعل شد و حقیقت حال خود بسمع ایشک اقاصی رسانیدند[۱]۔

[۱] : رسانید (نسخهٔ ی)

و سے بکمال داد و اعتقاد در خدمت آنجناب
فائز گشت و حضرت سید او را در خصوص رفاه و آسودگی رعایا و ترک جور و جفا
امر فرمود - فے الفور وی ضلالت از ظلم و تعدی مردم باز نیامد و بار دیگر قصد
ملاقات ایشان نمود و حضرت میر ترک ملاقات او نداده یکے از مصاحبان خود فرمود
کہ این ظالم بہ پیری فی الحال ازین ملک بدر شود و سوگھ جیون کہ ملازم او ست
حاکم ملک گردد و بعد چند روز همچنان بوقوع آمد - فقط -
می آرند کہ بیوہ زنے را داماد خود بطرف حیدرآباد سفر و رفتہ بود -
کہ تا مدت بسیار باز گشت ننمود و آن بیوہ زن در خدمت حضرت سید آمادہ
برای آمدن داماد خود از خدا التجا نمود و حضرت میر بر حال تباہ او رحم ... زن را
فرمودند کہ بر در بخیر خود را نیز بود و پوشاک آراستہ کن کہ شوہرش خواہد رسید
انگاہ حضرت سید بطی مکان در مکان سکونت داماد او رفتہ دست او بگرفتند
و در یک طرفۃ العین بخانہ بیوہ زن رسانیدند - فردا بیوہ زن معہ داماد خود در
خدمت ایشان رفتہ بابت متاع و کالای داماد کہ در مکان اقامت او موجود بود
التماس نمودہ روز دوم تمام مال و متاع و سامان خود آنہا در خانہ دیدند - فقط
مدعا کہ حضرت میر در عہد خود فرید یکتا بود و خلفای برجستہ بہم رسانیدہ
سلسلۂ علیہ قادریہ را بیشتر رواج داد و پنجم ماہ محرم یوم دوشنبہ سنہ ۱۱۸۰ھ انتقال
فرمود - در محلۂ خانواری متصل خانہ خود آسودہ

۵ - رجب (سنہ ہجری) سنہ ۱۱۸۰ برابر ۱۴ - جون ۱۷۶۶ ع

تاریخ:-

سید برحق رشید پاکزاد　　بود از اولیای غوث فرد
گفت تاریخ وصالش هاتفی　　قطب عالم جان بحق تسلیم کرد

می آید که مخدوم بهاؤالدین صفاپوری را وعده کرده بودند که بار دیگر ترا اجازت دعای سیفی خواهم داد. در آن اثنا مخدوم بدرود رفت و واقعهٔ رحلت ایشان بعمل آمد. روزی مخدوم بهاؤالدین بر تربت ایشان آمده ندا کرد ایها الشیخ الکریم[1] از وعده وفا فی الحال حضرت سید ظاهر شده بهاؤالدین را اجازت حرز یمانی بخشیدند۔ فقط۔

سید عنایت علی

از احفاد سید جلال الدین بخاری روشن ضمیر و عالی تخمیر بود۔ در سنه ۱۱۳۱ھ[2] بتقریبی از مدینه شریف با عیال و اطفال برای سیر و سیاحت بر آمده مدتی در استنبول گذرانید از آنجا بطرف هندوستان نهضت کرده سالهای دراز سیر هند نموده آخر عمر در کشمیر رسیده چندگاه در موضع توهار توقف فرمود۔ آنگاه در شهر آمده چندی در محله احمد اکدل[3] بسر برد۔ موی مبارک سرور کائنات صلعم و موی مبارک هر چهار یار با صد قطعه تبرکات دیگر که تشریح آن در خاتمه می آید همراه داشت که الحال در محله سوره موجود است۔ و مقبرهٔ سید موصوف از روضهٔ میرزا کامل بیگ خان بطرف شمال سر راه واقعست که دیوار مقبرهٔ او از یک سنگ منقش استاده است۔ فقط۔

۱: یعنی ای شیخ مرد شریف وقتیکه وعده کنند وفا کنند۔
۲ھ: برابر ۱۸-۱۷ء و ۱۹-۱۷ء
۳: نزد عوام "امداکدل"

خواجه علاء الدّین نقشبندی

المعروف بخواجه میرزا فرزند ارجمند خواجه نظام الدّین نقشبندیست که بعد انتقال برادر کامیاب خواجه نور الدّین آفتاب مسند خلافت اجداد را رونق بخشید. در عرصهٔ چند سال در اجرای امر شریعت و رهنمائی طریق طرز نقشبندیه گذرانید. درآن اثنا قحطی عظیم واقع شد مردم عوام شورش برداشته بر غله داران ریختند و مال و متاع آنها بغارت بردند. در آن حالت افراسیاب خان حاکم صوبه فوج شاهی فرستاده در حدود زینه کدل با مردم عوام به جنگ پیوستند و چند محله را آتش کشیدند و زندیکه حضرت خواجه به تهمت خروج ماخذ کرده با جمعی از اعیان بحضور فرستادند و مدتی در شاهجهان آباد گذرانیده عزم مراجعت کردند. درآن اثنا پیک اجل رسیده در سنه ۱۱۵۹ھ[1] نقل فرمودند و در مقبرهٔ خواجه باقی بالله آسودند؛

شاه ابو البقا

در خوردی جاذبهٔ عشق الهی او را گرفته دامن کشان در خدمت شیخ عبد الوهاب لاهوری دست بیعت داده مدتی در خدمت ایشان بریاضت و عبادت بسر برد و ارشاد سلسلهٔ نقشبندیه حاصل کرده و بکشمیر آورد و در اینجا از میان محمد امین دارهم در اشغال باطنی ترقی یافت. بعد آن در خدمت حافظ عنایت الله قادری که در محلهٔ نوشهره مشهور بود مشرف شده ارشاد سلسلهٔ قادریه حاصل نمود. تا وقت انتقال ریاضات شاقه بسیار میکرد. ملا عطاء الله سفیر میگوید که روزی چهار ضرب قادری امین تعلیم دادند و بیک نفس پانصد نفی و اثبات برابر کردند[2] حالانکه نفی

---

[1] ۴۷۶ ۶۱۲

[2] مقصود ... ذیل حالیکه

در اثبات چهار ضرب قادری به یک نفس تا صد مرتبه رسانیدن محال است. فقط -

می آرند که والد ماجد ایشان کار طبیبی میکرد. کسی پیش وی بیان نمود که پیرت
کار دوزی میکند. گفت - البته بابت ستر عورت لنگ کهنه هم نخواهد یافت. حضرت
شاه این سخن بسمع حافظ عنایت الله رسانیدند. ایشان فرمودند که پدرت
دعای خیر کرده یعنی لنگ کهنه را چه میکنی. حقتعالی ترا لباس پشمینه عطا خواهد کرد. پس حضرت
شاه همیشه شالپوش میبود. شالی عظیم داشت. حالات و مقامات او از حد تحریر بیرون است.
روزی شخصی نزد ایشان چیزی از سیم و زر نذر آورد. ایشان فرمودند
که این سیم و زر را بفلان سبقی خوان باید رسانید. که بابت کسب مال و دنیا
میخواند مرا چه بکار است.

فرد: - بر سگان بگذار این مردار را خود شکن شیشهٔ پندار را

در سنه[1] ۱۱۳۶ھ انتقال فرمودند و در محلهٔ بوزگر کدل آسوده

حاجی عتیق الله قادری

نبیرهٔ میر افضل اندرابی است. وی از پدر بزرگوار خود مقامات سلوک
آموخته بدرجهٔ تکمیل رسید. و از روی جودت جبلی در امور ملکی هم دست میداشت.
عاقبة الامر از دست افراسیاب خان به تهمت تحریض بلوای عام در سال ۱۱۵۹ھ[2]
شهید شد. قصهٔ آن در حصهٔ دوم[3] مشروح است و در محلهٔ زالڈگر متصل مقبرهٔ
سید منصور مدفون است.

---

[1] - ۱۷۲۳/۲۴ میلادی - [2] ۱۷۴۶ء - [3] - رجوع کنید به صفحه ۶۱۹ -

میر سید الله منطقی!

از احفاد میر سید حسن منطقی خلیفه و داماد حضرت بابا عثمان قادری است. در سلوک و مجاهده اعلا یافته حظ ارشاد حاصل نمود. اکثر اوقات در استغراق میبود چنانچه روزی بفرمان مرشد عالیشان بابا عثمان در هنگام خفتن تا دم صبح کتاب لوایح می نوشت. چون نظر حضرت بابا بر آن خط افتاد ملاحظه آن فرمودند دیدند که بر اوراق مسطوره همگی اسم الله الله تا آخر نوشته بود. تاریخ [illegible] ربیع الاول سنه ۱۱۵۵ھ[1] در مزار ملا میان خطیر بصیر جوار خود آسوده.

شاه محمد حنیف

فرزند شاه ابوالبقا بود. در خدمت والد ماجد خود بکمالات معنوی فائق گشت و از تربیت مولانا امان الله در علوم عقلیه و نقلیه مهر شارق شد. مدتی خانقاهداری میکرد و از روی کمالات صوری و معنوی در محافل و مجالس حکام عزت و قربت داشت. در سنه ۱۱۷۲ھ[2] در مقبره والد ماجد آسوده.

میر مقصود کبروی

از یاران حاجی عبدالسلام و از متقی و پرهیزگار صاحب مجاهده و اذکار بوده. چون بنای شیخوخت به سردار عبدالله خان بزیارت او چند بار مشرف گشت. بدان میرید کو افسوس میکردند که در آخر عمرش چه تقدیر بود که ملاق حکام شد. چون رحلت نمود در موضع کبروی آسوده.

میر لطف الله دواری

از احفاد میر داؤد علامه دواری زاهد عارف ساجد از مرید ابن شیخ عبدالرشید

۱ ط ۰۰ برابر ۶ مئی ۱۷۴۲ء ۲ سنه ۸۵/۱۷۴۷ء

سہروردی بود و اجازت سلسلہ کبرویہ از شیخ اعظم کبروی حاصل نمودہ خرقہ ارشاد طریق قادریہ از خواجہ عبدالرحیم کاتجو یافتہ عمر عزیز تو در مجاہدہ و تقوی بسر بردہ در ۳ سال تمام برای متابعت سیدانام یکمرتبہ گوشت میخوردہ۔

می آرند کہ روزے بکافت خان والی کشمیر در خدمت ایشان ہزار روپیہ نذر گذرانید قبول نکردند و گفتند آنچہ من میخواہم بدہند والی گفت چہ میخواہید بفرمایند میر گفت جاگیر من ضبط سازند کہ مرا بکار نیست۔ در سنہ ۱۱۸۷ھ رحلت فرمودہ در محلہ قلاشپورہ آسودہ۔

خواجہ کمال الدین نقشبندی

فرزند خواجہ نورالدین آفتاب در علوم صوری و معنوی بین الاقران ممتاز بود و از خدمت خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان ارشاد طریقت حاصل کردہ از کمال ذوق تعطش درونی بہند رفت و با اولیای کبار صحبت داشت۔ دران اثنا واقعہ والد ماجد ایشان بوقوع آمدہ موجب آن فی الفور بجانب کشمیر رجعت فرمود۔ پس وقتیکہ خواجہ علاءالدین نقشبندی در شاہجہان آباد رحلت کرد در اینجا حضرت خواجہ بر مسند طریقت و خانقاہ داری رایت خلافت افراخت و در اجرای امر و نہی شریعت بحدے جادت نمود کہ حافظ عبداللہ را سب صحابہ کرام ثابت کردہ بر صفہ خانقاہ نقشبندی از دست خود گردن زد[2]۔ چونکہ حکومت کشمیر در دست امیر خان شیعہ افتاد آن ظالم شد و بنابر تعصب و عناد بمراد قصاص واعظ بدنہاد خواجہ آزادہ را ہنگام نماز بامداد از دست نور ملک بجلاد در سنہ ۱۱۸۸ھ ۲۰ رجب تاج شہادت بسر نہادہ در مزار جدادش جا دادہ۔

تاریخ:- شد شہید آن سید و سنی کمال الدین حسین

۱:- ۶۵/۱۷۶۴ء - ۲:- مقصود در گردن زدن

خواجه عبدالرحیم

المعروف بخواجه شیخ کمان خلف خواجه محمد شریف بن خواجه محمد اشرف تاشکندی
است که آبا و اجداد ایشان بر حکومت تاشکند سرفراز و در خانقاه داری ممتاز بودند
حضرت ایشان بعد وفات والد عالیشان بسبب نزاع و فساد اخوان باتفاق
برادر جانانه خواجه شاه نیاز از وطن مالوف خود هجرت کرده در پنجاب رسیدند و درانجا
موجب قرابت قریبه در پیش عبدالصمد خان سیف الدوله که صوبیدار لاهور بودند چندے
توقف فرمودند پس ازان بجانب شاهجهان آباد نهضت کرده در خانه وزیر الممالک
قمرالدین خان نزول فرمودند۔ درانجا بوساطت سید محمد خان در پیشگاه محمد شاه غازی
تقرب حاصل کردند بخطاب شیخ کمانی سرفراز شدند۔ چون تقرب ایشان بلاتوسط وزیر
بظهور آمد موجب آن وزیر الممالک را غبار کدورت دامنگیر خاطر گشت۔

حضرت خواجه موجب عدم التفات وزیر ترک مصاحبت پادشاه نموده واز دنیا
متسلی شده در خدمت شیخ محمد عابد خلف شیخ عبدالاحد سرهندی لوای ارادت آوردند
چونکه آنجناب هوی سر نمیگرفتند حضرت خواجه را بجهت کمال صلابت اتباع شریعت
موجب تعویق ارادت گردید۔ دران اثنا موجب الحاح نواب آصف خان در حیدرآباد
نهضت کردند واز انجا بزیارت حرمین شریف بردند و بعد ادای مناسک حج و سیاحت
اطراف عربستان رجعت فرموده مدت دو سال در پورب گذرانیدند واز انجا بدهلی
آمدند و باشاره غیبی جذبه الهی در خدمت حضرت خواجه موسی خان در بیدی که
از خلفای شیخ محمد عابد بوده هر دو برادر کسب فیوض باطنی نموده در اندک زمانی
منازل سلوک طے کردند و اجازت خلافت و ارشاد حاصل نمودند و متاهل شدند۔

مقارن آنحال حضرت موسیٰ خان بجانب خراسان نهضت فرمود و حضرت خواجه
تا لاهور همرکاب بودند. از آنجا حضرت خواجه موجب التماس معین الملک پسر قمر الدین خان
که والی لاهور شده بود چندے توقف ورزیدند. وقتیکه معین الملک از دنیا
رفت میرزا خان بر حکومت پنجاب کامیاب گشت وے حضرت خواجه را فوجداری
امین آباد تفویض نمود. وقتیکه سکهان با احمد شاه درانی جنگ ورزیدند حضرت
خواجه شاه نیاز برادر اکبر ایشان در جنگ شهید شدند. حضرت خواجه چندگاه
در جمون توقف فرمودند. بعد از آن [illegible] ملاقات خواجه موسیٰ خان بطرف ترکستان
نهضت کردند و مدتے در مصاحبت آنجناب گذرانیدند.

پس بفرمان مرشد ارجمند از راه پاکلی بجانب کشمیر تشریف آوردند. چندے
در خانهٔ بابا محمود چشتی و چندی در خانهٔ میان محمد ولی دار و چندے در خانهٔ خواجه
کمال الدین نقشبندی بسر بردند. آنگاه باشارهٔ غیبی زمین خانهٔ دولت پیک از
مالکان خرید کرده تعمیر مکانات و باغات فرمودند. در زمان حکومت نور دین خان
یکبار عزیمت این طرف یارکند و تاشکند جولان داده اهالیان آنجا ایشان را
تکلیف اهتمام و انصرام مناصب اجداد نمودند و ایشان قبول نه فرمودند. و بیاری
حضرت باری سجادهٔ افاده گسترده خلق خدا را رستگاری نمودند. در عهد
خرم خان باز بطرف کشمیر رجعت کردند. در زمان حکومت امیر خان برای
ملازمت مرشد بزرگوار باز بطرف بخارا نهضت کردند. و بعد ملاقات مرشد
بزرگوار زیارت اولیای بخارا و سمرقند خطهٔ کشمیر را باز رونق بخشیدند. و خلق خدا را
در هر جا فیض بخشی فرمودند.

پس بتاریخ ۱۲ ماه جمادی الاول[1] سنه ۱۲۰۰ھ بعمر یکصد و یک نقل فرمودند
و در جوار خانه خود آسودند

تاریخ:- گفت تاریخ وصالش هاتفی قطب دوران رفته از دنیای دون

والد راقم الحروف میفرمود که شبی حضرت خواجه بر دریچه نشسته بود و فرزند دلبند خود خواجه امیر الدین بعمر ده سالگی در کنار داشت و عندلیبی خوشنوا بر شاخ درخت سفیدار نوا مامی سرود. چون فرزند ارجمند عندلیب را دید حضرت خواجه را از حد ابرام نمود که این جانور[2] بمن گرفته بدهند. حضرت خواجه مجبور شده بطرف عندلیب نگاه فرمود و عندلیب فی الحال آمده بر زانوی ایشان نشست و فرزند عزیز ساعتی او را در دست گرفته ملاعبت نمود و بگفته حضرت را ها فرمود علیه رحمت الله الودود.

خواجه شاه نیاز نقشبندی

خلف الصدق خواجه عبدالرحیم شیخ کمال در کمالات علوم صوری و معنوی ممتاز و در ریاضات و مجاهدات جانباز بکثرت جاه و ثروت سرفراز و در رعایت شرع و استقامت ورع بی انباز بود. بعد تحصیل کمالات علمی دست ارادت بدامن عاطفت والد ماجد خود آویخته درس سلوک آموخت ثانیاً از میاں ضیاء الدین نبیره میاں محمد امین دار سرمایه معرفت و حقیقت اندوخت. ثالثاً در شهر بخارا انهضت کرده از فرزند ارجمند خواجه موسی خان ده بیدی بنوا تکمیل ارشاد و شغل خاطر افروخت از عبدالنبی مرجان پوری سند احادیث نبوی حاصل کرده بدرجه اعلی اعتلا نمود.

سنه ۱:- برابر ۱۳ مارچ ۱۷۸۶ء   سنه ۲:- مقصود "پرنده"

وازجود و سخا و بذل و عطا عالیان از فیض بخشی فرمود که فضلای شهر و علمای هر بلده کاسه لیس او میبودند خصوصاً ملا عبد النبی مرجان پوری و شیخ محمد نعیم تا ده بلی همواره مصاحبت و مجالست آنجناب سے مینمودند۔ سه چهار مرتبه بکمال جاه و جلال و کثرت رجال بکوکبهٔ شاهی و دبدبهٔ مباهی بسیاحت ترکستان راهی شده شاهان آنسو را بپابوسی و خاک لیسی او مباهی گشتند و نذر و پیشکشی گذرانیدند هم در آن ایام کرنیل ولیم مورکرافٹ صاحب سفیر سرکار برطانیه تغییر لباس کرده بسیاحت و تحقیقات ترکستان رفته بود۔

از روی غبطه[1] چند جا در دست مخالفان اسیر گشته بتوجهات آنجناب رهائی یافت که بجلدوی حسن توجهات آنجناب هنگام نزول دار السرور لاهور از مهاراجه رنجیت سنگه واگذار جاگیرات موضع بیرین[3] وایلو و کلارو ج و صفاگری و بابا پوره بطور دوام گرفته خوشنودی و دلجوئی آنجناب حاصل نمود که تا حال جاگیر مذکور در واگذار احفاد ایشانست۔ فقط۔

و نقل مراسله کرنیل صاحب که بنام رنجیت در باب اعطای جاگیر نوشته بود۔

نقل مراسله

خواجه صاحب ممدوح بسیار آدم خوب و خدا یاد اند و در خوبی و بزرگی ایشان هیچ شکی نیست و عزت ایشان در مردم مسلمانان بسیار بلند است و در بلاد بعیده مشهوره خصوص در مسلمانان ممالک طوران و ممالک چین آنقدر اعزاز و اکرام ایشان می نمایند که همه کس روبروی ایشان استاده می باشند تا که

۱:- مقصود "تشکیکیت" ؟ ۲:- مقصود "احتیاط"

۳:- در نسخهٔ (ر) جاگیر موضع برین بمالیت شش هزار روپیه" درج است۔

ایشان به نشستن نمیگویند نمی نشینند- در صورتیکه آن مشفق مهربانی و پرداخت
بحال ایشان خواهند کرد- نیکنامی در حاکمان و مسلمانان آن ملک زیاده
بلند آوازه خواهد شد- اگر این قسم شخص از مسلمانان در ممالک محروسه سرکار
انگریزی میبود- در اکرام و تعظیم وا از هر وجوه امداد معاش زیاده بهتر میکردند لیکن
این وقت این دوست خداداد یعنی بودن اشخاص خوب مثل خواجه
صاحب موصوف در ملک آن مشفق نعمت غیر مترقبه است- قدر این نعمت
دانستن بهتر از فتح هزار ملک است- فقط-

مدعا که خواجه بزرگوار از افراد روزگار صاحب اقتدار بود- در حسن خط نستعلیق
عدیل نداشت صاحب طبع عالی بود- رساله[3] چای نامه منظوم و منثور در تصوف
بغایت دلکشا و دیوان اشعارش بچاشنی لطافت معانی روح افزا؛

از چای نامه

اگر از چای گویم جای دارد — دل و جانم هوای چای دارد
خطا از خط سبزش خط کشیده — که چین زلف او کس چین ندیده
ختن بوی ز بویش دام برده — صبا زان شمه تا شام برده
گلستان جلوه جوش بهار است — بهجران مژده وصل نگار است
گوارا تلخیش شیرین تر از جان — بکامم همچو حرف تلخ خوبان
هوایش در دلم چون مسکه شیر — بود جان مرا شوقش گلوگیر

از دیوانش

تیزی خنجر مژگان تو بی چیزی نیست — شوخی نرگس فتان تو بی چیزی نیست
غمزه خونریز و لب جان ده و زلف صیاد — شوخ من این سر و سامان تو بی چیزی نیست
میل دل بردن خوبان گلستان داری — جلوهٔ سرو خرامان تو بی چیزی نیست
شوخ چشمی مکن از بیت تو دل بندیان — آه این گریهٔ پنهان تو بی چیزی نیست

وقتیکه تغلب سنگهان لاهور مردم این دیار را جانکاه شد حضرت خواجه بتقریب سیر ترکستان از اینجا بر آمده* و در انجا بشهور سنه ۱۲۴۵ ھ رحلت نمودند- ”خیر الابرار“ (سنه ۱۸۲۹ء)

* در زمان سلطنت محمد شاه

سید محمد عابد

خلف و خلیفهٔ شاه محمد غوث بن شاه ابوالحسن قادری است- در ریاضات و مجاهدات و کسب کمالات بیهمتا بود- و بتقریب جاگیر والد نامدار خود که در کشمیر داشت- درین دیار فرصت آثار رایت اقامت افراخت و بموجب لیاقت ذاتیه خود مرجع حکام و ملجا خاص و عام شده علی الدوام در انجاح مرام محتاجان این مقام جهد میکرد و خصوصاً در رفع ابشک افاصی سعی بلیغ نموده ساکنان این دیار را احسان فراوان فرموده- ۱۹ ماه ربیع الاول سنه ۱۱۸۵[1] رحلت کرده متصل غار شیخ عبدالرشید چکنی بخواب استراحت آسوده-

سید غلام شاه آزاد

بن سید محمود بن سید عبدالقادر معروف بسید پادشاه بن شاه محمد فاضل بود که ذکرش گذشت- در صغر سن بخدمت جد مادری خود شاه محمد غوث در پیشاور رفته بود و توجهات آنجناب طریق طریقت و سبیل حقیقت آموخته بدرجهٔ کمال رسید و از اولیای آن دیار مستفید گردید پس در عهد افراسیاب خان رونق بخش این دیار شده بتربیت شاه عطاء الله درجهٔ تکمیل کرده و در افاده و افاضهٔ خلق مشغول گشت- طبعی موزون داشت و خود را آزاد تخلص میگفت-

---

[1] برابر ۲۰ جولائی ۱۷۷۱ م

این رباعی از طبع اوست۔

رباعی:

یارب بسرشک گرم و خونین جگری ۔۔۔ و ز چشم ترحم سوی عاصی نظری

نقد کرمت جنس گنه میخواهد ۔۔۔ این جنس به از بنده ندارد دگری

وقتی بابا قاسم تیلونی را اجازت خواندن حرز یمانی داده بودند وی

بر کوثرناگ رفته بنصاب آن مشغول شد روز آخر برای غسل در چشمه رفت

و موکلان چشمه او را کشش کرده در آب بردند حضرت سید آمدم در غسلخانه

بودند و دست خود دراز کرده بابا قاسم از چشمه برآورده پیش خود رسانیدند

مدعا که حضرت سید از افراد زمانه بود۔ بتاریخ ۱۸ ماہ جمید الاول سنه ۱۲۰۳ھ[1]

رحلت فرمود۔ قریب ده هزار مردم بر جنازه او جمع شده در خطیرۂ جد امجد

دفن کردند۔ خاتم الصلحا تاریخ است۔

میر عبداللہ بیہقی

فرزند ارجمند میر عبدالرشید بود۔ بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه علم باطنی

از والد ماجد خود حاصل فرمود۔ و در ریاضات و مجاہدات جانبازی ہا نمود۔

پس از انتقال مرشد ناماد مسند خلافت را رونق بخشیده در افاده خلق بسیار

کوشید۔ طبعی موزون داشت۔ کتاب قائد الاعمی در علم فقه منظوم و مقامات

عشره در جواب اسوله بابا عثمان را منظوم و رساله معراج السالکین منظوم و

نخلة العرفان در تصوف و قصیدۂ بدر الدجی عربی و قصیدۂ استغفار عربی

[1] ۔ برابر ۱۴ فروری ۱۷۸۹ء

در رسالهای متفرقه از تصنیفات اوست - نهم محرم یوم دوشنبه سنه ۱۲۲۶ھ[۱] رحلت نمود
و همدوش والد ماجد آسوده - "مرشد برفت" تاریخ است

خواجه سعد الدین نقشبندی

خلف الصدق خواجه کمال الدین شهید است - هنگام واقعه والدش گویا دوازده ساله بود - پس بتوفیق خداداد در دامن تربیت خواجه عبد الرحیم شیخ کمان گرفته تاج ارشاد بر سر نهاد و طریقه اجداد را بکمالات مجاهدات تجدید داد و بارباب ارشاد و اهل ارشاد و اصحاب علم و سداد همیشه صحبت میداشت - قریب پنج سال بامراض متنوعه کثیر الاختلال بود در سنه ۱۲۱۲ھ[۲] دنیا را پدرود نمود متصل تربت والد ماجد آسوده

تاریخ:

مرید صادقش از بهر تاریخ — بگفتا پیر کامل سعد الدین رفت

سید عبد الرسول:

فرزند سید عابد بود - در عنفوان جوانی آثار خداداتی و علامت حدت ذکا از پیشانی او لائح بود - از جد امجد خود شاه محمد غوث تعلیم و تلقین علوم صوری و معنوی فائز گشت - در جود و سخا و لطف و عطا و ورع و تقوی فرد و بے همتا بود - تاریخ ۲۵ شعبان سنه ۱۱۷۰ھ[۳] رحلت نمود - در مقبره والد ماجد خود درون قلعه آسوده

۱ھ - برابر ۳ فروری ۱۸۱۱م — ۲ھ - ۱۷۹۷/۹۸م
۳ھ - ۲۵ مئی ۱۷۵۷م

سید بزرگ شاه

فرزند ارجمند سید غلام شاه آزاد جواد و نیک نهاد بود. و از خلیفهٔ والد ماجد خود بابا نور الدین پانپوری اکتساب آداب طریقت نمود و بدرجهٔ شهود اعلا فرمود و در جود و سخا و بذل و عطا از اقران دوران سبقت ربود. ثروت و احتشام بحدی داشت که اهل حکام از انتظام امور معیشت و کثرت مال و مکنت او در غبطه می بودند و جمیع مشائخ و علمای این دیار را وظیفهٔ معمولی بغیر منت و محنت در خانه رسانده میداد. و باوجود عوائق و علایق دنیوی همیشه در ضبط اوقات و ریاضات و مجاهدات عدیم البدل بود و در آداب شرع و ورع فرد اکمل. تمام روز در مجلس دوزانو نشسته در حفظ نسبت خود مشتغل می بود و تعظیم علماء و فقراء بسیار میکرد و گاهی نام مبارک حضرت غوث الاعظم رض بی وضو بر زبان نمی آورد؛

در سنه ۱۲۲۱ھ [1] سردار عبد الله خان از کدام تاجرے موی مبارک حضرت غوث الاعظم رض خریده کرده حضرت سید را پیشکش نمود. و سید موصوف برای تعظیم آن خانقاه عالیشان و زیارت گاه خاطر نشان بناساخته در تزئین و تمتین آن مبلغی خطیر صرف نمود که الحال مردمان کشمیر از صغیر و کبیر روز عرس حضرت پیر دستگیر بزیارت آن مستفید و مستفیض میشوند. وفات ایشان پنجم رجب سنه ۱۲۳۲ھ [2] بوقوع آمده در خطیرهٔ اجداد آسوده؛

۱ھ - ۱۸۰۶ع —

۲ھ - برابر ۲۰ رمئی ۱۸۱۷ع —

تاریخ:-

هاتفی سجع مهر تربت او — خواجه سید بزرگ شاه نهاد

میر عبدالله منطقی

فرزند میر اسدالله منطقی خلیفه و داماد بابا محمود قادری بود. حالات برجسته داشت. عمر خود در خمول و گمنامی بسر برد. و قوت خود از کتابت کلام الله میکرد. ۴ ربیع الاول سنه ۱۲۱۵ھ[1] رحلت نمود. در خطیرهٔ خواجه عبدالرحیم آسود.

شاه اسدالله

بن عبدالقیوم خلف شاه محمد حنیف بود و در خدمت بابا عثمان رادو از تحصیل علوم صوری و معنوی فارغ گشته در زمان آزاد خان بر مسند افتا ارتقا نمود و در عهد عبدالله خان بر مدرسهٔ سید منصور مامور بود. در سنه ۱۲۲۷ھ[2] در محوطهٔ[3] اجداد آسود.

سید موسی

فرزند چهارم سید محمد عابد بود. در ورع و تقوی و جود و سخا شانے عجیب داشت.

خواجه علاء الدین-

خلف الصدق خواجه کمال الدین نقشبندی مرید حافظ آیت الله سهرندی بود. زندگانی در ورع و تقوی در ریاضت و عبادت بسر برد. در سنه ۱۲۳۶ھ[4] رحلت نمود.

---

۱ - ۲۶ جولائی ۱۸۰۰ء - ۲ - ۱۸۱۲ء - ۳ - در حدود محوطه (نسخهٔ ی)

۴ - برابر ۲۱/۱۸۲۰ء.

سیّد اکبر شاہ

ولدِ سیّد رسول شاہ باوجود بے پروائی در جود و سخا و بذلِ عطا بے ہمتا بود۔ در سنہ ۱۲۴۷ھ رحلت نمودہ در مزار اسلاف آسودہ۔

میر نجم الدین منطقی

خلف و خلیفہ میر عبد اللہ منطقی داماد خواجہ عبد الرحیم قادری بود۔ وان جدِ مادر خود بابا محمود و از بابا ضیاء الدین ہم کسبِ آدابِ طریقت فرمود۔ قلندر وضع میرفت ہمیشہ تارک الدنیا بود۔ روزے خواجہ محمود دیدہ مری کہ مرید خانوادہ خواجہ عبد الرحیم قادری بود۔ سہ صد خروار شالی نذر آوردہ وے ہمہ در یک روز صرف محتاجان کرد۔ و برای خانہ خود دو سہ ترک رانیز آوردہ۔ در سنہ ۱۱۹۵ھ بزیارت حرمین الشریفین نہضت کردہ از آنجا در بغداد شریف رسیدہ انتقال فرمودہ۔

سیّد جلال الدین

داماد و خلیفہ سیّد غلام شاہ آزاد در علوم ظاہری و باطنی ممتاز و در حفظ احادیث نبوی بے انباز بود و در ضبط اوقات و حفظ ساعات و ظہور خرق عادات عدیم البدل و ضرب المثل و در جود و سخا افضل۔ در محلہ خانیار متصل مسجد مدفون است۔

خواجہ عبد الرشید۔

خلف خواجہ نجم الدین نقشبندی نہایت خوش خلق و حلیم و متواضع بود۔

لہ۔ ۳۲/۱۸۳۱م ۔ ۵۲ھ۔ برابر ۳ اگست ۳ ۔ ۱۸۲۳ء

میر کمال الدین اندرابی

فرزند دوم حاجی عتیق الله قاری است. هنگام شهادت والد ماجد خود یازده ساله بود. در خدمت حاجی عبد السلام وکیل شرف انابت حاصل نموده و مجاهده بکشود. بعد انتقال آنجناب باشارهٔ سید غلام شاه آزاد در خدمت شیخ عبد الوهاب نوری طی مراحل سلوک نموده خط ارشاد حاصل کرده. در وجد و حال فرد صاحب کمال بود. در آخر عمر با وجود ضعف پیری در مجلس سماع دلیرانه برخاستی و در رقص افتادی. چون از آنحال باز آمدی بی طاقت شدی. ۲۵ ماه ذیقعده سنه ۱۲۳۸ھ[۱] انتقال فرموده در مقبرهٔ اجداد آسوده.

تاریخ:

سال وصل سید ما هاتفی — اکمل شیخان کمال الدین بگفت

سید مقبول شاه

فرزند دوم سید رسول شاه حافظ کلام الله، قاری احادیث رسول الله، محب اولیاء الله و منظور اهل الله بود. در سنه ۱۲۴۹ھ[۲] بدار آخرت رحلت نمود.

میر بهاء الدین.

فرزند میر نجم الدین منطقی است. اولاً از والد ماجد خود در طریقت آموخت آنگاه در خدمت شاه عبد الرحمن قلندر شرف انابت حاصل کرده چراغ خلافت ایشان افروخت و از جد بزرگوار خود میر عبد الله هم تکمیل ارشاد نموده و از میر کمال الدین اندرابی هم ارشاد سلسلهٔ کبرویه و نقشبندیه و چشتیه اخذ فرموده. پس عمر عزیز خود در خدمت

۱ـ برابر ۳ اگست ۱۸۲۳ء۔ ۲ـ ۳۴/۱۸۳۳ء۔

شاه عبدالرحمن بسر برده. و حضرت شاه آخر انه خلفای خود بوی تفویض میساخت با
دعا که میر موصوف در ورع و زهد و تقوی معروف بود. با وجود کثرت عیال
اصابیل دنیا میکرد. روزی سه هندوی سه صد روپیه با ایشان نذر آوردند ایشان
مبلغ مذکور را بدیگر درویشان و مساکین و محتاج ایثار کردند و برای مصرف خود یک فلوس
نگذاشتند. همچنین حالات و کرامات ایشان بسیار مشهور است. نهم ماه ربیع الاول
سنه ۱۲۶۳ھ انتقال نموده در حظیرهٔ خواجه عبدالرحیم قادری آسوده

سید حسن قادری۔

فرزند ارجمند سید بزرگ شاه قادری در علوم صوری و معنوی یگانه و در سخا
و بذل و عطا و رشد و ذکا فرد یکتا بود. از گرده پدر بزرگوار در سخاوت و ایثار بسیار
افزوده و تیز رنگ اختر را بتیغ سنگه والی کشتوار همراز نموده ترمیم نموده در عنفوان
جوانی دنیای فانی را در روز جمعه پدرود نموده در مقبرهٔ اسلاف آسوده۔

تاریخ:۔ شب بود برات و (نسب) بتاریخش دل با آه گفت
آزاد شد ان آل بزرگ سید از وجود در حسن

سید جمال الدین۔

خلف سید کمال الدین از ابای خلیفهٔ شاه حفیظ الله نوری است که تا دو سال
اشغال طریقه اش گاهی فوت نشده بود هم در گریه و ابتهال بیهوده میفرمود که وقتی
با شاه حفیظ الله در خانقاه ترال متکلف شدم شبی تصرف جن در من اثر کرده
اند استم که یک جا نگهی گریستم خود را انداختم در این حال شاه حفیظ با استغراق دارد

ا ه - برابر ۱۰ ستمبر ۱۸۴۷ء - ۲ ه مقصود از ذات و همت ۳ ه ظرف سفالین که چراغ ادب
در موسم سرما ... [illegible]

از حجرهٔ خود آواز داد که جمال الدین خبردار باش. فی الحال خبردار شدم ۱۱۰۱ بحال آمدم فرمود چون پیش وی رسیدم فرمود که دیوے متصرف این مکان است وی به هلاکت تو مستعد شده بود من خبردار شدم و ویرا از اینجا دور کرده‌ام. بیا این غرفه نظر کن. چون دیدم گربه بشکل مرده بود۔

گویا که سید موصوف صاحب کمال بود و بتاریخ پنجم ماه شعبان سنه ۱۲۷۱ھ[1] در مقبرهٔ آبائی خود آسود. "بلغ العلی بکماله" تاریخ است۔

میر کرم الله

نبیره و خلیفهٔ سید عنایت علی صاحب ورع و تقوی بود. در محلهٔ سوره سکونت می‌داشت[2] موی شریف سرکار عالی مع تبرکات دیگر که پدرش جمع کرده بود بتحریک خواجه منور شاه دیوانی که رئیس شهر بود از خانهٔ خود کشیده در مسجد گذاشت و در اشاعت آن همت بگماشت کیفیت آن در خاتمه می‌آید و سید موصوف متصل زیارت مدفون۔

میر سعد الله شاه آبادی

پدرش از کابل آمده در موضع آره گام پرگنهٔ کوهامه متاهل گشت و میر سعد الله متولد شده کمالات علوم عربیه حاصل کرد و دست انابت بدامن بقا بابای شاه آبادی زده طی مراحل سلوک نموده عجب شوقی و ذوقی داشت از طبع رسای خود اشعار آبدار میگفت و سعادت تخلص میکرد. چنانچه کتاب مغازی النبی و حالات سرور کائنات و تفسیر قرآن و رساله گل و بلبل در تصوف و تاریخ کشمیر موسوم به باغ سلیمان منظوم کرده است غیر ازین نعت‌ها و رساله‌ها و قصاید [illegible] ابیات گفته است و در مندراه آسوده۔

۱۔ برابر ۲۳ اپریل ۱۸۵۵ء۔ ۲۔ مقصود "می" کر

خواجه عبد الغنی

فرزند خواجه خالق بن خواجه کمال الدین شهید است در علوم دینی سرفراز و در مجاهدات و ریاضات ممتاز بود و درس علم معنوی از درویش محمد بخاری آموخته چراغ خاطر افروخت و زندگانی خود بمتابعت اسلاف در بردباری و خانقاه داری بسر نموده ۳ ماه جمادی الثانی سنه ۱۲۶۳ھ رحلت فرموده در مزار اجداد آسوده۔

خواجه فخر الدین

از احفاد خواجه معین الدین نقشبندی صاحب حالات عالیات بود اکتساب علم معنوی از میان عبد الستار که از خلفای میان کنگا بود نموده حجاب گمنامی بر خود کشیده در پرگنه اوتر هجرت کرده بعزلت آرمید۔ می آرند که تا عرصهٔ دوازده سال برای دفع خواب شبانه بر درختی نشسته ورد ذکر میکرد و زندگانی در خمول گمنامی بسر برد - آخر عمر در پنجاب رفته در انجا براه آخرت خرامید۔

خواجه محمد شاه

خلف و خلیفه خواجه شاه نیاز نقشبندی مرتاض و ممتاز بود و در بذل و عطا یکتا و در حسن اخلاق و اوصاف بیهمتا - دو مرتبه از راه پاکهلی بسیر ترکستان رفت و بسیاری از حکام و سلاطین کرام و مردم خاص و عام از هر مقام گرویده او شدند و نذرها گذرانیدند - چون از راه کابل

رجوعت کردند در پنجاب رسیدند با رنجیت سنگھ شہریار لاہور ملاقات کردند بعد دو ماہ از راہ جموں واپس آمدند۔ وقتیکہ در کشمیر رسیدند بافادۂ خلق خدا بذل وعطا شاغل گردیدند۔ عاقبت بتقریبے بار دوم بلاہور رفتہ چند گاہ در انجا آمیدند۔ وبتاریخ ۱۹ ماہ جمادی الثانی ۱۲۵۶ھ براہ آخرت خرامیدند و در انجا مدفون گردیدند۔

تاریخ۔

جبریل خرد وحی وفاتش چہ خوش آورد
فردوس برین است وطنگاہِ محمد

نسخہ ہا۔ بہ رسید رنجیت سنگھ شہریار لاہور
سہ قریہ از کشمیر در اقطاع او بخشید کہ تا حال جاری
است وقتیکہ در کشمیر رسید بافادۂ آمدہ است

نوٹ: بروایت ۱۸۔ اگست ۴۰ ۱۸ء۔

میر احمد اندرابی - خلف الصدق میر جمال الدین اندرابی مرید میر
بہاؤالدین منطقی بود - واز شاه عبدالرحمن قلندر ہم نظری داشت ،
چون رحلت نمود در مزار آبا آسود - تاریخ مصرعه[1]

ہشنا دو چہار یکہزار و دوصد سنه ۱۲۸۴

میر مبارک بیہقی

از احفاد میر عبدالرشید بیہقی بود - وفیض
معنوی ازمیان ولایت شاه اخذ فرمود - و در صلاحت وتقوی لبسیار
کوشش نمود - زندگانی درافاده واستفاده گذرانید - در سنه ۱۲۸۰[2]
درمقبره اجداد آسود - "پیر نجته ۱۲۸۰ه" تاریخ است -

میر نظام الدین

بیہقی خلف وخلیفه میر عبدالله بیہقی متوکل
ومتشرع ومتورع بود عمر خود در عزلت وریاضت لبسر نمود - و
بمریدان اجداد چندان رغبت نفرمود - اشعار آبدار میگفت[3] - چنانچه "رساله
عقل وعشق" درعلم تصوف نیتجه طبع وقاد اوست - در سنه ۱۲۸۱ رحلت نمود -
ودر محوطهٔ اجداد آسود فارغ تاریخ است :

---

[1] ۱۸۶۷/۶۸ م

[2] ۱۸۶۳/۶۴ م

[3] ۱۸۶۴/۶۵ م

میر سعید اندرابی[1] فرزند دلنشین میر جمال الدین اندرابی است

بتوفیق ازلی واستعداد جبلی در خدمت
مولانا غلام الدین جامعی[2] کمالات علوم عقلیه و نقلیه حاصل نمود۔ واز والد
ماجد خود واز قاضی جمال الدین عالیگدل و شیخ اکبر بادی درس علم معنوی
آموخته چراغ معرفت افروخت و بموجب عطشان جبلی رخت مسافرت
بربسته درجهان آباد نهضت فرمود۔ ودرانجا از مولوی اسحاق دہلوی۔
در علوم معقول و منقول تحصیل کل نمود۔ وازمولوی شریف استفاده
علم معنوی فرمود۔ مدت شش سال باخذ فیوض صوری و معنوی درانجا
گذرانیده۔ رجعت نمود۔ ودرانجا بر جادهٔ افاده نشسته شاگردات
برجسته بهمرسانید و قرآن مجید را دو تفسیر خوب یکے بعبارت عربی و
دوم بعبارت فارسی نتیجهٔ طبع وقاد اوست ۱۶، ربیع الاول ۱۲۸۲[3]
براه آخرت خرامید۔ ودر مزار آبا آرمید۔ تاریخ

بگفت عقل مه وسال رحلت سید
ربیع اول و الف و دوصد و دو هشتاد

ایضاً فی تاریخه ع "میر پاک آمده امیر بہشت"۔

---

[1] ۔ درنسخه (ی) "میر سید" مرقوم است
[2] ۔ درنسخه (ی) جامعی ندارد
[3] ۔ برابر ۹، اگست ۱۸۶۵م

میر عبدالغنی از احفاد میر میرک اندرابی مرید بندهٔ صاحب پانپور لیست متورع و متشرع بود. پنجم جمید الثانی سنه[۱] ۱۲۶۲ رحلت نمود. و در مزار آبا آسود.

میر حسین قادری فرزند ارجمند میر بهاؤالدین منطقی است. گویند پیش از ولادت او شاه عبدالرحمان قلندر میر بهاؤالدین را فرموده بود که حق سبحانه و تعالی ترا فرزندی اشهل عطا فرماید که طبل حضرت شاه جیلان در جهان بنوازد و قبر ترا و مرا ز رلقت بپوشاند. آنگاه بعد چندگاه میر حسین متولد شده در حالت طفولیت سایهٔ پدرش از سر گذشت. پس بتوفیق خداداد در خدمت عباد ذوالارشاد مشرف شده بمراد دل رسید. از انجمله از میرزا غلام بیگ که خلیفهٔ والد ماجد او بود تعلیم و تلقین طریقهٔ قادریه فایز گردید. و خانقاهی رفیع و وسیع بصرف کثیر بنا ساخته و کوس شهامت شاه جیلان نواخته رایت. اعلا برکشید و سجادهٔ متابعت اجداد گسترده بافادهٔ خلق خدا اشتغال ورزید و طریقهٔ خواندن شیئاً لله برعم وهابیان در ملک جاری گردانید[۲].

---

[۱] سنه. برابر ۲۱ مئی ۱۸۴۶ م.

[۲] «اگرچه طالب دنیا و راغب جاه بود اما» (در نسخهٔ ی) مرقوم است

از جود و سخا و بذل و عطا هر کس را بهره رسانید از بسکه در محبت محبوب سبحانی فانی بود برای تعظیم عرس مبارک ایشان زیاده از هزار روپیه در داد و دهش خلق خدا و ضیافت اهل الله صرف نمود و تعمیر مساجد و خوانق و پل ها بسیار بصرف نمود - و بام مسجد جامع را مرمت احمر نمود و جوی لچهه کول را که از عرصهٔ چهل سال مفقود شده بود- آب جاری ساخت و در عمر خود زیاده از یک لک روپیه در تعمیرات صرف نمود ظاهراً بر سجادهٔ فقر نشسته مسکین محض بود آمدنی فتوحات و انقطاع نداشت مردمان مصرف او دیده در غلط می افتادند و بعضی ها تهمتش بکیمیا میکردند و چیزها میگفتند فی الحقیقت اورا اعانت حضرت محبوب سبحانی بود [۱]

آخر عمر شوق زیارت حرمین الشریفین و دیدن بغداد شریف بروی غالب گشته عزم رفتن نمود و بوقت رخصت اهل شهر فراهم آمده تا یکمیل همرکاب او رفتند و از انجا همگی یازده کس از رفقای خود همراه برداشته نهضت کردند و در اثنای راه بسیار داد و دهش کرده در بیت الله رسیدند - و بعد ادای مناسک حج ۲۲، ماه ذوالحجه سنه ۱۳۰۰ھ [۲] بعارضهٔ وبا رحلت فرمودند - و در مزار

۱، نسخه (ی) "بعضی محققان سیادت ایشان موثق پندارند". مرقوم است -

۲، برابر ۲۴، اکتوبر ۱۸۸۳ء م

جنت المعلیٰ متصل گنبد شریف حضرت خدیجہ کبریٰ رضی آرمیدند تاریخ از مصنف[1]،

قطعہ
چون میرحسین بکعبہ از شوق — بنمود ادا ہمہ مراسم
پیوست برب کعبہ الحبا — فرمود خلیفہ میر قاسم
جُستیم برای ہر دو تاریخ — از رای زرین وفکر راسم
دل گفت ز مسند خلافت — برخاست حسین نشست قاسم

میر ثناءاللہ

از احفاد میر یوسف کریمی شاگرد ملا آخوند و ملا مقصود از مریدان سرور خان کابلی صاحب ورع و تقویٰ و مشغل علم و ذکا بود اشعار برجستہ بزبان فارسی و کشمیری میگفت ہشتاد و چہار سال عمر یافت ۴ جمید الاول[2] ۱۲۹۳ھ وفات یافت و در مزار اسلاف مدفون است۔

سید رسول شاہ[3]

فرزند میر بہاؤ الدین و برادر زادہ سید جلال الدین خانیاری[4] بود و از عنفوان

---

[1]، در نسخہ (ی) "از مصنف" نیامدہ است۔

[2]۔ برابر ۲۸، متی ۱۸۷۶م

[3]، در (ی) ذکر سید رسول شاہ بعد ذکر میر عبد الغنی یافتہ شد۔

[4] در (ی) بجای "خانیاری" "زینہ کدلی" مندرج است

جوانی توفیق ربانی رفیقش شده درخدمت شیخ ضیاء الدین زہگیر شرف انابت حاصل نمود وحدت سی سال ہر روز از خانیار در فتح کدل بخدمت ایشان حاضر می شد و سیر منازل سلوک بطریق نقشبندیہ نمودہ مجاز ارشاد طریقت گردید و ہر روز بامر مرشد خود قصیدہ بردہ بعد اوابین یازدہ مرتبہ بکمال ذوق و شوق میخواند و تاثیر و برکت آن بسیار میافت مردے مستجاب الدعوات بود پنجم ماہ صفر ۱۲۹۴ھ[۱] انتقال فرمود در موضع گگجہ پتھسری پرگنہ ناگام آسود ــ

میر بزرگ شاہ[۲] ــ ابن میر قدیر شاہ زینہ کدلی[۳] حافظ قرآن مجید وعالم مرتاض ورشید بود. واز بابا عبداللہ مخدومی شرف بیعت[۴] یافتہ خلوت نشینی[۵] نمودہ واز اکثر مشایخ اخذ یار فیض صحبت[۶] یافت و باجازت محمد رضای رفیقی ہمیشہ[۷] حرز یمانی میخواند بدعالم در طریقہ قادریہ ممتاز و مرتاض بود بماہ ذوالحجہ[۸] ۱۲۹۸ھ انتقال فرمود در شہر لداخ آسود ــ

---

[۱] برابر ۱۹ فروری ۱۸۷۷ م . [۲] درنسخہ (ی) زینہ کدلی

[۳] درنسخہ (ی) از سادات گرامی قدر [۴] درنسخہ (ی) صحبت

[۵] درنسخہ (ی) و بامراد [۶] درنسخہ (ی) و نظر فیض

[۷] درنسخہ (ی) بجای ہمیشہ اجازت حرز یمانی گرفتہ ہموارہ در ورد آن و تلاوت قرآن مشغول می بود و عمر عزیز در ورع و تقوی و عبادت مولی تعالی گذرانید و در ۱۲۹۸ھ در لداخ رحلت نمود و ہمانجا آرمید ــ [۸] برابر ۲۸ اکتوبر ۱۸۸۱ م .

میر یاسین شاه قادری[۱]

نواسه سید بزرگ شاه قادری بود که بعد انتقال سید حسن قادری برآمدنی فتوحات و جاگیرات او کامیاب شده عمر عزیز خود در جود و سخا و بذل و عطا گذرانیدند و صلح و بی پروا بود که با وجود آمدنی جاگیرات و فتوحات همیشه قرضدار میبود و در حلم و توکل و تواضع شانی عالی داشت اگر هزار روپیه از فتوحات پیش او میرسید در یکساعت در بذل و عطا صرف میکرد و ذخیره فردا چیزی نمیگذاشت الحمدلله تا حین حیات او طریقه خاندان شاه محمد فاضل قادری در ضمیمک جاری بود. و میر مذکور را همیشه اعانت و امداد از جناب محبوب سبحانی قدس سره میرسید هر چه بخیال او میرفت باعانت غیبی فی الحال میشد. لامحاله وجود مسعود او فی زماننا از عطیات غیبی بود سیزدهم ماه جمید الاول ۱۳۰۵ھ[۲] انتقال نمود و در حظیره اجداد خود آسوده

[۳] و بر جنازه او در میدان عیدگاه قریب ده هزار مردم جمع شدند تاریخ –

۱. آه و حیف آنچه فلک کرده ملک غمگین رفت — خار در چشم گل و لستن و نسرین رفت

۲. آه و حیف آه ازین چرخ کبودی آوخ — پیر با هادی ما میر بزرگ آئین رفت

---

۱. در نسخه ری، ذکر میر یاسین شاه بعد ذکر میر ثناءالله آمده است۔

۲. برابر ۲۷ جنوری ۱۸۸۸م

۳. در نسخه ری عبارات خط کشیده ندارد

چون شد آزاد ازین قید وجود ظاہر | پورطاہا بجنان درپے یاسین رفت
چون پۓ سال صالش قلم از نون پرسید | از الم آہ برآورده قلم غمگین رفت
آمد از سورهٔ یاسین دل سیپاره[1] | واه یاسین بجنان در طلب لیسین رفت

ایضاً

ہاتفی گفت از سر برجستن حسن خلق | خاست ز لیسین و بنشسته حسن[2]

یوسف شاه از احفاد شاه ابوالبقا بود واز علم ظاہری بہره داشت واز کرم شاه شاه آبادی تعلیم علم باطنی یافته عمر خود در تورع وتوکل گذرانید ضبط اوقات بسیار داشت ورد خوانی ہمیشه میکرد در حسن مجازی راراغب بود وبالبیاری از اہل صفا صحبت داشت تاریخ ہے

شاه یوسف چو رفت از دنیا | در زوال آمده سن کمالش را
ہاتف غیب دوش در گوشم | گفت "خاص خدای سالش را"

ہفدہم ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ[2] در مزار اجداد مدفون شد۔

میر عزیز الله از سادات گرامی بود. درحین جوانی بمقام بود ہیانز دست ارادت بدامن ہمت خواجه امیرالدین پہلیوال آویخته در اندک فرصتی طے مراحل سلوک نمود وبفرمان مرشد بزرگوار در کشمیر آمده در موضع پاری گام سکونت ورزیده متاہل گشت پس عمر خود در انجا بتوکل و قناعت گذرانید فردی ہمتا بود نہم ماه رمضان ۱۳۰۷ھ[4] از دنیا نقل فرموده در موضع مذکور نجاک آسوده فقط

---

[1] در نسخہ ی بعد ازین این یک بیت ہم مرقوم آمد از سوره یاسین دل سی پاره . واه یاسین بجنان در طلب لیسین رفت [2] ہے برابر ۲، دسمبر ۱۸۸۸ م [3] ہے در نسخہ ان ، اندرابی بجای گرامی مرقوم است. [4] ہے ، برابر ۲۹ ، اپریل ۱۸۸۹ ء ،

خمیس دوم

از حضرات ریشیان[1]

بدانکه حضرات ریشیان کشمیر در مقامات عبادات[2] الٰهیه و تجشّم ریاضات شاقه و ترک لذات نفسانی و امور شهوانی و استکانت و فروتنی از کردهٔ خاک نشینان هند و قلندران ولایت افضل و اکمل دانسته اند تعداد اسامی آنها[3] هیچکس از مورخان ضبط تحریر نکرده است بنا بر آن فقیر حقیر تذکرهٔ بعضی مشاهیر که در ریشی نامه ها اندراج یافته بود[4] ملخصاً ایراد نمود.

ریشیان طبقهٔ اول

زمرشناسان[5] زمانهٔ باستان واقفند که از مبادی آبادی کشمیر درین بلاد هنود سواد همگی مردم هنود بود و باش میداشتند[6]. از انجمله گروهی بود خداپرست که در مغاره و آجام تفرید و تجرید نشسته خالق خود را پرستش میکردند و از جمیع لذات و شهوات نفسانی و روحانی اجتناب کرده بجز بالکل کاسنی دشتی و قنابری و حبوبات غیر ماکول و چیزهائیکه مفید نوع بشر نیست قانع گشته همواره بر ریاضات شاقه و شاغل و عامل میبودند. و نزد وی ریاضت و نفس کشی به نسبت کسی از نیک[7] بدیهی چیز میگفتند فی الحال العمل می آمد. چنانچه قصص و حکایات از حالات و کمالات این گروه در

---

۱ - در نسخه (ی)، "از ریشیان عالی درجات" مرقوم است
۲ - در نسخه (ی) "نفس کشی" مرقوم است + ۳ - در نسخه (ن) "در تواریخ قدیم".
۴ - در نسخه (ی) "اند" بجای "بود" آمده است + ۵ - از "زمرشناسان الی راموه ریشی"
— ۸ صفحات یافته نشد، نسخه (ی)
۶ - "مقصود" "می کردن"

کتب اہل ہنود بمبالغہ تمام مرقوم است و مردم روزگار این گروہ را ریشی میگفتند ۔

ریشی اسمے است شاستری نہ عربی چنانچہ علمای سنسکرت تشریح کردہ اند کہ ریشی گفتن آن کس را سزاوار است کہ از ہست نیست و از بود نابود شدہ باشد یعنی در عشق ذات حقیقی از خود فانی و باذات بحت وحدت باقی باشد و بلذات نفسانی و روحانی مطلقاً راغب نگردد و از ہوا و ہوس دنیا متنفر باشد ۔ فقط ۔

بعد انقضای دہور موفور حسب مشیت ایزدی آفتاب دین محمدیؐ از مطلع قدرت طلوع نمودہ تمامی کاہنان و راہبان عربستان بے نور شدند ہمچنان ریشیان ہند و کشمیر ہم از حالات و کمالات موجودہ در خود اثرے ندیدند تا کہ رفتہ رفتہ در عرصۂ یکہ و صد سال نجم سعادت این زمرۂ باکمال در وبال آمدہ زوال پذیر رفتند ۔ آنگاہ در حدود سنہ ۳۰۰ھ[۱] بعضے افراد از فقرای اسلامیہ بطور سیاحت از بلاد بیرونی درین ملک وارد بودہ باش خود اختیار کردند و در روایات و کمالات و کشف و کرامات از گروہ ریشیان این بلاد گوی مسابقت بردند ۔ لاجرم باشندگان این دیار حسب اصطلاح خود ایشان را نیز ریشی نام نہادند ۔

در آن زمان سلطان محمود غزنوی تسخیر ہند و کشمیر[۳] ساختہ جمعے کثیر از مردم کشمیر باسلام آوردہ موجب آن در زمرۂ ریشیان جدید توقیر و توفیر پدید آمد ۔ تا کہ در سال ۷۲۵ھ[۲] تمامی فرقہ ریشیان و مردم ہنود و مسلمان در عقدۂ ذو القدر خان مقبول شدند ۔ ہمگی چند کس از ریشیان در مغارہ و کوہستان باقی ماندند کہ ذکر آنہا صاحب وقائع می نگارد و از آنجا کہ بموجب تکثر و غلبۂ مردم ہنود نام و نشان مقابر و منازل ریشیان عالیشان برا وراق زمانہ یادگار نماندہ ہمہ را در قاموس عدم غرق شدند ۔ ہمگی حضرت شیخ نور الدین قدس سرہٗ بموجب اخبار سماعی نام سہ

سلہ ۔ برابر ۱۳ (۹۱۲ء)

سلہ۲ ۔ ۱۳۲۴ء ۔ مقصود " آشوب " ۔

سلہ۳ ۔ = در تاریخ کشمیر آمدن سلطان محمود غزنوی ثابت نیست ۔

چہار کس از بزرگ ریشیان عالیشان در مقولات خود یاد کردہ است. نقل آں نبیت. اشلوک

اوّل ریشی احمد ریشی — دویم حضرت اویس آو
تریم ریشی زلکار ریشی — ژورم حضرت میران آو
پانژم ریشی رمہ ریشی[2] — شیم حضرت پلاس آو
ستمس کو رہم دشنا ہشی — بوکس ریشی چہ مہ کیاہ ناو

ازیں ہفت اسمای متبرکہ چہار اسم غیر معلوم است. ہمگی دہقانی قصہ خوانان بعبارت "دندہ بارتا"[1] بیان می سازند کہ میران ریشی مراد از حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ و رومہ ریشی اسم حضرت خضر علیہ السلام می تواند بود. زلکار ریشی و پلاس ریشی را خدا میداند. فقط.

اما نامہ نگار را از مقولات حضرت شیخ العالم قدس سرہ چند اشلوک از ریشی نامہ بنظر رسید، موجب آں دانستہ میشود کہ ایں چہار ریشی گرامی از ساکنان ایں دیار بودہ اند بیان قصہ خوانان واہی است.

مناجات

کربندن توشہ خدایہ — کربندن توشہ خدایہ
یمن میانن شستروین دندن — کوہ بسرت پیکو ہای
چھن تاری مرثم اندن — کربندن توشہ خدای
فتہ لوب مارمہ دجی — مرثہ نمن کیژاہ ٹاہی

۱ـ دندوارتا. کشمیری. بمعنے حکایتے. ۲ـ صحیح "رمہ ریشی".

بگیہ کاشتم وُٹل بچی کر بندن توشہ خدای
میان وکھن چہ ونان کایت چھان تہمت کم کم آی
لوہ اگن گنڈ تھک وندن کر بندن توشہ خدای
حضرتس تہ اویس قرنس تمہ زہ تتی پلہ میچای
بوک نہ حکم پاوت کرنس کر بندن توشہ خدای
ڈنڈک ونک زرکا ریشی تم گرزھس کڈن وای
ان کنک تھاون نہ پزرت کر بندن توشہ خدای
تم حضرت میران ریشی کرپڈہ نفس سیت کونیای
پان آنزرمن مژن وندن کر بندن توشہ خدای
تم حضرت رمہ ریشی جنتس منزارزن جای
صدرحمت تمن چندن بندن توشہ خدای
پڑن ابیاس پلاس پشو تم فرستس پون دزای
اکہ دمہ مٹوس نہ ناہ سو کر بندن توشہ خدای
پت کالی یم ریشس بوی تموتپ کرنجی دشای
زوتہ مژی چھسک وندن کر بندن توشہ خدای
اکسی مالس تہ ماجہ بندن کوہ تھاو تھکہ دولی تہ نیای
مسلمانن کہو بندن کر بندن توشہ خدای
گدار توژ ور وقت پیہ پشین دلوہ دِنے جنتس جای

وُلن وُنتھ [illegible] لش [illegible] [illegible] تو [illegible] بہ [illegible]

[illegible] سید [illegible] حضرت احمد [illegible] اصلی [illegible] وسلم

کہ بجر [illegible] [illegible] بحر ابرار [illegible] حقیقت

و الہیت [illegible] قلم [illegible] [illegible] [illegible]

تا فیض ہدایت [illegible] [illegible] آن عمان [illegible] [illegible] بواسطت

سلسلہ داران طریقت بہ نہج اویسی جو شید و مزرعہ خاطر [illegible] [illegible] مطہر

[illegible] المیسلہ

نعت شریف

زِ شوق تیا بی دارم ہولے ۔ قد تو [illegible] [illegible] القامے
ز تو رنگ جہان را رنگ پیدا ۔ ز [illegible] [illegible] [illegible]
ز تو سیارہ گشتہ اطلسی پوش ۔ ز تو خورشید را [illegible] اقبالے
تیار [illegible] [illegible] ساز معراج ۔ ز ای گوشش کن از [illegible]
دو چشم نعل نعلین تو زیبد ۔ بیا بر دیدہ ام بگذار پاے
[illegible] از [illegible] [illegible] زندگانی ۔ بہم بر نا شن پا [illegible] جنانے
شب در خواب چون مہر جہانتاب ۔ بچشم من نما یک [illegible]
سرت گردم بیا یکدم بفرقم ۔ فگن از فرخی [illegible] ہمائے
اگر بینم جمال [illegible] عالم آرا ۔ ز [illegible] بر [illegible] دارم [illegible]
نظر کن یا رسول اللہ نظر کن ۔ ببین حال گدائے [illegible]

شدم بیمار از تیمار هجران | جمالِ خود نمایا بم شفائے
فقیر و پُر زار و خوار و پستم | ببخشا از عطا خوان نوائے
غلام تو حسن دارد دو عالم | ندارد غیر فضلِ تو رجائے
فشان بالِ شفاعت روز محشر | خطائے او ببخشا از عطائے

حضرت خواجہ اویس قرنی

از اولیای کبار است و سرِ دفترِ پریشان روزگار. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درشانِ وے میفرمودند کہ اُوَیْسُ الْقَرَنِی خَیْرُ التَّابِعِین بِاِحْسَانٍ وَعَطْفٍ وگاه اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئ مبارک خود بسوئ یمن میکردی و میفرمودی کہ نسیم رحمت از قرن می یابم.

می آرند کہ اویس قرنی غائبانہ عاشق جانباز بود بر رسول بے نیاز اما بدو سبب در حضور نرسید یکے بسبب غلبۂ حال کہ مغلوب الاحوال میبود دوم مادرش ضعیفہ بود نابینا از خدمتش فارغ نمے شد همیشہ از مردم وحشت میکرد و دیوانہ وار در صحرا میگشت و بجائے نمے در آمد شتران مردم می چرانید.

نقل است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرقع خود بحضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما حوالہ نمودند و فرمودند کہ شما ہر دو کس برسید در یمن و از قبیلۂ قرن شخصے است اویس نام ایں مرقع من بوے بپوشید و بگوئید کہ در حق امت من دعا کند پس بعد وفات حضرت آں ہر دو خلیفہ رفتند در قرن. و اویس قرنی را مرقع و پیغام حضرت رسانیدند. اویس دست برداشتہ از خدا مغفرت امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدعا التجا نمود و از غیب آوازے شنید کہ گناہگاران امت محمد برابر موی گوسپندان قوم بنی ربیع و مضر بتو بخشیدیم. چہ رمہ ہای گوسپندان آنها بکثرت بودند.

حالات و کرامات آنجناب افزون است و از حد بیرون. ہمیشہ فیضِ باطنی از جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غائبانہ بے واسطہ می یافت. لاجرم اولیائے [illegible] میگفتند. چنانچہ بعضے اہلِ صفا قائل اند کہ فرقۂ ریشیان را فیضِ باطنی بواسطۂ حضرتِ اویس قرنی غائبانہ می رسد. بموجب آں حضراتِ ریشی اکثر اویسی بودہ اند۔

راقم الحروف میگوید کہ من در کدام کتابے دیدہ ام یاد ندارم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شبِ معراج شخصے را دید بکمال شان و شوکت از جبرئیل امین پرسید کہ این کیست ؟ — جبرئیل گفت کہ یکے از امتانِ تست، حضرت گفت کہ بدنیا می آید ؟ جبرئیل گفت الحال آمدہ است در قرن می باشد. اویس قرنی نام دارد. از عاشقانِ تست. حضرت گفت باوے التفاتے میکنم جبرئیل گفت حکم نیست. چنانچہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ میفرمایند۔ اشلوک :

حضرتس تہ اویس قرنس. تمہ ژِ تتی یلہ میجای
بوک نہ حکم باوت کرنس کر بندن تہ شہ خدای

ازیں اشارہ بشارت است کہ اویس قرنی سرِ حلقۂ ریشیان روزگار است. شہادت حضرت اویس در جنگ صفین ۳۰ ماہ رجب سنہ ۳۲ھ[1]

حضرتِ زلکا ریشی

از بزرگ ریشیان عہدِ قدیم است، در موضع ڈنڈک ون در جنگل پرگنہ حمل واقع است. ملۃ العمر خود در ریاضت میکرد و از تخم کرژہ افطار میساخت[2] در نفس کشی ممتاز و در ریاضت جانباز بود. حضرت شیخ العالم در مناجات خود میفرماید، اشلوک

ڈنڈک ونک زلکا ریشی، کرژہ فلی کھیت کرن سوی
پچھتہ تجہت اوس ملہ ت لوی، تتہ مہ ونہ زِ لو دوی

---

[1] سنہ ۶۵۲ء ۔ [2] مقصود "می کرد"

غیر از حضرت شیخ العالم کسے از مورخان احوال او ننوشته است رحمة الله علیه.

حضرت میران ریشی

نیز از ریشیان عهد قدیم است. بمقام ریشی ونی واقع بر کوه صفاپور مدة العمر ریاضت میکرد. مدت هشتاد و سه سال همگی از یک کف دست آب افطار میکرد. از ریشیان نامی وگرامی بود. چون عزم آخرت نمود بمع کالبد عنصری بهوا رفت. چنانچه حضرت شیخ العالم قدس سره میفرمایند:

اشلوک: ریش ون هند میران ریشی
پندره ساس ان جل چوے
اده دیهه هت اکاش گوے
تته سه ورد تو دوے

راموه ریشی

معروف به رومه ریشی سر حلقه ریشیان کشمیر صاحب حالات عجیبه وکمالات غریبه است در مجاهده جانباز و در نفس کشی ممتاز.

صاحب وقائع کشمیر رقمطراز است که راموه ریشی از مردمان ماوراء النهر بود. اولیای کبار بسیار دید ربع مسکون را سیاحت نمود. هفت مرتبه بطواف حرمین فائز گشت. وقتیکه راجه جسکه تسخیر هندوستان رایت عزیمت افراشت همراه لشکر او بسیر کشمیر آمد و در موضع راموه که الحال بنام او مشهور است. میان غارے منزوی شده همگی بر اکل بقولات کوهی قناعت میکرد واز قسم لحوم وغلات هیچ نمی خورد و بکسے سخن هم نمیکرد. آخر عمر به شیر خام راغب شده جسم مبارکش همگی پوست واستخوانے مانده بود. دو کس موسوم به شبان ریشی و رنگون ریشی خدمت اوی کردند وبعد مدتے هر دو فوت شدند. پس چندگاه در تنهائی گذرانید و بزغاله کوهی خود بخود آمده هر روز او را بقدر کفایت شیر میداد. وقتیکه بآتش محتاج میشد لعاب دهن مبارک خود بر شاخی می مالید وافروخته میشد و بعضی اوقات در جنگل یادون وغیره اطراف سیر.

۱ این تاریخ الحال دستیاب نیست.

میکرو ودام وود ہمراہ اومیرفتند۔ ہیچ انسانے از جرأت دیدن ونزدیک او میرفت. چو
وقتیکہ بسیر پنجاب نہضت کرد و چند سال در علاقہ ... ونسے
خارِ درخت از قوم کہ آنرا بزبانِ ہندی ... میگویند در دست او ... ہنگام شدتِ
وجع گفت "بد خارے راست" تخم آں گم شود۔ بقدرتِ ایزدی در قلمرو پنجاب ہمہ جا درختان از قوم
تا عرصہ شانزدہ سال نابود شدند۔ آخر عمر در جوارح او سستی پذیرفت۔ ... ریشی ندامت
او بجائے آورد۔

وقتیکہ سلطان محمود غزنوی در کشمیر معسکر ساخت[۲] آوازہ کمالات او شنیدہ بزیارت
او فائز گشت و مدتے بر در غار منتظر ماند و آیہ کریمہ وَاَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمر
مِنکُم۔ باواز بلند خواند۔ پس ریشی دریچہ وا کردہ بمقولات معارف با او ملتفت گشت و گفت
مرشد تو شیخ ابوالحسن خرقانی در عمرمن مرا بدریا انداخت چوں غوطہ خوردم عالم ملکوت برمن
مکشوف شد۔ بنابراں برعایت اخوت با تو پیوستم۔ اکنوں مرا فراغت بخشند۔ سلطان
التماس نمود کہ مراد خصوص فتح کالنجر دعا فرمایند۔ ریشی گفت بعد فتح کالنجر کلید فتح سومناتھ
ہم بتو بخشیدند پس لختہ از خرقہ خود برداشتہ با و داد و فرمود ہر گاہ ایں پرچہ بر پرچم لوای تو
لاحق باشد شمشیر تو جائے کند نخواہد شد۔

می آرند کہ روزے ریشی بصولت سرما متاذی شدہ فرمود کہ آفتاب چرا
از ما مخفی ماند فی الحال آفتاب برآمدہ سرما رفع شد۔ پس تا عرصہ شش سال
در کشمیر برف نبارید و برودت سرما در ہوا نبود۔ گویند رامو ریشی سہ صد و بیست و دو سال
عمر یافت و بعد ہر صد سال دندان او میر یخت و در زمان حکومت راجہ جگدیو داتا از غار
غائب شد۔

---

[۱] - مقصود "رود" [۲] = در تواریخ آمدن سلطان محمود غزنوی تا بہ کشمیر ثابت نیست

لدرمن ریشی

از ساکنان گڈہ ستھو بود و ہنگام ریعان جوانی بتوفیق ربانی ترک کامرانی کردہ در پیش رامو رریشی معہ برادر خود پلاسمن ریشی مسلمان شد و در مجاہدات و ریاضات و نفس کشی داد جوانمردی دادہ کشف کونیہ حاصل نمود و عرصہ چہل و دو سال بغیر ساگ جنگلی ہیچ نخورد و با کسے موانست و موافقت نکرد و بعد انتقال رامو ریشی بسیر ہندوستان نہضت کردہ چند سال در صحبت بابرکت سرہنگ ریشی در کوہ شوالک بسر برد۔ چون بجانب کشمیر رجعت نمود جمعے از ریشیان ہمراہ داشت و در ینجا ہمہ ہا در غار آری رائے منزوی گشتہ شدند و سالہای بسیار در انجا بعبادت بسر بردند۔ عاقبت بعضے بطرف ہند باز رفتند و بعضے ہا در حجرہ ہای آن غار مدفون شدند۔ لدرمن ریشی یکصد و سی سال عمر یافت چون رحلت نمود درمیان ہمان غار بحق آسود۔

پلاسمن ریشی

برادر لدرمن ریشی بود۔ از رامو ریشی ہم نظر عنایت داشت۔ آنگاہ بتربیت لدرمن ریشی منازل و مقامات سلوک طی کردہ بدرجۂ اعلا اعلا نمود و عمر عزیز در بے خورد و خواب در تب و تاب بسر بردہ از کردہ برادر خود در نفس کشی و مجاہدہ مرتاض و جانباز بود و بر وقت افطار درخت سفید ار راہمی لیسید و سالہا در مغارہا غائب میشد کہ ہیچ کسے روی او نمیدید و بعضے اوقات در غار بومہ زوہ انزوا میکرد و در انجا مرجع مردم میشد۔ می آرند کہ روزے درین چاپایاران خود مراتب روز عید الضحی بجا آوردہ و یکے از یاران او کہ بحج رفتہ بود در انجا بروز عید دید کہ پلاسمن ریشی در پایاں منی سیر میکرد و در

سلے۔ واقع در موضع بومہ زوہ) پرگنۂ متن۔

کشف وکرامات وطے مقامات شانے عجیب داشت و مردم بسیارے از فیض باطنی او مؤثر گشته بدرجۂ اعلیٰ رسیدند و در زوایا و مغاره ها نشسته بطاعات و عبادات پرداختند

مدعا که حضرت ریشی بعمر یکصد و هژده سال جهان فانی را پدرود نموده برگزیده بسجاده آسود ۔

می آرند که در ایام جاهلیت او را[1] دو فرزند داشت یکی خلاصمن دوم یاسمن وقتیکه[2] پلاسمن انتقال فرمود از محاسن او یک موی سفید ندیدند خلاصمن را بعضی موهای لحیه سفید شده بودند و یاسمن را تمامی ریش سفید بود ۔ واللہ اعلم ۔

خلاصمن ریشی

فرزند پلاسمن ریشی مردے کامل و فاضل بود و بتربیت والد بزرگوار خود راه هدایت یافته در طے مقامات سلوک جانبازیها[3] نمود ۔ و بعد انتقال مرشد خود در کوه شوالک رفته از ریشیان انجا که خلفای سرهنگ ریشی صاحب حالات عجیبه بودند فیض صحبت یافته بجانب کشمیر رجعت کرده و مدة العمر خود در ترک لذات و شهوات گذرانیده، در عهد سلطان شمس الدین انتقال نموده بجوار والد بزرگوار خود برگزیده آسود[4] فقط ۔

یاسمن ریشی ۔

برادر خلاصمن ریشی صاحب ریاضت و ورع و تقوی بود و در ترک لذات نفسانی و میل شهوانی زندگانی بسر برده اکثر اوقات از نظر مردم غائب می شد و در جنگلات سیری کرد

---

۱ ۔ لفظ "او را" درینجا زیاده است ۔

۲ ۔ در نسخه (ی) "از لحیه" ندارد ۔

۳ ۔ مقصود جانفشانیها ۔ ۴ ۔ در نسخه (ی) بغیر لفظ فقط آمده است ۔

وبا وحوش و دام و دد موانست میداشت[1] هرگاه کسے درمیان جنگل اورا الفتنہ می دید می ترسید روزے دیدند که اورا گاؤ کوہی از پستان خود شیر میداد و بعضی ہا میگویند که بر شیر سوار شده می رفت - بعد وفات برادر خود خواجه صمن بر قبر او مدتے مجاور نشسته بود و آخر عہد سلطان علاء الدین انتقال نمود و بعد و[illegible] برادر خود آسوده[illegible]

سورن ریشی

از شاگردان خواجه صمن ریشی بود [illegible] عجیب داشت بعرصه چہل سال در موضع کانر پرگنه ناگام غار نشین شده بشیر پاک[2] [illegible] می خورد - روزے سلطان جمشید فرزند سلطان شمس الدین بشکار رفته بود - ناگاه برصومعه ریشی رسید و بدستے بیرون غار انتظار کشید - ریشی اصلا بوے التفاتے ننمود و دریچه نکشود - سلطان رنجیده بشهر آمده و درانجا ننده[3] نام عورتے فاحشه که در طنازی و عشوه بازی ممتاز بود در پیش سورن ریشی فرستاد که اورا از زاویه فقر و قنا بر آورده در دام تزویر در آورد - چون زن فاحشه بر در معبد ریشی رسید و آواز داد که من عجوزه از خویشان بهشتی برائے ادائے خدمت ایشان آمده ام دریچه بکشائید و مرا بصحبت خود بنوازند - ریشی بمقتضای اذا جاء القضاء عمی البصر دریچه بکشاده اورا در حریم خود بار داد و بمکر و فریب او دامن عصمتش آلوده گشت - فرو مانده ی نازان و شادان در پیش میرزا جمشید آمده بانعام شایان فائز شد - ریشی بصدور این واقعه چنانکه از زندگانی خود بیزار شده در ناله و آه پرداخت و خود را بر زمین انداخته می غلطید و می نالید بعرصه هوت روز در گریه و سوگواری بود [4] دران حالت

---

[1] - مقصود می کرد -

[2] - بزبان کشمیری اورا اوپل ہاک می گویند -

[3] - باید بود " زنے فاحشه " -

[4] - یعنی بوقت مرگ دیده کور شود -

جان بحق تسلیم نمود. نندی از افعال خود منفعل شده ترک دنیا کرده و برای کفارت این گناه صحرای نندی مرگ متصل بیجباڑه خریده بابت تعلیف چهارپایان وقف نمود و جوی نندی از رود خانه ویشو بر آورده باسراف[1] زر کثیر و مزارع و دهات قلعه ناندی جاری ساخت و خود بر دروازه با ستمن ریشی بر کریوه بیجباڑه مجاور نشست. و سلطان جمشید فی الفور دق شده در زینه پوره از جان درگذشت. تا این جا بیان وقایع کشمیر است فقط ٭

ریشیان طبقه دوم

حضرت شیخ نورالدین قدس سره

زبده ریشیان ناولد و برگزیده اتقیای این دیار است. در عبادات و ریاضات و مجاهدات و نفس کشی وحید عصر و فرید دهر بود. حالات و کمالات آن جناب از کرده آفتاب مشهور است و در تشریح و توضیح آن دفترها مسطور. درین مختصر گنجائش تشریح آن نیست انموذجے یعنی مشتی نمونه از خروارے درینجا یاد کرده شود.

مورخان می نگارند که اوگرا سنز نام شخصے از راجهای کشتوار بود که لقب آنها سنز می گفتند. وے بنابر واردات[2] زمانه بکشمیر آمده، راجه کشمیر موضع روپه ون در جاگیر او بخشید. وے در انجا بود و باش اختیار نمود. پسر او در پتا سنز بود. وے در ملازمت حکام اقتدار و اعتبار خود افزود. فرزند او زنگا سنز بود. در آن زمان ذوالقدر خان یورش آورده ملک[3] کشمیر را قتل عام نمود و زنگا سنز هم در آن واقعه کشته شد و مال و متاع او بغارت رفت.

---

۱ - در نسخه (ی) بخرج بجای اسراف هر قوم است.
۲ - مقصود حوادث.
۳ - باید بود در ملک کشمیر.

انگاه همگی پسر او هر سنز که در شباب بجبال متواری شده بود موجود مانده در موضع گده سته‌و قرار یافت. فرزند او گرا سنز نام بود. چون از دنیا در گذشت پسر او سلر سنز در آواره گردی هر سو سیری کرد. عاقبت در خدمت یاسمن ریشی در بجبهاره رسید و بتهذیب و تربیت او مسلمان شده شیخ سالار نام یافت و مدتی گاوان ریشیان بچراگاه می برد. همدران زمان شخصی از احفاد اوگراسنز[1] در موضع کهیه پرگنه آڈون صاحب ثروت بود و دختر نیک فال از و متولد شده برای حضانت بپاسبان ده تفویض ساخت و بقضای کردگار پدر و مادر و اعوان و انصار او در عرصه چند سال تباه شدند پس دختر مذکوره در خانه مرضعه تتمیه یافت چون بحد بلوغ رسید پدر رضاعی او را در خانه پاسبان کهیوه مناکحت نمود. انگاه دختر مذکوره را از صلب او دو فرزند مسمی ششن و کندر متولد گشته فی الحال بیوه شد. روزی پدر رضاعی او که از معتقدان یاسمن ریشی بود در خدمت او عرض نمود که این دختر از قبیله راجهاست و شوهرش که از قوم اجلاف بود فوت شده. اکنون میخواستم که این دختر را با کسی از شرفا عقد بندی سازم اما لیکن امکان نمی شود. ریشی فرمود که او را بعقد شیخ سلر بدهند که از قبیله راجهاست. فی الحال دختر مذکوره را با شیخ عقد مناکحت بستند و در کیموه سکونت پذیر شدند.

ملا احمد که همعصر شیخ اللعالم بود می نگارد که روزی شیخ سلر با خاتون خود سدره ماجی نزد یاسمن ریشی در مرض موت بعیادت رفتند. وی بر سر چشمه نشسته بود. ناگاه لله عارفه در انجا رسید و بدست او گلدسته بود. یاسمن ریشی گلدسته از وی گرفته بسدره ماجی بخشید.

---

[1] در نسخه (ن) از قوم راجپوت مرقوم است

وگفت بر سر نگهدار حق سبحانه وتعالی شما را فرزندے عطا کند کہ وارث حال[۱] حقیقت ما باشد۔

پس لله عارفه در ایام حمل والدهٔ شیخ را خبر گیری می کرد و بفرزند دلبند۔ بشارت میداد[۲] تا کہ حضرت شیخ بروز عید الضحیٰ[۳] سنہ ہفتصد و پنجاه و ہشت[ع] ہجری و بحساب کشمیریان سنہ ۳۱ متولد شد۔ خاص الله تاریخ است۔ فرد

برناصیہ اش[۴] ز ہوشمندی
می تافت ستارهٔ بلندی

گویند حضرت شیخ در ہنگام ولادت در نوشیدن شیر تعلل فرمود۔ فی الحال لله عارفه حاضر شده آں بزرگوار [را] در کنار گرفت پستان خودش بدہان انداخت وگفت از آمدن خود شرم نکردی حالا از شیر نوشیدن شرم می کنی۔ آنگاه شیر نوشیدن گرفت۔ پس لله عارفه اکثر اوقات او را از پستان خود شیر میداد۔ چوں بدرجہ بلوغ رسید بتقاضای برادران در کار دنیوی شاغل شد۔ اما در طاعات و عبادات ہمیشہ عامل می بود گاه گاه اوقات بتکلیف برادران بکار[ه] سرقه می رفت۔ چنانچہ روزے او را در خانہ مالدارے درآوردند وگفتند آنچہ کہ ثقیل می یابی باید بست و ببر۔ حضرت شیخ اگرچہ حقہ ہای جواہر و الماس دید آنہمہ [را] گذاشتہ سنگ ہاون بدست برادران انداخت۔ اخوانش عتاب کردند وگفتند آنچہ کہ سبک تر یابی زود بدست آر۔ پس کہنہ غربالے بدست گرفتہ بیروں آمد و برادرانش تشنعت کردند۔

۱۔ در نسخہ (ن) 'و' ہم آمده است
۲۔ در نسخہ (ن) میداد
۳۔ ۱۳۵۶/۵۷ عیسوی و در تواریخ دیگر تولد شیخ نور الدین ہفتصد و ہفتاد و نہ نوشتہ ۷۷۹
۴۔ در گلستان این شعر چنین آمده است۔ بالاے سرش ز ہوشمندی می تافت ستارهٔ بلندی
۵۔ لفظ بکار در اینجا زیاده است

در در نامہ ٔ الفت نامہ الفصل الحرمن حقیقت ولادت حضرت شیخ نور الدین ... [illegible]

روزے برادرانش بسرقه رفته گاوے وگلیمے یافتند و بدست شیخ حواله کردند و خود بجای دیگر رفتند. حضرت شیخ چون نزدیک خانه رسید سگی آواز داد وو وو وو یعنی بکار بکار [1]. شیخ معنی این آواز شنیده زار زار گریست و گلیم بر دوش گاو بسته کرده رها نمود. چون برادرانش از گلیم و گاو باز خواست کردند گفت مرا سگے نصیحت کرده یعنی

ع : هر آنچه بکاری همان بدروی

چون دنیا مزرع آخرت است و هر روز جزا هر کسے سزای اعمال خود خواهد یافت من چرا خود را بیلا ابتلا سازم. همچنین روز دیگر هم همراه اخوان بکار دزدی رفت و در یک کاشانه در آوردند اهل خانه مفلس و بینوا بودند چون دانستند که دزد است با خود گفتند.

ع : دزد از خانهٔ مفلس خجل آید بیرون

چون حضرت شیخ عسرت احوال آنها دید گلیم پوشیدنی خود بر ایشان انداخت و گریخته رفت [2]. برادران خود را گفت که اهل خانه بیدار شدند و گلیم من بردند. برادرانش زبان تعنت دراز کردند و ماجرا پیش مادر بردند و عیال او از خود جدا نمودند. مادرش بسیار نصیحت کرده گفت که اگر حرفهٔ برادران نمی کنی بلکے هنرے بیاموز تا رزق حلال بتو حاصل گردد. شیخ ذمه گرفت و مادرش [اورا] در پیش نساجے برد. و بابت آموختن حرفهٔ نساجی بوے تفویض کرد. حضرت شیخ از حرکات و حالات نساج معنی اصلی دریافته ترک آن نمود. بهمدران ایام عمر شیخ از سی سالگی متجاوز شده بود

---

۱ - "کرده" درینجا زیاد است

۲ - باید بود "گرفت"

مادر خود را گفت که بعد ازین مرا معذور دارید و بکار خدا بگذارید . رزّاق حقیقی ضامن رزق ما و شما است . آنگاه چند ماه باطراف کشمیر سیر میکرد . روزی در موضع کیهه پرگنه آڈون رسید . شبانه سرور کائنات علیه افضل الصلوٰة [ ] در خواب دید که درمیان کشتی بخشکی میرفتند و خلفای راشدین همراه داشتند . شیخ العالم در کشتی در آورده ، بزبان خاص نام او پرسیدند . شیخ گفت : نام من نندروست " وُنندر " بزبان کشمیری نیبا را گویند . سرور عالم فرمود . چون نام تو زیبنده است بد نباشی تا نام تو بر تو مسعود گردد . آنگاه دست مرحمت بر دوش او نهاده در حق او دعا خواستند و صحابه آمین گفتند .

چون ازان حالت باز آمد از تحت الثریٰ تا فلک اعلیٰ بروے مکشوف گشت و بر اسرار نهانی و مخفیات غیبی مطلع شد . بعد ازان آتش شوق همچنان در کانون سینه او هیجان یافت که از خوردن و نوشیدن و غنودن باز ماند . گاه گاه احوال او چنان واقع میشد که بیهوش بر زمین افتادے و غلطیدے و خاک و خاکستر بسر کردے و زار زار میگریستے . پس او را منسوب بجنون کردند .

مؤرخان کشمیری نگارند که حضرت ریشی اویسی بوده اند و از ارواح انبیاء و اولیاء فیض باطنی یافته اند . امّا صاحب وقائع کشمیری نگارد که حضرت امیر کبیر قدس سره ، در ایام رخصت بمقام مٹن نشسته بودند و در انجا حضرت شیخ العالم بنظر کیمیا اثر حاضر آمده تلقین و تسلیم طریقت فائز گشت و بباعث اضطراب دلش تربیت او به سید حسین سمنانی تفویض یافت و بخلوت نشینی مامور شد .

پس حضرت شیخ در موضع کیموه غارے عمیق حفر کرده عزلت پذیرفت . گاه بیگاه

۱؎ - مقصود " کردند "

درخدمت سید حسین سمنانی آمد و رفت می داشت و نکات و مشکلات حقیقت از خدمت ایشان حل میکرد۔

چون حضرت شیخ میان غار منزوی شده بار عیالش بر والده افتاد۔ یکروز مادرش در دهان غار رفته از بابت نفقه عیال و حقوق خودش بسیار گفتگو نمود و دعوی شیر ساخت۔ حضرت شیخ او را بانواع تسلی فرمود وے بغرض خود نشنود۔ حضرت شیخ دست بدعا برداشته از سنگی جوی شیر ظاہر شد[سلہ] و گفت ای مادر مہربان حقیقت خود بگیر۔ والدہ اش متحیر شده استحقاق خود بحل فرمود۔ آنگاہ منکوحہ او کہ زیبی نام داشت آمده بابت نفقہ عیال ابرام نمود و گفت کہ من اینجا میان گلخن برای ادای خدمات ایشان قیام کنم۔ حضرت شیخ بسیار عذر آورد و نصیحتش فرمود۔ وے اصلا نشنید۔ تا آنکہ حضرت شیخ بصحرا رفت و پشتارہ خار مغیلان آورده درمیان غار مفروش ساخت و خود را بران خار بغلطانید و خون جاری شد و خاتون خود را فرمود کہ ای یار وفادار بیا بستر استراحت من ہمین است۔ خاتون بگریہ غوغا برداشت و گفت من امید خود از تو قطع کردم اکنون فرزندان خود را چارہ بکن۔ حضرت شیخ فرمود کہ امشب فرزندان نزد خود بگیر۔ فردا چارہ سازی آنہا از خدا میخواہم۔

پس خاتون گریہ کنان مع فرزندان بخانہ خود رفت و حضرت شیخ دست بدعا برداشت و گفت الٰہی یا مرا برای طاعت خویش فارغ دار یا برای خدمت فرزندانم بگذار۔ چون صبح آمد پسر و دختر بر بستر مردہ یافتند و ہر دو در یک لحد دفن کردند۔

پس حضرت شیخ عرصہ دوازدہ سال دران غار بسر بردہ بغیر کاسنی[۲سو] و قنابری ہیچ

سلہ۔ در نسخہ (ی) جاری شد مرقوم است۔ ۲سو۔ بزبان کشمیر "وَن ہند" می گویند۔

نمی خورد. روزے عورتے با جماعتے دیگر سخن میکرد که حضرت شیخ اصلاً کاهی و دشتی چیزے نمی خورد و در قوای بدنی او هیچ فرق نمی شود. عورت دوم گفت که چهارپایان بغیر علف هیچ نمی خورند قوت آنها نمی بینند. حضرت شیخ سخنان ایشان شنیده و مژده آن از غیب دانسته فی الحال خوردن بقولات کوهی ترک فرمود و از جوف غار برآمده در اطراف کشمیر سیر نمود. ده بده و خانه بخانه می گردید و بغیر شیر گاو هیچ نمی خورد. و چند گاه بر صفهٔ خانقاه معلّی بریاضت بسر برد و وقتے در محله وچار ناگ سری شد. همدران ایام سنگه ساد هو نام مردے مرتاض در موضع الیشه باری مرجع انام شده بود. روزے شاهزاده میرزا شکار[۱] بدیدن وے رفته بود. ساد هو ملاقات او منظور نه نمود. شاهزاده بغضب آمده یادن چی که لولی طرار و عیار بود در صومعهٔ او فرستاد. لولی مذکوره ساد هو را بدام مکر و فریب پابند کرده مرتکب فعل شنیعه گردانید.

موجب آن هنود منفعل شده برای رفع خجالت یادن چی را زرهای بسیار داده برائے برغلانیدن[۲] شیخ در نوشهره فرستادند. چون یادن چی بر در شیخ رسیده مکر و فریب کردن گرفت. حضرت شیخ بر در آمده بنظر قهر در وے نگاه فرمود و صورت او را مسخ نمود. چون بعده تقصیر پیش آمد از واصلان درگاه شد. حضرت شیخ از آن جا برخاسته در دهات کشمیر بر سو سیر فرمود. چنانچه مکانات و مقامات ایشان در هر پرگنه مشهور اند. روزے در حالت سیاحت در قریهٔ پٹن رسید و در انجا مردمان ماهیگیران [ایام] شکار

۱- = مورخ غلام حسن گامرو در تاریخ حسن حصهٔ دوم چاپ شده بر صفحه نمبر ۱۷۶ در ایام شاهزادگی سلطان سکندر (۸۱۶-۷۹۱ھ) را بنام "میرزا شکار" یاد کرده است وقتے جون راج هم عصر

۲- در نسخه (ن) ورغلانیدن.

[illegible]

می کردند و تشویہ نموده می خوردند۔ چوں بوی آں بدماغ شیخ رسید۔ نفس او بداں راغب شد و شیخ پارهٔ از ہیزم نیم سوخته برداشته بدہن انداخت ٭ نظم

سوخت حلقوم و نفس زد فریاد — کز توای شیخ تا بکے بیداد
شیخ گفتش کہ چوں شدی خودرو — اینک از ملک من تو بیروں شو
نفس گفتا کہ بعد ازیں ای شیخ — نزنم دم ز خود مکن از بیخ

روزے در موضع دریه گام رسید۔ چند دختر دید کہ کاه سبز درو میکردند۔ حضرت شیخ فرمود کہ ایں کاه سبز جاندار است چرا جاندار را بے جان می سازید[۱]۔ از انجملہ یک دختر جواب داد کہ مایان گیاه سبز برای چارپایان می بریم و خود را و آنہا را نفع می رسانیم و تو بضرب عصای خود ہزاراں جان از بیخ برکنی و ہر جا کہ می نشینی صدہا جان پامال می کنی۔ شیخ بشنیدن ایں کلام در گریہ آمده، پس ازاں رفتن و سیر کردن و بر زمین نشستن ترک فرمود۔ آنگاه بیرون موضع دریه گام بر سنگے یکماه بریاضت بسر برد و متصل آں مکان سنگرام گنائی نام شخصے مالدار و صاحب مواشی بود وے حضرت ایشان را بخانہ خود برده در حجره بنشانید و روزے منکوحۂ وے از گاوان شیری دوشید از انجملہ گاوے را شیر نگرفت۔ شیخ پرسید ایں گاو چرا معطّل داشتید آں عورت گفت کہ ایں گاو را موسم شیر منقطع شده است و شیر ندارد۔ شیخ فرمود کہ بسم اللہ خوانده ازیں گاو ہم شیر بگیرید۔ پس ماده گاو تا عرصۂ شش سال بریک زادن شیر داد و حضرت شیخ تا مدت موعود ازاں شیر افطار می کرد۔ روزے سنگرام گنائی با اہل خانہ باجابت دعوتے رفتہ بود و دخترے خورد سال برای خدمت شیخ در انجا نہادند۔ یکروز آں دختر شیر گرفتہ در حجرۂ شیخ در آورده در انجا جماعتے

---

[۱] یعنی می کنید۔

ازمردم عجیب دید وشیخ کاسهٔ شیرازو گرفته منعِ کلی ساخت که حقیقت حال بکسے نگوید
وآں دختر حقیقت حال پیش پدر ومادرِ خود ظاہر ساخته فی الحال رحلت نمود. و
خاتون از خدمت شیخ ملول شده حضرت شیخ را چند روز شیر نداد وغدر ہای بیہوده پیش
آورد. روزِ اوّل گفت شیر بچهٔ گاو خورد. روزِ دوّم گفت شیر بمہمان دادم. روزِ سیوم گفت
شیر گربه نوشید وحضرت شیخ در فکر افتاده زار زار گریست. انگاه ازاں مقام نهضت
کرده در موضع روپه ون قیام ساخت ومسجدے افراخت. ازانجا موجب الحاح و
ابرام سنگرام دار در چرار رفت وبقیه عمر در انجا گذرانید. ازانجا روزے بسیر پرگنه آڈون
رفته بود در انجا چند ماه بخانهٔ شخصے اقامت فرمود. روزے خاتون خانه از گاوان شیر می
دوشید وگاوے عقیمه در انجا بود. شیخ فرمود ازیں گاؤ عقیمه ہم شیر بگیرید. چوں گرفتند
حضرتِ شیخ ازاں شیر افطار می کرد. روزے خادمه شیر گاو آورد وشیخ قبول نفرمود وگفت
ایں گاو از مزروعاتِ مردمِ غیر کاه خورده است. حق غیر چگونه میتوانم نوشید. فی الحال
در ورطهٔ افکار فرو رفت ولرزه براندامِ مبارکش افتاد وزار زار گریست وبرزمین غلطید
وبدل خود سنجید که سی ودو سال مالِ مردم بدزدی خوردم ودوازده سال از بیابان خلق
کاسنی وقنابری قوت کردم. دوازده سال دیگر شیر ماده گاوان که از زراعتِ غیر کاه
خورده حاصل کرده بودند نوشیدم مرا لشی گویند یاد زد. بعد ازاں تا حین حیات
قریب دو نیم سال بغیر آب دریا ہیچ غذا نخوردند. انگاه جوارح ایشان بیکار شده از
رفتار قرار گرفتند. پس بر کجاوه سوار شده باطراف سیر میکردند. القصه حضرتِ شیخ
عرصهٔ ہفت سال بمقام روپه ون وچرار بر افاده وافاضه خلق مصروف بود وبعضے منکران
بقصد امتحان آمده [illegible]
بعضے معتقدان در خدمت ایشان انجاح مطالب ومقاصد خود نمودند وکامیاب شدند.

صاحب فتحات رقم طراز است که ہنگام توقف مقام چرار قطب ربانی جناب میر ہمدانی قدس سرہ
۲۵ ماہ رجب ۸۱۴ھ بلجمعے از یاران بملاقاتِ ایشان نہضت کردہ حضرتِ شیخ بصفای باطن
دانستہ تا موضع زالوسہ کجاوہ سوار استقبال نمود جائیکہ مقبرہ بہت کی بی و دہت بی بی
مشہور است باہمدیگر ملاقات کردہ بصحبت نشستند و مقولات درد آمیز و شوق انگیز باہم
فرمودند و بعد سوال و جواب و قیل و قال بسیار حضرت شیخ دست بیعت ایشان گرفتہ
خط ارشاد حاصل نمود کہ نقل آں در فتحات کبرویہ مرقوم است۔ مدعا کہ حالات و کمالات
حضرت شیخ از حد تحریر و تقریر بیرون است تا عرصۂ بیست و شش سال از قسم غلہ ہیچ
نخوردہ و بہوائے نفس ہیچ کاری نکرد۔ چوں بعمر شست و سہ سال رسید ہنگام احتضار
بابا نصر الدین از ایشاں پرسید کہ چہ آرزو داری گفت حق و پرسید کہ مشہود تو کیست
گفت حق و پرسید باکہ گفتگو می کنی گفت با حق۔ گفت شربتے نمی خوری گفت مدۃ العمر
خود برای رضای حق نخوردم اکنوں چگونہ می خورم۔ پس دم آبے نوشید۔ و حق گفتہ و
جان بحق تسلیم نمود رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

مقولاتِ حضرت شیخ بزبان کشمیری موزون و از بلاغت و فصاحت مشحون
و از وحدتِ معرفت مکنون و از موعظت و حکمت میمون درین ملک بیشمار و افزونست اما
بباعثِ تحریف کلمات و کثرت ملحقات و اغلاط طاقت و چاشنی آں مکنون۔

ملا احمد کہ قریب العہد ایشانست تولد شیخ در ۷۵۷ھ[۱] و وفات ۲۶ ماہ رمضان
۸۴۲ھ۔ و بحساب کشمیریان ۲۶ پوہ ۹۱ و بحساب ہندیاں مگھر بدی ۱۴ ۱۴۹۳[۲]

[۱] ۱۳۵۶ء

[۲] نومبر ۲۶ ۔ ۱۴۱۷ء

می نگارد و مؤلف تاریخہا گفت ۔ تاریخ ؎

جنابِ شیخ نورالدین ریشی | چو رفت از دارِ دنیا سوی گلزار
زتیمارش اقاصی و ادانے | چو گل جامہ دریدہ گشت خونبار
پی سالِ وصال و عمر و مولود | سروش غیب زنیسان کرد اظہار
سنین ابنیا ۶۳ تولد خاص اللہ ۷۵۷ | وفاتش خاص معطی ۸۲۰ یاد بگذار

ــــــــ ایضاً ــــــــ

کشید از آسمان سر ہاتف غیب | پی تاریخ شمع عارفین گفت

ــــــــ ایضاً ــــــــ

بی سر و پا شد ز فوت شیخ آہ | اصل و فرع و شرع و ورع و علم و عقل

ــــــــ ایضاً ــــــــ

پی سال تاریخ آں خوش صفات | بگفتا خرد صاحب حال رفت

ــــــــ ایضاً ــــــــ

مخامسین ایضاً ۔ صاحبِ طریقت حضرتِ شیخ نصیب الدین غازی قدس سرہٗ در کتاب خود ولادت ایشان در سنہ ۷۷۹ھ[1] و وفات ایشان در سنہ ۸۴۲ھ می نگارد ظاہراً سہو کاتب است چراکہ میر محمد ہمدانی قدس سرہٗ در آخرِ عمر بایشان خط ارشاد بخشیدہ است و تاریخ خط ارشاد روز جمعہ ۲۵ رجب سنہ ۸۱۴ھ[3] مرقوم است ۔ پس بقول حضرتِ بابا نصیب عمر حضرتِ شیخ

---

۱ ؎ سنہ ۱۳۸۷ء

۲ ؎ سنہ ۱۴۳۸/۳۹ء

۳ ؎ برابر نومبر ۱۲، ۱۴۱۱ء

بعد تحریر خط ارشاد بیست و ہشت سال باقی باید بود. صاحب فتحات کبرویہ می نگارد کہ حضرت شیخ بعمر سی و دو سالہ تائب شد. ہمگی سی سال بریاضت پرداخت دریں صورت بزعم حضرت ابو الفقرا قدس سرہ حضرت شیخ را اوائل سلوک خط ارشاد حاصل شدہ است و نیز آوردہ اند کہ حضرت شیخ در غار کیموہ بخدمت حضرت سید حسین سمنانی آمد و رفت می داشت. چوں وفات حضرت سید حسین سمنانی درسال سنہ ۷۹۲ھ[۱] واقع شدہ است پس آمد و رفت حضرت شیخ بخدمت ایشان بعمر سیزدہ سالگی ثابت می شود. درینجا بنظر تحقیق تحریر ملا احمد موثق گردد والله اعلم.

می آرند کہ موضع چرار از قدیم چشمہ بود خوشگوار. روزے بابا نصیر الدین حجرۂ شیخ را جاروب نمود و چند فلوس یافت. و بحضور عرض کرد کہ ایں فلوس را چہ حکم فرمودند کہ دریں قریہ فلاں شخص صاحب دختر است بوی باید داد. خدمت بابا فلوس [را] حوالۂ زن آں شخص فرمود. چوں شوہرش برآں مطلع شد زن خود را بسیار زد و گفت صدقہ بلا است چرا قبول کردی. بروز ایشاں را باز گشت بدہ. پس آں زن پیش[۲] بابا آمد عذر و اپس داد و بابا نگرفت پس آں زن مجبور شدہ آں فلوس ہا [را] در چشمہ انداخت و ہماں روز آب چشمہ غائب شد. شیخ فرمود کہ ایں شامت زر صدقہ است. پس بدرگاہ کبریا التجا کردہ از جائی دیگر چشمۂ آبی کشیدند. و بعد انتقال شیخ آبش کمتر جوشید. آنگاہ لالہ رینہ نام ہندوے از مسافت بعید نہر آبی حفر کردہ در قصبۂ چرار جاری ساخت کہ در زمستان مسدود می شد.

۱- ۹۰/ ۱۳۸۹ء

۲- دریں جا لفظ گشت زیاد است.

بنا بر آن قاسم چلپان نام بقائے حوض کلان احداث نمود. در سال ۱۱۳۹ھ[۱] بابا محمد قایم یسوی که از خلفای قاضی دولت شاه بخاری بود از حضرت شیخ بابت آوردن جوی جدید اشارتے و بشارتے حاصل کرد و بر طبق فرمان حضرت شیخ خواجه محمود دیده مری را که معتقد او بود با آوردن جوی فرمان داد. خواجهٔ مذکور بمصرف[۲] زر کثیر نهر آبی آورده در قصبهٔ چرار جاری ساخت که تا حال موجود است "تاریخ جوی فیض محمود قایم" یافته اند.

۱- ۲۷-۱۷۲۶ م

۲- باید بود "بصرف"

خلفای شیخ نورالدین قدس سرہٗ

حضرت بابا بام الدین۔

در ایام جاہلیت بومہ سادھو نام برہمنے مرتاض صاحب مکاشفہ وجانباز مرجع اہل ہنود بود۔ در بتخانۂ خود بمقام بومہ زوہ[۱] صد وشصت بت را پرستش می کرد وہنگام اسفار صبح[۲] برخاستہ بطی مکان از پنج تیرت غسل کردہ پیش از طلوع آفتاب بازگشت می رسید۔ وپنج تیرت در دریائے بہت موجوداست۔ ازانجملہ یکے مشرب چندرہ یاراست در قصبہ بجبارہ۔ دوم مشرب شیوپارہ متصل کوہ سلیمان۔ سیوم مشرب چچہ یار در چچہ بل[۳]۔ چہارم اولرناگ در تال اولر۔ پنجم خادن یار وبیابہ مولہ۔ وفاصلہ بین الحدین قریب پانزدہ فرسنگ میباشد۔

چوں حضرت شیخ العالم از حالات وکمالات او واقف شد اورا سلب نسبت نمود وخرق خوارق فرمود۔ وپوست گاوے خون آلودہ بردوش گرفتہ، در بتخانۂ او درآمد۔ برہمن غوغا برداشت وگفت ای مفسد بدرو بسایۂ خود بتان مرا ملوث مکن۔ واز پوست گاو معبودان من آلودہ مساز۔ شیخ گفت چوں از بول وسرگین این گاو بدن خود معبد خود پاک می کنی ومتنفر نمی شوی۔ از پوست او چہ قصوراست۔ برہمن گفت شاید تو نندہ ریشی باشی؟ گفت بلے۔ گفت از من چہ می خواہی؟ گفت اسلام۔ سادہو در غضب شدہ برستیزہ آمد شیخ گفت بتان تو کہ تراشیدہ است؟ گفت سنگ تراش۔ شیخ گفت مصنوع خود[را]

۱۔ در نسخہ (ی) بومہ زور۔

۲۔ لفظ صبح در نسخہ زیاداست۔

۳۔ در نسخہ (ن) چھچہ بل ۴۔ در نسخہ (ی) لفظ "نمود" زیادہ۔

صانع دانستن کمال جہل است. گفت ازینجا بدر شو. شیخ گفت می روم اما چیزے
از قسم خوردن بدہ. گفت چیزے ندارم دیگچہ خالیست شیخ گفت چرا دروغ می گوئی؟
دیگچہ پر از طعام است وے دیگچہ را بنظر آورد[۱] دآن پر از طعام بود. متحیر شد گفت بکدام
افسون از طعام پر کردی؟ شیخ گفت خدای من کرد که او را[۲] بر ایجاد عدم قدرت دارد و
بتان تو بر نفع و ضرر قادر نیستند چرا بوحدانیت خدا اقرار نمی کنی؟ برہمن گفت ازین
چاپلوسی تو معبودان خود را نمی گذارم۔
شیخ گفت اگر معبودان تو بر وحدانیت خدا اقرار کنند پس مسلمان شوی؟
گفت بلے. شیخ متوجہ بہ بتان شدہ فی الحال ہمہ بتان کلمہ شہادت خواندند و بدعوی
شیخ شہادت دادند. نظم:-

در تکلم شد بتان بے زبان — در شہادت با فصاحت آن زمان
ای برہمن در جہان یک شہ گزین — از ہمہ دین پاک دین اللہ گزین

برہمن بوقوع این واقعہ رو باسلام آوردہ بتلقین و تربیت ایشان فایز گشت. وبہ بابا
بام الدین ملقب شد. پس خدمت شیخ التماس نمود کہ بعد ازین از چہ چیز افطار می کنم؟ حضرت شیخ
سنگے سفید کہ ہنوز ہم درانجا موجود است باو نشان داد و گفت ازین حجر ہر روز قدرے سائیدہ
باب می نوشید و چراغ از آب خالص می افروخت. وآب از سنگے بر آوردہ بود.
بدان وضو می کرد و محتاج طعام نبود و با مردم زمانہ اصلا اختلاط نمی کرد. فقط۔
می آرند کہ روزے سلطان علی شاہ فرزند سلطان سکندر بفرمان ایشان کسوت شاہی

---

۱ - در نسخہ (ج) ' در آورد ' آمدہ است۔
۲ - لفظ ' او را ' درینجا زیاد است۔

از بر برکشیده و گلیمے سیاہ پوشیدہ در معبد ایشان در آمد و طلب نصیحت کرد۔ بابا فرمود کہ
جامہ شاہی از تن بر آوردی۔ و خاطر خود از ملک واری (برنمی داری) و پنبۂ غفلت از گوش بر نمی آری[1]
نصیحت من ترا چہ سود کند؟ طبیعت پادشاہان چوں آتش است و پند درویشان بمثال
باد آتش بہ ہوا تیز تر می شود۔ سلطان گفت از من چیزے بخواہ۔ گفت آں خواہم کہ بعد
ازیں پای تو در مقام من نیاید و نام من در مجلس تو مذکور نگردد۔ سلطان گفت ایشان از
اہل دنیا عداوت می دارند گفت زیادہ تر ازاں کہ از دنیا دشمنی دارم۔ سلطان گفت فرق
چیست؟ میان ایں دو گروہ۔ فرمود آنقدر کہ میان بینا و نابینا و میان ظلمت و نور۔ چوں
سلطان رفت و حضرت بابا حجرہ خود بنشست۔ وقتیکہ حضرت بابا بر حالت نزع رسید
زین الدین ریشی طلب کرد۔ وے آنروز در لداخ بود۔ ہمانوقت بطی مکان بر بالین ایشان
حاضر آمدہ بدست خود غسلش دادہ در موضع بومہ زوہ میان حجرہ خود مدفون ساخت۔

شیخ زین الدین۔[2]

خلیفۂ ثانی حضرت نورالدین نورانی است۔ مولد اصلی وے موضع باندرکوٹ
خطہ کشتوار است۔ زیا سنگہ نام داشت۔ از قبیلۂ راجہ ہای آں دیار بود و پدرش
از دست دشمنان بقتل رسید۔

روزے زیا سنگہ بیمار بود و مادرش می گریست۔ ناگاہ مردے نورانی پیدا
شدہ از مادرش پرسید کہ چرا گریہ می کنی؟ گفت پسرم بیمار است۔ وے گفت اگر
صحت یابد با من وعدہ کن کہ در کشمیر آمدہ مسلمان شوم۔ وے قبول نمود۔ و مرد غایب شد۔

---

[1] : مقصود ، نمی کنی۔
[2] : مقصود " بندارکوٹ " کنونی۔

وفرزند صحت یافت۔ وآنہا را آمدن کشمیر[1] تعلل نمودند وفرزند باز بیمار شد۔ مادرش دانست کہ ایں اثر خلاف وعدہ است۔ پس سامان سفر کردہ بکشمیر آمد۔ پیش از رسیدن ایشان وحضرت شیخ العالم بابا بام الدین را فرمود کہ زنے با طفلے دریں جا میرسد کفالت آنہا باید کرد۔ آنگاہ زیا سنگہ ومادرش نزد بابا رسیدند وچند روز دراں جا قیام کردند۔ چوں حضرت شیخ دراں جا رسید مادر زیا سنگہ بمجرد دیدن بشناخت کہ ایں ہماں مرد عزیز است کہ دراں جا آمدہ بود۔ فی الحال ہر دو مسلمان شدند وزیا سنگہ را شیخ زین الدین نام نہادند۔ چوں تصرف حضرت شیخ در وے اثر کرد۔ مادر خود را بوطن وداع نمود خود ملازمت حضرت شیخ استقامت کرد وبہ عبادات وریاضات پرداخت تا کہ کارش بدرجۂ علیا ارتقا نمود۔ چنانچہ حضرت شیخ در مناجات خود ایں بیت فرمودہ است کہ ترجمۂ آن ایں است۔

زینۂ من خمخانۂ آب حیاتست

وے خدای تعالیٰ را آنقدر پوزش ساخت کہ شاگرد از مرشد پیش قدم شد۔

خدایا ہمچناں کشایش من عطا کن

چوں حضرت شیخ دانست کہ وے بدرجۂ کمال رسید پس او را امر کرد کہ در موضع عیش مقام میان غاریکہ دراں جا است بعزلت باید نشست۔ موجب آں شیخ زین الدین بطرف عیش نہضت کرد واندرون غار مار وکژدم بسیار دید۔ با آنہا خطاب کرد کہ ایں غار الحال بدرویشان دادند۔ شما بجائے دیگر بروید۔ ماراں قبول کردہ آنشب فرصت خواستند وصباح ہمہ ہا از اں غار برآمدہ در غارے دیگر کہ بالای کوہ است سکونت کردند۔

[1] سہو۔ باید بود " در آمدن بکشمیر"

وحضرتِ شیخ از ماران عہد گرفت کہ بکسے مزاحمت نرسانند[1] و مردمان نیز بآنہا تعرض نکنند، ازان باز باوجود کثرتِ ماران ہیچ کسے را گزندے نمی رسد وآں قسم بدترین مارانِ ایذا رسان است۔ کوتاہ دُم و سطبر و غلیظ می باشد واز قسم افاعی است۔ نیش او کشندہ است۔ بزبان کشمیر آں قسم را ہرِی گویند۔ چوں حضرتِ بابا در غار منزوی شد۔ آب نایاب بود۔ حاجی شمس الدین از دور آب می آورد۔ روزے در موسم زمستان پایش بلغزید واز نوش بشکست و کوزہ را[2] ریزہ ریزہ شدہ ہمان حال گریان در خدمت بابا رسید۔ ایشان دست بہ زانوی او مالیدند و بِہ شد۔ پس برائے آب بجناب رب الارباب دعا نمودند۔ و بالہام غیبی متصل غار زیر درختے زمین کاویدند و آب جاری شدہ در عقبِ شیخ رواں گشت واہل آں قریہ سیراب نمود۔ و جائیکہ حضرتِ شیخ بازگشت رجعت کرد۔ آب غائب شد کہ تا حال ہمچنان معمول است[3]۔ بیت:

ہر کہ او شایستۂ سلطان بود ۔۔۔ پیش سلطان ہر چہ گوید آن بود

می آرند کہ شبانے را ماندن ایشان درانجا ناخوش آمد۔ چنانچہ روزے[4] بزغالہ کشتہ پوست و سر و پاچہ او زیر مصلای ایشان دفن کردہ گذاشت و در پیش والی استغاثہ نمود۔ محصلان بطلب شیخ آمدند و پوست و پاچہ بزغالہ ازانجا بر آوردند و حضرتِ شیخ توجہ فرمودہ، بزغالہ زندہ شد و بر بے گناہی ایشان شہادت نمود و ہمیں واقعہ سبب شہرتِ ایشان و مزید اعتقاد مردم گشت فقط۔

---

[1] ۔ مقصود "نکنند"۔

[2] ۔ "را" درینجا زیاد است۔

[3] ۔ در نسخہ (ی) ، معلوم است۔ [4] ۔ در نسخہ (ی) یک روز۔

روزے حضرتِ شیخ از خادم چیزے تلخ و بے مزہ برای خوردن طلب کرد و
وے قدرے فلفل آورد. چون شیخ تفحص فرمود قیمتِ آن بسیار دید و از خود دور انداخت
پس بطہارت رفتہ در زیرِ درختان چہار مغز جوزہای خام افتادہ دید۔ یکے را بر داشتہ
در دہان انداخت و بغایت تلخ و بے مزہ یافت۔ پرسید کہ این را چہ قیمت دارد گفتند
ہیچ۔ پس حضرتِ شیخ آن را مدۃ العمر غذای خود فرمود کہ ہمیشہ کوفتہ و پختہ تناول می کرد۔ فقط
می آرند کہ حضرتِ بابا اکثر اوقات بمقامِ گرندمرگ[1] کہ بالای غار جاے است
بیادِ خدا مشغول می شدند و وحوش و طیور آمدہ گرد او می نشستند چون بیگانہ را می
دیدند می رمیدند فقط۔

روزے خادم ایشان بہ بیگاری کندن آبجو ماخوذ کردند۔ چون وجہ تاخیر
در خدمت حضرتِ بابا معروض داشت و ایشان ناخوش شدہ بر سر آن جوی بر آمدند
و کلاہ خود را بر زمین نہادہ عصای خود در جوی انداختند و در زمان جویِ آب خشک
شدہ مردم متحیر شدند۔ چون از حقیقت حال آگاہی یافتند بہ کمال انفعال در پیش
شیخ آمدہ عجز و الحاح نمودند و از کردہ خود تائب شدند و التماس نمودند کہ خادمانِ
خود را چیزے علامت بگذارند کہ کسے با آنہا تعرض نکند۔ پس حضرتِ شیخ کلاہ از زمین
برداشت و عصا از جوی بر آوردہ آب جاری شد کہ تا حال گاہے خشک نمی شود و خادمان
خود را دستار مخطط کہ آنرا "ریشی کاچن"[2] میگویند قرار دادند و بعد ازاں تمام ریشیان
دستار مخطط بر سر پیچیدہ می داشتند۔ فقط ۔ ؞

---

[1] ۔ در نسخہ (ن وی) گرندمرگ الحال آک راینڈ وبل گویند ۔

[2] ۔ بمعنی ' نشانِ ریشیت ' ۔

روزے سلطان زین العابدین بہ تقریب کندن شاہ جوی درانجا رسید وبملاقات حضرت ریشی آمد واز خدمت حضرت شیخ التفاتے نیافت بنابران منغض شدہ حکم داد کہ ریشی را بجانب تبت اخراج سازند کہ لایق تربیت مردمان آنجاست۔

شیخ موجب فرمان با مریدان خود بناحیت تبت رفت۔ ودرانجا جمعے [را] مسلمان ساخت ومردمان آنجا بخدمت ایشان قیام نمودند۔ لیسے بر نیامد کہ پسر والی آنجا بیمار شد واز دنیا درگذشت راجہ موجب جہالت جبلّی حضرت شیخ را متہم ساخت کہ بشامت قدوم شما این پسر وفات یافت یا او را زندہ سازید ورنہ از جان خود دست بشوئید۔ حضرت شیخ مضطرب شدہ فرمود امشب صبر کنید فردا ہرچہ مشیت حق باشد می شود۔ فقط۔

چوں شب رفت فردا پسر راجہ [را] زندہ یافتند۔ ہمدران ایام شیخ بابا بام الدین رحلت فرمود و شیخ زین الدین بطّی مکان آمدہ تغسیل وتدفین او بجا آوردہ، باز در تبت رسید ویاران خود را ازیں واقعہ خبر داد۔ فقط۔

ہمدراں ایام سلطان زین العابدین بعلت وجع پای بیمار شدہ، بجای خود دانست کہ سبب بیماری اثر کدورت حضرت ریشی خواہد بود۔ بنابران فرزند خود حیدر خان [را] برائے اعتذار ایشان در تبت فرستاد۔ وے جناب شیخ زین الدین را بکمال اعزاز باز بکشمیر آوردہ، پادشاہ در استقبال ایشان خود سبقت نمود۔ وہمانروز شفا یافت۔ فقط۔

چوں حضرت بابا دنیای فانی را پدرود نمود۔ یاران کالبد عنصری ایشانرا غسل دادہ وکفن پوشیدہ در اقصای غار میان تابوت نہادند۔ ونماز جنازہ خواندند۔ آنگاہ دیدند کہ درمیان تابوت بدن مبارک ایشان غائب شدہ بود۔ پس ہمہ باگریہ وزاری کردند ویکے از اصحاب ایشانرا در خواب دیدہ، فرمودند کہ بجای تابوت قبر من درست سازید۔

وے التماس نمود کہ قبرہای ما کجا خواہند بود کہ درانجا بغیر یک قبر گنجائش ندارد۔ فرمود بالا تر ہم قبر دیگر از من درست سازید تا گنجائش قبور خواہد ماند۔ ہمچنان کردند کہ تا حال ہر دو قبر زیارت گاہ خاص و عام شدند و میان ہر دو قبر شرده قبر از یاران ایشان موجود است۔ و درمیان غارہم بجای نشستن ایشان قبرے فرضی راست کرده اند۔ عرس ایشان بحساب کشمیری دوازدہم و یک مقرر است و در شب سیزدہم مردم مراج شبانہ از چوب چراغ مشعلها افروختہ در ہر خانہ و در ہر دہ چراغان می سازند کہ بزبان کشمیر آنرا فراو گویند۔ فقط۔

شیخ بابا لطیف الدین۔

خلیفہ سیوم حضرت شیخ العالم است کہ در ایام جاہلیت مرزبان محال مرو وادون بود آدت رینہ نام داشت۔ ہر سال یک مرتبہ برای سلامی [illegible] می آمد۔ وقتے بمساعدت سعادت در خدمت بابرکت حضرت شیخ العالم مستفیض شده حضرت شیخ از وے پرسیدند کہ مقصود تو چیست؟ گفت مقصود من دیدار شما و [illegible] شما است۔ شیخ گفت تا دوست ہمرنگ دوست نباشد نشاید کہ دعوی دوستی نماید۔ گفت کار دوست چہ بود گفت امتثال امر حق گفت فرمان حق چیست؟ گفت فرمان آن است کہ مسلمان شوی و معبود خود را بنده باشی۔ گفت معبود خود را بنده ام ولیکن مسلمان نشوم۔ شیخ گفت رزق از رزاق مطلق می خوری و عبادت صنم می کنی؟ در زمان نعرهٔ برکشیده بے ہوش افتاد چوں بہ ہوش آمد مسلمان شد و ترک مال و دولت و حکومت کرده، دست بیعت بشیخ داد و حضرت شیخ او را شیخ لطیف الدین نام نہاد و بخدمت خاص او را اختصاص بخشید۔ از مردان کارساز و دلیران جانباز صاحب سوز و گداز بود۔ حالتے عجیب داشت کہ مردان ترک دنیا از وآموختند و ریاضت و مجاہدت او دیده بآتش غیرت سوختند۔ فقط۔

عہ = بابد لبود "قبور" ا نر"

می آرند که حضرت بابا بعدِ انابت و انتساب طریق و اکتساب نشاطِ معرفت در موضع دوده پهکری پرگنه اچه بفرمانِ شیخ صومعه افراخت. و در انجا بریاضت و مشقت پرداخت. که بغیر ساگ جنگلی هیچ نمی خوردو بابا پیر بازو شیخ شریف اشوار که بامرِ مرشدِ پاکباز در مرافقت و خدمت او سرفراز شده بودند. آنها وپل ساگ[1] پخته کرده بوقتِ افطار حاضر می داشتند. روزے حضرتِ بابا در مطبخ درآمده بابا شریف وپل ساگ را جوش می داد بابا آوازِ بق بق از دیگ شنیده فرمودند این گیاهِ زنده یعنی خشک ناشده در دیگ انداخته که ناله فریاد می کنند این را نمی خورم. خادم آشفته گفت پس کاڈُن می خوری گفت بعد ازین همان می خورم. آنگاه گیاهِ کاڈُن همیشه می خوردوکاڈُن را بزبان یونانی لاعیه می نامند که از جملۂ یتوعات زهرِ قاتل است. و بعد چند سال از انجا نقل کرده در موضع وتره هیل نشستند. از انجا هم برخاسته، در موضع پوشکر پرگنه بیروه مدة العمر اقامت کردند. چون رحلت فرمودند در انجا آسودند. پنجم ماه پهاگن عرس ایشان معمول است. رحمة الله علیه.

بابا نصر الدین

خلیفۂ چهارم شیخ العالم است. می آرند که وے خورد سال بود. پدر و مادرش را دولتِ بسیارے داشت. روزے بقضایِ آلهی بعلتِ قے[2] مبتلا گشته از معالجۂ اطبا علاج پذیر نه شد و در حالتِ نقاهت شبے در واقعه مردے مکرّم و پیرے محترم پلاس پوشیده در محفلے دید و پرسید که اینها کیستند؟ گفتند جماعتیست از ابدالان و این مردِ بزرگ که سر حلقۂ آنهاست شیخ نور الدین است که در قریۂ کیموه زاویه نشین می باشد.

---

[1] - بزبان کشمیری " اُپل هاک "

[2] - " " در پنجا زیاد است -

البته [به] برکتِ دعای ایشان بیماری تو رفع خواهد شد۔ چوں بخود آمد والدینِ خود را خبر نمود۔ آنها باُمیدِ شفا همانروز پیشِ حضرتِ شیخ بردند۔ شیخ از وَے پرسید اے پسر چه نام داری؟ گفت اُوتر۔ گفت لقبِ تو چیست؟ گفت راوتر۔ راوتر بزبانِ کشمیری پهلوان را می گویند۔ شیخ فرمود پهلوانی توانی کرد؟ گفت اگر توجّه ایشان شامل باشد کوه مانندِ کاه بردارم۔ گفت زردیِ رنگِ روی را چه سبب داری؟ گفت بیماریِ تپ۔ پس حضرتِ شیخ او را طعام داده شکم سیر بخورد و شفا یافت۔ و والدین خود را رخصت کرده بر خدمتِ شیخ اقدام نمود و حضرتِ شیخ او را بابا نصرالدین نام نهاد خدمتِ مطبخ و ملازمتِ فقرا بوَے تفویض یافت۔ چوں خادمان را طعام قسمت می کرد خود را قدرے[1] خاکستر باآب آمیخته مدام می نوشید۔ فقط۔

روزے شخصے بعرضِ شیخ رسانید که بابا نصرالدین شیرِ گاو بخود می نوشد و ملا ساگِ جنگل می دهد۔ حضرت او را گفت که کاسهٔ شیر از وگرفته پیش من برسان[2]۔ چوں وقتِ افطار رسید آنکس کاسهٔ شیر از دستِ او گرفته بحضور گذرانید۔ و حضرتِ شیخ بوَے امر کرد که ایں کاسهٔ شیر رو بروی من بنوش چوں آں شخص نوشیدن گرفت از حرارت و تلخی آں کام و گلوی او سوخته شد۔ پس حضرتِ شیخ بابا[3] را پرسید که از چندگاه ایں کار می کنی؟ گفت از آں روزے که بدرگاه رسیدم۔ آنگاه حضرتِ شیخ بابا نصرالدین را امر کرد که بعد ازیں افطار به برنج باید کرد۔ وے برابر انگشت خود کیسه از کاه دوخته بود که دراں هژده دانهٔ برنج می گنجید بقیهٔ عمر بر همان قانع بود۔ فقط۔

---

[1] - ایں فقره تعقید دارد۔ ؟ [2] - در نسخه (ی) "رسان" آمده است۔

[3] - باید بود "از بابا"

می آرند که روزے بامرِ مرشد بزرگوار یک اربعین خلوت نشست و چهار
جوز بابت غذا با خود برداشت۔ چون ده روز گذشت یک جوز بشکست و شیخ پرسید ای
بابا چه شکستی؟ گفت جوز۔ شیخ فرمود من پنداشتم که نفس خود شکستی تو ہنوز در خیالِ جوز
ہستی۔ چون از خلوتِ اربعین برآمد ہر چہار جوز پیش پیر نہاد۔ فقط۔

مدعا که در ریاضات شاقه جانباز، و حضرتِ شیخ را محرمِ راز و در مصاحبت و
موانستِ او ہمیشه ممتاز، و در خدمتِ فقرا کار ساز بود۔ و خطابِ شیخ در اشعار کشمیری
بجانبِ او می بود۔ فقط۔

می آرند که چون عمرِ بابا نصر الدین بآخر رسید شبے حضرتِ شیخ العالم
در خواب دید و فرمود که تو بسیار محنت کشیدی۔ اکنون پیش ما بیا و ملک جوگی رینه [را]
در مقامِ چرار متعهد ریشیان بگذار۔ فقط۔

چون از انحال باز آمد و ازین واقعه نہایت متفکر شد که ملک جوگی رینه وزیر
سلطان است او را تکلیف اینچنین امرِ دشوار چگونه می توانم کرد۔ لیکن بامتثالِ فرمانِ
پیرِ بزرگوار پیش ملک جوگی رینه رفته پیغامِ شیخ بوے رسانید و وے منظور نکرد۔ چون
شیخ نصر الدین بازگشت آمد، شبانه جوگی رینه را اضطرابے و انقلابے بہم رسید۔
و جامه ہا دریده نعره زنان پیش بابا آمد و او را بر بسترِ مرض افتاده [سلہ] دید۔ پس ملازمِ خدمت
او شده منازلِ سلوک بیک نظرِ ایشان طے کرده، بدرجهٔ اعلیٰ ارتقا نمود۔ و حضرتِ بابا
چند روز در علالت گذرانیده انتقال فرمود و در حظیرهٔ مرشدِ بزرگوار آسود۔ تاریخ۔

سال وصلش باز پرسیدم ز عقل۔ عارفِ باللہ نصر الدین بگفت
۸۵۵ھ

سلہ۔ لفظ "افتاده" درین جا زیاده است۔ سنه۔ برابر ۱۴۵۱ء

بابا قیام الدین

از یاران حضرت شیخ العالم است۔ در خوردی بصحبت مشائخ نامدار و پریشان روزگار رسید درجۂ عالی یافتہ بود۔ عاقبۃ الامر [از] شیخ العالم تکمیل حاصل نمود و در قریۂ منزگام پرگنہ دیوہ سر بر سرِ رفعتے عزلت گرفت۔ گویند در انجا چشمۂ بود دلپذیر و برلب آں چشمہ از شاخ های خشک کیرچی[۱] درست نمود کہ دریک ساعت آں شاخهای خشک بفرمانِ الٰهی سبز شدند و مدّت ها موجود بودند۔ پس حضرتِ بابا مدّۃ العمر خود همگی بگیاہِ اوپل ساگ افطاری کرد و تمامی عمر را[۲] یک خرقہ در برداشت۔ همگی رگ و پوست و استخوان ماندہ بود۔ چوں وفات یافت در آنجا آسود۔

پلهم ریشی

از اصحاب شیخ العالم است۔ در ریاضات و مجاهدات جانباز و ممتاز بود عمر عزیز خود در نفس کشی گذرانید۔ بغیر وپل ساگ هیچ نمی خورد۔ چوں رحلت نمود و محاذیِ پایِ مبارک حضرت شیخ آسود ÷

بابا غلام الدین۔

از تربیت یافتگانِ حضرت میر محمد همدانی کاملِ و مکرم هموارہ در بجا آوریِ خدماتِ حضور محترم می بود۔ وقتیکہ حضرت میر محمد همدانی قدس سرہ حضرتِ شیخ العالم را خطِ ارشاد عطا فرمودند۔ و جناب شیخ العالم بخدمتِ ایشان التماس نمودند کہ بابا غلام الدین را بمن عطا سازند و حضرت میر دست او گرفتہ بحضرتِ شیخ تفویض نمودند آنگاہ در خدمتِ حضرتِ شیخ تکمیل ارشاد نمودہ رتبہ عالی یافت . . . .

---

۱ - ؟ - ۲ - "را" زیاداست۔

در زبان کشمیری "ٹونگ" را گویند ÷ (آر.3)

و لبعد رحلت حضرت شیخ در موضع برین زیر دامن کوه پہاک عزلت گرفته، دنیای فانی را پدرود نمود و در انجا بخواب استراحت آسود. گویند سید و آل نسب بود۔

بابا بدر الدین و بابا صدر الدین ووتی ریشی

ہر سہ بزرگوار از خلفای حضرت شیخ العالم ریشیان عامل و عابدان کامل در موضع سایین پرگنہ بانگل مدفون است[۱]۔

سوزن ریشی

در موضع ہلر پرگنہ شاہ آباد میان درختے کا واک حرفہ نساجی می کرد و از زہد خشک بہ سر غرورے داشت۔ چوں حضرت شیخ بر خباثت باطنی او آگاہ یافت و با او گفتگو ہا نمود، عاقبت توجہ حضرت شیخ در وے مؤثر گشتہ از خیالات خود منفعل شد و بہ تقصیرات خویش معترف گشت۔ پس در موضع پران بون خلوت نشین گشتہ عمر خود در ریاضت و مجاہدہ در انجا بسر برد تا کہ بدرجۂ اعلیٰ رسید۔ چوں رحلت گزید در ینگر واری آسود۔

بابا پچھم ریشی ثانی۔

از مریدان حضرت شیخ العالم ریشی بزرگوار و عالی مقدار بود۔ در موضع تجوارہ[۲] بر بلندی آسود۔

مولانا مانک ریشی

عالم عامل و فاضل کامل بود و در علوم غریبہ مہارتے عجیبہ داشت۔ روزے بکمال کر و فر بقصد امتحان حضرت شیخ العالم در روپہ ون رسید۔ گویند جمعے کثیر ہمراہ داشت۔ حضرت شیخ آں وقت بر سر سنگے کہ در انجا موجود است نشستہ بودند۔

---

[۱] - در نسخہ (ن) ''انڈ'' آمدہ است - [۲] - نزد اچھ بل

ملا مانک ہم بالای سنگ بمباحثۂ حضرتِ شیخ بنشست. سنگِ مذکور ہمچناں وسعتے یافت کہ تمامی ہمراہیانِ مولوی بر سرِ آں سنگ بنشستند و بمباحثہ و معارضہ پیوستند. آخر الامر مولانا لا جواب شدہ بنظرِ آنجناب مؤثر گشت فی الحال ترکِ دنیا کردہ بتعلیم و تلقینِ ایشاں فائز شد. پس عمرِ عزیز خود در ریاضت و تقوی بسر بردہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقاء نمود.

بابا تازدین

از پادشاہان سلطان مشغلِ قہر و غضبان بود. روزیکہ حلیلۂ حضرتِ شیخ برای نفقۂ عیال و اطفال در پیشِ سلطان استغاثہ نمود و سلطان بابا تازدین را بابت استحضارِ حضرتِ شیخ العالم فرمان داد. وقتیکہ بابا تازدین بر درِ غارِ حضرتِ شیخ رسید آنجناب بر درِ غار آمدہ سرِ ہنگ را بنظرِ جلال دید. وے بیہوش افتادہ، بر زمین غلطید چوں ازانحال بہوش آمدہ تائب شد و ترکِ منصب کردہ، بیادِ خدا مشغول شد[1] و لباسِ ریشیانہ دربر کردہ بریاضاتِ شاقہ عامل گشت. چوں رحلت نمود در موضع وترہیل[2] مقام آسود.

بابا قطب الدین

معروف بہ کُٹی پنڈت برہمنے بود وید خوان. بجذبۂ حضرتِ شیخ العالم مسلمان شدہ، در حلقۂ ریشیاں درآمد. پیوستہ در حضور او لازمی بود. اشعارِ حضرتِ شیخ بخطِ شاستری[3] بر کتاب درج می کرد و در احاطۂ روضۂ عالی[4] مدفون است.

۱۔ در نسخہ (د ی) "گردید" آمدہ۔

۲۔ جائے است متصل وترہیل۔

۳۔ مقصود از "شاردا" است۔

۴۔ در نسخہ (د ی) جوارِ قبرِ حضرتِ شیخ۔

سنگرام ڈار

از ساکنانِ موضع چرار، رئیس نامدار و عالی مقدار بود. بسعادتِ ازلی در خدمتِ حضرتِ شیخ العالم شرف انابت حاصل کرده، بریاضت و مجاہدت پرداخت. حضرتِ شیخ بنابر الحاح و ابرام او از موضع روپہ ون برخاستہ میان چرار در باغ آں نامدار عرصۂ ہفت سال قرار یافت. دریں عرصہ، گاہ اوقات در روپہ ون و بعضے اوقاتے باطراف دیگر بسر می بردند لیکن قیام و قرار ایشان اکثر در موضع چرار می بود۔ سنگرام ڈار حقوق خدمتِ ایشان مالی و جانی بجا می آورد و ہمتے عالی داشت. چوں رحلت نمود در موضع چرار آسود۔ چنانچہ احفاد و ذریاتِ او تا دمِ حال در انجا خادم درگاہِ عالی ہستند۔

روپہ ریشی۔

از مریدانِ حضرتِ شیخ العالم بسیار محتاط و مرتاض بود۔ در موضع پرگنہ وتر آسود ٭۔

سودہ ریشی [۱]

از خلفائی حضرتِ شیخ عارفے فاضل و کامل و عامل بود۔ چوں باداتِ ازلی واصل گشت در ضلعۂ کھل نارہ وا و بخلوتِ آخرت داخل شد۔ بابا بہی دین ریشی و بابا زینی ریشی و فیروز ریشی خلفای سودہ ریشی است. ہر سہ بزرگوار بمقام قرب و معیت مقرون و در حظیرہ مرشدِ خود مدفون ٭

بابا فیروز ریشی۔

از مریدانِ حضرتِ شیخ العالم است، در مجاہدہ و ریاضت عالیشان بود و در موضع بارف پرگنہ ناگام آسود ٭

---

[۱] در نسخہ (ن) صدہ ریشی۔

باباگلاب ریشی

از تربیت یافتگان حضرت شیخ مرتاض و ممتاز بود۔ در کھل نارہ واو آسودہ۔

سدہ شیرہ گنٹ

برہمنے مرتاض بود۔ در قصبۂ پانپور میان بتخانہ مدتے عبادت می کرد۔ روزے للہ عارفہ در بتخانۂ او در آمدہ گفت کہ من دریںجا قضای حاجت بشری کنم۔ برہمن گفت کہ ایں جای خداست بیت الخلا نیست۔ عارفہ گفت جاییکہ خدا نیست مرا نشان بدہ تاکہ در انجا قضای حاجت کنم۔ برہمن بمکالمۂ او متاثر شدہ ہمراہ او در خدمت حضرت شیخ العالم رفت و در خدمت ایشان چند سخن سوال نمود۔ چوں جواب شافی یافت مسلمان شدہ۔ ریاضت پرداخت تاکہ بدرجۂ کمال رسید۔

شام بی بی

از خلفای حضرت شیخ العالم است۔ می آرند کہ او را بروز زفاف در خانۂ شوہر میبردند و در اثنای راہ حضرت شیخ را بروے نظر افتاد۔ آں عفیفہ را حالتے بوقوع آمد کہ از ہودج برآمدہ زیر پای شیخ سر نہاد و زار زار گریست۔ حضرت شیخ او را نصیحت فرمود کہ بدو برعایت ناموس والدین در پردہ نشین و خدمت شوہر کن۔ وے با چشم بیمار و خاطر افگار بیت

گفت از تشویر تو جانم بسوخت

بعد ازیں در پردہ تنوانم بسوخت

انگاہ از ناموس و مال و مکنت بیزار شدہ بریاضت پرداخت و بغیر ساگ جنگلی ہیچ نمی خورد۔ آب سرد گاہے نمی کشید گفتند او را چرا نان غلہ نمی خورد؟ گفت بمتابعت پیر خود۔ گفت عبادت صد سالہ را آنچہ تاثیر است آنہمہ در یک نظر پیر است

گفت پیر چشمۂ آب حیوان است ہرکہ ازاں می خورد اصلا نمیرد۔ گفت تمنا می کردم کہ کاشکی برابر بابا نصرالدین بودمے۔ چون نظر بجو کردم برابر بابا نصرالدین بودم۔ گفت افشا کردن اسرار درونِ حق بدتر از ہزار خون ناحق۔ گفت در جہان مردان[۱] افسر است اما در ملکوت ہمت معتبر مرد بے ہمت از کردہ زن بدتر۔ و زن با ہمت از کردہ مرد افضل و بہتر۔

وگفت چوں باخدا بودم بیخود بودم چوں باخود بودم بے خدا بودم۔ اکنوں نہ باخودم و نہ باخدا و نہ بے خودم و نہ بے خدا۔ ہمچنیں مقولات و معارف اولیاء است۔ بعد انتقال حضرت شیخ در اطراف سیری کرد۔ عاقبت در پوشکر قرار فرمود و درانجا آسود[۲]۔

بہت بی بی

مریدہ حضرت شیخ العالم است۔ کلام او در فنا فی اللہ عالی است و ریاضات او لا مثالی۔ می آرند کہ بہت بی بی و دہت بی بی ہر دو دختران پٹواری دریہ گام بودہ اند کہ با حضرت شیخ بروز درو کردن کاہ سبز گفتگو کردہ اند۔ حضرت شیخ از کلام آنہا متنبہ شدہ سیاحتِ اطراف ترک فرمود۔ آنگاہ حضرت شیخ در حق آنہا نظر رحمت کردہ ہر دو مسلمان شدند و در خدمتگذاری و جاں سپاری اقدام نمودند و ہمیشہ در حضور می بودند و بہ ریاضات و عبادات پرداختہ رتبۂ عالی حاصل فرمودند۔ و بقولِ بعضے مورخان غیر آنہا ہستند۔ واللہ اعلم۔

می آرند کہ بی بی بہت مدۃ العمر خود نان جوین از کسب خود می خورد۔ می گفت کہ من دریں بسیار منفعت یافتم و نیز می گفت کہ وجود بندہ پردۂ عظیم است میانِ بندہ و خدا گفتے وجود خود در کارہا موجود پنداشتن شرک عظیم است۔ گفتے ہر کہ از بود خود وارہید از اندو

۱؎۔ در نسخہ (ی) بجائے "مرداں" "مرد" آمدہ است۔

۲؎۔ در نسخہ (ی) "بخاک آسود" آمدہ است۔

رستہ شد و از غم و بیم وامید جستہ ۔ گفتے اگر پیر من شیخ نورالدین نبودے حق بودے ۔ ہمچنیں مقولات اوافزونست و در موضع زالسو مدفون ۔

دہت بی بی

نیز از مریدان حضرت شیخ العالم است ۔ بقول اکثر مورخان او را با بہت بی بی عقد اخوت ظاہری بود و بقول بعضے عقد اخوت معنوی داشت ۔ حالات و کمالات او از حد افزون است ۔ کلامے عالی می گفت ۔ وقتیکہ حضرت میر محمد ہمدانی با حضرت شیخ ملاقات نمود حضرت میر فرمود کہ ای شیخ سمند طاقت خود چرا ایں قدر لاغر کردہ ؟ شیخ گفت کم سوار بودم ترسیدم کہ مبادا سرکشی کند و مرا در راہ بیندازد و بی بی بہت و دہت ہر دو حاضر بودند ۔ بی بی دہت گفت منزل رسیدگاں را فکر مرکب و محمل نہ می باشد ۔ میر فرمود منزل رسیدگان کدام اند ؟ گفت از خود رستگان ۔ گفت تو از خود رستہ ؟ گفت اگر از خود نمی رستم در ہم چنیں مجلس عالی چگونہ محرم اسرار و گستاخ گفتار می شدم ۔ گفت پسر ہستی یا دختر ؟ گفت اگر نیست ، ہستم نہ پسرم نہ دختر و اگر ہست باشم پس ہیچ نیستم ۔

میر گفت از چہ شاد کامی ؟ گفت از آں کہ از مرگ روحانی امان یافتم ۔ میر گفت سخن ہای عالی می گوئی ۔ گفت در مجلس عالی کلام عالی باید بود ۔ حضرت میر نہایت محظوظ شدند و بجانب شیخ گفتند کہ ایشان چرا گوشت ترک کردہ اند ؟ گفت بمذہب ما آزار جان حرام است ۔ موجب آں ذبح جاندار نمی توانم کرد ۔ میر گفت ذبح دیگراں می کنند و بما پاک می رسد و گفت باز روا نیست کہ اصل ہر حیوان از منی پشت است و آں حرام است و گفت معشر انبیاء و اخص اولیا چرا خوردند ؟ گفت ایشاں بجائے رسیدند کہ ایں چیز ہا بر ایشان حلال شدند و عوام تابع ایشانند و ما بجائے نہ رسیدیم کہ ہمہ ایں ہا بر ما حرام است ۔

پس آن دختر گفت یا میر بزرگوار شیخ را سوال از دنیا و آخرت بایستے کرد که چرا هر دو بر خود حرام کردی تا من جواب بگفتم که دنیا چیست و آخرت چیست. دوستان خدا این هر دو چرا بر خود حرام کرده اند. کسے را که دنیا و آخرت حرام باشد از گوشت چه سخن است؟ حضرت میر ازین جواب بانهایت خوش شدند. فقط۔

می آرند که در آن زمان از آن دو دختر یکے گفت که هرگاه من خوش نصیب می باشم مقبرهٔ من بجای نشستن حضرت میر خواهد شد دوم گفت هرگاه من سعادت مند ازلی می باشم مضجع من بجای نشستن حضرت شیخ نصیب گردد. پس هم چنان بعمل آمد هر دو در موضع زالوسر در همانجا دفن شدند۔

شنگه بی بی

رقاصه بود طناز و دلنواز و در غایت ساز و ناز و طراز مشهور بیاد آن مجی که قصهٔ او در ذکر حضرت شیخ مرقوم است. چون آن لولی طرار و عیار بگفتهٔ بعضے اشرار در صومعهٔ شیخ نامدار رفته لابهای بسیار و فریب های بے شمار نمود، حضرت شیخ بنظر قهر و عتاب در وے دیده، شباب او متغیر گشت باوجود اضطراب و تب و تاب او رنگ شباب بود نکرده تائب شد و از فیوض معنوی کامیاب گشت. آنگاه عمر عزیز خود در بندگی رب الارباب بسر برده، با اکابر اولیا باریاب بر صحبت گشت. گویند بعد انتقال شیخ عالی جناب بر آستانهٔ باب عالی مدتے مجاور بود. چون رحلت نمود زیر آستانهٔ روضهٔ عالی آسود۔

دته بی بی

مریدهٔ حضرت شیخ مرتاض و جانباز بود. در محله سخته پکری متصل نوشهره آسود۔

سہو - باید بود «رنگ شباب او»۔

سلابی بی کلان وسلابی بی خورد۔

هردو از مریدان حضرت شیخ العالم عارفه کامل و عامل[1]، در احاطهٔ خطیرهٔ عالیه مدفون است[2]۔

خلفای بابا بام الدین

بابا رجب الدین۔

از خلفای بابا بام الدین صاحب ریاضات ومجاہدات بود۔

می آرند که ایشان سه تا برادر افسر عسکر خدیو صاحب مغفر و خنجر در موضع ناگه نارن پرگنهٔ مارتنڈ سکونت می داشت۔ روزے سبوئے از خمر همراه گرفته بخانه می رفتند ودر اثنای راه حضرت بابا بام الدین [را] یافته سبوی خمر بر ایشان بار کردند۔ چوں بخانه رسیدند حضرت بابا را گفتند که ساقی شو پیاله ها از شراب پر کرده بما بده حضرت بابا منظور فرمود و هر پیاله که پر می کرد از شیر مملو می شد۔ آنها دانستند که ایں شخص بزرگ از اولیاست۔ پرسیدند نام تو چیست؟ گفت بابا بام الدین همان وقت آنها تائب شده بخدمت ایشان قیام نمودند۔ یکے را رجب الدین، دوم را شکور الدین، سوم را فخر الدین نام نهادند۔ از انجمله شیخ رجب دین در موضع کوایگام منزوی گشته بریاضات شاقه عامل شد جمع کثیر را راه هدایت بنمود و در موضع ناگه نارن آسود قدس سره العزیز۔

بابا شکور الدین

برادر شیخ رجب الدین بود۔ اول شوگه میر نام داشت۔ چوں به تربیت بابا بام الدین

---

[1] در نسخه ای کامله و عامله۔ [2] باید بود و الله"۔

فائز گشت شکور الدین خطاب یافت و چندگاه بمرافقت برادر در موضع کواریگام منزوی بود. بقیر اپل ساگ هیچ نمی [illegible] ریاضت و تقوی نسلے نہ تحمید [illegible] اشرت آخرها در موضع مٹن ٹور رفته ایام زندگانی در خلوات بسر برد. چوں رحلت نمود دراں قریه آسود.

بابا فخر الدین

برادر سیوم بابا رجب دین مرتاض و جانباز بود. اولاً از خدمت بابا بام الدین استفاده نمود بعد آں از بابا زین الدین تکمیل یافت. آنگاه بمرافقت بابا دریا دین ایام حیات در کوہستان پہاک بریاضات و طاعات بسر برد. چوں انتقال فرمود از مقبره بابا دریا دین پائین ترمیان کریوه آسود علیه رحمة اللّٰہ الودود ؎.

صبور ریشی

از خلفای حضرت بابا بام الدین ریشی فاضل و کامل[1] بود. زندگانی در مجاهده و مشاهده بسر برده در سنه ۸۷۲[2] رحلت فرمود در موضع پاین پرگنه کوٹهار بر بلندی کوه آسود ؎.

میر حسین ریشی

خلیفه صبور ریشی است. در ریاضت و تقوی یکتا و در خلوص و نفس کشی فرد بے همتا بود. در سنه ۹۱۰[3] جوار مرشد خود آسود ؎.

بابا نوروز ریشی

صاحب جمال و یوسف مثال بود. بهنگام ایعان جوانی براه خدادانی بشتافت

---

۱ - در نسخه دیگر کامل و فاضل مرقوم است.

۲ - ۱۲۶۷ ع - ۳ - ۱۵۰۲ ع

و فیوضِ معنوی از شیخ رجب الدین دریافت و در ریاضت و نفس کشی جانبازی ها نمود
و حضرتِ بابا او را منع کرده بود که کاہے بسیرِ دہات نرود۔ حسبِ تقدیر روزے بایارانِ
خود بدہے نہضت کرد و در انجا دخترے بروے عاشق شد و بے ہوش افتاد۔ یارانِ
حقیقتِ آں عورت شبانہ پیشِ بابا گفتند و ایشاں آشفتہ نوروز را قہر کردند و گفتند
یا تو از نظرِ من دور شو یا من از نظرِ تو دور شوم۔

پس نوروز ریشی سراسیمہ گشتہ راہِ فرار پیمود چوں در قریۂ گنذری گام رسید در خانۂ
سنتی پنڈت کہ بسیار مالدار بود، درآمد و سنتی پنڈت را گفت کہ من بحج می روم و از
تو خرچے می خواہم۔ وے گفت کہ حج بر تو فرض نیست بیا در خانۂ ما بنشین و ریاضت خلا
کن ریشی را این سخن پسند افتادہ در خانۂ او میانِ حجرۂ تنہا بخلوت بنشست و بغیر اہل
خانۂ او ہیچ کسے را رویِ خود نشان نمی داد تا انقضایِ عرصۂ شش سال از مردم غیر
ہیچ کسے واقفِ حالِ او نشد۔ دراں اثنا بابا رجب دین انتقال فرمود ہنگامِ نزع
ریشیان درگاہ جمع آمدہ التماس نمودند کہ بعدِ ایشاں کدام کس از ما سزاوار خلافت
ایشانست؟ حضرت بابا فرمودند کہ سرمایۂ عمرِ من در موضع گوذری گام در خانۂ سنتی پنڈت
امانت است او را بیارند و بر سریرِ خلافتِ من بنشانند۔

پس ریشیان بعد تدفینِ ایشاں در خانۂ سنتی پنڈت رفتہ نوروز
بابا را آوردند و بجای رجب دین بنشانیدند۔ چوں عرصۂ سہ سال در فیض بخشی گذرانیدند
یکروز سنتی پنڈت را زمینداران دہ تہمتِ خورد بردِ پانزدہ لکِ پلِ سیاہ نمودند[۱]
و مرافعہ بحکام رسانیدند۔ سنتی پنڈت در ادایِ آں عاجز آمدہ بجانبِ نوروز،

---

[۱] بایدبود " نہادند "

ریشی رجوع نمود و آنجناب بنا بر رعایت سنتی پنڈت در گذری گام رفته زمینداران دهِ دلاسا نمود و گفت که حقوق خود ها باو بحل نمایند۔ آنها عذر آوردند که هرگاه ایشان از اینجا ضیافت ما یان تناول فرمایند پس بطفیل ایشان حقوق خود ها باو خواهیم بخشید۔ ریشی قبول کرد بشرطیکه پیش از غروب آفتاب ضیافت تیار باشد۔ اهالیانِ ده پیش از غروب آفتاب ضیافت تیار کردند۔

اما نوروز ریشی تا وقتِ شام در مراقبه بود چون برای نماز برخاست اهلِ ده عذر کردند که ایشان ضیافتِ ما پیش از غروب نخوردند و حالا حقوق خود ها از سنتی پنڈت می گیریم حضرتِ بابا گفت هنوز آفتاب غروب نشد۔ چرا عذر می آرید۔ چون نظر کردند خورشید بجای عصر دیدند و بپای ریشی افتاده حقوق خود ها باو بحل کردند۔

پس ریشی ضیافت خورده به نماز مغرب پرداخت و درمیانِ مسجد ... ان داو و در موضع ناگه نارت مدفون است ۰۰۔

بابا هردی ریشی۔

از مریدانِ بابا رجب دین بود عاقبت از بابا نوروز استفاضه نمود و بزورِ مجاهده مقامِ مشاهده حاصل کرده بود۔ بعد انتقالِ نوروز بابا جانشینِ او شد۔ و در افادهٔ خلق بسیار کوشید و از دستِ خود زراعت می کرد۔ مریدان را ترغیب کسب می نمود و آبادی مقام و وجه کفافِ ریشیان از کسبِ زراعت حاصل می کرد۔ تا عرصهٔ هفت سال بر سجادهٔ ارشاد مستقل بود و پهلویِ مرشدِ بزرگوار خود آسود علیهِ رحمتهُ اللهِ الودود ۰۰

بابا نده ریشی

متورع و متشرع و روشنضمیر در کشف و کرامات بےنظیر و طریقهٔ ریشیه دلپذیر

مرید بابا نور رزی بود و پنجاه و چار سال در خلوت گذرانید گاہے روی زن ندید حتی که خواهر خود
را پیش خود راه نداد۔ فقط۔

روزے مریدان[۱] خود را فرمود که فردا زدے می آید و گنج قناعت و سرمایۂ
توکل شما را غارت کند۔ و فردا زنے صالحه مانک نام آمده عرض کرد که یک خروار زمین
زرعی از بهر خود کسب کرده ام و برائے ریشیان مقام وقف گذارم۔ حضرت بابا اصلا قبول
نه فرمود اما ریشیان مقام او را ترغیب کرده منظور کنانیدند و آن زمین را مانک خروار نام نهادند
و حضرت بابا در ایام بهار فرمود که زمین مذکور را خاک بکارند تا که در سرمایۂ توکل فتور و قصور
نشود۔ چون ریشیان همچنان کردند بعد چندگاه عورت مذکوره زمین خود را خالی دیده بسیار
رنجید و پیش بابا آمده التماس نمود که چرا حسن نیت من ضائع فرمودند و زمین معطل داشتند
حضرت بابا گفت شما غصه مکنید کاشت کنانیده ام فردا دیدند که زمین از فصل ش [illegible]
شده بود و یکصد خروار برآمده وقف لنگر نمودند۔ چون حضرت بابا نقل فرمود بعد وی مرشد خود آسوده

بابا حاجی ریشی۔

از مریدان نندہ ریشی بود۔ حالات عجیبه داشت۔ روزے از لنگر او را حصه
طعام گرم داده بودند۔ حاجی آن طعام در حجره گذاشته دروازه مقفل نموده بخدمت شیخ نندی ریشی
آمده حضرت ریشی بصد و تصفیه او را قهر فرمود و گفت از من دور شو۔ فی الحال وے گریخته بنج
رفت و بعد دوازده سال بلباس جوگیان باز آمد۔ و پیش از رسیدن او بابا فرمود که امروز
مالک این مقام خواهد رسید۔ بعد زمانے حاجی از در درآمده بپای مرشد افتاد و حضرت بابا
او را عفو تقصیرات[۲] نموده فرمودند که در حجره خود برو۔ و چون رفت دروازه هم چنان مقفل دید۔

---

۱ - باید بود " بمریدان خود "۔ ۲ - باید بود " عفو تقصیرات او نموده "۔

ودر میان حجرهٔ عبادت خود چنان گندم یافت متعجب شده همه را قسمت نمود. چون حضرت بابا بشنید تأسف کرد و گفت هر سرے از اسرار الهی بر تو منکشف شده بود تو آن را فاش کردی اکنون سزائے آن خواهی دید. در حقیقت پشیمان فتور باهمی آمده مقام لے دولق گردد فقط

بعد انتقال حضرت ریشی بابا عاقی جانشین او شد اما دو سال گذشته نابینا گشت. فقط

یکروز جمعے از دزدان آمده یک بقچهٔ مال سربسته خادم بابا را حواله کردند و گفتند که ما را آسیبے از حاکمان رسیده است. این مال پیش خود بگیرند و متعاقب آنها کوتوال آمده مال مسروقه بجنس گرفتند و حضرت بابا را نیز از صومعه کشیده در چراگاه رسانیدند و در آن جا گاوان جمع آمده ظالمان را حیص بیص کردند و حضرت بابا را از چنگ آنها خلاص نمودند و تا مقام همه گاوان همراه بابا آمدند. بعد ورای این واقعه حضرت بابا مرجع مردم شده بعد وفات جوار مرشد آسود

بابا شمس الدین

وطن اصلی او مروه وازوان بود. از حضرت بابا بام الدین دست انابت بگرفت و در موضع کرون بعبادت مشغول شده بزور ریاضت و نفس کشی آن قدر لاغر گشت که او را بتوان برخاستن نماند. آنها او را خوابانش در میان تابوت نهادند و در آنجا هم بقدر طاقت طاعت می کرد. فقط

می آرند که شخصے سپاهی خادم او شده بود بجنگ تبت رفت. در نبودش عیال او را خبر وفات او رسید و زوجهٔ او پیش بابا زاری و تضرع نمود. حضرت بابا فرمود که وسواس مکن هر تیرے که بر بدن او رسید من بر خرقهٔ خود گرفتم و آن عورت این سخن افشا نمود. بنا بر آن حضرت بابا را غصه[1] آمده در موضع ...گام رفت. چون سپاهی زنده رسید و برقول بابا تصدیق نمود

[1] باید بود " در غصه "

نمود و گفت ہر تیرے کہ در محاربہ بر من می رسید حضرت بابا حاضر آمدہ فرق خود را سپر می ساخت
پس سپاہی بخدمت ایشاں آمدہ بسیار الحاح نمود کہ باز بدہ ما بیایند۔ ریشی اصلا منظور نکرد
و گفت تو بعد ہر ہفتہ برائے ملاقاتِ من در اینجا آمدہ باشی گویا کہ من در دہِ شما موجود ہستم و مقبرۂ
ایشان در تاریگام مشہور۔

میری ریشی۔

از مریدانِ بابا شمس الدین بود۔ روزے حضرتِ بابا او را فرمود کہ اذان بخوان
وے توقف نمود و بعد ساعتے اذان خواند بابا سبب توقف پرسید و گفت حالا خروس
آسمان بانگِ نماز می خواند۔ بابا از تصفیہ باطن او شکر بجا آورد و در جوار پیر مدفون است۔

بابا حنیف الدین حیدر۔

از ساکنانِ موضع اکھال پرگنہ لال در حسن و جمال یوسف مثال و خوش خصال بود حیدر
نام داشت و بسعادتِ ازلی با حضرتِ بابا بام الدین دست بیعت دادہ بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود
و از مرشد بزرگوار حنیف الدین خطاب یافت۔ بعد چندگاہ بوطنگاہِ خود معاودت نمودہ، مدتے
در موضع سوچ بعبادت پرداخت و بغیرِ شیر ہیچ نمی خورد و از انجا نوعے قصور یافتہ در محل سکونت
خود موضع اکھال قرار یافت و شخصے از ساکنان دِہ کفیل حاجات او می شد۔ فقط۔

روزے خادم بابا با جمیع عیال خود بدعوت رفت دعوتے کہ از مدۃ مدید گرفتارِ عشق
بابا بود وے موقعہ دانستہ صاحبِ خانہ را حفاظتِ خانہ و کفالتِ حضرتِ بابا بر خود ذمہ گرفت
و شیانہ حضرتِ بابا را تکلیف فعل نامشروع ساخت۔ بابا گفت زمانے صبر بکن پس
قضیب خود در کانگڑی انداختہ تمام بسوزانید و بے ہوش افتاد و بعد دو سہ روز چوں بہ ہوش

سطر ۹ = بایدبود 'باد'

آمد از انجا گریخته رفت و در موضع میگام بمقام یار قرار یافت پس مدة العمر درانجا بالفقر و فاقه گذرانید و تنده خود بر لیسمان می دوخت. در ۹۰۸ھ هفتم ماه جمید الاول بحساب کشمیریان هفتم ونک چتر سودی نهم وفات یافت و درانجا آسود. تاریخ :-

دوی خود بابا حنیف الدین نهفت — وادریغا زیں جہانِ پُر ملال

کونداے ارجعی از حق شنفت — بود هفتم از جمیدِ اولین

"ریشی واصل حنیف الدین" بگفت — بهرِ تاریخ وفاتش ہاتفی

سوزن ریشی

مرید بابا حنیف الدین صاحبِ حالاتِ عجیبه بود. مدام در خدمتِ مرشد خود اقدام نمود وبعد انتقالِ مرشد جانشینِ او شده خلقِ خدا را رهبری فرمود و همدوش مرشدِ خود آسود :-

بابا لده ریشی

خلیفهٔ بابا حنیف الدین در غایت ورع و تقوی از اهل صفا بود و مدة العمر خود بغیر ساگ جنگلی هیچ نمی خورد. چوں رحلت فرمود در موضع اندرون زیرِ دامنِ کوه آسود :-

بابا سلمان ریشی -

مرید بابا لده ریشی بود. با وحوش و درنده الفت می کرد و همدوش مرشد خود مدفون است :-

بابا دله ریشی

از خلفای بابا حنیف الدین صاحبِ مجاهده و مشاهده مرتاض و جانباز بود. در موضع اکهال آسود :-

۹۰۱ھ - برابر ۲۲ مئی ۱۴۸۵ء -

بابا شوگہ ریشی ۔

وحاجی ریشی و کتی ریشی و سنت ریشی و زین ریشی و چالاک ریشی و دنت ریشی

ہفت کس از مریدانِ بابا بام الدین مرتاض و ممتاز و جانباز بودہ اند ۔ در مقبرۂ مرشد آسودہ[۱]

بابا نوروز ریشی ثانی

از مریدان بابا بام الدین ریشی کامل بود ۔ در بیجبیاڑہ بر بلندی چکدر آسودہ

خلفای شیخ زین الدین

بابا شمس الدین

از اصحاب زین الدین صاحبِ کمال و برجستہ احوال بود ۔ مدتے در خدمتگذاری

ایشان گذرانید ۔ بعد آں بحج رفت و در مکہ شریف بزرگے دید ۔ خواست کہ با وبیعت طریقت

کند و آں بزرگ از وے پرسید کہ پیش ازیں در خدمت کہ بودی ؟ گفت مردیست امی در کشمیر

زینہ ریشی نام چندے ملازم خدمتِ او بودم ۔ آں عزیز گفت امشب صبر کن فردا ہر چہ می شود

میشود ۔ اتفاقاً آں شب شبِ جمعہ بود حضرتِ شیخ زین الدین در انجا وارد شدہ آں مرد بزرگ

را گفت کہ من آں مرد امی کشمیری ہستم کہ شب بابا شمس الدین پیش ایشان گفتہ است و من ہمیشہ

بروز جمعہ در ایں مسجد نماز می خوانم ۔ چوں صبح دمید بابا شمس باز رسید و آں مرد بزرگ گفت

تو آں مرد امی را می شناسی ۔ گفت آرے ۔ دست وے را گرفتہ بہ بیت الحرام برد و خدمت

شیخ نماز می خواند و بشناخت و آں بزرگ فرمود کہ ایں شخص ہمیشہ نماز جمعہ دریں جا می گذارد کار کدام

عالم است ۔ برو در ملازمتِ ایشاں باش ۔

---

[۱] باید بود "آسودند" ۔

وے منفعل شدہ بکشمیر آمد۔ چوں در خدمت شیخ رسید استیذان نمود وحضرت شیخ فرمود کہ پالیش شکستہ باد۔ وے در حال لغزش خوردہ بزمین افتادہ وزانوی او شکستہ شد۔ حضار شفاعت او نمودند۔

وحضرت شیخ آں وقت گرزے آہنین در پیش موجود بود وفرمود کہ باین گرز سہ ضرب بزانوی او بزنید۔ چوں زدند پالیش صحیح شد وبحضور در آمدہ برپای شیخ افتاد وبسیار عجز وزاری کرد و شیخ از تقصیرات او درگذشتہ بخدمات حضور مامور ساخت۔ آنگاہ وے بقیہ عمر در خدمت شیخ گذرانید، عاقبت در جنب مرقد ایشان در مقبرہ بالا آسود۔

بابا پیام الدین

از خلفای بابا زین الدین است ومولود او در موضع چھند تو پرگنہ لار معروف واز مقربان سلطان بشوکت وشان شایان موصوف۔ روزے براہ می رفت وجمعے از موران دید کہ ہر یک دانہ در دہان گرفتہ بسوراخ می رفتند۔ وے از اسپ فرود آمدہ تا شب در نظارہ آنہا متحیر بود وبا خود گفت کہ مورچگان برای زمستان باین تگ ودو توشہ بہم می دارند ومن برای آں جہاں خوشۂ توشہ نمی گذارم۔ پس از خدمت سلطان مستعفی شدہ واہل وعیال را گذاشتہ در خدمت بابا زین الدین شرف انابت حاصل نمود ودر عبادت وریاضت جانبازی ہا فرمود۔ عاقبت بتجویز مرشد بزرگوار در مکان زہوہ پرگنہ بانگل قرار یافت گویند در انجا محل سکونت جنیاں بود۔ آنہا در خدمت بابا حاضر آمدہ بحث ہا کردند وگفتند کہ بالغیر فرمان خدا از اینجا متحرک نمی شویم۔ وحضرت بابا التجا بخدا نمودہ ناگاہ کاغذے از غیب پیدا شد کہ جنیاں کہ بدیدن آں از آں مکان رمیدند۔ پس حضرت بابا مدۃ العمر خود در انجا انزوا فرمود۔ فقط۔

می آرند کہ در ایامِ ترکِ دنیا خاتون بابا حاملہ بود و پسرے ازو متولد گشت۔ چوں بحد بلوغ رسید، پیش پدر آمدہ، بہ خدمتِ او اقدام نمود۔ بعد چندگاہ حضرتِ بابا او را بدہے فرستاد کہ در انجا منزوی باشد۔ چوں در انجا نشست، مرتکب فعلِ نامشروع شد، ایں واقعہ بسمعِ بابا رسید و حضرتِ بابا بدرگاہِ کبریا التجا نمود و گفت آلہی ہرگاہ ایں سخن واقعی است جانش بستان ہمانوقت دعای او بہدفِ اجابت رسیدہ، فرزندِ دلبند وفات یافت و خدمت بابا ۳۔ ماہ ذوالحجہ ۸۸۹ھ بحساب کشمیری ۳۔ ماہ وبک مطابق چیت سُدی[1] پنجم انتقال فرمود و در مقام رنبوہ مدفون[2]۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ تاریخ از مصنف:۔

قطعہ۔ دریغا آفتابِ خوشدلی رفت | مہ برجِ صفا و مقبلی رفت

پیام الدین ریشی مفخرِ دہر | سوی عقبیٰ چو مہرِ منجلی رفت

خرد تاریخِ سالِ رحلتِ او | بگفتا ہے "پیام الدین ولی رفت"
۸۸۹ھ

بابا دریا دین۔

خلیفۂ خاص بابا زین الدین صاحبِ حالاتِ عجیبہ و کمالاتِ نجیبہ[3] است مدتے در خدمت حضور مامور بود۔ عاقبت برای عزلت اجازت یافتہ، در کشمیر ہر سو سیر نمود و در موضع رنگل پرگنہ پھاک نزد بابا فخر الدین رسید و بصلاح او بر کمر کوہ میانِ غارے منزوی شدہ بعبادت پرداخت۔ فقط۔

می آرند کہ ازاں غار بالاتر فراخ سنگے است کہ آنرا پلنگ می گویند حضرتِ بابا ہمیشہ برآں سنگ روزہ دار می نشستے و در ہر شبِ جمعہ در غار آمدہ افطار کردے و برونِ

۱ھ۔ برابر ۲۲۔ دسمبر ۱۴۸۴ئہ۔ ۲ھ۔ در نسخہ (دی) "شد"۔۔۔
۳ھ۔ در نسخہ (دی) "غریبہ"۔۔۔

وبروز جمعه باز رفتے وخوراک چیزے ہمراہ نہ بردے وتا ہفتۂ دیگر چیزے نمی خوردے
الغرض وقتے جماعۂ[1] از دزداں درونِ غار درآمده اسبابِ ریشان [را] بغارت
بردند وحضرتِ بابا [را] بسیار رنجانید ند[2] - چوں ازانجا بر آمدند به قسمتِ مال مشغول
شدند - چشمانِ آنہا نابینا گشته راہِ گریز نیافتند وفی الحال حضرتِ ریشی را قدمبوسی کرده
خاکساری نمودند - آنگاه بدعای ایشان باز بینا شدند - فقط -

روزے حضرتِ ریشی بہ نیّتِ اعتکاف میانِ غار بنشست وخادماں را فرمود
که تا چہل روز دروازۂ غار کسے مفتوح نکند وبروزِ چہلم طعامے بسیار ترتیب داده بفقرا
قسمت کنند تا که ہمہا سیر شوند بعدِ آں دروازۂ غار بکشانید اگر من زنده باشم بر آیم
والّا فاتحه بخوانند - چوں ایامِ اربعین باختتام رسید یاران مُطابقِ فرمان طعامے پخته کردند
وبفقرا بخشیدند - آنگاه درونِ غار درآمده بغیرِ ژنده وکلاه چیزے نیافتند وبسیار متحیر
شدند وجزع وفزع نمودند وخدمتِ بابا شخصے را در واقعه گفت که مقبرۂ من بالائے
غار درست سازند[3] وبدانسو فاتحه بخوانند - ہمچناں کردند اکنوں مقبرۂ او زیارتگاہِ مشہور
است وبروزِ یازدہم ربیع الاول عرسِ ایشان معروف ومسطور -

فتح ریشی

از یاران بابا دریادین - صاحبِ ریاضت وتمکین بود - جوار مرشدِ بزرگوار آسوده

باباسنگی ریشی

از خلفای بابا دریادین مرتاض ومحتاط وصاحبِ صدق ویقین بود ولغیر وپل ساگ

۱ - مراد " جماعتے " ۲ - باید بود " رنجانیده "
۳ - یعنی تیار کنند

ہیچ نمی خورد وشانے عجیب داشت۔ چوں رحلت نمود در پرگنہ پھاک از مقبرہ دریادین سمتِ مشرق برکمر کوہ آسود ٭

باباحنیف الدین

ازیارانِ بابازین الدین است۔ مدتے ملازم خدمتِ ایشان بودہ بہ ریاضات شاقہ اشتغال نمود۔ پس بامرِ مرشدِ نامدار در شعبِ کوہ داشن کہ در پرگنہ ماچھاموں واقعست، منزوی شدہ، سالہا روی خود بکسے نشان نداد وقوتِ خود از گیاہ جنگل می کرد ولپوست او چوں پوستِ فیلِ درشت شدہ بود۔ چوں مدتے خلوتش بسر رسید۔ روزے از غار بیرون برآمدہ بود ناگاہ شبانے در آنجا رسیدہ شخصے پرموی ودلق پوش دید دانست کہ از رجال الغیب می باشد واز دور بسوی او آواز داد کہ کیستی؟ گفت انسانم۔ شبان نزدیکِ او رفتہ حقیقتِ حال پرسید کہ از چند گاہ در ینجا نشستہ متعہد احوال تو کہ بود؟ فرمود اینقدر مدت است کہ در ینجامی باشم ومتعہد احوال رزّاق علی الاطلاق۔

چوں آں داعی مردمِ دہ را خبر کرد فردا جمعے کثیر بہ درِ غارِ او آمدند وبا پت دیدار فیض آثار التجا نمودند۔ وَے از درون آواز داد کہ فردا بیائید۔ روز دوم خلقت انبوہ فراہم شدہ طعامے در آنجا ترتیب دادند۔ چوں التماس حصول ملاقات نمودند۔ ناگاہ اژدہای عظیم ومہیب از غار برآمدہ مردم را بترسانید ومفرور گردانید۔ پس بعد سہ چہار روز مردماں باز الحاح وابرام از حد کردہ از غار برآوردند واز فیض باطنی او مستفیض شدند۔ چوں انتقال فرمود در آں کوہ آسود۔

بابالست ریشی۔

ازمریدانِ باباحنیف الدین صاحب کمالاتِ عجیبہ بود۔ تا عینِ حیاتِ مرشد بزرگوار درادای حقوق خدمتِ ایشان استقامت نمود ولبعد انتقال او جانشین شدہ خاص

وعام را فیض بخشی فرمود۔ فقط۔

می آرند که در آں ایام تغلب اہل تشیع بود کافۂ انام را جبراً تکلیفِ ترک مذہب می کردند۔ یک روز اعیان شیعہ با خود سنجیدند که فرقۂ ریشیان مقتدایانِ اہلِ سنت و جماعت‌اند۔ درین صورت ہرگاہ طائفہ ریشیان ملت ما قبول کنند۔ البتہ مردم عامہ ہم منظور خواہند ساخت بموجبِ آں تمامی ریشیان [را] جمع آوردہ بابت اقبال [illegible] شیعہ مجبور کردند۔ از آں جملہ لُست ریشی جواب داد که من و مرشدِ شما ہر دو در یک حجرہ تا مدتِ چہل روز در خلوت نشینیم و تا ایام موعود از قطران افطار کنیم پس ہر که از ما زندہ وسالم از خلوت برآید متابعتِ مذہبِ او می نمائیم۔ اعیانِ شیعہ درین باب جرأت کردند وحضرتِ بابا را گفتند که اول شما فاعلِ این عمل باشید۔ بعد ازاں مرشدِ مایان عاملِ این فعل گردد۔ بموجبِ آں حضرتِ بابا بمحافظتِ جاسوسان در خلوت اربعین نشستہ ہرگی از قطران افطار می کرد۔ چوں دہ یوم گذشت و رنگِ ایشان بوجہے متغیر نہ شد مخالفان دانستند که این کار مقدور بشر نیست۔ پس ریشیان را رخصت دادند واز ایذای ایشان اجتناب کردند و مقبرہ او در زیر دامنہ کوہ داراش معروف ۔

بابا شکور الدین

دانشمندِ عصر و یگانۂ دہر بود۔ مال مکنت و مواشی بسیار داشت۔ اوقات خود در تلاوتِ قرآن صرف می کرد۔ مسکنِ اصلی او موضع آریت پرگنۂ ماچھامون بود۔ چوں شرارۂ عشق الٰہی در منقل خاطرِ او افتاد ترک دنیا نمود و بملازمتِ حضرتِ شیخ زین الدین مشرف شد واز تعلیم وتربیتِ ایشان فائز گشتہ بمقام شنگرپال پرگنۂ کوہامہ برکمرِ کوہ عزلت گزید از انجا مدتے در ریاضت و عبادت گذرانید۔ آخر عمر بر کوہِ شیرہ کوٹ که بر لب تالاب

اُولَر جانبِ زینہ گیر واقع است از زوال پذیر فست ودر حین حیاتِ خود درانجا قبرے حفر کنانید وبارے دنیاداری بعلت کاری وبیم شہریاری از شہر گریختہ آمدہ ما درمیان قبر مذکور پوشیدہ ماند و حضرتِ بابا یارانِ خود را وصیت فرمود کہ درمیان قبر مذکور پای اہلِ دنیا رسیدہ برائے من قبرے بجای دیگر حفر کنید۔ چوں رحلت فرمود یاران برای ایشان قبر دوم تیار کردند ومیانِ آن مدفون ساختند۔ فقط +

می آرند کہ بعدِ وفاتِ ایشان ہنگامِ وقوع واقعات وحادثات از مقبرۂ ایشان صدائے سخت مثلِ صدائے توپ سرمی زد ودران نزدیکی نوعے از حوادث وشداید واقع می شد۔ چنانچہ پیر مردے می گفت کہ پیش از تسلط سنگان شبانہ از روضۂ ایشان صدائے مثلِ توپ واقع شد کہ زمین بلرزید وفردا مردمان درانجا رفتند ودیدند کہ پنجرہ ہای مقبرہ از طرفِ مشرق شکستہ درمیان تالاب اولر لخت لخت افتادہ بودند۔ اگرچہ این چنین امور محال مقبولِ عقلا نیست، امّا از قدرتِ الٰہی چہ بعید؟۔ فرد

قادرست ویفعل اللہ مایشاء ہر چہ خواہد می کند آن پادشاہ

بابا دریا ریشی

از یاران بابا شکور الدین است۔ در ایامِ جاہلیت دُرّہ ساد ہو نام داشت کہ در موضعِ وتَرکھن پرگنہ وتر در مندر نشستہ بزور ریاضاتِ شاقہ کشفِ کَون حاصل کردہ بود۔ چنانچہ روزے مسجد جامع را در شہر آتش گرفت وآن برہمن برکنار چشمہ کہ درانجا بود نشستہ ہر سو آب می پاشید۔ اہل شہر او را دیدند کہ بر بام مسجد نشستہ آب بہر سوی ریخت تا کہ آتش فرو نشست واز مقام او تا مسجد دہ فرسنگ راہ بود۔

روزے آن برہمن بزیارتِ بابا شکور الدین آمدہ حضرتِ بابا او را در معبدِ

خود دخول نداد۔ برہمن گفت حضرت معبودِ ما و شما واحد است، نزاع چیست؟ بابا گفت
اگر نزاع نیست اندرون بیا چون درآمد بمجرد دیدن بابا بتاثیر نظرِ ایشان مسلمان شد و به
تربیت ایشان رتبہ آگاہی یافت و بعالم لاہوت بشتافت۔ پس نام او دریار یشی مقرر
شدہ پہلوی قبر مرشدِ بزرگوار مدفون است۔

ریگی ریشی

از مریدانِ بابا شکورالدین متقی زمانہ بود۔ حضرتِ بابا را تا حین حیات
خدمت گذاری می کرد و ہر روز آب از تالاب اولر بر داشتہ بقدر کفایتِ ریشیان بر فرق
شیرہ کوٹ می رسانید و بعد انتقالِ حضرتِ بابا جانشین او بود۔ حالاتِ عجیبہ داشت
چون رحلت فرمود برکرہ کوہ شیرہ کوٹ پائین تراز مقبرۂ بابا سمتِ شمال آسود ۞

روپی ریشی

مرید ریگی ریشی بود۔ شانے عجیب داشت۔ روزے بامر مرشدِ خود بابت
آوردن غلہ با چند کس از ریشیان میانِ کشتی در تالابِ اولر می رفت و در اثنای رفتن
ماہیان بسیار از آب جست زدہ بپای ریشی افتادند۔ چون اہلِ کشتی ایں حال دیدند۔
بگفتۂ بابا یکسے دست نکردند و ماہیان باز خود را در آب انداختند و ریشیان دیگر۔
پسانہ بطمع نفسانی یک ماہی گرفتہ بخوردند۔ بعد ازاں ایں حال ندیدند۔ چون در خدمت
ریگی ریشی بازگشت آمدند وے بقہر آمدہ کسوت ریشانہ از انہا خلع کرد و رخصت نمود و
گفت بعد ازیں ریشیان را حیثیتِ خود نماند و مقام برہم کرد و مدعا کہ روپی ریشی عارف
کامل و روشن دل بود۔ چون وفات یافت، ہمدوش مرشدِ خود آسود ۞

ـلہ : در نسخہ (ن) برکوہ شیرہ کوٹ کنارہ اولر۔

بابا رتی ریشی

مرید ریگی ریشی در ورع و تقویٰ ممتاز بود و در موضع منگنی پورہ پرگنہ کوہہامہ آسود ٭

سنگہ بی بی

وطنِ اصلی او موضع کچل وَن تنیہ ُ حمل مشہور است و از عابداتِ حق سعید مطلق بود و بتوفیق ازلی از بابا شکورالدین ولی رابطۂ طریقِ طریقت آموخت و بہ ریاضاتِ شاقہ اشتغال ورزید ۔ ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر می بود و بامر مرشدِ بزرگوار در موضع بوٹھو پرگنۂ کوہہامہ فراز کوہ آرام انزوا پذیرفت و عمر خود در انجا بریاضت گذرانید ۔ شانے عالی داشت ۔ فقط ۔

روزے درندہ شیرے یکے از خادمان او [را] سرِ راہ بگرفت و حضرت بی بی از صومعہ خود آواز داد کہ اے شیر این مردِ بے گناہ را چرا زحمت می رسانی ؟ شیر بشنیدنِ آواز ایشان آن مرد [را] رہا کرد و بگذشت ۔ کرامات و حالاتِ ایشان افزون است و مقبرۂ او در موضع مذکور از فیوض باطنی مشحون ۔ فقط ٭

متصلِ روضۂ آن عارفہ پشتہ ایست طویل بمسافتِ دو سہ میل ۔ مردمِ دہ آن پشتہ را قبر موسیٰ می گویند ۔ خواجہ اعظم در تاریخ خود می نگارد کہ نزدیکِ مقبرۂ او مکانے است کہ بہ قبرِ حضرتِ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام مشہور است ۔ بزرگانِ اصحابِ حال از ظہورِ فیوض و برکات انجا نقل ہا دارند ۔ فقط ۔ حضرت خواجہ این حرف مسموعی نوشتہ باشد بالکل غلط صریح است ٭

بابا نیکی ریشی

خلیفهٔ سنگ بی بی است. صاحب ورع و تقوی از اهل صفا بود. مدتے در ملازمت و خدمت بی بی گذرانید. منتظم مقام و صندوق دار او بود و بعد انتقال عارفه جانشین او شده آنچه که از مال و مواشی موجود بود تمام براه خدا صدقه نمود و چهار حیوان درنده را هر روز بدست خود طعام می داد۔

روزے لشکرے از تبت آمده مال و متاع مقام بغارت بردند و ریشیان مقام هم بسته کرده همراه برداشتند. در اثنای راه نیکی ریشی از اهل غنیم فرصت خواسته به نماز پرداخت و بدرگاه کبریا التجا ساخت. فی الحال غارتگران نابینا شده بپای ریشی افتادند و تضرع و ابتهال نمودند و توبه کردند. حضرت بابا گفت شما همراه من بازگشته بیایند و در آنجا بر تربت حضرت بی بی التجا نمایند. پس غارتگران مال غارت بردوش گرفته بر مقبرهٔ عارفه واپس آمدند و در آنجا بعجز و زاری التجا نمودند و همه بینا شدند. وقتیکه حضرت بابا را وقت سفر آخرت رسید، خلیفه نوروز بابا را گفت که مرا امروز از دنیا رفتن است. اکنون هر دو کس باتفاق یکدیگر قبرے راست کنیم. پس هر دو کس بالاتفاق در خطیرهٔ حضرت بی بی قبرے حفر کردند و حضرت بابا غسلے کرده کفن پوشید. و درمیان قبر خفته جان بحق تسلیم نمود. نوروز بابا همچنان تربتش آراسته فاتحهٔ مغفرت خواند۔

بابا نوروز ریشی

مردے ظالم و بدخوی بود. روزے در نزد نیکی ریشی رفت و حضرت ریشی درندگان پرورده خود را طعام می خورانید. نوروز همراه درندگان دیده زیر دیوارے مخفی ماند و در آنحال خرسے حصه روباه بغلبه خورده. نیکی ریشی خرس مذکور را گوش بگرفت و بدروی او طپانچه ها

داد و گفت مثلِ نوروز ظالم تو ہم بر عزبا ظلم می کنی ؟ چوں نوروز میر ایں حال بچشم دید و بد نامی خود بشنید ہماندم خاطرش از دنیا بیزار شدہ و بپائی بابا افتادہ انابت نمود و ترک دنیا نمود آنگاہ حضرتِ بابا او را تعلیم و تلقین ساختہ انتظامِ مقام بوے تفویض نمود۔ عاقبت از روی لیاقت جانشین او شدہ بافادہ وافاضۂ بسیار کوشید۔ و با حضرتِ سلطان العارفین رابطۂ قلبی داشت و از فیضِ باطنی آنجناب فایز می شد ۔ فقط ۔

روزے در تعمیراتِ مقام آتش افتادہ تمام بسوخت و نوروز میر چراغ تعمیر آں دوبارہ افروخت ۔ روزے برائے کارخانۂ تعمیر خوراک مہیا نبود و خادمانرا فرمود کہ دیگدان گرم سازید۔ دراں اثنا دہ کس از خادمان برنج وغیرہ مایحتاج ہمراہ گرفتہ از سوپور رسیدند و ہمہ ہا سیر شدند چوں رحلت نمود در خطیرۂ حضرتِ بی بی آسود ۔ ۔

بابا الدہ مل

از اصحابِ بابا زین الدین صاحبِ نسبتِ عالیہ بود ۔ بعد استفاضۂ حقائق طریق طریقت درمیانِ جنگل پرگنۂ وتر در جوف چنارے بعزلت نشستہ در مجاہدات و ریاضات از اقران خود گوی سبقت بردہ سی صد و شصت کس مریدِ صاحبِ کمال داشت و ہمہ ہا [را] بکار زراعت مشغول ساخت ۔ گویند بمقامِ عزلتِ او آب نبود چوں بخدا التماس نمود چشمۂ آبے در انجا جوشید کہ تاحال باقی است ۔ و از خواصِ وے آنست کہ ہرگاہ کسے مریض خصوصاً صاحبِ جرب و مبطون در انجا غسل کند علتش رفع گردد ۔ چوں حضرتِ بابا در انجا شہرت یافت پس در موضع بجرواری گریختہ آمدہ درمیان درختان جنگل مخفی نشست و در ینجا ہم ساکنانِ دہ خبر یافتہ ایشان را بردہ آوردہ استفادہ نمودند و راہبانِ تبخانۂ آنجا نیز مسلمان گشتہ از فیوضِ باطنی ایشان بہرہ مند شدند ۔ ۔

روزے حضرتِ بابا (بہ) کوہ ڈنڈک وَن رفتہ بالائ آں مقلے ساخت۔ چوں درانجا آب نبود ایشان بعدمِ آب عاجز آمدند۔ حضرتِ بابا عصای خود بر زمین زدہ خادمِ خود را فرمود کہ عصا از زمین بگیر اما نہ چنان شود کہ آبے از زمین بجوشد و رشحۂ آں بہ بدنِ تو برسد و ضرر رساند۔ چوں خادم عصا از زمین برآورد فی الحال آب جاری شدہ رشحۂ از آب بر پای خادم افتادہ و ناسور کرد۔ چوں بحضرتِ بابا التجا نمود بدعائے او بہ شد۔

پس حضرتِ بابا مدۃ العمر درانجا عزلت کردہ یارانِ خود را وقتِ آخر وصیت نمود کہ بر قبرِ من تعمیرے نسازند ہرگاہ تا چہل روز بر تربتِ من سایبانے از غیب پیدا شود فبہا ورنہ ایشان مختاراند۔ پس بر قبرِ ایشان درختے روئید و تا چہل روز از شاخہای آں تربتِ ایشان محجوب شد۔ ہنوز ہم اثرِ آں باقیست و آں مقام را الحال ہندہ ون پورہ می گویند۔ در تپۂ حمل واقع است ::

بابا لنگرمل

خلیفۂ بابا آدہ مل است۔ در اوّل ظالمے بود جفا پیشہ و مالدار۔ پس بتوفیقِ ازلی در پیشِ بابا آدہ مل تائب شدہ بہ تربیت او کشفِ عالمِ لاہوت حاصل کرد و ہموارہ بہ زنجبیل[۱] فطارمی ساخت۔ ہمدوشِ بابا آدہ مل مدفون است ::

گنگہ بی بی

زوجۂ بابا لنگرمل بود کہ باتفاقِ شوہرِ خود در خدمتِ بابا آدہ مل تائب شدہ خلوتہا[۲] کشید و کارش بجائے رسید کہ بعد یک سال افطار می کرد و از کسبِ خود پُل ہا درست

۱؎ مقصود "متصل"

۲؎ ۔ مقصود "چلّہا" ۔

می نمود و مسجد ہا آبادی ساخت۔ چون مدتِ خلوتش تمام شد بخدمتِ بابا لدۂ مل التماس
نمود کہ مرا بہ نعمتے سرفراز فرمائید و ایشان فرمودند کہ فرصت کن پس وقتے کہ حضرتِ بابا
بر کوہ ڈنڈکدن قرار یافت آن عفیفہ را فرمودند کہ ہر روز یک سبوی آب برای طہارت
من بیاورد [ع۳] پس ہمچنان می کرد و بسا اوقات ہیجش ورد میندہ او را ملاقی می شدند و ازو
می رمیدند۔ چون عمرِ وے باخر رسید و گفت مرا پس فردا بروز پنجشنبہ مردن است و بروز
جمعہ دفن کردن ہمچنان بوقوع آمد۔ جسدش لنگر مل آسود۔

دتہ ٹھاکور

از قبیلۂ ٹھاکور صاحبِ ثروت و حکومت بود۔ اتفاقاً در عالم جنون افتاد۔
شیخ زین الدین یکے را بطلب او فرستاد۔ چون پیش ایشان رسید بہوش آمد و بحسن تربیت ایشان
در بحر حقیقت مستغرق گشت۔ حالاتِ عجیبہ و وارداتِ غریبہ ازو ظاہر می شد۔ چو رحلت
فرمود نعشش مقام میان خطیرۂ عالی آسود۔

بابا رفستہ ریشی [عہ]

[دے] اوایل دولتمند و مالدار بود و با اکابر اولیا صحبت داشت۔ عاقبت در خدمت
شیخ زین الدین بہرہ اندوز صحبت گشت و کسوتِ ریشیانہ در بر کرد۔ مدتے بمرافقت
بابا پیام الدین بر کوہ رنبوہ قرار داشت۔ و بعد انتقال ایشان در موضع کچھو پرگنہ کروہن انزوا
پذیرفتہ ۹ ماہ ذوالحجہ سنہ ۸۹۲ [ع۴] رحلت فرمود۔ و در آنجا آسود۔ خادمان خود را پیشتر وصیت
کردہ بود کہ مرا پائین جوی دفن سازند۔ و آنہا بخوف آب بالاتر از جوی دفن کردند۔ فی الحال [ع۵] آب جوی
مذکور از سر بند گسستہ شد کہ باوجود کوششِ مردم تا ہشتاد [عرصۂ] سال جاری نگشت۔

ع۳ ۔ باید بود "یاد" ۔ ع۴ ۔ برابر ۲۶ نومبر ۱۴۸۷ء ۔ ع۵ ۔ یعنی ۔ فی الفور ۔

عہ : کذا فی الاصل ؛ عصہ : کذا فی الاصل اما در چاپ شدن تاریخ حسن حصہ سوم
صفحہ نمبر ۱۶۲ بابا لستہ ریشی نوشتہ شدہ است ۔

عاقبت شخصی از اہل فساد آنجا رسید و وے گفت کہ شما بر خلاف امر ریشی کردہ اند[1] بنا بر آن آب جاری نمی شود۔ مردم چون این حرف شنیدہ کردند کہ حضرت بابا از قبر کشیدہ جائیکہ ایشان فرمودہ بودند دفن ساختند۔ بیل و کلند آوردہ فردا بر کاویدن قبر مستعد شدند چون دم صبح بر موقع رفتند دیدند کہ قبر مبارک سہ روضہ و درخت جوز بجای موعود پائین جوی نقل کردہ بود۔ فقط ۔۔

درینجا مقام افسوس است کہ با وجود ظہور اینچنین خوارق روشن مردم وہابیہ چرا گمراہ اند و بر حیات اولیا انکاری آرند ۔

مبارک ریشی

از خلفای شیخ زین الدین صاحب حالات و کمالات عالیہ بود۔ عمر خود بریاضت و عبادت مولی بسر نمود۔ حالات و مقامات او از حیطۂ تحریر بیرون است و در حظیرۂ مرشد مدفون است۔

شیخ امداد ریشی و ہاکہ ریشی و داؤد ریشی و افضل ریشی و کنڈل ریشی و پیار ریشی و فقیر ریشی و صفی ریشی و درہ ریشی و نوروز ریشی و ریگی ریشی و روپی ریشی و بابا ریشی از خلفای بابا زین الدین قدس سرہ صاحب حالات عجیبہ و کمالات غریبہ بودہ اند و در مقبرہ مرشد بزرگوار خود آسودہ اند ۔ ع

خلفای بابا لطیف الدین

شیخ پیرباز

مولد او در موضع رازہ وین پرگنۂ اچھ مشہور است۔ بتوفیق ازلی ہنگام توقف موضع روپہ ون در خدمت حضرت شیخ العالم تائب شدہ بر خدمات حضور مامور گشتہ

---

[1] ۔ باید بود "اید"

روزے حضرت شیخ او را با آوردن آب فرستاد شیرے راہ او بگرفت۔ پیر باز بوے خطاب کرد
کہ ہرگاہ ایشان را تا خیر نماز شود فردای قیامت گرفتار خواہی شد۔ پس شیر بگریخت و بابا
بخدمت شیخ آمدہ حضرت شیخ از و پرسیدند کہ مبادا از شیر ترسیدی۔ گفت در جائیکہ
مثل شما مربی حامی باشد از دام و دد چہ خوف است۔

گویند بدتے در ملازمت و خدمت شیخ بسر برد و کارہای شائستہ بجا می آورد۔ عاقبت الامر
حضرت شیخ العالم بابا لطیف و بابا پیر باز و شیخ شریف را گفت کہ شما ہر سہ کس رفتہ در پرگنہ
اچھ بمقام دودہ پکھرن بخلوت نشینند و بریاضت پردازند۔ مطابق فرمان ہر سہ کس درانجا
رفتہ قیام کردند و بریاضت مشغول شدند۔ ہمگی از اُپل ساگ افطار می کردند۔ روزے اپل ہاک
یعنی قنابری بسیار سخت بود، شیخ سبب آن پرسید بابا شریف گفت کہ من ساگ سبز می آرم۔
و بابا پیر باز ساگ خشک می آرد۔ موجب آن طبخ نمی پذیرد و خود را چیزے از دستار کشید (؟)
نو شد۔ حضرت بابا از پیر باز پرسید کہ چرا قنابری سبز نمی آری بابا گفت از قنابری سبز مرا سہ
چیز مانع است۔ یکے آنکہ گیاہ سبز ہمیشہ در ذکر می باشد خصوصاً وقت طلوع آفتاب دوم
وقت بریدن خون ازان ظاہر می شد۔ سیوم بوقت جوش فریاد می کند کہ برای چہ مرا می
کشند و می سوزند۔ فقط۔

پس چون وقت افطار رسید حضرت بابا در کمینگاہ ماندہ پیر باز را دست بگرفت
و دید کہ افطار او ہمان لاغیہ یعنی کاچن بود۔ شیخ پرسید چند گاہ است کہ می خوری؟ گفت
دوازدہ سال پس شیخ لطیف الدین علو استعداد او دیدہ خط ارشاد بوے بخشید و از
خدمت خود جدا فرمود و گفت بمقام چوترہ پال متصل وترہ ہیل محل خلوتست درانجا بکار خود مشغول

[۱] ۔ "را" زیاد است ۔

باش آنگاه پیر باز بمقام چوتره پال مقام کرد و لبعد چندگاه مردم وتره ہیل آمدہ او را لعجز والتماس درمیان دہ بردند دو کس از ایشان کہ خادمانِ بابا بودند درانجا ماندند و بمرافقتِ بابا نرفتند۔ چوں نمازِ صبح ادا کردند و دست بر ریش مالیدند ہر دو را موی ریش ریختہ شدہ و شرمندہ شدہ پیش پیر باز آمدند و تائب شدند۔

پس بابا برای خود حجرہ آراستہ درمیان آں قبرے حفر کنانید۔ چوں وفات یافت درانجا آسودہ و دو خلیفہ دیگر ہم میانِ آں حجرہ مدفون است ۹۔

شیخ شریف اشوار

بتوفیقِ ازلی در خدمتِ حضرتِ شیخ العالم تائب شدہ، مدتے در خلوت حضور بسر رسانید آنگاہ بمرافقت بابا لطیف الدین مامور شدہ، چندگاہ بمقامِ دودہ پکھرن در خدمت ایشان گذرانید تا بدرجۂ تکمیل رسید۔ بعد آں در موضع چانر گام رفتہ بریاضت پرداخت۔ از اہلِ دل و صاحبِ صفا بود۔ چوں رحلت فرمود درانجا آسود۔

بابا لدی گنائی

از مریدانِ شیخ لطیف صاحبِ سوز و گداز و جانباز بود و مدتے در بجا آوری خدمات شیخ استقامت داشت۔

روزے کہ خدمت شیخ از چوترہ پال بخواستہ بسیر کامراج برآمدند و بمقام زنڈہ پال متصلِ پوشکر رسیدہ فرمودند۔ جائے است پر فضا و دلربا۔ لدی گنائی التماس نمود اگر مرا اجازت باشد دریں جا عمرِ عزیز خود بسر رسانم۔ حضرتِ شیخ یاد اجازت داد و درانجا صومعہ افراختہ بریاضاتِ شاقہ عامل شدہ اکثر اوقات در خدمتِ حضرتِ بابا در پوشکر می رفت۔

۹ - "بایدبود" "اند"

روزے در پوشکر بیمار افتاده بود۔ یاران خود را وصیت نمود که مرا در زند پال مدفون سازند. چون رحلت نمود یاران بباعث کثرت باران در پوشکر دفن کردند [illegible] برزیارت او رفتند دیدند که قبرش شگافته خالی است. پس در خدمت شیخ عرض کردند فرمود که وے شب در زند پال گریخته رفت۔ پس یاران در آنجا رفته دیدند که وے کفن پوشیده، در آنجا افتاده است. پس در آنجا دفن کردند۔

خواجه بابا

از اصحاب لدی گنائی است. صاحب کمالات عجیبه بود۔ از شیخ لطیف الدین هم تلقین داشت و در موضع بنده کوٹ پرگنه بانگل مدتے بریاضت گذرانید و در آنجا مدفون است۔

لدی کٹور

از یاران شیخ لطیف است۔ دوازده سال خادم مطبخ بود۔ خلق خدا را بسیار خدمت می کرد۔ روزے حضرت شیخ فرمود که لدی کٹور تکلیف بسیارے کشید۔ حال [illegible] محنت خلاص ساختیم۔ ریشی دیگر که مخالف او بود گفت چرا تکلیف باو می رسد هر روز در خلوت نشسته [illegible] شیر جغرات می خورد۔ حضرت شیخ او را فرمود که آن شیر از دیگر پیش من بیار۔ چون مدعی کاسه شیر از دست او گرفت پیش شیخ آورد۔ مصاحبان چون ملاحظه آن نمودند آب خاکستر سفید بود۔ شیخ از وے پرسید که از چند گاه این عمل کنی۔ گفت از آن روزے که بر خدمت این آستانه کمر بستم۔ فقط۔

گویند لدی کهچو نام شخصے بسیار دولتمند و بے اولاد بود۔ از قریه بچه کوٹ پرگنه [illegible] آمده، حضرت شیخ را التماس نمود که یک ریشی من عنایت فرمایند که بعد از وفات من وارث

له - درنسخه (ی) بود نیامده [illegible]

من باشد. شیخ فرمود که بعد چندگاه این التماس قبول خواهم ساخت.

دران اثنا روزے حضرت شیخ لدی کنٹور را برای آوردن آهن در زینه‌گیر فرستاده‌بود. چون نزد لدی کچھو رسید وے دانست که شیخ موجب التماس من فرستاده باشد. شب وے را در خانهٔ خود گرفت و حجره‌اش از نجیر کرده گذاشت. چون لدی کنٹور بقصد تهجد بر خاست دروازه محکم یافت آواز داد لدی کچھو جوابش گفت که اول با من وعده بکن که از خانهٔ شما جای دیگر نروم پس زنجیر خواهم کشاد. وے بخوف فوتِ نماز تهجد همچنان وعده داد. روز دیگر آهن تیار کرده احوال خود بخدمت شیخ برنگاشت. ایشان در جواب نوشتند که در انجا باشید که ایفای هر دو وعده بعمل آید. پس بقیه عمر در انجا گذرانید و در انجا آسود.

بابا نوری ریشی

از مریدان بابا لطیف است. در موضع لوله‌پوره سکونت می داشت. و بتوفیق ازلی از شیخ لطیف الدین بطریق طریقت مجاز شد. مدتے در حضور خدمت مامور بود. عاقبت در لوله‌پوره عزلت پذیرفت. روزے دو سه آثار طعام نزد ایشان آوردند و حضرت بابا شصت کس را قسمت نموده همه را [تمام] سیر فرمود. فقط.

روزے بابا بطرف شهر می رفت. ناگاه نعره سخت برد. اصحاب سبب آن پرسیدند. گفت دزدان قصد بردن پشتارهٔ شالی کرده بودند. از نعرهٔ من گریختند. چون در لوله‌پوره رسیدند همچنان دیدند که بعضے پوله‌ها شالی در را نهاده بودند. چون وفات یافت در آنجا آسود.

---

۱ - بمعنی برد -

۲ - در نسخه (ن) ... مرحوم ... « ... »

بابا جند ریشی

از خلفای بابا نوری ریشی صاحب کمال وستوده افعال بود۔ عمرِ عزیز خود در خدمت مرشدِ خود گذرانید۔ ودر ریاضت وتقوی جانانه وممتاز بود۔ چوں از دنیا نقل فرمود، حضرت بابا جائے رفته بودند۔ ریشیاں خواستند که او را دفن کنند اما کوزه های آب پر آز ماراں شدند۔ چوں حضرت بابا آمده خادمان کیفیت عرض کردند۔ فرمود که آں مار ها بابت انتظار من بود۔ حالا بکارِ خود مشغول باشند[۱]۔ چوں برخاستند دیدند که آب صاف بود۔ پس او را غسل دادند ودر حظیرهٔ مرشدِ خود دفن کردند[۲]۔

بهرام ریشی۔

خلیفهٔ نوری ریشی بود۔ شانے عالی داشت۔ می آرند که نوری ریشی بهر روز جمعه در اسکندرپوره رفته طعامے ترتیب می داد و به مساکین وفقرا ابدستِ خود قسمت می کرد۔ روزے بهرام ریشی را گفت که تا مراجعتِ من از اسکندرپوره نگهبانی باغ خود گشت[۳] باید کرد تا جانوراں میوهٔ آں نخورند۔ وے از روی فراست بمعنی ایں سخن چنیں دانست که باغِ خودگشت عبارت از باغ وجود خود است ومحافظت آں پاک داشتن نفس از معصیت وجانوراں عبارت از خوبرویانست که ازیں راه می روند۔ مبادا اعمالِ صالحه وپاکی نفس از من ببرند۔

بهتر آنست که عضوِ مخصوصِ خود قطع کنم۔ فی الحال عضوِ مخصوصِ خود قطع کرد وبیهوش افتاد۔ بابا نوری ریشی در هنگامِ خواندنِ خطبهٔ جمعه نعره برآورد که افسوس سر اگشتی

۱۔ باید بود "باشید"

۲۔ در نسخهٔ (ن) "قدس سره" مرقوم است۔ ۳۔ گشت دریں جا نیا داست۔

وبعد نماز تقسیم طعام بدیگرے تفویض کرده خود روانه شد. چوں بمقام رسید بہرام ریشی [را] بیہوش یافت در زمان ویرا برداشته نعلین خود بوے داد. چوں وے کفش بابا در پا انداخت کشف ملکوت بوے حاصل شده، در آنحال دید آنچه دید. پس مدت العمر در خدمت بابا، بسر برد چوں رحلت نمود در خطیره او آسود. فقط۔

پچھم ریشی

از یاران شیخ لطیف است. کشف کونیه داشت. بعد وفات حضرت شیخ در پوشکر جانشین او شد۔

می آرند که چوں در خدمت خلق اشتغال می نمود سبحه آویزان می گذاشت و دانه های سبحه خود بخود متحرک می بودند. بابا تعداد شمار آں بعد فراغ معلوم می فرمود. فقط۔

می آرند که بر وقت قسمت طعام سبد طعام بے تحریک غیرے خود بخود در مجلس دور می کرد تا که طعام بفقرا می رسانید. فقط۔

چوں عمرش بسر رسید یاران خود را وصیت کرد که مرا بیرون مقره شیخ دفن سازند عرض کردند که از بیرون خرس و گورکن مردگان را از گور کشیده می برند. فرمود که من دانم و خرس. پس از آں خرسان و گورکنان ازیں کار باز ماندند. قدس سره۔

آدت[ع] ریشی

از سکان دانگر پوره پرگنه بیرده بود. در حالت طفولیت بخدمت شیخ پچھم ریشی فائز گشته استعداد عالی داشت. و بابا روز اول خادماں را فرمود که برای ایں طفل طعام موجود دارند که خورد سال است و طاقت روزه ندارد. وے بطرف ریشیاں گفت که شما چاشت نمی خورید. گفتند یاران صائم الدهر می باشیم گفت من هم نیت صوم ابدی کردم۔

ع = در چاپ شده تاریخ حصه سویم صفحه نمبر ۱۶۹ آدت ریشی نوشته است۔

بعد چندگاہ چوں مادر پدرش اطلاع یافتند پیش بابا آمدہ تضرع کردند کہ وے را حکم مراجعت بخشند۔ بابا دانست کہ آئینہ ضمیر او الحال صاف شدہ است۔ اجازت فرمود کہ او را بخانہ خود ببرند۔ اپس ریشی درانجا رفتہ زندگانی خود در ریاضت و تقوی بسر بردہ در انجا مدفون است۔

حاجی ریشی از خلفای بابا لطیف الدین مردے مرتاض و جانباز بود۔ مدتے در خدمت حضرت بسر نمود چوں رحلت فرمود در خطیرہ مرشد نامدار آسود۔

خلفای بابا نصر الدین

بابا جوگی ریشہ[۱]

از خدام ملحمت ریشہ بود۔ در پیشگاہ سلطان زین العابدین قربے داشت و در حالت نشاء حکومت از بابا نصر الدین کسب سلوک نمود و حضرت شیخ العالم نیز او را عزیز می داشت و ہنگام انتقال بابا نصر الدین جوگی ریشہ ترک دنیا کردہ بجای نصر الدین قائم مقام شد کیفیت آں در ذکر بابا نصر الدین مرقوم است۔ فقط۔

می آرند کہ تا ایں زمان بعضے مردم ریشی ہمگی براکل بقولات کوہی و خاکستر و غیرہ قناعت می کردند و بعضے گدائی کردہ بقدر نیم پاو طعام می خوردند و زیادہ از دہ خانہ دریوزہ نمی کردند۔ و از یک خانہ بقدر یک وقت می گرفتند۔ و برای فردا چیزے ذخیرہ نمی گذاشتند۔ حتیٰ کہ در ابریق خود شبانہ آب ہم موجود نمی داشتند۔ امّا ملک جوگی ریشہ کہ رئیس نامدار و عالی نیاد بود شب

۱۔ در نسخہ (ی) ملک زدگی ریشہ مرقوم است۔

۲۔ در نسخہ (ی) ایں لفظ زیاد است۔

وزارت می کرد و فردا بدریوزه گری بر آمد۔ اوّل بخانۂ خود بگدائی رفت و خاتون او لفرزندان گفت که اکنون ملک از ما و شما روی برتافت سبحان اللہ! رتبۂ گدائی یافت۔ چون ملک این سخن بشنید بازگشت خالی دست بر آمد۔ پس بکرسنہ فنابری ہم کردہ قوت خود نمود۔ آنگاہ جمیع ریشیان مقام را تجویز زراعت فرمود۔ بنا براں ہر کسے از ریشیان قوتِ خود از زراعت نمودند۔ در کارِ زراعت امدادِ پدر و مادر و برادر منظور نمی کردند۔ فقط پس جوگی ریشہ ہم از دستِ خود زراعت می کرد و بجان و دل خدمتِ فقرا بجا آورد چوں از دنیا نقل فرمود در حظیرۂ عالی پہلوی بابا نصر الدین آسود۔

زوگی ریشی

از یارانِ بابا نصر الدین است و از شیخ العالم ہم نظرے و قبولیتے تمام داشت۔

می آرند کہ روزے حضرتِ شیخ العالم ویرا در راہ دیدہ پرسیدند کہ این پسر از کیست؟ کسے گفت ایشان را چہ غرض؟ فرمود می دانم کہ خدمتِ مقامِ من وزیرانِ من باین پسر نصیب خواہد شد و اولاد و احفادِ او ہمیشہ خدام این مقام خواہند بود۔ و بعدِ چندگاہ آن پسر دخترِ سنگرام ڈار [را][1] کہ رئیسِ پرگنہ ماگام بود در عقد آورد و خانہ دامادِ او شد۔ فقط۔

می آرند کہ سنگرام ڈار را دو پسر بود۔ بابا اسمعیل ڈار و بابا یوسف ڈار آنہا در قریہ چاری پورہ بکار و بار زراعت مشغول شدند و مجاورتِ آستانہ بجوگی ریشی گذاشتند و او را پسر بود حسن ریشی حسین ریشی و صالح ریشی و تسلیم ہر دو برادر حسن ریشی مجاور آستانہ شد داز و سے چہار پسر و دو دختر ماند الیاس بابا و کریم بابا و ہاشم بابا و بابا نظام و مسماۃ ہاجرہ بی بی و راجہ بیگم از انجملہ ہاجرہ بی بی در خانۂ ساداتِ عیش مقام منعقد بود[1] و راجعہ بی بی در عقد عبد الرحیم بابا

---

[1] - بایدبود " بہ عقد " بود۔

درآورد و ندواز وے دو پسر ماند - رستم بابا و نادر بابا - فقط -

بعد از انکه حسن ریشی ازیں عالم نقل کرد الیاس بابا منصرف انقطاع و نذورات آستانہ مذکورہ شد - و بکسے دیگر از وارثان بابا سنگرام چیزے نداد و چوں رونق آستانہ روز افزون گشت ہاشم بابا باتفاق ورثۂ بابا سنگرام با الیاس ریشی قضیہ بسیار و مجادلۂ بے شمار برداشت - ۱

عاقبت بتجویز شیخ محسن صدر کشمیر فیصلہ براں قرار یافت کہ نذورات آستانہ و معاش آستانہ مقسوم شود بہ یازدہ سہم - از انجملہ دو سہم بورثہ بابا اسمعیل ڈار و دو سہم بوارثان یوسف ڈار کہ الحال در چراری پورہ سکونت دارند و یک سہم بورثہ حسین ریشی و یک سہم بورثہ صلح ریشی و یک سہم بہ ہاشم بابا و یک سہم بہ کریم بابا و یک سہم بہ نظام بابا و عبدالرحیم بابا و دو سہم مر الیاس بابا را - فقط -

تا آنکہ ایں یازدہ چھٹی ۲ درمیان ہشتاد و یک کس منقسم شد خواہ از نذورات آستانہ خواہ از معاش - فقط چوں زوگی ریشی ازیں عالم نقل کرد، در مقبرۂ عالی مدفون شد - ۳

بابا الولی حاجی

خلیفۂ بابا نصرالدین است دو پایش اعرج و دو چشمش کج بود - مولدش قریۂ چکو چلند پرگنہ اڈون مشہور -

گویند در عنفوان جوانی بخواہش قلبی بازنے عقد نکاح منعقد ساخت چوں بحجلۂ خلوت درآمد عروس صورت او دیدہ خندید - بابا فی الفور برآمدہ او را رخصت داد و خود بزیارت حرمین رفت - بعد ادای مناسک حج باز بہ کشمیر آمدہ در پیش بابا نصرالدین درس طریقت

۱ - باید بود "کرد" ۲ - بمعنی سہم و حصہ -

۳ - در نسخہ (ی) قدس سرہ ہم مرقوم است +

و تعلیم حقیقت آموخت و عمرِ عزیزِ خود در تفرید و تجرید و ریاضت و مجاہدت بسر برد۔ چوں رحلت نمود در روضۂ عالی آسود۔

پیوو ریشی

ساکنِ موضع لاجورہ تپۂ چہرات عالم و فاضل بود و بجذبۂ الٰہی داعیۂ سلوک بہم رسانیدہ دستِ انابت بدامنِ بابا لولی حاجی انداخت و رایت ریاضت و مجاہدت افراخت۔

وقتیکہ لشکرِ کاشغر با نسری میرزا حیدر ملکِ کشمیر را غارت می کرد، دراں ایام اسپ لولی حاجی بگریخت و پیوو ریشی بہ تجسسِ او در صحرا رفت۔ در آنجا نماز ادا کردہ دست بدعا برداشت۔ لشکریاں خیال کردند کہ وے در حقِ ما دعای بد می کند۔ یکے از آنہا بہ نماستہ ریشی رشید [را] شہید ساخت۔ پس سگے لاشۂ وے را محافظت می کرد تا کہ از آنجا برداشتہ آوردند و در موضع ریشی پورہ متصل چکو دفن کردند۔

پیچی ریشی

معروف بہ بابا رکن الدین برادر پیوو ریشی بود و باتفاق برادرِ خود در پیشِ بابا لولی حاجی طریق طریقت آموخت و بریاضاتِ شاقہ سرمایۂ دولتِ ابدی اندوخت۔ بعد انتقال حاجی بر مسندِ خلافت چراغِ خلقِ خدای را رہبری می کرد و کسبِ زراعت پیشہ داشت۔

می آرند روزے ابرِ عظیمے پیدا شدہ خادماں را فرمود کہ پشتارہ ہای شالی بر دارند ورنہ ضائع شود۔ آنہا کہالت[2] کردند۔ پس بذاتِ خود در مزرع رفتہ بعدِ نماز خفتن ہفتصد پشتارہ جمع آورد و در عقب ہر پشتارہ دوگانہ ادا می کرد۔ فقط۔

---

[1]- باید بود "شد"   [2]- بمعنی "سستی و غفلت"+

روزے خادمے برای آوردن نمک در تهمه فرستاد۔ چون خادم بالائے کوہِ پیرپنچال رسید۔ پایش بلغزید و بنام ریشی بدور زگفت۔ ناگاہ مردے حاضر آمدہ، دستِ او بگرفت واز مہلکہ برداشت۔ چون پیشِ ریشی بازگشت رسید۔ ایشان فرمودند کہ چرا و شنام دادی لاجرم آمدہ، دست تو بگرفتم۔ وے از گفتۂ خود پشیمان شد۔ فقط۔ مدفنِ ریشی در موضع چکو مشہور است۔

باباگنگی ریشی و بابا میری ریشی و سنگی ریشی۔

معروف بہ سہتہ ریشی و سیحہ ریشی۔ مشہور بہ ہاکہ ریشی و فتہ ریشی از مریدانِ بابا ریپی ریشی است۔ کہ ہمہ با از اہلِ حال و صاحبِ کمال بودہ اند۔ و در روضۂ شیخ بزرگ آسودہ اند۔

جُنید ریشی

مریدِ بابا فتہ ریشی است۔ در ریاضت و تقوی دستے داشت و در مقبرۂ شیخ مدفون است واحفاد او الحال خادم آستانہ و مالک فتوحات ہستند۔ فقط۔

یوسف ریشی

مریدِ بابا لولی حاجی صاحبِ ریاضات و مجاہدات بود و در نفس کشی جان بازی ہا نمود و با ابوالفقرا بابا نصیب الدّین غازی صحبت ہا فرمود و در خطیرۂ شیخ نامدار آسود۔

بابا جوہردین۔

از خلفای بابا نصرالدین ریشی مرتاض و عارفِ جانباز بود۔ در خطیرۂ عالی آسود۔ بدانکہ بالسنۂ عوام مشہور است کہ حضرتِ شیخ العالم سی صد و شصت کس را تربیت کردہ است۔

سہو ۱ - باید بود " اند "
سہو ۲ - نسخہ ری ... خوارث الی حضرت شیخ، مرقوم است

امّا خلفاء ایشان همگی بر چهار کس قرار یافت و از خلفای ایشان هم جمعے کثیره براهِ حقیقی فائز شده الله

از انجمله مورخان کشمیر همگی اسامیانِ متذکرهٔ بالا در کتاب‌های خود درج کرده اند وغیره

ازیں ریشیان موفور در حجاب غبر استور انده۔ فقط۔

ریشیان طبقهٔ سوم

بابا هردی ریشی

از قبیلهٔ آشخران [illegible] حضرت شیخ العالم از ظهور آں صاحبِ کمال پیش از

صد سال جرداده بود تند ریشانِ جوانی ذوق خدادانی بهم رسانیده بر طریق ریشیان استقامت نمود۔

گویند بیشتر ادبی بود [illegible] تجرید و تفرید وقت کل گذرانید

صایم الدهر و قایم اللیل، مظهر کمالات و مصدر کرامات بود۔ خدمتِ مهمان بسیار زی کرد۔ فقط۔

روزے مهمانے در خانه اش وارد شده، مادرش گفت که امروز یکماهی فتوح رسیده

بود۔ غلیواژ برد ریشی گفت اگر ماهی بما داده بود غلیواژ را چرا راه داد۔ واگر حق او بود چرا بما

فرستادند۔ و در همیں حالت غلیواژ آمده ماهی پیشش نهاد۔ بدینسان واردات بسیار از و

ظاهر می شد۔ فقط۔

می گفت که کشایش من بذکر پاس انفاس بوده است۔ البته دراں راسخ

القدم بود فقط۔ آخرها بصحبتِ جنابِ محبوب العالم شیخ حمزه مخدوم کشمیر قدس سره بهره اندوز

فوائد کلیه گردیده بدرجهٔ تکمیل رسید۔

می گویند که در تمام عمر خود همگی یکمرتبه باجازت آنجناب گوشت خورد۔ و در حالات

خود ترقی یافت و طریقهٔ سهروردیه قبول کرد و حضرتِ محبوب العالم خطِ ارشاد و خرقه و کلاه

مبارک خود با وعظ فرمودند. مخزن اسرار و مهبط فیوض کردگار بود. فقط

شیخ داود خاکی رح می فرماید که بعضے مردم عدم محافظت شرع شریف و ارتکاب منہیات و ترک ذبیحه و جمعه و جماعات بآنجناب منسوب کرده اند محض افتراست هرگاه در اوایل بواسطهٔ سکر و غلبهٔ حالات بعضے امور از وظهور یافته باشد نادرست افتاده آخر چون با مشائخ صحبت داشتند پس هیچ سنتے فرونگذاشتند۔

خاکی

هر صباحے سالها او یاد فتحیه بخواند ایں یکے بر راستی اعتقادش بود دال
با جماعت سالها کردے ادا هر پنج وقت ترکِ ایں سنت نکردے بے ضرورت هیچ حال
نفلها در روز و شب کردے ادا خواندے دعا در مناجاتِ الٰہی کردے از دل ابتہال
ذکرها ی کردے اما اکثر اندر ذکرِ دل پاسداریٔ نفس ها را نمودے اشتغال
فهم شد واللہ اعلم از کلام و طورِ او آنکه بود اهلِ شهود و قرب دیدار و صال
گفت دیدم موسیٰ و عیسیٰ و ابراهیم و خضر گوش می کردم نصیحت ها از ایشان بیهمال
گفتے اکثر دیده ام پیغمبر و یارانِ او نقل میکردے از ایشان پیشِ ما بعضے مقال
گفت دیدم مرتضیٰ پرسیدم از وے حالِ رفض گفت هست البته در سبِ مسلمانان وبال
نیز گفتے دیده ام من بارها مردانِ غیب بس اشارت با بشارت من شنیدم زان رجال
کرده مسجدها بناء و نیز مهمان خانه ها مقبره هم خوش مرتب کرد بهریادِ مآل
کردنِ کارِ زراعت بود اکثر میلِ او احتیاط او بسے بود راست در اکلِ حلال
از قناعت ترکِ زینت در لباسش خوی بود گه برفتے پا برهنه گه زکه کردے نعال
زاهدِ ممتاز بود و از ریاضت های اوست صوم دهر و ترکِ لحم و هم دوام اغتسال

ـه "ـ" در زبان کشمیری "پلهور" مے گویند۔

کشفِ او ارواح جنّی بود و ہم انس و ملک ‌ ‌ ‌ ‌ باز ارواح عیون و نیز جانہای جبال
گاہ گاہے مخلصان خویش را اخبار کرد ‌ ‌ ‌ ‌ آنچہ می شد با جماد و نباتش قیل و قال
او ز فضلِ حق بکشفِ قلبی خود یافتے ‌ ‌ ‌ ‌ حاضراں را آنچہ بگذشتے میان قلب و بال
مستجاب الدعوتی بود است و حاصل گشتہ است ‌ ‌ ‌ ‌ مخلصاں را جملہ مقصود است ازیں فرخندہ مال
ہست ایں مشہور یاراں آنکہ صحت یافتند ‌ ‌ ‌ ‌ بیشتر جا از دعائش صاحبانِ اعتلال
آں مقامات و کراماتیکہ از وی دیدہ شد ‌ ‌ ‌ ‌ بے حساب ست و کرا باشد شمارِ آں مجال
شیخ دیں بود اندریں کشمیر عہدِ خویش را ‌ ‌ ‌ ‌ بہر فوتش شیخ دیں بود آمدہ تاریخ سال
اولین روز مہ ذی قعدہ ایں سال بود[۱] ‌ ‌ ‌ ‌ ذکر گویاں نیم شب رفتہ مرض بودش سعال

وفاتِ ایشاں غرۂ ذیقعدہ سنہ ۹۸۶ھ بوقوع آمد۔ عمرِ مبارکِ آنجناب ۸۸ بود الحال مخلصان مراتب عرسِ ایشان بحساب کشمیری غرۂ پوہ مطابق کنگ سودی سوم بعمل می آرند۔ و مدّتِ ہفت روز مردمان سمت مراج ہر جا کہ باشند ترک لحم نمایند و بعضے برای منا[بعت] ایشان غرۂ ہر ماہ گوشت نمی خورند۔

بابا گمنگی ریشی

در عینِ جوانی با اسباب کامرانی ترکِ لذّاتِ نفسانی و شہوانی کردہ، طریقۂ ریشیاں پذیرفت۔ و عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید و خلق خدا را بسیار خدمت می کرد۔

گویند اوّل اویسی بود و بقولِ بعضے تربیّت یافتہ نوری ریشی لولہ پوری است۔ آخر با از شیخ داؤد خاکی طریقِ طریقت را تکمیل یافتہ ارشاد حاصل نمود۔ فقط۔

می آرند کہ ہنگامِ کاویدنِ زمین سبوئے پر از پول سیاہ بدست آورد و بجای خود

---

[۱] - برابر ۳۰ دسمبر ۱۵۷۸ء سنہ = ۹۸۶ھ (۱۵۷۸ء)

سنجید کہ این مبلغ را نمک از تھنہ آوردہ بمساکین و غربا (فی سبیل اللہ) می دہم و بہمین نیت در تھنہ رفتہ سعی و کوشش ترک نمک بر دوش گرفتہ در کشمیر می رسانید و حیوانات مردم را امیر راہ گرفتہ، نمک می دادہ مساکین و غربا را می بخشید تا وقتیکہ پول سیاہ صرف شدہ ہمین کار می کرد۔ بعد آن مدت العمر خود درختان میوہ دار [illegible] از جنگلہا بدست خود آوردہ در میان دہات باغات غرس می کرد۔

گویند ہزارہا درختان از دست خود کاشتہ بود۔ ہر جا پلہا و مسجدہا از دست خود درست می کرد و پوست او بسبب محنت و بار کشی خشن شدہ بود فقط۔

می آرند کہ روزے یک درخت عر عر بسیار بلند و تناور برای پل از جنگل قطع کرد کہ از دست ہزار کس آن جنبش نمی شد۔ چون تراشیدہ درست نمود آہستہ چیزے بآن[1] درخت سر گوشی کرد فی الحال چوب مذکور از جای خود برخاستہ بمثال شور وزور از فرق کوہ در صحرا رسید و درختان بسیار را مسمار کرد۔ آنگاہ بجای پل راست نمودہ در عرض داشت۔ آخر عمر در پوشکر انزوا پذیرفت۔

روزے خادمان برای نمک مطبخ گاوے بقصاب فروختند گاو بر در صومعہ شیخ آمدہ بزبان حال استغاثہ نمود و شیخ از فروختن آن منع فرمود۔ بعد آن تا حین حیات خود[2] را نمک نہ خورد۔

روزے شخصے یک لای نان و ماہی بریان شیخ را ہدیہ آورد و گفت این را بخود تناول فرمایند کہ سنت است۔ شیخ گفت [illegible] نمی خورم این ماہی شستہ بیارند و نمکش

---

[1] ۔ مقصود "بر آن"

[2] ۔ "را" درین جا زیاد است۔

دور سازند چون خادم ماهی بریان در آب شستن گرفت فی الحال زنده شد از دست
او گریخته رفت روزی در پوشکر پشتاره تخته های بام مسجد بر دوش گرفته می رفت شخصی
پرسید که از بابا گنگی ریشی چه خبر داری؟ گفت چه خبر دارم وی مردی بدذات است
چنین و چنین آن مرد رنجیده شد او را از چوب[1] زدن گرفت که چرا مرد خدا را بدی گوئی؟ یاران
چون اینحال دیدند دویده آمدند و از چنگ او برهانیدند۔

و در آخر عمر برای خود قبری حفر کرده بود که شب ها دران می نشست و در
واقعات هول آخرت و فتنهٔ قبر بسیار دید و ترسید۔ پس صندوقی راست کرد و گفت
مرا در همین صندوق بگذارید و دفن بکنید۔ چون علما شنیدند گفتند که تاحال متابعت سنت
کردی الحال درین باب چرا می کنی؟ قبول نمود۔ پس قبری دیگر برای او کاوید[2] و درمیان
آن دفن کردند۔ وفات او در سنه ۱۰۱۷ھ[3] بوقوع آمده مقبرهٔ او در موضع وانی گام بالکل مشهور۔
علیه رحمة الله الغفور۔

شیخ زوپی ریشی

در عنفوان جوانی بذوق و جدانی از لذات نفسانی و دنیای فانی متنفر گشته براه
خدادانی بشتافت و طریق ریشیان [را] پسندیده خلوت گزید۔ دران زمان از ارواح
باطنی فیض و فتوح می یافت و مدتی بر کوه استرون که بر کوهستان اولر واقعست بعزلت
گذرانید و در انجا شبی به نیت طهارت برآمده دید که مردی پرنور سواره میان برق
از دور پیدا شد۔۔۔۔۔۔۔۔

[1] "از" "درین جا زیاد است۔ [2] باید بود "کندیدند"۔
[3] برابر ۱۶۰۸/۹ء

چوں نزدیکِ او آمد، ریشی بفراست دانست کہ کسے مرشد بزرگ خواہد بود او سلام کردہ عرضِ احوالِ خود نمود گفت آرزوی خاطرِ دایم کہ مرید ایشان باشم وے قبول نمود و گفت بخانۂ من باید آمد گفت دولتخانۂ ایشان ندانم۔ فرمود در شہر خانۂ شیخ حمزہ تلاش کن۔ تا مرا دریابی ایں بگفت و غایب شد۔

انگاہ ریشی در شہر آمدہ پرسان پرسان در خانۂ حضرت شیخ حمزہ رسید۔ شیخ گفت درین خانہ ترا کہ نشان دادہ بود بگفت صاحب خانہ۔ فی الحال انابت کردہ مرید شدہ باشغال شاغل گشت۔

می آرند کہ محبوب العالم طعام او علیحدہ کنانید و حجرہ با وجدا گانہ بخشید۔ یکروز تنہا در حجرہ نشستہ بود۔ شیرے سہمناک دید و از ہولِ او نزسید و فریاد کرد۔ چوں حضرت محبوب العالم فریاد او بشنید و بخندید و گفت ای ریشی ایں خانۂ فقراست۔ استرون نیست کہ شیران باشند۔ ہیچ مترس کہ ایں مردمان غیبی اند کہ در صحبت تو فرستادہ بودم ہنوز طاقتِ ایں صحبت نداری؛ بازگشت بہماں جنگل برو تا ہمت تو قوی گردد۔ پس مطابقِ فرمان باز بہماں کوہستان رفت و بعبادت مشغول شد تا کہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود و ارشاد حاصل کرد۔ انگاہ بشہر آمدہ در محلۂ حبہ کدل انزوا پذیرفت و حاجت روای مردم شد۔

حضرت بابا نصیب الدین می فرمود کہ از برتو فیض شیخ روپی ریشی روشنائی احوالِ من است و مرتبۂ فقر من از وقت یافت۔ فقط۔

می آرند کہ ہمعصر حضرت ریشی زاہدے بود کامل کہ ہیچ نمی خورد و بے اکل

---

۱ – باید بود "شوم"   ۲ – باید بود "بایں"

۳ – در نسخہ (ی) نقط   ۴ – در نسخہ (ی) رونے۔

وشربِ زندگانی می کرد و از غیب مایده می یافت. چوں حضرتِ ریشی ہمچنیں احوال او
بشنید و پیشِ خود طلبید و حالش پرسید۔ وے گفت کہ شخصے از غیب مایدہ بہشت
بمن می رساند۔ موجب آں بماکولاتِ دنیوی رغبت نمی دارم ریشی گفت ای درویش آگاہ
باش نہ کہ ترا دیو[1] راہ بزند و خراب کند۔ بہ امروز بر وقت حضور مایدہ بخوان لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللهِ پس ببین تا چہ ظاہر گردد۔ آں درویش شب ہمچناں کردہ، مصاحبانش غایب
شدند و مایدہ عین قاذورات[ع] بود۔ آں مرد پشیمان شدہ پیش ریشی آمد و توبہ نمود و عمل از سر
گرفت فقط۔

می آرند کہ در حالتِ نزع او را شربتے پیش آوردند۔ گفت من عہد کردہ ام کہ بر وقت
ملاقاتِ ربّ العالمین روزہ دار باشم و بغیر ازیں خرقہ کہ برتنِ من است چیزے نماند۔ فقط۔

می آرند کہ حضرتِ ریشی یکصد و بیست سال عمر یافت از انجملہ یکصد و نہ سال
صائم الدہر می بود۔ در اوّل بعد سہ روز افطار می کرد۔ آخر ہا بعد چہل شبانروز بدم آبے افطار
می فرمود و عمر خود در یک خرقہ گذرانید و جا ہائے نو گاہے در بر نکرد۔

می آرند کہ در کوہستانِ استرون شیرے بود مردم خوار۔ یکروز دوازدہ کس [را] بکشت[2]
چوں حضرتِ ریشی ایں حال دید۔ سر بمراقبہ فرو برگفتند او را از عالم غیب کہ آمدہ بودند ایں
دزداں برای تاراجِ متاعِ ایشان آمدہ بودند۔ بنا برآں رسانیدم آنہا پاداشِ نیّتِ خود۔
پس ریشی دعا کرد بجناب کبریا کہ ایں دزداں امید وار آمدہ بودند اکنوں زندہ باشند پس باجابت
رسید دعای ایشان و زندہ شدند آں دزداں و بتربیتِ حضرتِ ریشی در آمدند در زمرۂ ابدالاں[3]۔ فقط۔

---

[1] - باید بود۔ "مباد کہ"۔ [2] - باید بود۔ "درید"۔
[3] - در نسخہ (ی) ابدال۔

[ع] : بمعنی نجاست و پلیدی (رجب، ۲، ر)

مُدعا که حضرت ریشی از واصلانِ خدا و در ریاضت و تقوی بی‌همتا بود. بتاریخ ۱۷ ماهِ محرم الحرام ۹۹۷ھ انتقال فرمود و در محلهٔ کائل آسود. تاریخ ~

رُوپی ریشی رفت وسال وصالِ او   گفت هاتف بود "شیخ اہلِ دین"
۹۹۷ھ

اہلہ ریشی

معروف به عاله بابا سفا لگر زادهٔ مرہامه بود و در حالتِ طفولیت با جمعی از طفلان ده بصحرا رفت و در انجا میان غارے در آمد ناگاه لختهٔ خاکی از سقف افتاده دروازهٔ غار [را] مسدود نمود و در انجا جذبهٔ عشقِ الٰہی بوے رسید و بخدمتِ بابا ہردی ریشی رفته سبیل سلوک[۱] را تعلیم یافت و در ریاضت و مجاہدت بی‌همتا بود. بعدِ انتقال حضرت ریشی در خدمتِ خواجه مسعود پانپوری بدرجهٔ کمال رسید و ارشاد حاصل کرد. صاحبِ حالاتِ عجیبه بود و با غیبان صحبت می داشت و مسافت یک روز بیکدم[۲] طی می کرد. گویند شخصی[۳] در مسجدے تیرے رہا کرده، ریشی گفت حرمتِ مسجد نکردی. باید که شکم تو بترند در حال شکمش ترقیده فوت شد. فقط[۴]

یکے از مزارعان او را گفت که فصل مشنگ رسیده است. ایشان بر زرع وا بیایند و چیزے بخورند. اجابت کرد و به زراعت او رفت. آن مرد را گفت که حدود مشنگ زارِ خود را بمن نشان بده تا از زراعت ہمسایه چیزے نخورم. فی الحال آن مشنگ زار را که ہفت ہشت خروار دانه بود به یک ساعت بخورد و دعا کرد اَضْعَافًا مُضَاعَفَةً آن مرد گاه جمع کرده دانه ده چند یافت. فقط.

می آرند که درمیان شهر[۵] غیبتِ ایشان کرد. شخصے پیش وے آمده بدگوئی او

ا۔ برابر ۲۶ نومبر ۱۵۸۸ء   ۲۔ باید بود۔ "تعلیم سبیل سلوک یافت"
۳۔ بیکدم : نسخه (ی) ۔ ۴۔ فقط ۔ نسخه (ی) ۔ ۵۔ لفظ "کسے" درین جا محذوف است

بیان ساخت گفت آں محلہ را بسوزانید ـ یکے از حضارِ مجلس گفت کہ خانۂ من درانجاست گفت بالای خانۂ خود چیزے نشان بگذار ـ (بہ) شب تمامی محلہ بسوخت و خانۂ آں شخص محفوظ ماند[1] ـ چوں وفات یافت در قصبۂ بیجبارہ آسود ؏ ـ

سہہ ریشی

مرید بابا اسحاق نروری در زہد و تقویٰ بے ہمتا بود ـ از کار کشاورزی قوت می کرد و حالاتِ عجیبہ ازو سری زد ـ و از بابا نصیب ہم نظرے داشت ـ بابا داؤد مشکواتی می گوید کہ رفتم روزے بر زراعت گاہ او دیدم او را کہ خشاوہ شالی می کرد گفت ای صوفی بیا با من خشاوہ بکن گفتم من ریشی ہستم ـ گفت مرا ہم ریشی می گویند گفتم اگر تو ریشی می بودے اینقدر جانداراں از خشش و کرمان کہ در دستِ تو بے جان شدند نمی شدند ـ ایں سخن بشنید و نعرہ بزد و بے ہوش افتاد ـ چوں بہوش آمد گریہ آغاز کرد و گفت درین کار ہر بارے و موسمے کہ پیش آمدہ ام اکنوں آنرا چہ جواب گویم ـ پس در ہماں غصہ بیمار افتاد و در ۱۰۴۷ھ[2] انتقال نمود و در موضع داراسیدہ پورہ پرگنہ پھاک زیرِ دامنِ کوہ آسود ـ

۱۰۴۷

تاریخ :ـ خرد گفت از پئے تاریخ — کہ "شیر بیابانِ عشاق گو" ـ

شنکر ریشی ـ

از مریدانِ بابا نصیب الدّین غازیست ـ

می آرند کہ در حالتِ طفلی یتیم بود و عمہ اش پرورش می داد روزے ابوالفقرا در انجا رسید ـ چوں آں طفل را دید و پسندید و بہ معلّمے سپرده چند سورہ قرآن یاد کنانید ـ و پس از چند گاہ نزدِ ابوالفقرا در قصبہ چرار رفت و شب ابوالفقرا آں طفل سعید را تجویز داد

[1] :ـ فقط ـ نسخہ (ی)
[2] :ـ برابر ۱۶۳۷ء ـ

کہ بر و بر بالینِ حضرت شیخ العالم و بگو کہ من آمدم تا کہ باین طائفہ ملحق باشم۔ آں طفل
ہمچناں بخدمتِ ایشان عرض کرد و شب بخواب رفت کہ تا اش وزدان بردند و برہنہ نمود
ابوالفقرا آمدہ ایشان فرمودند دانستی اے پسر کہ ایشان چہ گفتند یعنی این کہ تہم باین طائفہ
ناصواب است و در راہ خود احجاب بس اورا تعلیم کردہ بخانہ رخصت کردند و در انجا میان
غارے عزلت گزیدہ بریاضت پرداخت ۔

یک روز [illegible] زحمت رسانیدند و در انحال روح[1] حضرت محبوب العالم
و شیخ داؤد خاکی و بابا نصیب در انجا حاضر شدند و جنیاں را تنبیہ کردند و شنکر ریشی را تسلی دادند۔
مدعا کہ وے عارفِ کامل بود و با پادشاہ دولت ہم صحبت داشت۔ روزے
بابا داؤد مشکواتی را گفت کہ امسال مرشدِ ما از دنیا بعقبیٰ برود و مقبرہ او در قصبہ بجبارہ بجای
عمارتِ سلطان زین العابدین مقرر کردند و مرا نیز دراں مقام جای دہند ۔

پس در ہماں سال حضرت بابا انتقال فرمود۔ گویند حضرت بابا یاراں را وصیت
کردہ بودند کہ مرا در خطیرہ حضرت محبوب العالم دفن[2] سازند۔ اما مردم بجبارہ زیادہ از دو
ہزار کس فراہم آمدہ تابوت بابا را بگرفتند و در انجا دفن کردند و بعد انقضای عرصہ سہ
سال شنکر ریشی ہم نقل نمود و در انجا آسود ۔

بنگر ریشی

از مریدانِ خواجہ مسعود پانپوری است۔ با شکر بابا ہم صحبت داشت۔ مدۃ العمر
غار نشین بود و از زراعت زعفران قوتِ خود حاصل میفرمود۔ ہمیشہ قائم اللیل و صائم
الدہر می بود و ہمتِ عالی داشت۔ مزار او در پانپور مشہور ۔

۱؎ - بایدبود "ارواح" ۔ ۲؎ - بمعنی دکنند ۔

شوگه ریشی

ازمریدانِ بابا داؤد خاکی نهایت مرتاض و محتاط، از ساکنانِ مردم کهوپهامه بود از کار کشاورزی توشه می کرد. مدة العمر خود یک خرقه پوشید و حالات و کمالات عجیبه داشت. چوں رحلت فرمود متصل موضع سملر زیرِ دامنه کوه آسود. فقط

گویند بعد وفاتِ ریشی بر موقع وقوع حوادث و نوازل از روضهٔ ایشان صدای سخت مثل صدای توپ واقع می شد[۱]. چنانچه پیش از وبای سنه ۱۲۲۴ه[۲] صدای شدید ظاهر گردید که پنجره های سمت غربی ریزه ریزه شده بود و سفیدار کلانی که متصل روضهٔ ایشان بود گویا بضرب گوله شگافته شده بود والله اعلم.

پیرمردے که مجاور مقبرهٔ ایشان می بود نقل کرده است که من روزے از نهر ابیه متصل روضهٔ ایشان می گذرد بعدِ شام عبور کردم. ناگاه غرق آب گشته فرو رفتم و بکمالِ اضطراب با حضرتِ شوگه بابا سه بار بر زبان راندم و از غیب شخصے پیدا شده، دست من بگرفت و بر ساحل رسانید و فرمود ای بے وقوف چرا این کار کردی. فقط

لده ریشی

ازمریدانِ بابا هردی ریشی بغایت متقی و معمر و تارک دنیا بود. مدة العمر خود بر پشتهٔ بلندهٔ براری پرگنه برنگ بعزلت گذرانید و مدفنِ او از موضع کوچهه موله پرگنه اولر یک کروه بالاست در لوره گام. فقط

می آرند که ریشی مذکور را [illegible] می کرد. بعضے کسان غیبتِ بابا پیش آن شخص بیان کردند. وے این سخن بسمع بابا رسانید. درآں وقت ایامِ شگوفه بود که

حضرت بابا شب بیستم ماهِ شعبان به نیت اربعین در حجرهٔ خلوت نشست و یک شاخ گُل از سیب عنبرین همراه داشت خادم را گفت که دروازہ حجرہ را از بیرون زنجیر کرده بگِل مسدود سازد و بروز عید از حجرہ اگر صدائے می شود دروازہ را بکشائید والّا خیر[1]۔ چوں روز عید رسید از حجرهٔ صدائے آمد و خادم دروازہ حجرہ برکشاده، حضرت بابا [را] مثل گُل اناره تابان دیده و مردمان بقصد زیارت ایشان آمده[2] ہر کس را یک یک سیب عنبرین پخته بطور تبرک بخشید و منافقان شرمنده شدند۔ فقط۔

بابا نمی ریشی۔

از خلفای ہردی ریشی مرتاض و مجاہد بوده در قصبه اسلام آباد سمت عیدگاه آسوده۔

الہ داد ریشی۔

از خلفای برجستہ ہردی ریشی صاحبِ حالات عجیبہ بود و با خواجہ مسعود پانپوری ہم صحبتہا داشت۔ در بیجبارہ مدفون است۔

نونی ریشی و زونی ریشی و شنگہ ریشی ہر سه کس را در قصبہ اسلام آباد بر کمرِ بلندی گرپوره مدفون اند و بقولِ بعضے از طبقہ ریشیان سابقہ اند و باظہار بعضے از مریدان حضرت ہردی ریشی است[3]۔ ہر ہمه از اہل صفا و خاصانِ خدا بوده اند۔

ریگی ریشی و سوتی ریشی و زیتی ریشی و الہ داد ریشی از یارانِ حضرت نصیب بابا نیست[4]۔ فقط

شیخ نجم الدین ریشی۔

المشہور بہ نجی ریشی از خلفای خواجہ مسعود پانپوری است۔ بعد کسبِ کمالات معنوی در ذیل کوہ سلیطان بمقام خہنتی[?] پوره عزلت گزید و عمر خود در تجرید و تفرید و صوم

---

[1] خیر باد[؟]۔ [2] آمدند بے ہر کس را[؟]۔ [3] باید لفظ ... اند۔

دهر وترک حیوانی درانجا بسر برد. و تمام سال در یک کرته که پاس می گذرانید. سالن[1] و بقولات
اصلا نمی خورد و بوجه قلیلی افطار می کرد و مدتے در گمنامی گذرانید۔ آخر ہا سعد اللہ خان
وزیر عالمگیر بوجہے معتقد ایشان شده موجب آمد و رفت او ریشی شهرت یافت و
مرجع خاص و عام شده از ہجوم خلائق دل تنگ می بود. فتوحات جمع کرده بفقرا می
داد و برای فردا چیزے نمی گذاشت ـ

روزے خواهرش یک اشرفی از هدایا یا امتحان گرفته درمیان سربند پنهان داشت۔
همان ساعت اورا درد شکم پیدا شده آن اشرفی بخدمت با گذرانید و سدّ نالہ پوره که قاضی
زاده ... بود ... پس وفات بانی نا تمام مانده مردمان را درگل
و ... خدمت ... حضرت ریشی مبلغ خطیر خرچ کرده. آن را وسعت و رفعت
داد و سنگریزه را از کوه آورده بدان افشاند. چون امی بود نوشتن و خواندن نمی دانست۔
بنابراں مہرے کنده کنانیده بود و این دعا نوشته یَا خَفِیَّ الْاَلْطَافِ نَجِّنَا
مِمَّا نَخَافُ. و همیں مهر بر مکاتیب و وثائق ثبت می کرد و مردمان حاجتمند را
همیں مهر برداشته بجای تعویذ می داد. در ۱۰۷۲ھ[2] انتقال فرمود و دراں موضع بخواب آسود۔

شنکی ریشی۔

از خلفای مولانا شاہ گدا خاص خدا و اہل صفا بود ـ

روپی ریشی ـ

از ساکنان موضع لوره گام پرگنہ ادلر صاحب حالاتِ عجیبہ بود۔ چوں ترک دنیا نمود
از مال و عیال متسلی شده مدتے درمیان جنگل دور از آبادی بریاضت پرداخت۔ او ریشی بود

۱ ـ لفظ هندی بمعنی ادام گوشتی ـ ۲ ـ ۱۶۶۱-۶۲ م

با حضرت بابا نصیب الدین و شیخ بتہ مالو و لودریشی صحبت داشت آخر باد ر موضع کوچہہ مولہ پرگنہ مذکور بر سرچشمہ مسجدے از دستِ خود احداث کردہ درانجا عمر پنجاہ سال بعزلت گذرانید و دریں مدت گاہ گاہ قریب دو سہ ماہ در جنگل می رفت و بازی آمد۔ ہمیشہ تارک اللحم و صائم الدہر می بود۔ و از کم چیزے افطار می کرد۔ گاہے تا دو سہ روز ہم روزہ وصال می داشت گاہے تا ہفتہ آثار می خورد۔ اشعار حضرت شیخ العالم (رح) از بر می خواند۔ چوں وداع نمود درانجا آسود۔

مہدی ریشی کاکاپوری۔

مردے مرتاض و محتاط خلیفہ میر محمد باقر نقشبندی بود۔ بعد استحصال خط ارشاد چہل سال در مسجد کاکاپور گذرانید۔ صائم الدہر و تارک اللحم می بود۔ رقت قلب بسیار داشت شب و روز بدرد و سوز و گریہ و نالہ بسر می برد۔ عمرے طویل یافت۔ در ۱۰۹۹ھ[۱] رحلت نمود و جوار مسجد آسود۔

علی ریشی۔

برادرِ کلان مہدی ریشہ بابا، مرید میر محمد باقر بود۔ در موضع کوئیل پرگنہ چھراٹ مدتے بہ لوازمات ریاضت اشتغال نمود و عمر خود در ریشیانہ کرد و از مریدان او شیخ یعقوب نام شخصے در محلہ جمال اللہ صالح و ذاکر و گوشہ نشین مرتاض و محتاط بود۔

لالہ ریشی۔

خلیفہ و خواہر زادہ بحی ریشی بود و بتوفیق ازلی از خالوی خود طریق طریقت و معرفت آموختہ بمقاماتِ عالیہ عروج یافت۔ ہمیشہ قائم اللیل و صائم الدہر می بود۔ در ورع

---

[۱] - "باید بود" بہ کم - ۲ھ - ۱۶۸۸-۸۹ء م

وتقوائے ونفس کشی شانے عجیب داشت. در سنه ۱۱۰۵ھ[1] ہشتم ماہ ذیقعدہ بحساب کشمیری ۸. ماہ ہار جیٹھ سودی دہم رحلت نمود. در موضع ذکرہ پرگنہ پھاک آسود.

سونتی ریشی.

مرید تجی ریشی بابا است. ہمیشہ صائم الدہر و تارک اللحم می بود. عمر خود در تجرید و تفرید و ترک گذرانید.

لالہ ریشی وایبہ ریشی عرف ٹھگ.

ساکن موضع کہنہ موہ از مریدان ینگہ ریشی پاپنور ریست. و بمقام گیل اندر تحصیل پاپنور تکیہ برلب دریا قرار دادہ درانجا عمر خود در تجرید و تفرید و ترک لذات صائم الدہر گذرانیدند و با مردم چندان اختلاط نمی کردند. لالہ ریشی عمر خود بسر بردہ. درانجا اختفا نمود. وایبہ ریشی بمرافقت خواجہ علی سود کہ خلیفہ خاص او بود در محلہ چھچہ بل آمدہ مدۃ العمر درانجا بریاضت و قناعت بسر بردند و درآنجا آسودند.

شیخ محسن.

مشہور بہ ہاکہ بابا از مریدان حضرت ابوالفقراست. مدۃ العمر در موضع ہاری پورہ پرگنہ لار زیر دامن کوہ بر سر چشمہ نشستہ بود. بغیر ساگ بے نمک ہیچ نمی خورد. موجب آن اورا ہاکہ بابا می گفتند. با ہیچ کسے الفت نمی کرد. نہایت مرتاض و جانباز بود. چون رحلت نمود در ہمان قریہ آسود.

شیخ احسن.

برادر شیخ محسن مشہور بہ نونہ ہاکہ بابا مرید حضرت ابوالفقراست. ہمیشہ از ساگ

---

[1] برابر ۲۱ جون ۱۶۹۴ء

مالح یعنی نمک دار افطار می کرد و در ریاضت و تقوی عالیشان و صاحب عرفان بود و در
موضع وسن پرگنهٔ لار آسود۔ فقط۔

خمیسِ سوم

از مشائخ و صلحای ربانی

شیخ بهاء الدین گنج بخش

از مریدانِ خواجه اسحٰق ختلانی است۔ چون از قطع منازلِ طریقت و طی مراحل
حقیقت فراغت یافت به مرتبهٔ سطوات و جذبات و غلبهٔ حالات بشتافت۔ مدتی در پردهٔ
عزلت و گمنامی مخفی و متواری بود۔ دانه های طعام که در راه افتاده می دید تمام روز
می چید۔ پس آن را شست و شو کرده تناول می فرمود۔ آخر ها از روی بابا عثمان
او چپ گنائی که ذکرش می آید اشتهار یافت و بعد آن بسبب زنده ساختن فرزند
خبازی که خادم او بود شهرتش افزود۔ تا که مشهورِ آفاق و مرجع اہلِ وفاق گشت۔ فقط۔
می آرند که آنجناب زیر زینه کدل نے خانه ساخته بودند و در انجا اوقاتِ عزیز
خود بمجاہدات می گذرانیدند۔ روزے سلطان زین العابدین بزیارت ایشان آمده
التماس نمود که در کشتی من نشسته ساعتے در دریا تفرج فرمایند۔ آنحضرت منظور نه کردند چونکه[۱]

۱۔ بمعنی چندانکه۔

سلطان التجا بیشتر کرد، حضرت شیخ مصلای خود بر آب انداخت و خود بر آن نشسته
درمیان دریا جولان داد. ملاحان سلطان هر چند جهد کردند بمصلای شیخ نه رسیدند.

می آرند که روزے بر سلطان زین العابدین بغایت خوش وقت شدند و فرمودند
که "ترا پادشاه وقت خود نمودیم و گنجهای بسیار بتو بخشیدیم". دراں حال زین العابدین
بر برادر خود علی شاه غالب آمده پادشاه وقت شد. و گنج های بسیار جمع نمود. بنابراں
آنجناب را گنج بخش می گویند. همچنیں کمالات و کرامات ایشان بسیار است و حکایات
جذباتش بشمار. فقط.

شبے در موضع کرشبل زیر درختے بمراقبه نشسته بودند و جماعۀ از دزداں آمده
پیش روی ایشان مال مسروقه را قسمت کردند و بوقت برخاستن ایشانرا دیدند اندیشه
کردند که مبادا [illegible] پادشاه شده[۱] بهمیں[۲] تشویش آں حضرت را شهید کردند و همراهاں.
ساعت سلطان زین العابدین این واقعه را در خواب دیده بعجالت تمام بر موقع دوید و
جسد مبارکش را برداشته، در معبد رسانید.

گویند حضرت شیخ پیش از وقوع ایں واقعه یاران خود را وصیت فرموده بودند
که بعد وقوع امر ناگزیر در پاهای من ریسمانے انداخته کشاں کشاں تا گورستان
خواهند برد. یاراں دریں امر متردد شدند. سلطان گهواره آورده جسد مبارکش دراں
نهادند و کشاں کشاں تا مقبره رسانیدند و دفن کردند و ایں واقعه بتاریخ غره ماه رجب
سنه ۸۴۳[۳] بحساب کشمیری چتیر سودی سهم بوقوع آمد. فقط.

۱ه. مقصود 'می شود'

۲ه. باید بود 'ایں سبب' ۳ه. برابر ۸ دسمبر ۱۴۳۹ء

می آرند کہ حضرتِ شیخ باسید محمّد مدنی و شیخ نورالدین ریشی و شیخ سلطان کشمیری صحبت داشت خدمتِ باباعثمان می فرمودند کہ حضرتِ شیخ نورالدّین جنابِ شیخ را براقرانِ خود فایق ھی دانستند۔ و بعضے مورخان قائل اند کہ ایشان چندگاہ قطبِ عالم بودہ اند فقط ۔

و مرقد شریفِ ایشان در مزار کلان کہ حلیلۂ سلطان زین العابدین برای خود معمور کردہ بود و بطفیلِ ایشان وقف عام نمود مشہور ۔

تاریخ :۔ سالِ تاریخش ز روی احترام　　گفت ملہم "زبدہ اخیار بود"

← ۸۱۳ھ　۷ (؟)

میان شاہی :۔

از مریدانِ سیّد بلبل شاہ عارف فنافی اللہ بود۔ زندگانی خود بتفرید و تجرید در مجاہدات بسر رسانید۔ و در خدمت گذاری مرشد بزرگوار جانفشانیہا نمودہ۔ در خطیرہ آنجناب آسودہ ؛

شیخ سلطان :۔

از اولیای کبار کشمیر روشن ضمیر و بے نظیر از نظر یافتگان حضرتِ امیر کبیر بود از شیخ نورالدین بدخشی و از خواجہ اسحاق ختلانی سندِ ارشاد حاصل نمود۔ عمر عزیز خود در مجاہدات و عبادات بسر فرمود۔ مدتے در سیاحتِ اطرافِ عالم بسر بردہ، با اولیائے بسیار صحبت داشت عاقبۃ الامر در محلۂ درگہ جن خانقاہے وسیع و رفیع بنا کردہ در افادۂ خلق خدا اشتغال ورزید و با شیخ نورالدین ریشی و شیخ بہاؤالدین گنج بخش صحبت داشت۔ آخر عمر موجب الحاح و ابرام سلطان محمد خان در حدود پکھلی نہضت فرمود۔ طالبان راہ خدا را بہدایہ رہبری نمودہ: زاہ

درانجا بخواب استراحت آسود[1]

می آرند که ایشان مریدانِ خود را می فرمودند که بوقت[2] حاجت و درماندگی نام من بیای ندا هفت بار ورد کنید۔ انشاء الله تعالیٰ حاجت روائی شما هروقت[3] خواهد شد موجب آن معتقدانِ آنحضرت تاحال همچنان بعمل می آرند و حاجاتِ خود را کفایت پندارند۔ مقبرهٔ آنجناب در دیار پکهلی مصدر فیض و برکات است و مطاف و ملجاء اهل حاجات قدس سرّهٗ۔

حاجی ابراهیم ادهم:-

منسوب به خاندان سلطان ابراهیم ادهم است۔ جامعِ علوم صوری و معنوی از اعاظم امرای شهرِ بلخ بود۔ چون ترک دنیا نمود در اطراف اقالیم و امصار سیر فرمود۔ و بطواف حرمین شریفین موفق گشت۔ و در عهد سلطان سکندر بکشمیر آمده قریب پنجاه سال در کشمیر گذرانید و با حضرت شیخ بهاء الدین گنج بخش و شیخ سلطان کشمیری و شیخ نور الدین نورانی صحبت داشت می گفت که من مثلِ این سه بزرگوار هیچ کسے را صاحب حال ندیده ام۔ کتاب "مقامات در حالاتِ اولیاء" تصنیف کرده است۔ مدعا که وے فرید دهر و یگانهٔ عصر بود و از فیوض ظاهری و باطنی او عالمے مستفیض شده در سنه ۸۴۱[4] ه رحلت نمود و در شاعرواری که بیرونِ قلعهٔ شاهی است اندفان پذیرفت۔

شیخ جلال بخاری:-

از اولیای کبار بود۔ با جمعے از سادات عالیمقدار وارد این دیار شده در افادهٔ خلق خدا بسیار کوشید۔ چون رحلت نمود در مزار سلاطین آسود۔

۱۔ در نسخه دی؛ "فقط" هم مرقوم است۔ ۲۔ باید بود "بوقت"،

۳۔ "هروقت"، در ینجا زیاد است۔ ۴۔ برابر ۱۴۳۷-۳۸ م۔

شیخ داود

از نجبای شهر بود۔ بتوفیق ازلی در خدمت سید تاج الدین استفادهٔ طریق طریقت واستفاضهٔ سبیل حقیقت نموده، مدتے بر مسند ارشاد افادهٔ خلق می فرمود[1]۔ در شهها م پور ره آسود۔

شیخ سلیمان

از روسای فرقهٔ هنود بود۔ شیره کنٹ نام داشت۔ بجذبهٔ ازلی روی شقاوت شسته مسلمان شد و در مدرسة الاسلام قرآن از بر خواند۔ پس بخوف برادران واخوان خود در سمرقند رفت بعد اکتساب علوم ظاهری و باطنی باز بجانب کشمیر رجعت نمود۔ واز ینجا بخوف برادران خود باز بکولاب رفت ودرانجا بملازمت حضرت امیر قدس سره مشرف شده حضرت امیر او را[2] پرسیدند که ای شیخ از کجا آمدی؟ "گفت[3] از کشور باغ سلیمان" بنابران حضرت امیر او را شیخ سلیمان نام نهادند۔ و در حلقهٔ مریدان خود در آوردند۔ بعد چندگاه همراه حضرت سید آگاه وارد این دیار شده درین جا قرار یافت۔ چون رحلت نمود، متصل مسجد جامع آسود۔

شیخ احمد خوشخوان

فرزند شیخ سلیمان صاحب حالات عجیبه بود۔ در صغر سن همراه والد خود بکولاب رفت درانجا بملازمت حضرت امیر کبیر مشرف شده در حلقهٔ مریدان خاص داخل گشت۔ چنانچه در اکتساب علوم ظاهر و باطن از همه گوی سبقت برد بلکه حضرت امیر او را بفرزندی معنوی پذیرفت[4] و جای نشستن او نزدیک خود بر صدر عالی می دادند۔

---

[1] باید بود "فرموده"

[2] باید بود "ازو"

[3] باید بود "نامش"   [4] باید بود "پذیرفتند"

چندے گذشتہ ہمرکاب حضور فیض انتساب بکشمیر آمدہ ہر لحظ منظور نظر عالی می بود[1]۔ و ہنگام مراجعت آنجناب در کولاب بر مسند خلافت افتخار یافت و تربیت شیخ سایان که ریش سفید بود حوالهٔ او کردند و فرمودند که سفیدی ریش علامت خلافت نیست۔ امور باطنی وابستهٔ عنایت ازلی است۔"

مدعا که شیخ احمد بعد انتقال آں قدوهٔ ارباب حال چند سال در کولاب بر سجادهٔ ارشاد و جادهٔ سداد استقامت ورزیده بفیوض صوری و معنوی عالمے [را] مستفید نمود۔ چوں تلاوت قرآن بحسن الحان می کرد مشهور به خوشخوان شد۔ آخر عمر بکشمیر آمده انزوا نموده در حظیرهٔ پدر بزرگوار خود متصل مسجد جامع محاذی مقبرهٔ سید محمد نورستانی آسود۔

مولانا سعید

از خلفای میر محمد ہمدانی است۔ در مجاہده و ورع و تقوی بے ہمتا بود۔ بفرمان سید بزرگوار بر تولیت خانقاه معلی مستقل شده عمر خود در نیکنامی و ستوده فرجامی بسر برد یاران کامل و فاضل بہم رسانید، چوں رحلت نمود در صحن خانقاه معلی آسود۔

بابا عثمان اوچپ گنائی۔

از اکابر عهد خود بود۔ گنائی بعرف آں وقت منشی را می گفتند۔ از مفتی تا پٹواری مردم نویسنده را بهمین لقب یاد می کردند۔ چوں حضرت بابا بعد تحصیل علوم غریبه بذوق خدا پرستی در جستجوی مرشد افتاده رخت مسافرت به بست و اطراف عالم را سیر

[1] "می" در نیجا زیاد است۔

نمود چوں بحرین شریفین بسبب فرزندست شیخ اسحاق شطاری مستفید شده وایشان بخدمت شیخ بهاء الدین گنج بخش او را رہنمائی کردند و اوصاف ... ملازمت آنجناب بیان نمودند. حضرت بابا بعد ادای مناسک حج بکشمیر آمده، بملازمت حضرت شیخ بهاء الدین مشرف شد. وایشان را از سراپرده کتمان بر آورده خود در ریاضات ومجاہدات جانفشانی ها کرده مقام لاتعین حاصل نموده ودر صحبت حضرت شیخ نورالدین و باباحاجی ادہم زواید فواید حاصل کرد چوں رحلت نمود در مقبره سلاطین پشیروی مقبره مرزا حیدر کاشغری آسوده. اکثرے از احفاد وذریات ایشان بحلیه علم وتقوی آراسته بود[1]. ذکر بعضے بجای خود گفته آید.

شیخ فتح الله

خلف شیخ احمد خوشخوان است. مظهر انوار سبحانی و مورد اسرار ربانی صاحب جمال وجلال بود. در علوم عقلیه ونقلیه ومذکورات معرفت وتصوف شانے عجیب داشت. خلعت خلافت از والد خود یافته در وقت خود از افراد روزگار بود در حظیرهٔ سادات قاضی کدل آسوده.

بابا اسماعیل زاہد.

فرزند دلبند وخلیفه ارجمند شیخ فتح الله خوشخوانست. در عهد خود روشنضمیر وشیخ الاسلام کشمیر ومرجع ومطاف صغیر وکبیر در ورع وتقوی وریاضت بے نظیر بود. بعد ادراک حقائق صوری ومعنوی زیر دامان کوه ماران سمت شمال بتخانهٔ راجه ہرشه دیو[راج] ویران کرده وانقلاب بسیع درفیع دوطبقی معمور ساخت سی صد وشصت حجره داشت در زمان آں سجادهٔ ارشاد گسترده ابواب فیوض

---

[1] - باید بود " بودند "

ظاهری و باطنی [را] مفتوح ساخت و لنگر جاری نمود و از فقراء و مساکین و طالب علم هزار
ها مردم از بلاد و امصار بعیده در انجا جمع می شدند. و هر کس را از مطبخ خانقاه نان می
دادند و در خانقاه مذکور روزمره چهار صد صوفی اوراد خوان می بودند. که آواز خواندن ایشان
مردمان مواضعات پهاک اصغا می کردند. طالبان علم را کتب درسی با لوازمات دیگر از
خود می دادند. و هر کس را ظاهراً و باطناً تربیت می فرمودند و در مال و مکنت و زراعت
و فتوحات برکت بسیار داشتند. باغ دولت آباد معروف به رینه واری که ابداع دولت
رینه بن راون رینه است، جهانگیر رینه آنرا نذر خدمت ایشان کرده بود. و درختان انگور
بسیار داشت. چنانچه حضرت مخدوم قدس سره چندگاه محافظت آن باغ می فرمودند.
آمدنی آن خرچ لنگر خانقاه می شد.

شمس چک کوپه واره حضرت بابا را مرید[1] صادق بود که برکت دعای ایشان در
زمان سلطان محمد شاه اعتبار[2] وزارت داشت. و بفرمان ایشان در ترویج دین متین
و هدم بتخانه و کسر اصنام جهد بلیغ نمود و برای بندگی ایشان متصل مزار سید محمد نور ستانی
خانقاهی عجیب دو طبقی که از بالا و پایین طرفین حجره ها و غرفه ها داشت، ترصیص نمود، و
برای مسافران و مستحقان لنگر جاری فرمود و قریهٔ بنهامه و موضع هرن از پرگنه لار وقف
لنگر می بود.

حضرت بابا اواخر عمر خود در انجا متمکن شده خلق خدا را راه خدا نمود. و در
خانقاه مذکور تا عهد عالمگیر کتب خانه وقفی موجود بود و از آمدنی دهات جاگیر و
باغات همیشه لنگر معمول. در سنه ۱۰۹۰[3] خانقاه بحادثهٔ آتش افروخته شده لنگر هم برهم خورد

---

[1] باید بود "مرید صادق حضرت بابا بود" [2] مقصود عهده۔ [3] برابر ۸۰-۱۶۷۹ء

مدعا که حضرت بابا در عهد خود فرید عصر و یگانهٔ دهر بود. خانهٔ خود را هر سال تاراج می کنانید. و سوای آن لک ها روپیه در سال سخاوت می کرد. عمر طویل یافت دوازدهم ربیع الاول سنه ۹۱۶[1] رحلت فرمود و پیروان در بارهٔ شیخ بهاءالدین گنج بخش با برادران و پسران خود آمدند.

می آرند که بروز انتقال خود تمامی مال و مکنت و اسباب و آلات و مزروعات براه خدا بخشید. و فرزند خود بابا فتح الله را از حصهٔ مستحقان چیزی علاوه نگذاشت و باغ زینه واری بابت فرزندم و نفع عام خود و با زمین وقف کرده بود همه آنجا شامل کرد.

شیخ شمس الدین البغدادی

از حضرات عالی درجات صاحب مکاشفه و خرق عادات بود. بعد سیاحت اطراف عالم در عهد سلطان زین العابدین گل زمین کشمیر را بقدوم فیض و نضارت بخشید. سلطان قدوم ایشان غنیمت دانسته، در دولتخانهٔ زینه پور که هم در آن زمان تعمیر ساخته بود توقف کنانید. و در آنجا از خدمات آنجناب بجان کوشید. حضرت شیخ آن مقام را خوش کرده یک روز سلطان را گفت که دو بادشاه در اقلیمی نگنجند یا ما را ازین مقام بردارند یا ایشان بجای دیگر بروند. پس سلطان خود بشهر آمده دولتخانهٔ عالی برای ایشان خالی داشت[2]

آنگاه حضرت شیخ اوقات عزیز خود با فقر و افادهٔ خلق در آنجا بسر رسانید مطبخ وسیع و با برکت داشت. مصرف آن از طرف سلطان می رسید. چون آن حضرت شیخ

---

[1] برابر ۱۹ جون سنه ۱۵۱۰م. [2] باید بود "کرد"

ندای ارجعی بشنید با جمیع مریدان و مخلصانِ خود در انجا آرمید۔

مولانا خاکی۔

از مریدان شیخ شمس الدین صاحب مجاہدہ مشاہدہ و یقین بود۔ ہمیشہ در خدمات حضور و اہتمام مطبخ قیام داشت۔

می آرند کہ روزے نمک در مطبخ مہیا نبود۔ حضرت شیخ ہنگام تیاری دیگدان او را امر کرد کہ نمک بیارد۔ مولانا فی الحال بسمتی مکانی در تھنہ رفت و یک خروار نمک بر پشت بار کردہ بر سر پیر پنچال رسید و در انجا شدت برف و کثرت آب از رودخانہ عبور کردن نتوانست فی الفور حضرت شیخ حاضر شدہ مولانا خاکی را از آب گذرانیدند۔ ہنوز دیگدان ہیچنان بود کہ نمک رسید۔ مسافت دوازدہ روزہ در یک ساعت طی کرد۔ ہمچنیں حالات و کرامات او بسیار مشہور است۔ چوں رحلت نمود در حظیرہ مرشد بزرگوار آسود۔

ملک سیف الدین۔

از وزرای سلطان سکندر بت شکن مدار الملک و سر فراز انجمن بود و در حالت جاہلیت ملک سہہ بٹ نام داشت۔ وقتیکہ حضرت میر محمد ہمدانی قدس سرہٗ بجانب کشمیر تشریف ارزانی داشت۔ ملک سہہ بٹ بلحاظ استقبال ایشان را در تھنہ نہفت کرد ہمینکہ بنظر کیمیا اثر ایشان فائز شد۔ از کفر و کافری یکبار بیزار گشت۔ ہمانوقت بمساعدت سعادت شرف انابت حاصل کردہ در حلقہ مریدانِ ایشان داخل شد و منازل و مقامات طریقت فی الفور طے کردہ بدرجۂ اعلی ارتقا نمود۔ و صبیہ صلبیہ خود بی بی بارعۃ در عقد نکاح حضرت سید نامدار نامزد ساخت۔ انگاہ تا حین حیات در مجاہدہ و ہدم بتخانہ ہا و نشر ملت بسیار کوشید۔ ہزاران ہزار مردم در اسلام آورد۔ قصہ آں در حصہ دوم در ذکر سلطان

ہدم[1]

[1] رجوع شود بہ صفحہ ۱۷۸ و ۱۷۹

علی شاہ مشروح است۔

مدعا کہ ملک سیف الدین از افراد زمانہ مرد یگانہ بود۔ حضرت ابو الفقرا در کتاب نور نامہ از مناقب رامی و ذہن رسای او قصہ بذوا نگا۔ دکہ در ینجا گنجائش آن نیست، در سنہ ۸۲۵ھ رحلت نمود و در محلہ راجورکدل در گنبد قصر سنگین آسود۔

ملک لدی ماگرے

از اہل ہنود رئیس نامدار بود۔ بتوجہ حضرت امیر کبیر مسلمان شدہ بتربیت آنجناب طے مراحل سلوک نمود و خطا ارشاد حاصل فرمود۔ و بہنگام مراجعت آنجناب بطرف پکھلی ہمرکاب کوکبۂ عالی بود و حضرت امیر علم مبارک بوئے تفویض فرمود و او را خطاب علمداری عطا نمود کہ بعد رحلت آنجناب لدی ماگرے علم مذکور در کشمیر رسانیدہ کیفیت آن در ذکر حضرت امیر گفتہ شد۔ مقبرۂ او در احمد پورہ بانگل مشہور۔

ملک احمد ماگرے

پسر لدی ماگرے نیز بتوجہ حضرت امیر مسلمان شدہ بتعلیم و تلقین آنجناب فائز گشت۔ کمالات عجیبہ داشت۔ چندگاہ وزیر سلطان حسن شاہ بود۔ مسجد جامع را[۲] بعد سوختن وے درست نمود۔ و در احمد پورہ بانگل کہ وطن اصلی پدرش بود آسود۔

ملک سیف ڈار :۔

از روساہی این دیار صاحب ثروت و نامدار مرید شیخ اسماعیل زاہد بود۔ در رازِ تمام طریق طریقت و استحکام امور شریعت شانے عجیب داشت۔ در عہد سلطان حسن شاہ و سلطان محمد شاہ مدار المہام مملکت شدہ بود۔ اما کثرت اشغال ظاہری در

---

[۱] برابر ۱۴۲۲ م   [۲] باید بود "مسجد جامع کہ سوختہ شدہ بود وے درست نمود"

اشغالِ باطنی او فتورنمی آورد. ونسبت معنوی بوجهے از دست نمی داد و در امر و نهی بسیار می کوشید. مساجد و خانقاه ها بنا [illegible] و در عدل و احسان یکتا و در جود و سخا بے ہمتا. عاقبت الامر بموجب مخالفت ملک شمس چک از دست نورنگ چک در جنگ شہادت یافت و در محلہ [illegible] کدل متصل روضۂ [illegible] بابا درمیان بتخانۂ سنگین مدفون است۔

ملک عثمان ریشہ

نبیرۂ جہانگیر ریتہ [illegible] حضرتِ محبوب العالم است کہ بحسن تربیت بابا اسماعیل زاہد ترکِ دنیا کردہ زندگانی خود در ورع و تقویٰ و خلوت وانزوا بسر برد۔ می آرند کہ بسبب تعصب چکان اقطاع اجدادِ ایشان تمام ضبط شدہ ہمگی برآمدنی موضع تجر کہ از جاگیرات سابقہ باقی ماندہ بود گذران می کردند. واز شہر بخوفِ مردمِ شیعہ مفرور شدہ، درانجا سکونت ورزیدند و پیشہ زراعت بر خود قبول کردند و در مجاہدت و ریاضت عمر خود بسر بردہ درانجا آسودند۔

ملک احمد یتو

در عہد سلطان حسن شاہ مدار المہام سلطنت بود و بتوفیق ازلی دستِ انابت بدامن عاطفت بابا اسمٰعیل زاہد زدہ طے منازلِ سلوک نمود. باوجود اشغال دنیوی پاسِ انفاس از دست نمی داد. صاحبِ حالاتِ عجیبہ بود. عاقبت با تازی بٹ نردِ مخالفت باختہ باہمدیگر متنازعہ گشتہ رخنہ انداز سلطنت شدند. سلطان ہر دو کس را محبوس داشتہ ملک احمد در زندان رحلت نمود. در محلۂ چھچہ بل[۱] در مزاریکہ خود درست کردہ بود آسود۔

---

[۱]- درنسخہ (ی) بجائے "چھچہ بل" دیدہ مرمر قوم است

ملک یوسف

برادر ملک سیف الدین مرید حضرت میر محمد ہمدانی صاحب کمال وبرجستہ احوال بود۔ در مزار ملک سیف ڈار آسودؔ۔

ملک مسعوؔد ٹھاکور

از مریدان بابا اسمٰعیل زاہد رئیس دہر و امیر شہر در اشغال باطنی ممتاز و در مجاہدات جانباز بود کہ اشغال امور ملکی حجاب اشغال باطنی او نمی شد۔ چوں رحلت نمود بالا تراز فتحکدل برلب دریا آسودؔ۔

ملک جلال ٹھاکور

عالم فاضل و ولی کامل روشنضمیر و صاحب تاثیر بود۔ می آرند کہ پدرش ملک فیروز کہ از احفاد سلطان شہاب الدین غوری ملقب بہ ٹھاکور بود۔ در زمان سلطان زین العابدین در کشمیر رسید۔ شش تا برادرش ہمراہ داشت۔ سلطان او را بنا بر علو نسب اعزاز و اکرام مرعی داشتہ چند قریہ از پرگنہ شاورہ اقطاع بخشید و در ملازمت حضور مقرب ساختہ، بخطاب ملک ملقب گردانید و برادران او کہ ہر ہمہ دلاور وجرار بودند در عسکر شاہی ملازم داشت و ملک جلال ٹھاکور را بنا بر عنوان استعداد حبیبۂ ملک سیف الدین کہ لچھمہ خاتون نام داشت بعقد ازدواج بخشید و لبعد وفات سلطان کہ درمیان پسرانش فتنہ ہا افتاد ہر ہفت برادر بتوفیق ازلی ترک دنیا کردہ درمیان مغارہ ہا نشستہ۔ بریاضت ومجاہدت پرداختند و رایت افادہ افراختند۔ از انجملہ ملک جلال در محلہ گوجوارہ خانقاہے کہ تا حال بنیاد آں موجود است تعمیر ساختہ، بافادہ وافاضۂ خلق مشغول شد و زوجہ او لچھمہ خاتون برای رونق خانقاہ مذکور و بہ نیت

مسجد جامع نهر آبی از رود خانه شاهی محاذی نوشهره جدا کشیده و سد بندی ها نموده متصل نوشهره جاری ساخته در شهر رسانید ـ

روزے که آں نهر فیض در شهر جاری شد قریب ہشتاد ہزار مردم را در میان عید گاه ضیافت بخشید و جوی مذکور وقف عام گردانید که تا حال فیض جاری او در یا ملک سارلیست و جلال ٹھاکور در صفای باطن فرد بے ہمتا بود و با [illegible] سلطان کشمیری و شیخ بہاء الدین گنج بخش و نور الدین ریشی صحبت داشت ـ در محله کو جواره مدفون ـ

ملک بلند ـ

برادر ملک جلال از اہلِ حال بود ـ عمر خود در موضع اچھن پرگنه شاوره بریاضت صرف نموده در انجا آسود ـ

ملکِ ارغوش ـ

برادر سیوم ملک جلال در ورع و تقوی بیهمال بود ـ در موضع لاسی پوره پرگنه شاوره آسود ـ

ملکِ آل پال ـ

اخ گرامی ملک جلال صاحب کمال بود ـ در موضع آره موله بجا آسود ـ

ملک گدا ـ

[illegible] ملک جلال خاصِ ذو الجلال بود ـ در موضع سیترن آسود ـ

ملک ... اعیل

برادر ایشان در ورع و تقوی و ریاضت عالیشان بود ـ در موضع چتراگام شاوره آسود ـ

سهو ـ در نسخه (د) عمر عزیز خود ـ

ملک ناصر :-

برادر صغیر روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود ۔ در موضع وہیہ پورہ پرگنہ شاورہ آسود ۔ قبیلہ ایشان راٹھاکور می گفتند و مردمان کشمیر ذریات ایشان را غوری خان بیان می کردند و شیخ داود مشکوتی از ذریات ایشان بود ۔

بابا فتح اللہ ثانی :-

خلف الصدق حضرت شیخ بابا اسماعیل زاہد در علوم صوری و معنوی ممتاز و در ریاضات و مجاہدات جانباز بود ۔ حضرت غوث العالم قدس سرہ در اوایل تعلیم کلام قدیم از ایشان استفادہ نمود پیشتر در حصہ دوم گفتہ آید کہ شمس عراقی مرتبہ اول در خدمت بابا اسماعیل روی ارادت آوردہ خود را از خلفای ایشان مشہور می ساخت ۔

بعد انتقال حضرت بابا ہر دوم آمدہ مذہب شیعہ را رواج داد و مردم عوام را مرکوز خاطر ساخت کہ حضرت بابا ہم در باطن بمذہب شیعہ بودہ است و مرا در ضمن تعلیم آں فرمودہ است ۔ موجب آں حضرت بابا فتح اللہ تردید و تشنیع او می ساخت و مردمان از متابعت او تقبیح می کرد و فرزندان خود را باسمای خلفای ثلثہ موسوم ساخت ۔ بہ نیت آنکہ رطب و یابس مردم شیعہ بآنہا منسوب گردد ۔ ازیں رو اعیان شیعہ جاگیرات و باغات ایشان ضبط کردند ۔ و بہ آزارہای سخت رنجانیدند ۔ متقارن آنخان ہمس چک گنگہ وارہ کہ رئیس الملک و مرید حضرت بابا بود (با) موسی رینہ مخالفت کردہ ، از دست او بقتل رسید ۔ بنابراں موسیٰ رینہ کہ مرید شمس عراقی بود بجای او استقلال یافت ۔ و در حکومت حضرت بابا نہایت شدت نمود و ملازمان ایشان را بانواع عقوبت آزار داد و در

۱- باید بود (می کرد)

صدو قتل ایشان افتاده پس حضرت بابا دریخاروی صلاح و فلاح نه دیده بکمال کدورت وملال باعیال واطفال بجانب سیالکوت ارتحال نمود. و درانجا توطن فرموده مدة العمر خود. درانجا مرجع خلائق شده بشاه شیخ الله تعالی شهرت یافت و مناکحت دختران ایشان با مولانا کمال الدین و مولانا جمال الدین در... آمد چون رحلت نمود درانجا آسود. اولاد واحفاد ایشان هرهمه صاحب فضل[1] و ارباب حال مشهوراند.

حضرت شیخ حمزه مخدوم قدس سره

از قبیلهٔ راجهای چندربنسی است. توضیح آن این است که در قلمرو هندوستان ابتدای ظهور خلقت انسان همگی راجه های سورج بنسی و چندر بنسی تا ایام تغلب شاهان اسلام علی الدوام راج[2] می کردند. و در سال ۵۲۶[3] راجه ملچندر از قوم راجه های چندربنسی در ملک نگرکوت یعنی کانگره بکمال استقلال حکومت می کرد و پسرش سوسرم چندر از دست بنی اعمام خود مغلوب شده بکشمیر آمد. راجه جی سنگه که دران ایام فرمانروای خطهٔ کشمیر بود بنابر رعایت علو نسب و رابطهٔ خلت واتحاد او را پرگنهٔ لار جاگیر بخشید. و بر عهدهٔ وزارت وسپه سالاری ممتاز ساخت. پس فرزندان او نسلاً بعد نسل تا عهد ۷۲۵[4] بر عهدهٔ وزارت و مدارالمهامی مستقل می بودند. کیفیت آن در حصهٔ[5] دوم مشروح است.

پس هنگام تغلب وتسلط ذوالقدرخان راجه سهدیو بطرف کشتوار مفرور شده وزیر او

۱- در نسخهٔ (ن) "فضل وکمال" مرقوم است.
۲- لفظ هندی بمعنی حکومت.
۳- برابر ۱۱۳۲م.
۴- برابر ۱۳۲۵م.
۵- رجوع شود به صفحه ۱۴۹.

عه: اصح این است که ملچندر پسر سوسرم چندر است. (ج ۳، م)

رامچندر که از احفاد رل چندر بود در قلعهٔ گگلنه گیر محصون ماند. بعد تضییع لشکر ترکان رامچندر بر حکومت کشمیر استقلال یافت. چند ماه گذشته رینچن شاه غلبه آورده رامچندر را در قلعه اندرکوٹ با جمیع توابع قتل نموده دختر او کوته رین بمناکحت خویش امتیاز ساخت و پسرش راون چندر مسلمان کرده بخطاب رینه سرفراز نمود. چه در آنزمان مدار المهام را رینه می گفتند. پس پسران راون رینه در خاندان سلاطین کشمیر نسلاً بعد نسل وزارت و مدار المهامی می کردند. چنانچه بلهمت رینه نبیرهٔ راون رینه در عهد بدرشاه سپه سالار تا مدار بود. و برادرش احمد رینه مدار المهامی می کرد و پسر او جهانگیر رینه را در عهد حسن شاه اختیار کلی داشت وے از دست ملک احمد یتو با زمرهٔ سادات بیهقی کشته شد. فرزند او زیتی رینه خورد سال بود. بنابر تشتت احوال در موضع تجر پرگنهٔ زینه گیر که آبائی جدی در اقطاع ایشان می بود سکونت اختیار نمود. پسر او عثمان رینه که از یاران بابا اسماعیل مرد فاضل و کامل و روشن دل بود در طریقه طریقت شغلے عجیب داشت. والد بزرگوار حضرت مخدوم است. و تولد حضرت مخدوم در سال ۹۰۰ھ[1] بظهور پیوست. "خاص دهر" تاریخ[2] است. چون بسن تمیز رسید همیشه با صلحا و فقرا صحبت می داشت و گاهے حرف دروغ بر زبان نمی آورد. اگرچه پای مبارک ایشان را[3] اندک پیچیدگی داشت اما در کار و بار نهایت چست و چالاک بود و در اسپ دوانی و تیر اندازی[4] مهارتے عجیب داشت.

چون او را به مکتب سپردند روزے از روزها در راه شاهی راه او را با کودکان اتفاق

۱- سنه - برابر سنه ۱۴۹۵-۹۴ء —

۲- یعنی تاریخ ولادت است —

۳- 'را' درینجا زیاد است —

۴- تیر اندازرا گو...

شغل چوگان بازی افتاد ودر همین حال پدرش آمده او را زد وکوب نمود حتّی که بیمار شد
ودر حالتِ بیماری عهد کرد که بار دیگر لهو لعب نمی کنم ودر شهر رفته بخوانِ علم مشغول
باشم چون صحت یافت بعد خود زیتی رینه [را] همراه گرفته بشهر رفت۔ ودر خدمت
حضرتِ بابا فتح الله خلف بابا اسماعیل که پیرِ طریقتِ قبیلهٔ رینه ها بود، شرف اندوزِ
صحبت گشت وتا عرصهٔ یک سال در خانقاهِ کوهِ ماران پیشِ مولنا[1] باختتام کلام الله
موفق گشت۔

نسب نامہ حضرت مخدومؒ در صفحہ دیگر ملاحظہ کنید

[1] - یعنی مولانا درویش -

نسب نامہ حضرت مخدومؒ

محبوب العالم جناب حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہ

- عثمان رینہ — والدِ حضرت مخدوم قدس سرہٗ
- زیتی رینہ
- جہانگیر رینہ — در عہدِ سلطان حسن شاہ وزیر المملک بود
- احمد رینہ — در عہدِ سلطان زین العابدین مدار المہام بود
- آبدال رینہ — وزیرِ سلطان سکندر بت شکن
- دولت رینہ — در زمانِ سلطان شہاب الدین و قطب الدین سپہ سالار بود۔
- راون رینہ — راون رینہ از دستِ رینچن شاہ[عـــہ] مسلمان شدہ عہدہ وزارت یافت و بخطاب رینہ سرفراز گشت۔
- رامچندر[له]

[illegible]

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

له۔ باید دانست کہ مؤلف حسن پیشتر در تاریخ حسن جلد دوم بر صفحہ ۱۴۹ (چاپ شدہ) ٹل چندر را پسرِ سوسرم چندر قرار دادہ است اینجا سوسرم چندر را پسرِ ٹلچندر نشان دادہ است۔ مزید برآن بر صفحہ ۱۵۶ اکمکہ چندر را پسرِ ممل چندر بیان کردہ است۔ (ق، ۲، م)

(عـــہ = از دستِ حضرت بابا بلبلؒ مسلمان شدہ است)

بعدآں بفرمانِ الیشان بر مدرسہ خانقاہ شمسی چک کہ برائیِ بندگیِ بابا اسماعیل بناکردہ بود بخواندنِ علومِ دینیہ[۱] اشتغال نمود و درانجا عرصۂ بیست سال در تحصیلِ علم و آداب و اوراد و اذکار و ریاضت بسر برد۔

می فرمودند کہ درایامِ توقفِ خانقاہ از روی حداثت سن بخوف فزع مرا حجرہ تنہا نداد ند شخصے دراں خانقاہ بوقت نصف شب برخاستہ بعد تہجد سورہ کہف بجہر می خواند من ہم بمتابعت او بعد طہارت بیدار ماندہ قرات او می شنیدم تا چند روز آں سورہ بمن یاد شد۔ چنانچہ روزے پیش آں درویش یاد خواندم۔ وے تعجب کردہ بر دست من بوسہ ہا داد۔ ایں بیداریِ نیم شب از آنوقت بازمرا عادت شد۔

ازانجا پیش مولانا درویش کہ پیشوای خانقاہ بود کلام اللہ تعلیم کردم واز حافظ عربی چیزے از علمِ قرات آموختم۔ و در خواندنِ قرآن مداومت نمودم و ہمیشہ آرزویِ مرشدے در دل می داشتم کہ ہدایتِ من کند۔ امابعنایتِ ازلی تعلیم و تلقینِ اوراد و اذکار مرا از عالمِ غیب یا بتوسل ارواح انبیاء و اولیاء یا بالہامات غیبی و لسان ہاتفی ہمیشہ عطا می شد۔

چنانچہ روزے دیدم کہ طبقۂ مشایخان حرز یمانی [را] می خوانند و مرا نیز از غیب فرمودند کہ بالیشان بخوان۔ چون بالیشان یکمرتبہ تمام خواندم ہمان خواندن مرا یاد شد و پس ازاں باذنِ الیشاں ورد ساختم۔ ہمچنیں بسیار چیز ہمیں کیفیت از عالمِ غیب یافتم و در عمل آوردم۔ ہرگاہ در کارہای سلوک از من غفلت و کاہلی واقع می شد۔ درانحالت مرا از عالمِ غیب تنبیہ[۲] می ساختند و از غفلت و کہالت باز می داشتند۔

۱۔ علوم دین ۔ (ن)۔ ۲۔ در نسخہ (ن) متنبہ مرقوم است۔

چنانچہ روزے مصنفے مرا بعنایات طلبید وطعامی بتکلف خورانید و چند فلوس ہدیہ عطا کرد و بخاطرِ من رفت کہ در کاغذ و سیاہی بکار آید۔ در دست گرفتہ بہ خانقاہ آمدم و در اثنای راہ میان خندقے افتادم واز سر تا پا آلودہ شدم وآنچہ در دست من بود گم شد۔ دراں شب حزین وغمگین نشستہ بودم، سرے بہ پیدا شدہ نصیحتے آغاز کرد کہ افتادن تو دراں خندق بباعث بے ادبی است۔ زنہار بار دیگر اصلا بہ نہا سبیل نکنی زیراں فریفتہ نشوی کہ ایں جملہ حجاب راہ است۔ فقط۔

واگر وقت تہجد مرا غفلتے واقع می شد کسے دروازہ حجرہ می کوفتے وبآواز بلند گفتے کہ ہاں برخیز وقت است واگر مرا در امرے تردد می شد در خواب یا در بیداری کسے از مقالہ کن یا مکن خبری داد فقط۔

چنانچہ روزے پیش مولانا لطف اللہ کہ مدرس خانقاہ دار الشفا بود آغاز خواندن فقہہ شیخ شریف نمودم۔ چوں ہنگام شب کتاب واکردم ہمہ فراموش شدہ بود۔ پس تمام شب در گریہ و خونخواری بودم۔ صبح آوازے شنیدم کہ بخوان چنیں وچناں پس بداں آواز مرا یاد آمد و بخواندن آں تکرار کردم۔

ہمچنیں مرا بارہا از عالم غیب تربیت کردند، فہم من چناں شدہ بود کہ استاد من گمان می برد کہ ایں اول درس پیش معلمے دیگر تکرار کردہ می آید۔ گاہ اوقات جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب مرا در واقعہ جلوہ گر می شدند و تلقین و تعلیم و نصیحت می فرمودند۔

چنانچہ روزے شخصے حج کردہ آمدہ بود[۱] و بدیدن او مردم شہر می رفتند من نیز۔

۱۔ باید بود۔ "از حج آمدہ بود"۔

رفتم وے با من التفاتے نمود و پرسید چہ می خوانی؟ گفتم چیزے از رسائل فقہ می خوانم
گفت اینچنیں رسالہ ہا نہ باید خواند۔ ہرگاہ می خوانی رسالۂ امامیہ و مثل آں احوط
است۔ گفتم چگونہ بہتر باشد آنچہ کہ اہل تشیع می خوانند۔ گفت نے ہمیں کتاب ہا بر
حق است۔ دانستم کہ وے بمذہب شیعہ باشد۔ بنابراں از مجلس او دلتنگ بر آمدم و
اندیشہ ہا کردم کہ درمیان مردم اختلافے افتادہ است۔ نمی دانم کہ کدام مذہب برحق باشد
تا کہ براں مستقیم باشم۔ پس درمیان مسجدے از مساجد کوہ ماران در آمدم و تا سہ
روز ہیچ نخوردم و در شب سیوم بخواب دیدم کہ آفتاب بلند بر آمدہ بود و در بیرون
مسجد خلقے انبوہ فراہم گشتہ، من از روزن مسجد نظر کردم و حال پرسیدم۔ گفتند
اینک سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ سوارہ می آیند۔ چوں کوکبہ و سطوت سید
کائنات دیدم صلوٰۃ برخواندم۔ ناگاہ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ در مسجد
در آمد و بمن فرمود کہ اگر نجات ابدی می خواہی بعد محبت خدا تعالیٰ محبت چہار یار
با صفا در دل دار۔ تا در دنیا باشی بر مذہب اہل سنت و جماعت راسخ باش۔
کسانیکہ می بینی شیاطین اند۔ از افعال اقوال آنہا اجتناب کن۔ بعد ازاں حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ از در در آمدہ، ہمیں اسلوب تقریر نصایح فرمود۔ آنگاہ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ از در در آمد۔ بدینساں پند و نصائح نمود۔ پس ازاں
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در آمدہ فرمود اے عزیز ہر کہ ایں سہ یار بہترین
صحابۂ سید مختار [را] نداند و چار مین ایشانرا محب نباشد از وے خدا و رسول خدا و ایں
سہ صحابہ و من بیزار باشم و سائر مومنان و فرشتگان پس ہمہ غائب شدند فقط۔
و ہمچنیں می فرمودند کہ در مسجد جامع بعد نماز جمعہ مردے نورانی سفید ریش

وسبزپوش با من مصافحه کرد و دست من بگرفت و مرا در میدان زالدگر رسانید و در
انجا رو بقبله مانده مناجات کرد تا که مرا حالتے عجیب روی داد. پس[1] در محلهٔ خنده بون
رسانید در انجا زیر درختے بیدے برلب جوے باهم نشستیم تا انجا مرا نصیحت ها فرمود. و حالات
عجیبه بنمود. دانستم که حضرت خضر است علیه السلام پس باخلاص تمام التماس کردم که چیزے
از تسابیح و اذکار عنایت فرمایند تا بر آں مواظبت نمایم فرمود آنچه می کنی بران استقامت
دار که ترا رخصت عام دادم و با تو صحبت ها دارم. بعد ازاں نماز عصر بطفیل او خواندم و
غائب شد. از آں باز اکثر اوقات بر موقع ملاقات از حل مشکلات و تصحیح واقعات
و احوال مخفیات مرا خبر می دهد[2]..

خاکی

همچنیں در واقعه هر لحظه از فضل خدا
صحبتش با اولیائے اعظم و افرشتگاست

و نیز می فرمودند که روزے در اوائل زمستان که جوے ها ایخ بندی شده بود، به
حمامے رفتم و حمامیان دروازه نکشودند ترسیدم که نماز تهجد فوت شود. پس برلب
دریا رفتم و یخ بند شکسته غسلے کردم و در آنحال حق تعالی مرا به تجلیات خود تسکین
داد و چیزها[3] کرامت فرمود. بعد ازاں همیشه باب سرد غسل می کردم و حلاوت آں می
یافتم۔

و نیز می فرمودند که مرا تا مدت بیست سال در آخر شب غسل وظیفه بود. و رای
آں نیز در روز دو سه بار غسل می کردم و ایں عادت در هر دین مقبول است و برای
تطهیر باطن مؤثر۔

---

[1]. در نسخه (ن) "پس مرا" مرقوم است. [2]. در نسخه (ن) "میداد". [3]. در نسخه (ن) "بسیار چیزها"

ونیز می فرمودند که مرا در اوائل جذبهٔ قوی بود که با هیچ کسے الفت نمی کردم و تنها در ویرانه ها می رفتم۔ و در مساجد و مدارس می نشستم۔ و شب ها بزیارت قبور می رفتم و با ارواح اکثر اولیاء صحبت می داشتم۔ اتفاقاً شبے نزدیک روضهٔ سید حسن بلادوری مردے ریش سفید و نورانی با جمعے از صاحبان دیدم که بشفقت مرا اسلام کردند و مصافحه نمودند نصیحت ها فرمودند و گفتند در زیارت قبور فضایل و فواید بسیار است۔ خصوصاً در شبها هر که بران مواظبت نماید حق تعالی او را مقاصد دارین حاصل کند و سعادت نشأتین عطا فرماید۔ آنگاه غایب شدند پس از ارواح اولیاء و از زبان بعضے مجاذیب شنیدم که ایشان حضرت عیسی علیه السلام بودند فقط

ونیز می فرمودند که در اوائل بصدق و شوق بسیار در لیل و نهار تلاوت قرآن بیشمار می کردم تا حدیکه تمام الفاظ آن مرا یاد شد و حفظ ترتیب آں بکمال ماند و حق سبحانه تعالی حلاوت آں چشانیده انوار و اسرار و خواص آں بر من روشن گردانید۔ بعد ازاں بسبب کثرت اشغال اذکار و سلوک مقامات ترتیب حفظ آیات آں مستحضر نماند۔

می فرمودند که با وجود جذبات و حالات و کشف مغیبات و تعینات خاطر من همیشه بابت حصول نظر رهنمای کامل متردد همی بود تا آنکه بعنایات ازلی سایهٔ همایون بندگی حضرت سید جلال الدین بخاری درین دیار فرحت آثار نزول جلال فرمود و من باشارهٔ غیبی در خدمت ایشان مشرف شدم۔ فی الحال قبول انابت و بیعت من فرمودند و تلقین ذکر چهار ضرب و سلطان الاذکار وغیره کرامت فرمودند۔ و تا عرصهٔ شش ماه مرا تربیت کردند و سلسله نامه که سنت مشایخ است بخشیدند و فرمودند امانتیکه از مشایخ کبار بمن رسیده بود بتو رسانیدم و اجازت دادم که اگر کسے طالب صادق پیش تو آید او را دستگیری کنی و ایں ودیعت باو برسانی. پس چوں ازیں شهر نهضت کردند من نیز با ایشان قصد سفر کردم۔

وفرمودند سفر کارے نیست بلکہ کار آن است کہ در پنجاہ نشستہ در عالمِ ملکوت ولاہوت سیر کنی۔ ومقیم مسافر باشی ومن نیز ترا در ہر واقعہ حاضر وناظر باشم۔ پس مطابقِ امر ایشان نشستم واطوار سبعہ کہ شرط ارشاد است کہ باعانت ادطے کردم وازاں اطوار کہ مسالک سالکان بران است درگذشتم واز طور الجن وطور النفس وطور القلب وطور الروح وطور السّر وطور الخفی وطور غیب الغیب کہ متصل بمقام تمکین است بر پریدم واز یک طور تا طور ثانی دہ ہزار حجاب بود۔ ومن اول الطور الی آخرہا ہفتاد ہزار حجاب یافتم کما امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالی سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ واللہ اعلم۔

شیخ داؤد خاکی می فرماید کہ حضرت شیخ اکثر اوقات بدردِ سر مضطر می بودند واطباء در معالجۂ آن عاجز آمدند۔ روزے طبیبِ ایشان[1] را سببِ مرض پرسید تا معالجہ کند۔ فرمودند کہ مغزِ سرِ من گداختہ شدہ است۔ زیرا کہ در ایام جوانی ذکر چار ضرب ہمچناں بزور می کردم۔ می دانستم کہ کاسۂ سرِ من بر زمین افتادہ باشد ومن ترک مشغولی اصلاً نمی کردم۔ می گفتم کہ مردنِ من در بارہ نخواہد بود۔ ہرگاہ دریں احوال بمیرم سعادتست۔

خاکی

مغزِ سر از آتشِ گرمیٔ ذکرِ چار ضرب
سوختش زاں مبتلا اکثر بدردِ سر شدست

می آرند کہ حضرت شیخ قدس سرہ در حبسِ نفس وہوش در دم ہمچناں ورزش کردہ بود کہ از وقتِ عشا تا دمیدنِ صبح یکدم کشیدے ومی فرمودے کہ ہرگاہ احتیاج اداے نمازہاے فرائض نبودے در لیل ونہار یکدم می کشیدم۔

[1] بایہ بود "از ایشان"

خاکی

ورزش ذکر آنقدر دارد کہ ز آغاز عشاء
تا زمان صبح در ذکرش بیکدم در شمار است

شیخ داود خاکی می فرماید کہ روزے در حالت سیاحت در بارہ مولہ رسیدیم۔ مخلصے کہ رئیس آں قصبہ بود در ضیافت سبقت نمود و بعد پیشین مائدہ پیش آورد و تناول کردیم۔ امّا بعد اکل ضیافت چوں درک کردیم حلاوت و کیفیّت ما متغیّر شدہ بود۔ دانستیم کہ دریں ضیافت شبہہ داشتہ باشد۔ بنابراں شب ہیچ نخوردیم علی الصباح بر آمدہ در موضع بتیر رسیدیم۔ حضرت شیخ بحلاوت بود و من بے حلاوت۔ فرمودند کہ ایں بیحلاوتی ازاں طعام نا فرجام است و در حلاوت من نیز تغیّر دادہ بود ولیکن من در شب آں طعام نالایق را سوختم۔ تو کہ سوختن نتوانی برخیز و قے کن۔ چوں قے کردم بحالِ خود باز آمدم۔

ونیز حضرت خاکی قدس سرہٗ می فرماید کہ در ہنگام سیر پرگنات حضرت شیخ در پرگنہ کوہہامہ رسیدند و آں طرف را خوش کردند۔ و مساجد بسیار بنا فرمودند۔ از انجملہ در موضع نادی ہل دو چشمہ بود پرستش گاہ اہل ہنود۔ متصل آں درخت بید سہ باسے بود قوی ہیکل و تناور ہر کہ از بنی آدم در انجا می رفت جن زدہ می شد۔ آنحضرت چند روز در انجا توقف فرمودہ تصرّف جنیّاں رفع نمود و مسجدے عجیب آباد ساخت۔

تاریخ

مسجدے ساخت باخلاص بنا — حضرت شیخ حمزہ در کشمیر
ہمیدریں کار بخدمت بودہ — مخلصش دولت مسکین وفقیر
گفت در تہنیت تاریخش — "مسجدے بابرکت بادای پیر"[۱]

---

[۱] سال - ۹۷۲ھ برابر ۱۵۶۴-۶۵م

وہمچنیں در موضع کردہ چشمۂ پچھہ ناگ مطافِ اہلِ ہنود بود۔ حضرتِ شیخ درانجا ہم مسجد جامع بنا فرمودہ تصرّف اجنّہ رفع کردند و نیز ہمچنیں در موضع ونہ گام سر چشمۂ نادر مرجعِ مردم کافر بود۔ آنحضرت چندگاہ درانجا متمکن شدہ مسجد جامع افراختند و نیز در موضع برار بر کمر کوہ چشمۂ شنگہ پال مسکن اجنّہ و پرستش گاہ اہلِ بدعت بود۔ حضرتِ شیخ چندگاہ، درانجا نشستہ باہتمام عبدالرشید بنای مسجدے فرمودند و جنیات [را] دور نمودند و نیز در موضع آہام جائے بود عجیب گذرگاہ رجال الغیب۔ آنحضرت چندگاہ درانجا توقف فرمودند و از دستِ مبارک خود مسجدے قصیر افراختند۔ "کعبۂ ثانی مریدان" تاریخ است[۱]

خاکی :۔ پیش ازیں درچند جا دیو و بت و بتخانہ بود ۔
این زمان از یمن قدومش مسجد و منبر شد است

می آرند کہ روزے حضرتِ شیخ در موضع کنز تیۂ اونر تشریف آوردند و بر سرِ چشمہ در جیبِ مراقبہ سر فرو بردند۔ مارے بزرگ از سوراخے بر آمدہ بجانبِ ایشان، متوجہ شد۔ ملا نوروز سنگے برداشتہ آں مار[۲] بکشت۔ چوں حضرتِ شیخ براں مطلع شدند۔ ملا نوروز را تہدید شدید فرمودند و گفتند کہ ایں مار بملاقاتِ من آمدہ بود و بے گناہ کشتہ شد۔

خاکی :۔ شد شگفتہ جانِ ما از دیدنِ دیدارِ او
ہم چناں کز دیدنِ خورشید نیلوفر شد است

کرد مارے جاں فدائے دولتِ دیدارِ او
چوں مشرف از قدومش قریۂ کنز شد است

۱۔ ۹۶۳ برابر ۱۵۵۶ء

۲۔ ایں دم نسخہ (د)۔ ۳۔ در نسخہ (ن) "آں مار را"۔

می آرند کہ میاں نعمت اللہ ہندی تربیت یافتہ بزرگان ایں طائفہ بود۔
درخدمتِ شیخ قربے وافر داشت حضرتِ شیخ اکثر اوقات موافق خطراتِ او
تقریرات می فرمودند۔ چنانچہ روزے میاں نعمت اللہ گرسنہ بود بخیال خوردنِ طعام
غیر وقت در پیش حضرت آمد وایشان پیشتر بخادمان فرمودند کہ میاں نعمت اللہ را
طعام بدہند۔ پس میاں نعمت اللہ راہنگام خوردن طعام خیال سیرِ کوہ ماران
بخاطر آمد۔ ایشان فرمودند کہ میاں! طعام زود بخور زود در کوہ ماران سیرے بکن۔
خواجہ علی شخصے از مریدان ایشان بود۔ روزے خیال خوردنِ ہریسہ بخاطر آورد و
حضرتِ شیخ کاسۂ ہریسہ باو فرستادند۔ فقط۔

روزے بمقام بوہتو برای فاتحہ نیکی ریشی تشریف بردند وبابا نور دریشی
کہ خلیفہ ایشان بود برای امتحان قبر او بر قبرے دیگر ایستادہ شد حضرتِ شیخ
تبسم کردہ محاذی قبر نیکی ریشی آمدہ، فاتحہ خواندند وفرمودند تو قبر رامی بینی ومن صاحب
قبر رامی بینم ۔

خاکیؔ:۔ زکرامات از قبیل کشف قلب وکشفِ قبر
درمیانِ مخلصان ہر لحظہ مستظہر شہر است

شیخ خاکی قدس سرہ می فرماید کہ روزے سہ کس نزد ایشان آمدند حضرت شیخ
ایشاں رامی شناخت فرمودند کہ اینہا رافضیانند ومن التماس نمودم کہ ظاہراً اہلِ سنت
وجماعت ہستند۔ علامتِ رفض چیزے ندارند[1]۔ پس دستِ مبارکِ خود را بر سر
من نہادند۔ دیدم کہ ہمہ درصورتِ خوک بودند۔ گفتند حالا علامت رفض دیدی۔ ہمچنیں

---

[1] - باید بود " از علامت رفض "۔

بعضیں بار بعضے بدعقیان مستور الحال در مجلس ایشان حاضر شدند و ایشان فی الحال از پلیدئ باطنِ آنہا خبر دادند۔

خاکی:۔ ہمچنیں ہر رافضی سنّی نمائی را کہ دید
مخبر از حال دلِ او قبل یا بجہر شہ است

می آرند کہ روزے بندۂ آزاد ملا الہ داد اسپِ جو در را بوقتِ خوردنِ دانہ چند مشتے بے وجہ بر روی داد در روز دیگر حضرت در اصطبل تشریف بردند۔ حضرتِ خاکی و ملا یوسف ہمراہ بودند۔ تبسمی فرمودند و گفتند کہ جودر از الہ داد شکایت زدن می کند الہ داد اقرار نمود و توبہ کرد۔

خاکی:۔ روزے الہ داد براسپ آزردن بیداد کرد
او بفر بادش رسید آنچہ جودر آنخور شد است

ہمچنیں گاہ گاہ از حال از زنبور عسل و مگس اخبار نمودند۔ چنانچہ روزے یک زنبور نحل آمدہ در گوش شیخ آواز داد۔ شیخ جمعے از یاران ہمراہ زنبور فرستاد۔ چوں در جنگل رسیدند دیدند کہ خرسے سنگے گرفتہ آشیانۂ عسل را می زد۔ چوں ایشاں را دید۔

بگریز نہاد و نیز شیخ خاکی قدس سرّہٗ می فرمایند کہ روزے بعد نماز پیشین در مدتِ آنکہ من از یک رکعت نفل کہ قرأت آں فاتحہ و الم نشرح بود فارغ شدم۔ ایشاں وظیفۂ معمولی خود کہ زیادہ بر دو صد آیت بود خواندہ بودند۔ و نیز وقتے برای تہجد طہارت کردہ آمدیم و من دنبال ایشاں یک تیر پرتاب دور بودم و در پس ایشاں بید رنگ درآمدم۔ آنجناب از خواندن تہجد فارغ شدہ بودند۔ و نیز روزے آفتاب یک نیزہ بلند

لہ۔ مقصود از لانہ۔ ع = نام اسپ حضرت مخدوم رح

بر آمده بود که بهمراهی چند مخلص سواره از شهر بر آمدند. در بیچاره که مسافت بیست کروه
راه است نماز چاشت در وقت خود با مخلصان در انجا ادا کردند. و نیز معیّن[له] است که
ایشان از کشمیر گاهے بیرون نه رفتند. امّا بعضے حاجیان بچشم خود معاینه کردند که آنجناب
در طواف بیت الله مناسک حج [را] بجا می آوردند.

و نیز حضرت شیخ قدس سرهٔ می فرمودند که مرا یکبار همچنان حالتے بوقوع آمد
که در عالمے دیگر افتادم. سالے در انجا گذرانیدم و از انجا رخت سفر بسته براه خشکی بزیارت
بیت الله مشرّف شدم و مناسک حج بجا آوردم و سالے دیگر گذشته بوطن خود رسیدم،
و درین دو سال صوم و صلوٰة و وظائف بجا آوردم. چون از انحالت باز آمدم از اوقات
دنیا ساعتے نگذشته بود.

خاکی:-
هم کرامتش ز نوع نشر وقت و طی حرف
همدمان مخلصش را تجربه اکثر شده است
زائران شهر رب و طی بظاهر چند بار
او با پران سیر و ز از زائران ازبر شده است

شیخ خاکی قدس سرهٔ می فرماید که آنحضرت در موضع نادی هل تعمیر مسجد
می کردند و فقیر و صوفی اله داد [را] در شهر گذاشتند و بالای خانه کاه خشک بسیار
موجود بود حضرت وقت رخصت فرمودند که زنهار چراغ گرفته بالای خانه نباید رفت که در
انجا کاه بسیار است مبادا آتش گیرد. چند روز بغیر چراغ بالا رفتیم و شبے صوفی اله داد چراغے
گرفته بالا بر آمد ناگاه از یک جانب دیوار طپانچه خورد که چراغ از دست افتاد و لفظے

له - باید بود "مسلّم"؛

غضب ناک از زبانِ حضرتِ شیخ بشنید و ترسان و لرزان پیش من آمد۔ واقعہ بیان نمود و تا صبح در لرزه بود۔ دراں وقت کسانیکہ در خدمتِ حضرتِ شیخ حاضر بودند' دیدند کہ آں حضرت دست بر دیوار زدند و تبسم کناں فرمودند کہ صوفی اللہ داد را دو طپانچہ زدم تا بار دیگر خلاف امر نکند۔

خاکی:۔ بہر تادیب یکے خادم کہ اندر شہر بود
مشت زد از نا دِل واقع براں تو کرشد است

می آرند کہ وقتے آں جناب بہ بدن مکتسبیہ و شخص روحانیہ در شہرِ سندھ رفتہ بودند دراں جابا چند درویش کہ یکے را ابراہیم و دوم را طاہر و سوم را ابراہوم نام بود صحبت کردند و نام و نشان و محلِ سکونتِ خود بالیشان بیان فرمودند۔ آنہا ہر سہ کس بعدِ چندگاہ از فرطِ اشتیاق بکشمیر آمدند و بآنجناب ملاقات نمودند و مقاصدِ خود ہا کشیدہ[1] رجعت فرمودند۔

می آرند کہ غازی خان چک بنا بر تعصب مذہبی حضرتِ شیخ را از شہر بیرون کشیدند[2] و آں جناب در موضع آہنہ گام پرگنہ بیرو۔ بایارانِ خود نہضت کردند و دراں روز غازی خان بہ مرض جذام مبتلا شده بعد مرورِ چند ایام بکام و ناکام پسرِ خود بخدمتِ شیخ فرستاد۔ آں حضرت آمدنِ شہر قبول نکردند و گفتند تاکہ وے در شہر باشد من نمی آیم۔ وے عرض کرد کہ پادشاہ بیمار است در حق او دعای خیر فرمایند آں حضرت فرمودند کہ دیروز آنچہ در حق ما کرد امروز در حق او خواہند کرد۔ چوں وے از حد الحاح نمود آں حضرت فرمود تیرے کہ از دست رفت باز نیاید۔ اکنوں بروند و خدمتِ

---

[1] - مقصود از بر آورده ـــ [2] - کشد دن ؟ -

او بکنند۔ چوں آنہا بشہر رسیدند غازی خان [را] در نعش دیدند۔ فقط۔
آوردہ اند کہ صوفی الہ داد شالی[۱] را در کشتی بار کردہ بہ جانب شہر می آمد۔
شبانگاہ درمیانِ تالاب پماسر باد مخالف وزیدن گرفت و امواج ہولناک برخاست
کنارہ دور بود۔ توجہ بولایت حضرت شیخ آورد۔ موج ساکن شد۔ جزیرہ ویرانہ یافتند۔
دراں جا کشتی بستہ کردہ[۲] فاقہ نشستند۔ والہ داد روزہ دار بود۔ بواسطہ روزہ فردا
ملول شد۔ ناگاہ آوازے شنید مثلِ آواز شیخ کہ " ہاں بگیر و بخور" پس چند لای نان
در کنارہٗ خود بدید چیزے بخود خورد و چیزے بہ ہانجیان[۳] داد۔ وکسانیکہ در پیش شیخ بودند
دیدند کہ شیخ چند لائی نان از سفرہ برداشتہ پس خود انداخت و فرمود کہ " ہاں بگیر و بخور"
درمیانِ آں جزیرہ و جناب شیخ پانزدہ کردہ مسافت بود۔

یک شبے تارسے بہ کشتی صوفی الہ داد را
نان دہی بعجز زہولِ موج پماسر شد است

می آرند کہ بعضی مریدانِ ایشاں آنچہ در خواب می دیدند آں جناب ہر کس[۴] را خبر
می دادند۔

خاکی :۔ کرد پیش از گفتنش اظہار رویائے شش
پیش او تائب چو ملا احمد اصفر شد است

۱۔ مقصود از شلتوک۔
۲۔ مراد لنگر زدہ۔
۳۔ لفظ کشمیری بمعنی ملاحان و کشتی باشان۔ واحد ہانجی۔
۴۔ در نسخہ (ی) از رویائے خود +

افترا کرده یکے رؤیا[۱] و گفتش در جواب

شندنا یا الہاما من بعد لا تفتر شد است

می آرند که حضرت شیخ را مخلصے بود. وی را ہمراہ یک کاسہ طلب فرمودند آں شخص را فرزند در حالتِ نزع بود دنیا مدتاکہ فرزندِ او از جان درگذشت۔ پس آں مخلص نزدِ شیخ آمده التماس نمود که بسبب نزع روح فرزند مرا در آمدن اینجا تاخیر شد معاف فرمایند. و مرا فرصت بدہند که در تکفین و تجہیز او بپردازم. حضرتِ شیخ، لا آندم وقت خوش بود۔ زندگانی آں پسر از خدا خواستند. آں مخلص را فرمود برو فرزند تو زنده است۔ چوں آں مخلص بخانه رسید فرزند خود را زنده سالم یافت۔ فقط۔

می آرند که شخصے داماد خود را از روی عداوت در پیشِ حاکمان وقت مصادره کنانید وے گریه کناں در پیش شیخ آمده استمداد نمود۔ ایشان فرمودند که مرا با حاکمانِ وقت شناسائی نیست اما در حق تو دعا خواہم کرد۔ بعد رفتن او خسرش آمده، به نسبت او رطب و یابس گفت۔ پس حضرتِ شیخ بقہر آمده فرمودند اے حاسد ترا چه خیال است؟ می دانی که وے افتاده است؟ من ترا ہلاک گردانم۔ آں شخص به خشونت تمام در خانه رفته شب بر بستر مرده بود۔

خاکی:۔ ، گفت شخصے را به ہنگامِ تجلّئے ہیبت

من ہلاکت می کنم شب مرده بر بستر شد است

و نیز ہمچنان بسیارے از مردمِ مریض و مفلوج و مکبود و مسلول و محموم و مبروص به نظرِ عنایات و توجہات ایشان شفایاب شدند و اکثرے از مردمِ اعمیٰ بینا گشتند۔

---

۱ :۔ در نسخه (ی) "افترا کرده یکے خوابش بگفت و زد خواب" مرقوم است۔

خاکی :- از دعای ہمتش بینا شده بسیار کور
خاصه تر کوریکه آں فتح اللہ کا چر شده است

حضرت شیخ داؤد خاکی می فرماید که روزے مطالعۂ مثنوی مولانا روم می کردم دیدم که شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی به سفر حج عزم کرده بود و در راه حریم حرمت مردے را که دلش کعبۂ حقیقی بود طواف کرده ثواب حج مبرور یافت — خواستم که گرد حریم حرمت شیخ خود طواف کنم ولیکن از وقار او ترسیدم و در ظاہر آنرا نتوانستم بجا آورد. در آں حال حضرت شیخ چند روز در مقام آہام قیام کردند و دراں ایام خدمت کلوخ و استبرا و امداد غسل و وضو عہدہ فقیر بود و در شب ماه آں جناب میان مسجدے که به مکۂ ثانی مشہور است به انواع عبادت مشغول بودند من فرصت غنیمت دانسته فی الحال به نیت احرام غسلے کرده و جامۂ احرام پوشیده سر و پا برہنه در طواف خانۂ خدا مشغول شدم و بعد از طواف در گوشۂ نشستم و در اوراد موظف مشغول شدم تا که صبح دمید و آنجناب برای جماعت بطرف مسجد نہضت کردند و به من فرمودند ثوابے که خواجه شمس الدین پال و برادرش از حج یافتند تو نیز از یں طواف که دریں شب بجا آوردی ثواب حج مبرور یافتی - چوں بشارت غیب از مکالمۂ لاریب الشان شنیدم ، دریں اندیشه رفتم که ایشاں چگونه براں مطلع شدند - حضرت باز فرمودند که آنوقت دیوار خانه مرا ہیچ حائل نبود - پس بنظر خلوص اعتقاد تو بدرگاہ کبریا التجا کردم حق تعالی جزای حج مبرور به تو عطا فرمود —

خواجہ اسحاق قاری در سلسلة العارفین[1] می آرد که حضرت شیخ روزے در خانهٔ من رسیدند چون وقت افطار بود مائدہ پیش ایشان آوردیم چند مرغ طیور بریان بود۔ حضرت شیخ استخوانهای مرغان جمع فرمودند چون از طعام فارغ شدند و دست بدعا بر داشتند استخوانهای مرغان باشکال خود زنده شدند و از روزن و دریچه پریده رفتند۔ حضرت تماشائی دیدند۔ من التماس نمودم که الحال اذان رسید۔ حضرت فرمودند که هنوز فرصت است۔ وقتیکه مؤذن ما اذان می گوید نماز می خوانیم من عرض کردم که مؤذن ایشان کجا است؟۔ فرمودند مرغیکه پخته کرده در کاسهٔ علیحده موجود دارید بحضور بیارند۔ چون آوردیم لختهٔ نان بدست گرفته گوشت آن تناول فرمودند و استخوانهای آن جمع کرده دست بدعا بر داشتند و مرغے به شکل عجیب که گاہے ندیده بودم زنده شد۔ پر و بال افشانده اذان گفت۔ حضرت فرمودند حالا وقتِ نماز است پس نماز خواندیم و فردا وقت رخصت آن مرغ مؤذن [را] بمن عطا فرمودند که تا مدت سه سال در پیش من موجود۔ عاقبت رخصت گرفته بطواف حرمین رفت مدعا حالات و کرامات حضرت شیخ از حدِ تحریر و تقریر افزون است۔ تبرکاً انموذجے یاد کرده شد۔ هر کسے را که شوق دیدنِ حالات ایشان باشد۔ در کتاب هایِ مصنّفه خلفایِ آنجناب مطالعه فرمایند[2] ـــ

انتقال آنحضرت بیست و چهارم ماهِ صفر سنه ۹۸۴[3] مشهور است و مرقدِ مطهّره در ذیل کوهِ ماران معروف۔ تاریخ : ـــ

---

۱ :- باید بود "چلچلة العارفین" ۲ : باید بود "فرمایند" ـــ
۳ :- برابر ۲۳- مئی سنه ۱۵۷۶م ـــ

غریق رحمت آں مخدوم حمزه   که بوده سالکاں را شیخ و مخدوم
ز مرحومیت حق کرده قسمت   میانِ مخلصان در فیض مقسوم
بروز بست و چارم از صفر شد   خطِ روزیِ دنیایش مختوم[۱]
چو جستم سالِ تاریخ وصالش   مناسب یافتم "مخدوم مرحوم"
الٰهی نهرهای رحمتِ خود   بقبرش کن رواں تا یوم معلوم

"شیخ حمزه احود" ۹۸۴ ایضاً "شیخ حمزه واجد" ۹۸۴ ایضاً "شیخ سید" ۹۸۴ ایضاً "شیخ پاکان" ۹۸۴ تاریخ انتقال ایشان است ـ

از مؤلف :ـ

شکر للّٰه بختِ من تابنده چوں اختر شد است   خاکپایِ شیخ حمزه بر سرم افسر شد است
خاکسارانِ درش آبا و اجدادِ من اند   زانکه مهرِ دین شان از لطفِ او انور شد است
بسته ام در سلسله گرگین سگے آشفته حال   داغ او بر چهره ام چوں ماه روشن تر شد است
پادشا یک نظر فرما به حالِ زارِ من   زاں نظر که خاکِ اسود راز از احمر شد است
از عنایت کن شفاعت بنده را در روزِ حشر   زانکه مهرِ مهر تو بر خاطرم مضمر شد است
پیرِ من گیرم حسن را ز بهرهٔ پابوس نیست   ایں قدر بس دیده اش نقش سمِ جو در شد است
یا الٰهی سایه اش بر فرقِ ما ممدود باد   زانکه ما را در دو عالم شافع و رهبر شد است
بهرِ تاریخ وصالِ آں شهِ عالیجناب   در جهان شرع و ورع همّت رجا بے بهر شد است
صبح عمرش خاص دهر و روز عمرش عید بود ۹۸۴   شام وصلش "شیخ اجمل در جهاں شهر شد" ۹۸۴ است
رحمة اللّٰه علیه رحمةً واسعةً

۱ ـ ۹۸۴ھ = ۱۵۷۶م ـ

مولانا حافظ بصیر۔

المعروف بہ ملہ بابا از پرگنہ کامراج بشہر آمدہ در صغر سن حفظ قرآن نمود۔ با وجود عدم بصارت صوری در بصیرت قلبی مثلے نہ داشت۔ در علوم فقہ و حدیث و تفسیر و علم ریاضی وغیرہ علوم غریبہ عالم بے بدل بود۔ اکثر از علماء فقرا بہ تربیت ظاہری و باطنی او فایض شدند۔ چنانچہ حضرت شیخ بابا داؤد خاکی و شیخ یعقوب صرفی و شمس الدین پال از شاگردان اوست[1]۔

گویند با حضرت خضر علیہ السلام ملاقات کردہ از فیض و فتوح او فائز شدہ بود۔ در سنہ نہصد و چہل و شش برحمت حق پیوست و در محلہ خندہ بون مدفون است شیخ یعقوب صرفی در مرثیۂ او قصیدہ غرا انشا کردہ است و بیت آخیرش این است۔

تاریخ :—

آں حافظ علم و ادب بودہ بصیر از علم رب
تاریخ فوتش زاں سبب شد عالم تفسیر دان

گویند وقتے ہنگام تدریس بر سبیل کلام از زبان الشان بر آمد کہ مردم شیعہ را نیز سخنے دلپذیر دارد[2]۔ موجب آں طالبان علم مثل شیخ بابا داؤد خاکی و شمس الدین پال وغیرہما تشطیح کردند و بہ مدرسہ ملا رضی الدین در آمدند۔ ظاہرا دامن ہمتش از آلایش قیاسات مردم مبرا بود — واللہ اعلم —

مولانا محمد آنی۔

تلمیذ رشید مولانا عبد الرحمٰن جامی است۔ عالم عامل و فاضل کامل بود۔

---

[1] — باید بود " او نید " [2] :- باید بود است۔

اواخرِ عہدِ سلاطین بکشمیر آمد۔ جمعے کثیر [را] از فیوضِ صوری و معنوی خود فائز نمود بلکہ شیخ یعقوب صرفی از واستفادہ فرمود طبعے موزون داشت۔ اشعارِ برجستہ از ہر قسم موزون می کرد۔ ایں شعر از نتائجِ طبعِ وقادِ اوست۔

فرد:-

عرق نشستہ زپندم رخِ نکوی ترا
زمن مرنج کہ می خواہم آبروی ترا

چوں رحلت نمود در مزار شیخ گنج بخش درون دروازہ آسودہ۔ لوحِ قبرش طویل و سنگ بست مرتفع جنریل۔

ملا فیروز مفتی

المعروف بہ بجی گنائی ولد مولانا نونی گنائی و برادر زادہ شنگرف گنائی است۔ در ریعانِ جوانی سفر کردہ بہ زیارتِ حرمین الشریفین موفق گشت۔ بعد مراجعت [از] آنسو اد در شہر او دہ در قصبہ بدایون تحصیلِ علومِ عقلیہ و نقلیہ نمودہ بہ کمالاتِ صوری و معنوی فرید وقت شد و بزورِ کمالاتِ باطنی با حضرتِ خضر ملاقات کردہ تا چہل روز تحقیق دقایق و نکاتِ حدیث و تفسیر نمود مخدوم الملک استاد اکبر شاہ شاگرد او شد۔ چوں بوطنِ اصلی رجعت نمود بر منصب موروثی فتوی بہ نشست و اجرائے احکامات بہ کمالِ دیانت و صیانت می فرمود و ارادت معنویہ در خدمت حضرتِ سلطان العارفین قدس سرہ داشت چنانچہ شیخ داؤد خاکی می فرماید۔ بیت۔

مولوی فیروز از تلقین فیروزیِ او .. زود از انتاجِ نورِ ذکر فرخ فرشد است

و در عہد حسین شاہ چک بہ تہمتِ قتلِ یوسف منڈو متہم کردہ[ل] بدرجہ شہادت رسانیدند۔

[ل]:- باید بود "گردیدہ"۔

تاریخ۔ از پئے تاریخ آں دردین وحید
گفت "شد از بہر دین ملّا شہید" ؎[1]
۹۷۳ھ

مولوی الماس گنائی۔

نام اصلی او ملّا یوسف بود یکے از سلاطین او را الماس مخاطب ساخت و در خدمتِ ملّا فیروز تلمذ نمود۔ بارہا با حضرتِ خضر ملاقات کردہ حلِّ مشکلاتِ علمیہ می فرمود و در زمانِ حکومتِ حسین شاہ چک مفتی بود و بر تقریب تضیہ یوسف منڈو بموافقت ملّا فیروز شہید شد۔ تشریح آں در حصّہ دوّم مرقوم است۔

ملّا جوہر گنائی۔

از نجبائے ایں شہر بود۔ مدتے در تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ صرف نمود و بہ مدرسہ قطب الدین پورہ متصل مسجدِ صراف کدل بہ شغلِ تدریس مشغول می بود۔ اواخرِ عمر بزیارتِ حرمین موفق گشت و دریں سفر از علماء فحول مثل شیخ ابن حجر مکّی و ملّا علی قاری وغیرہ ملاقات کردہ، اجازتِ حدیث بہ سندِ معنعن حاصل کردہ۔ بجانبِ کشمیر معاودت نمود و در گوشۂ انزوا بہ عبادتِ مولیٰ مشغول شد و برائے استحصال قوتِ حلال کسبِ پشم فروشی پیشہ گرفت و اوقات در قناعت و توکّل می گذرانید و در خدمتِ حضرت سلطان العارفین روئے ارادت داشت۔ در واقعۂ وبائے عام سنہ ۱۰۲۶ھ ؎[2] رحلت نمود۔

ملّا شمس الدّین پال

از فحولِ علمائے دہر و مرجع فضلای عصر بود و در عہدِ مرزا حیدر بسبب حق

؎[1] ۱۵۶۵ء ۔ ؎[2] ۱۷/۱۶۱۶م

گوئی علم العلما بود و با علمائے میرزا بحث ها کرده غالب آمد. عاقبت بدلالت خواجه داؤد طوسی که شاگرد او بود به خدمت سلطان العارفین مشرف گشت و در صحبت حال از کثرت فروش و لباس آن جناب خطرهٔ بخاطرش گذشت و حضرت مخدوم باشراف دانسته همان وقت فروش و ظروف و لباس بخانهٔ او فرستاد و گفت که ملا را غیر ازین چیزے از من به نظر نیامده، باو بخشیدم مولانا تایب شده به تربیت آنجناب فائز گشت و به عبادت و ریاضت توفیق یافت. بعد شهادت میرزا حیدر بسبب غلبهٔ شیعه ها طاقت اقامت نیاورده بحرمین رفت و عمر عزیز در آن جا گذرانیده، رحلت نموده در مزار بقیع آسوده.

ملا داؤد طوسی.

از شاگردان شمس الدین پال در علوم صوری و معنوی صاحب کمال بود بسعادت ازلی و شوق جبلی در خدمت حضرت سلطان العارفین روی ارادات آورده بطی منازل سلوک مقبول آنجناب شده مدتے بافادهٔ صوری و معنوی مشغول بود.

شیخ بابا داؤد خاکی.

از قبیلهٔ گنائی ها است که در محلهٔ کیلاش پوره سکونت می فرمود و عقل و کیاستے زاید الوصف داشت. پدر و مادرش در صغر سن از سر گذشته بتوفیق ازلی در خدمت ملا بصیر و ملا رضی الدین و شمس الدین پال تلمذ نموده در علوم عقلیه و نقلیه از همه فایق شده فرزندان سلطان را به مشاهره یکصد روپیه درس می گفت.

روزے بخدمت حضرت محبوب العالم قدس سره مشرف گشته، بتاثیر کلمات آنجناب یکبار ترک دنیا نموده بخدمت گذاری ------

آنجناب استقامت[۱] کردہ، ننگ و ناموس را اسلام فرمود چنانچہ کمر بستہ و دامن زدہ پولہ[۲]
بپا انداختہ آں جناب را ہنگام سواری پیش پیش می دوید و فتراک می گرفت ۔ فقط ۔
روزے حضرت شیخ وقت نماز پیشین عزم عیش مقام فرمود ۔ یاران گفتند
کہ نماز پیشین خواندہ می رویم ۔ ایشان فرمودند کہ پیشتر می خوانیم ۔ چوں از شہر
نہضت کردند و در عیش مقام رسیدہ نماز پیشین بر وقت خواندند تا آں جا دو منزل
راہ بود ۔ چوں ازاں مقام رجعت فرمودند نزدیک شہر رسیدہ شیخ داؤد خاکی بشرم
مردم دامن از میان فرو گذاشت ۔ حضرت شیخ بفراست دریافت کہ ایں حرکت
از شرم مردم کرد ۔ پس روز دوم شیخ داؤد را پوست گاؤ پوشید[۳] و کلاہ پوست
و نعلین کاہ در پا انداخت و ہنگام سواری در میان شہر بہر سو می دوانید ۔ مردمان
حمل بر جنون او کردند و افسوس نمودند ۔ چوں بازگشت بمقام خود رسیدند ۔
حضرت فرمودند کہ ایں محنت سزای حرکت دیروزہ است ۔
چوں عرصۂ دو سال بدیں منوال گذرانید از ناموس و غرور در گذشت ۔ پس
او را سیر دہات تجویز دادند ۔ دو سال در سیاحت گذرانید ۔ آنگاہ فرمودند کہ بمقام

---

۱ ۔ حضرت شیخ داؤد خاکی قدس سرہٗ را در اوائل حب جاہ و پیش و میل تنعم بسیار بود و در تلذذ دنیا رغبت داشت ۔ چوں در صحبت پیر کامل و مکمل رسید او را تقلب حالات و انقلاب رغبات شد کہ ہماں رغبت بریاضت و عبادت بر مزید شد و میل معرفت و حب مشاہدہ روز افزون گشت ۔ (اسرار الابرار ۔ قلمی ۔ ص ۱۸۶)

۲ ۔ لفظ کشمیری بمعنی نعلین کاہی ۳ ۔ باید بود "پوشانید"

شنگہ پال پرگنہ کوہہامہ عرصۂ چہل اربعین را خلوت باید کشید و باکسے سخن نہ باید کرد
ونان جوین باید خورد و بہ ریاضت و مراقبات باید پرداخت ۔

چوں مطابق فرمان در مسجد شنگہ پال بنشست دیوان و پریان[1] بروے غلبہ آوردند و
از مسجد بیرون کشیدند ۔ فردا حضرت شیخ بذاتِ والا دراں جا تشریف آوردند و
دریک شبانہ روز دیوان و پریان ازاں جا دفع کردہ، حضرت بابا را فرمودند کہ اکنوں
بلا وسواس و ہراس بکار خود شاغلے[2] باشند ۔ پس حضرت بابا مدت چہل اربعین دراں
جا بسر بردند ۔ اکثر اوقات از بقولاتِ کوہی مثلِ فنا بری و کاسنی دشتی افطار می کردند
وگاہ اوقات دست بطعام می فرمودند ۔

می آرند کہ دریں مدت شیرے بر در حجرہ او شبانہ پاسبانی می کرد و صبح غائب
می شد ۔ ہمدراں ایام غلبۂ رافضیاں بود ۔ اعیانِ شیعہ جماعہ از دزدان بنابر تعصب
بر قتلِ بابا مؤکل فرستادند و موکلانِ مذکور تمام شب گرد صومعہ شیخ گردیدہ، راہ در
آمدن نیافتند ۔ علی الصباح گریختہ در دستِ مقدمانِ[3] دہ افتادند و حقیقتِ اصلی بیان
نمودند و بہ پاداش کردارِ ناہنجارِ خود از دستِ میر عدل کہ مخلص حضرتِ بابا بود
بقتل رسیدند یکے ازاں میان زندہ ماندہ مرید بابا شدہ بود ۔

می آرند کہ حضرتِ بابا در ایام عزلت باہیچ کسے سخن نمی گفتند ۔ روزے برای
تحقیق مسئلہ مطالعہ تفسیر مدارک ایشان را ضرورت افتادہ چند حرف نوشتہ بر دریچہ نہادند
خادم آں را بہ شہر رسانید ۔ حضرتِ شیخ بر نوشتنِ او بباطن مطلع شدہ بردے عتاب کردکہ

---

۱ : باید بود " دیو ہا و پری ہا " ۔ ۲ : بمعنی مشغول

۳ : مقصود از کلانتران ۔

تو ملا ہستی داز دست تو درویشی نمی آید۔ بیا در علاء الدین پوره نشسته درس بگو۔
می آرند که شبے بر سر چشمه بخواہش غسل تہجد بر آمده بود۔ شخصی درمیان
حوض چشمه ملبس استاده دید و ترسید که جنی خواهد بود۔ لیکن توحش بسیار توکل،
بخدا کرده، نزدیک او رفت و آں شخص حضرت خضر علیه السلام بود۔ با و مصاحبت
و موانست فرمود و از ہر قسم سوالات نمود۔ و کیفیت و چگونگی چشمه سارها پرسید۔
وی تمامی حقیقت چشمه سارها بیان فرمود گفت بعد ازیں ہر جا که می روی ارواح
چشمه سارها باستقبال تو می آیند و مرید تو خواہند شد۔ ہر جا که چشمه خطرناک
باشد من مددگار تو می باشم۔

ہمدراں ایام میرزا حیدر لشکر سلطان سکندر کاشغری [را] ہمراه گرفته
در کشمیر رسید و سے چندگاه زیر دامن کوه شنگه پال معسکر ساخت و با امرائے کشمیر
دراں جا کارزار نمود۔

گویند حضرت خاکی را ازیں واقعه ہایله بوجهے آگاہی نه بود ازاں جا برخاسته۔
بفرمان حضرت شیخ برای زیارت آستانه فیض کاشانه حضرت مخدوم جہانیاں قدس سره
در قصبه اوچه شهر ملتان نهضت کرد و از اولیای آں دیار استفادهٔ فیوض صوری و معنوی
فرموده از اقران دوران گوی سبقت ربود۔

بعد زیارت مقامات متبرکه چوں رجعت فرمود از شهر لاہور جناب حاجی احمد
قاری [را] ہمراه آورد و به مجرد رسیدن اینجا از حضرت مخدوم خلعت ارشاد حاصل
نمود و بر سجاده شیخیت نشسته در افاده و افاضهٔ خلق بسیار کوشید و در اجرای امر معروف
و نہی منکر سعی بلیغ فرموده با اولیای کبار مثل حضرت میر سید احمد کرمانی و حاجی احمد قاری

و با بابا هردی ریشی صحبت داشت، و از میر سید اسماعیل شامی اجازت سلسلهٔ عالیه
قادریه حاصل نموده و بنیهٔ طلبیهٔ حضرت امیر میرک اندرابی بعقد آورد۔

می آرند که روزی حضرت شیخ بزرگوار تنها در حجرهٔ خاص نشسته بودند و شیخ
داؤد خاکی از بیرون مکالمه متعجب و سخنان به آواز مختلفه و متنوعه شنید۔ چون از بیرون
در هیچ کسی را ندیده بود که در آمد متحیر ماند و بر خلاف امر حضرت دروازه برکشاد۔ جماعتی دید
در غایت حسن و جمال که در بحث و گفتگو قیل و قال می کردند۔ حضرت شیخ بوی عتاب
فرمود که در چنین حالتی بی رخصت در آمدن ادب نه بود۔ این ارواح چشمه سار این
دیار اند که برای اخذ فیوض آمده بودند۔ انشاء الله تعالی بعد چندگاه ترا همتی و طاقتی بهم
رسد که در منازل این ها رفته حقایق مغیبات بر تو مکشوف گردد۔ و این طائفه مغیبات
از فرشته واجبه مستثنی است و این ها بمثال آتش اند و آبی که از زمین ها می جوشد به منزلهٔ
دود قیاس باید کرد۔ آنگاه حضرت بابا داؤد خاکی در موضع اندرهامه پرگنه کامراج بر سر
چشمهٔ مدتی خلوت گزیده و به خواندن وردِ اعظم و حرز یمانی و حزب البحر و اسماء عظام و سورهٔ
یاسین مواظبت فرمود۔ پس او را کشفِ مغیبات حاصل شد۔ هر جا که می رفت
ارواح چشمه سارها معاینه می کرد و با آنها صحبت می داشت و تعلیم و تربیت آنها می فرمود۔
درین باب او را از حضرت خضر اعانت کلی می رسید و از هردی ریشی بابا هم امدادی یافت۔

اولاً بجانب کوثر ناگ که بر کوهستان دیوه سر واقع است با دو صد کس نهضت
فرموده و در آنجا بصولتِ برق و باد و صاعقه ژاله تگرگ باریدن گرفت۔ آنگاه بتوجه آنجناب
بخیر گذشت و آفتاب نمودار شد۔ چون بر ساحلِ چشمه نشستند سیبی از غیب پیدا شده
به کنار رسید۔ حضرت برداشته در خریطه انداختند و چادری پوشیده در آب فرو رفتند و از

موکلان چشمہ سار جمعے فراہم آمدہ مسلمان شدند و خط بیعت خواستند ۔ چوں حضرتِ
بابا بر کنار آمدہ جامہ پوشیدند و چند کلمات نوشتہ بر سطح آب انداختند ۔ ناگاہ
مارے عظیم از آب سر کشیدہ بجانب آنجناب سہ بار سر فرو آوردہ خط بیعت با خود برد فقط

بعد ازاں بفرمودۂ بابا ہردی ریشی ۔ سر چشمۂ واسک ناگ دہ صد مردم را
ہمراہ گرفتہ بہ حضرت کردند او را تلقین و تربیت فرمودند ۔

آنگاہ با جمعے انبوہ بر کوہ کاجی ناگ عروج نمودند و بعادتِ معہود در چشمۂ کاجی ،
ناگ فرو رفتہ با جمیع اہلِ بیت او را مسلمان فرمودند[عہ] ۔

گویند اہل آں چشمہ ہنگامِ وداع یک کوزۂ خورد و یک دیگِ سفالین سر بستہ
نذرِ خدمت کردند ۔ چوں بالا بر آوردند در میان ہر دو پول سیاہ دیدند کہ از یک جانب
تصویر عورت و از طرف دیگر نام راجہ ہرشہ دیو مسکوک بود ۔ حسین علی در کتاب[1] خود می
نویسد کہ آں فلوس[2] ہا مدتے در پیش من موجود بودند ۔ فقط ۔

پس ازاں آنجناب باتفاق یک نیم صد مردم بر کوہستان شاردا کہ بطرف
دارد و واقع است تشریف بردند ۔ چوں بر لبِ شالپوت ناگ رسیدند شاہزادہ
لباسِ فاخرہ پوشیدہ و برگِ پان خوردہ پیدا شد و گفت من شالپوت ناگم و ایں
نیلہ ناگ وزیرِ من است کہ برای استقبالِ الشیان آمدیم ۔ حضرتِ بابا پرسیدند کہ ۔
شالپوت را چہ معنی دارد ؟ گفت شالپوت بزبان دارد و کسے را گویند کہ او را یکصد ہزار
پسر باشد ۔ چنانچہ در کوہستان دارد و پسرانِ من یکصد ہزار چشمہ موجود است
پس انابت گرفتہ ہر دو غائب شدند ۔ فقط ۔

---

[1] ـ مقصود از "تذکرۃ الابرار" است ۔ [2] ـ "ہا" در ینجا زیادہ است ۔
عہ = بابا بعد " کردند "

ہمچنیں از ہر جا از واح چشمہ سارا ینہ یار در حلقۂ ارادتِ آنجناب در آمدند۔
کیفیتِ آں حسین علی کہ خلیفۂ ایشان است و ہمرکابِ آنجناب ہر جا حاضر الوقت می بود۔
در کتابِ تذکرۃ الابرار تشریح کردہ است۔

مدعا کہ حضرتِ بابا فرید دہر و وحیدِ عصر بود۔ بعضی عرفا او را امام اعظم
ثانی می گفتند و در اجرای امر معروف و نہی منکر سعی بلیغ می فرمود۔ وقتیکہ قاضی
موسی از دست یعقوب خان چک بدرجۂ شہادت رسید، آنجناب در حقِ چکان دعای
بد کردہ بشارتِ نکبت و پریشانی آنہا بمردم داد۔ پس بذاتِ والا باتفاق حضرتِ شیخ
یعقوب صرفی و بہرام نایک و فتح خان چک و حیدر خان برادر یعقوب خان بطرف
دہلی نہضت کردند۔ و در انجا اکبر شاہ را بابت تسخیر کشمیر ترغیب نمودند و عہد نامہ موثق
فرمودند[۱]۔ چوں عسکر ظفر پیکر بطرف کشمیر ایلغار نمود۔ حضرتِ بابا برای زیارتِ
پیران خود باز بہ ملتان رفت[۲] و بعد زیارتِ مقاماتِ متبرکہ چوں بجانب کشمیر رجعت
فرمود در اثنای راہ طبیعتِ ایشان از جادۂ اعتدال برگشتہ بجرد ورود ایں دیار
سوم ماہ صفر ۹۹۴ھ[۳] دنیای فانی را پدرود نمود۔ "خیر مقدم" تاریخ است
ایضاً "روی جنت بدید شیخ امم" اولاً مقبرۂ ایشان در قصبۂ اسلام آباد مقرر شدہ
بود۔ ثانی الحال معتقدانِ ایشان نعشِ مبارکش در شہر آوردہ در حظیرۂ مرشدِ
بزرگوار خود دفن کردند۔ صاحبِ تصانیفِ عالیہ بود۔ چنانچہ رسالۂ ورد المریدین و
شرح آں مسمی بہ دستور السالکین و قصیدۂ جلالیہ و قصیدۂ غسلیہ و رسالۂ ضروریہ مع

۱۔ ہم عصر مورخین مثل ابو الفضل (در اکبر نامہ) طاہر مؤلف بہارستان شاہی، حیدر ملک چاڈورہ
۲۔ باید بود "رفتند" و دریں ضمن در دیگر افعال ہم باید تصحیح کرد۔
۳۔ برابر جنوری ۱۵۸۶ء م

شرح آں مسمیٰ بہ مجموعۃ الفواید وغیرہ نسخہ ہای بسیار از تصنیفات اوست۔ قدس سرہٗ۔

خواجہ حسن قاری

بلدمیری از نجبای وقت صاحب علم وفطانت بود۔ کلام اللہ بہ ہفت قرأت از بر داشت۔ ہمیشہ درس می گفت۔ چوں پرتو عشق بیچوں بر چہرۂ خاطر او افتاد، در خدمت حضرت سلطان العارفین شرف اندوز صحبت گشت و بترک اشغال دنیوی در کسب صفائی معنوی پرداخت ودر اثنای ریاضات ومجاہدات اکثر اوقات از روح مقدس سرور کائنات علیہ افضل الصلواۃ فیض یاب می شد تا کہ بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ آخر ہا در موضع شیوہ پرگنہ زینہ گیر منزوی شدہ درانجا مدفون است وحالات وکرامات او از حد افزون۔ وکتاب راحۃ الطالبین دربیان حالات حضرت مخدوم از تصنیفات اوست۔

خواجہ اسحٰق قاری

برادر خواجہ حسن قاری است۔ از حفظ قرآن وعلم قرأت حظ وافر داشت۔ اوایل با شیخ احمد نام قلندرے کہ صاحب جذبہ وفتوح باطنی بود ملاقات نمود۔ مدتے از فیض تربیت او فواید جلیلہ حاصل کرد۔ پس در خدمت خاص حضرت سلطان العارفین شرف اندوز صحبت گشت۔ بعضی اشغال سلوک کہ بامر قلندر موصوف بعمل می آورد حسب فرمان ایشان ترک نمود۔

روزے حضرت مخدوم بنابر حرکت سہلی چند ضرب تازیانہ بر وافگندند۔ وے اصلا متغیر نگشت۔ بناءاں از زبان مبارک ایشان بہ بشارت قبول توبہ افتخار یافت۔ بیست ودو سال در موضع شیوہ بصاحبت برادر خود بریاضت وانزوا گذرانید۔

عاقبت بہ حج رفت مدتے یک ونیم سال بر درگاہ عالی مجاور بود ودر مزار بقیع مدفون

است و کتاب چلچلۃ العارفین در بیانِ حالات و مقامات حضرتِ محبوب العالم قدس سرہ تصنیف کردہ است ۔

شیخ احمد چاگلی

از خلفای حضرتِ مخدوم است ۔ وے گفت کہ من شبے در خواب جسرے دیدم ۔ شخصے تعریف می کرد کہ ایں پل از حضرتِ مخدوم است ۔ چوں ازاں پل عبور کردم حضرتِ مخدوم [را] بالائے کوشکے دیدم ۔ فرمودند ای ملا احمد بالا بیا ۔ پس مرا نزدیکِ خود بنشانیدند فردا چوں بخدمتِ ایشاں رفتم آنجناب حقیقتِ خواب من خود بخود بیان کردند فرمودند ای ملا احمد ترا از درگاہ قبول کردند ۔ بیا بیعت کن ۔ ہماں وقت غسلے کردہ ۔ شرفِ بیعت و انابت حاصل کردم ۔ فقط ۔

* می آرند کہ شیخ احمد را بعد بیعت برای کسبِ معرفت امرِ خلوت کردند ۔ وے در کوہستان ہرزون رفتہ میانِ غارے انزوا پذیرفت ۔ تا عرصہ شش سال بغیر گیاہ ہیچ نہ خورد و بہ کسے روی خود نشان نداد ۔ و بادام و دد انس گرفت ۔ بعدِ شش سال حضرتِ مخدوم بر محل خلوت او رسیدند و ہمراہ خود در موضع چاگل آوردند و فرمودند ہر چہ می توانی بخور آنگاہ ۔

نظم :-

بود او را غذائے روزمرہ ۔ دو منِ خوانی از برنج و ترہ

گاو کوہی کہ خود بخود از کوہ ۔ آمدے سوی مطبخش بہ شکوہ

مطبخے پختہ در زمان کردے ۔ او بیک لحظہ نوش جاں کردے

بطہارت گہے نشد محتاج ۔ نہ بہ روزانہ و نہ در شب داج

بود ایں حال تا بہ شش سالش ۔ بود حیران ہمہ ز احوالش

باز سلطان از آن مقام گہش داد بر پایۂ بلند رہش۔

آنگاہ در موضع چاگل پرگنہ کھہی پورہ بر مسند ارشاد نشستہ عالمیان را فیض بخشی نمود و در انجا آسود۔ رسالۂ سلطانیہ در بیانِ حالاتِ حضرتِ مخدوم تصنیف کردہ است۔

شیخ حسن

متوطن از ساکنانِ موضع چندہ پورہ پرگنہ کھاہور پارہ بود۔ در خدمتِ سلطان العارفین مرتبۂ فنا فی الشیخ حاصل کرد کہ در ہر کار بسم اللہ یا حضرتِ مخدوم بزبان می آورد۔ چنانچہ بسم اللہ یا حضرتِ مخدوم خواندہ بر آب می رفت و حضرتِ شیخ عنایات بیغایات در حق او مبذول می داشت تا کہ رتبۂ عالی یافت۔ چون رحلت نمود در انجا آسود۔

شیخ بہرام گورتنگی۔

توفیق سلوکِ معنوی[۲] از حضرتِ مخدوم یافتہ خاطر [را] خود از ہمہ برتافت، آخرہا بامر مرشدِ نامدار در موضع گورتنگو پرگنہ اوتر بر سرچشمہ میانِ غارے منزوی شدہ حضرتِ زینی شاہ مجذوب خدمتِ او می کرد و کارہای عجیب بظہور آورد۔ تا حینِ حیات در طیِ مقامات ساعی بود۔ و در انجا آسود رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ بایزید شمہ ناگی

از پرگنۂ اسلام آباد بود۔ چون در خدمتِ حضرتِ مخدوم شرفِ بیعت یافت، بریاضاتِ شاقہ شغل ورزید و بزیارتِ حرمین موفق گشت۔ بعد ادائے مناسکِ حج، چون رجعت کرد در موضع شمہ ناگ پرگنۂ اوتر میانِ حجرہ کہ بے در و دریچہ بود، منزوی گشت روزے حضرتِ مخدوم در کلبۂ او پرتو ورود انداخت۔ احوالِ او دیدہ نہایت خوش شد

---

[۱] - باید شد " می کرد " — [۲] - سلوک راہ معنوی (ن)

بعد ازاں یکے از مخلصان در فکر در دریچۂ کلبۂ او افتادہ بایزید قبول نکرد و گفت کہ
بنظر حضرت مخدوم ہم چنیں پسند افتاد۔ من تغیر آں اصلا نتوانم داد۔ چوں رحلت
فرمود در موضع مذکور آسود۔ قدس سرہ ـ

شنگرف گنائی۔

بتوفیق ازلی در خدمت حضرت مخدوم شرف انابت حاصل کردہ بہ ریاضات
شاقہ اشتغال نمود و گوی سعادت از میدان مجاہدت در ربود۔

گویند بغایت خوش الحان بود۔ روزے اذان فجر بآواز بلند می خواند تا کہ آواز
ایشان بگوش غازی خان چک کہ شیعہ بود رسید۔ چون نام مبارک حضرت علی مرتضیٰ
کرم اللہ تعالیٰ وجہہ در اذان نشنید نہایت رنجید۔ شبانگاہ بقصد کشتن او را در خانۂ
خود دعوت کرد۔ از روی حیلہ گری چہل آثار برنج را پلاو کردہ دہ ہفت آثار روغن درمیان
انداختہ پیش روی ایشان نہاد و گفت ہر گاہ ایشان ایں طعام تمام نخورند از جان خود
دست بشویند۔ آنجناب از حضرت رب الارباب استعانت نمودہ طعامیکہ پیش برد
داشت تمام نوش جان فرمود و والی از خیال فاسدۂ خود برگشت۔

روز دوم ایشان را پیش گاہ خود طلبیدہ گفت کہ در فلان موضع میان چشمہ کہ در
انجاست سنگے کلان افتادہ است کہ چار و[عہ] آب نمی توانند خورد۔ چوں کہ ایشان را در
ماکولات طاقت کلی است باید کہ سنگ مذکور از انجا بردارند۔ شیخ گفت از دست من
ایں کار اصلا نمی آید۔ غازی شاہ آشفتہ حضرت شیخ را سہ شبانروز محبوس داشت۔ او
[را] چیزے خوردن نداد روز چہارم حضرت شیخ بعد نماز فجر بر سر چشمہ رفتہ سنگ مذکور
[را] بچہار انگشت بر داشتہ تا سہ کروہ دور انداخت۔ چوں ایشان رحلت نمودند در

عہ = "چار پا" باید بود۔

موضع گنڈ ابراہیم آسودند رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ عثمان کول ۔

از اکابر تجار ایں دیار صاحب وقار و مغرور و مالدار بود ۔ بمساعدت سعادت در خدمت حضرت مخدوم شرف انابت حاصل کرد و بہ ترک اشغال دنیا عمر خود در یاد مولی بسر برد ۔ آخرہا بہ زیارت حرمین موفق گشت و در انجا بحق آسود ۔ علیہ رحمۃ اللہ الودود ۔

خواجہ ابراہیم کول ۔

از دانشمندان صاف ضمیر عالم تحریر بود ۔ بتوفیق رب قدیر در سلک مریدان حضرت محبوب العالم منتظم گشتہ ، در ریاضات و مجاہدات از ہمہ دلپذیر شد ۔

مولانا میر افضل ۔

از نجبای وقت بود ۔ در علوم ظاہری حظ وافر داشت ۔ شیخ بابا داؤد خاکی از شاگردان اوست ۔ چوں بعنایات الٰہی در صحبت حضرت مخدوم مشرف گشت در اندک زمانے طی مقامات کردہ ، بدرجہ اعلیٰ اعتلا نمود کہ از اقران فائق شد ۔

روزے خیال زیارت حرمین بخاطر آوردہ شبانہ سرور کائنات صلعم [را] در خواب دید کہ اسپے کمیت و دستارے سفید و عصائے سبز بوے عطا فرمودند ۔ فردا در خدمت حضرت مخدوم بہ نیت رخصت آمدہ ، چوں سلام کرد ۔ شیخ گفت وعلیک السلام یا حاجی افضل بیا و بنشین چوں بنشست ۔ حضرت شیخ اسپے کمیت رنگ [را] زین کردہ دستارے سفید دستہ کردہ و عصای سبز جلا دادہ بوے عطا فرمودند و گفتند کہ ایں ست آنچہ امشب بشما دادہ بودند ۔ گفت واللہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سہ چیز شب بمن بخشیدہ است[1]

---

[1] ۔ بباید بود " اند "

پس بامرِ ایشان راهِ حرمین گرفت و در آنجا رسیده به عنایاتِ بے غایات ارجمندی یافت و در آنجا براهِ آخرت بشتافت رحمة الله علیه ـ

مولانا زین علی

تلمیذِ رشید ملا شمس الدین پال بود و از حضرتِ صرفی هم تلمذ فرموده در خدمتِ حضرتِ سلطان العارفین روے ارادت آورده حقایق (دقایق) معارف و تصوف حاصل کرد و از اربابِ صفا و تقوی شد ـ

بعد انتقال آنجناب بزیارتِ حرمین مشرف گشت و از شیخ ابن حجر مکی سندِ احادیث اخذ نموده بجانب خطه رجعت فرمود ـ پس اوقاتِ عزیز خود [را] در اشاعت علوم صوری و معنوی صرف نموده در محلهٔ رینه واری آسود ـ

میاں نعمت الله

از مردم ملتان بود و با اولیای کبار صحبت داشت ـ عاقبت بکشمیر آمده، با حضرتِ مخدوم بیعت کرده[1]، حضرتِ مخدوم او را بسیار معززمی داشتند ـ اوقاتِ عزیزِ خود اکثر در صحبتِ ایشان گذرانید ـ عاقبت در موضعِ رپور زیرِ دامنه کوه منزوی شده، اکثر در استغراق می بود و در آنجا آسود ـ

باباعلی رینه ـ

برادرِ عینیه حضرتِ مخدوم است ـ اما شیخ داؤد خاکی نام او در کتابِ خود هیچ جا درج نکرده است ـ اما میر باباحیدر تولہ مولی در نسخهٔ هدایت المخلصین حالات او بمبالغهٔ تمام می نگارد ـ خلاصهٔ آں اینست که باباعلی برادرِ عینی حضرتِ محبوب العالم است ـ

---

[1] در نسخه (ی، م) گویند ـ

عرصۂ دوازده سال برای طلبِ مرشد در اطرافِ عالم سیر کرده، سه مرتبه به زیارتِ حرمین فایز گشت ۔

و در علوم فقه و حدیث کمالات حاصل کرده، شبے در عالمِ رؤیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت مخدوم [را] [1] در روضۂ مطهره یکجا دید۔ حضرتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم امر کرد حضرتِ مخدوم را که بابا علی برادرِ شما است۔ او را تربیت باید کرد۔ پس بابا علی طرف [1] کشمیر نهضت فرمود و حضرتِ مخدوم میر بابا حیدر و خواجہ اسحٰق قاری تا بیره پور او را پیشوا فرستاد۔ چوں بنظرِ انور فائض [2] گشت۔ به تربیت و تعلیمِ ایشان کمالاتِ راهِ معنوی حاصل نمود۔ عرصۂ یک سال بر بابِ عالی پاسبانی میکرد۔ بعدِ آں همراه حضرتِ شیخ داؤد خاکی در ملتان رفت و با اولیای کبار صحبت داشت و در طئ مکان عالیشان بود۔

می آرند که یکے از مریدانِ ایشان در پورب [3] رفته بود۔ ناگاه عیال او را خبرِ ارتحالِ او رسید۔ زوجۂ او مویه و موی کنان پیشِ بابا آمده التجا نمود۔ حضرتِ بابا زنِ مذکوره را گفت که ساعتے چشمانِ خود پوشیده دار و با شوهرِ خود ملاقات کن۔ آں عورت چوں چشمانِ خود بپوشید فی الحال در پورب رسید و مدت هفت شبانه روز مصاحبت و موانستِ شوهر بسر برد۔ آنگاه بفرمانِ بابا دیده برکشاد۔ از نیجا همگی ساعتے رفته بود فقط۔

مدعا که حضرتِ بابا از افرادِ وقت بود۔ در موضع تجر پرگنه زینه گیر آسوده۔ کتاب تذکرة العارفین از تصنیفاتِ اوست۔

---

[1] - در نسخه دی / بطرف [2] - بمعنی مستفیض۔
[3] - لفظ هندی بمعنی شرقی هند۔

خواجه میرم

تاجرے مالدار و نامدار بود۔ بتوفیق ازلی در پیش حضرت محبوب العالم شرفِ انابت حاصل کرده بتعلیم اذکار و اوراد فائز گشت۔

روز دوم حضرت شیخ را در خانۂ خود دعوت کرد۔ گویند حضرت شیخ باسی و نه کس از ابدالانِ وقت بدعوتِ او نهضت فرمود۔ چوں سماط گسترد ندو دوکس[۱] را طعام بخش کردند۔ پسانه کس را یک طبق تنها پیش نهادند۔ حضرت شیخ خواجه میرم را فرمود که شما همراه او بخورید۔ پس خواجه میرم شریکِ او شده، ۔ فی الحال بنظرِ عنایتِ ایشان در زمرۂ ابدالان داخل گشت و بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ کتابِ تذکرۃ المرشدین در حالاتِ حضرت مخدوم از تصنیفات اوست۔ در نظم و نثر دستے عجیب داشت سی غزل او مشهور۔ فقط۔

مولوی فیروز ثانی۔

از مریدانِ حضرت محبوب العالم است۔ همیشه در سکر و مستی مستغرق می بود۔ گویند برامردے دلربا شیفته گشت۔ ناگاه امرد مذکور را زنیش افعی هیجان شد مولوی دهانِ خود بر محل لدغ او نهاده زهرش مکید و امرد زنده گردید و مولانا بجدت سمِ افعی از جان درگذشت۔ آں معشوق چوں حالِ عاشق بدینسان واژگونه دید زارزار نالید و دلدادۂ خود [را] در برگرفته ایں رباعی بطورِ نوحه می خواند۔

آناں که ز زهرِ عشق بخوردند و مرده اند در تیغِ عشق سرِ خود را سپرده اند
زاں زهرِ عشق و شوقِ شرابِ لقاے دوست جانِ ابد چو خضر بیک لحظ برده اند

---

[۱] ۔ در نسخه (ی) دو دوکس را۔

مولوی بشنیدنِ آوازِ معشوق فی الحال زنده شده به رقص آمد۔ مدعا که مولانا فیروز تا که زنده بود اوقاتِ خود در وجد و حال و درد و سوز بسر نمود۔

صوفی اللہ داد۔

خادمِ خاصِ حضرتِ سلطان العارفین صاحبِ مشقت و ریاضت بود۔ اسپِ آنجناب که جود رنام داشت خدمت می کرد و همواره فتراک گرفته، هم رکاب کوکبهٔ عالی می بود۔

می آرند که جودر بنظر کیمیا اثر حضرتِ مخدوم کمالاتِ انسانی حاصل کرده بود و باجسام مکتسبی[1] هر جا می رسید۔ بعضے اوقات برای ضیافتِ مهمانان او را ذبح کرده می خوردند و در میان اصطبل همچنان موجود می بود۔ گاه اوقات حضرتِ پیر او را می فروختند۔ همیشه نزد مشتری موجود می بود و از طویله غائب نمی شد۔ اکثر اوقات حضرتِ مخدوم میانِ کشتی با طراف می رفت و جودر بهر جا سرِ مشرب حاضر می بود۔

گویند حیواناتِ دیگر را جودر تربیت می کرد و بدرجه ولایت می رسانید۔

بیت :-

آنانکه چشمِ مست بصد حیله واکنند
سگ را ولی کنند و مگس را هما کنند

مدعا که صوفی اللہ داد سرمستِ بادهٔ الست بود۔ سکر و مستی غالب داشت۔

می آرند که بر سوداگر زادهٔ رعنا عاشق و شیدا شده در لیل و نهار بدیدار نور بار یار غمگسار محو و مشتاق می بود۔ سوداگر چون حالِ پسر بنوع دیگر دید و از بدنامی ترسید فی الحال فرزند خود به تجارت هند فرستاد و در انجا در ربح تجارتش دو چند افزونی یافت۔

---

[1] در نسخه (ب) بجسم مکتسبی۔

چوں سوداگر از ترقی زر خبر شنید۔ ازیں طرف مال ومنال دیگر فرستاد و پسر خود را بخوف بدنامی بایں طرف آمدن نداد۔

گویند مالِ مذکور او دراثنای راه غرق دریا شد۔ سوداگر بشنیدن این خبر ابتر گشته نزد دیوانه گذر کرد۔ وے گفت ہرگاه فرزند خود را بایں طرف نمی آری از زندگانی خود توقع نگذاری پس بفرمانِ پدر پسر از ہند آمده در کشمیر رسید۔ چوں صوفی الله داد دلدار خود را بدید و در بر کشید۔

گویند پسر از بغل او غائب شد۔ پدرش شور بر داشت۔ بعد ساعتے پسر بوجود آمده، صوفی از نظر غائب شد۔ ہمچنیں گاہے معشوق در وجود عاشق گم می شد و گاہے عاشق در وجود معشوق غائب می گشت۔ چوں سوداگر ایں حال معائنه کرد۔ فی الحال ترکِ دنیا ساخته بتربیت صوفی الله داد صوفی کامل شد و نیز پسرش بدرجۂ ولایت رسید۔

مولانا صوفی علی۔

از خدام کرام حضرتِ محبوب العالم است که در علوم غریبه و فنونِ عجیبه دستے داشت۔ چوں بنظرِ محبوب العالم فائز شد، بگفتۂ آنجناب مال و دولت و خانمانِ خود بباد داد۔ مدتے در مطبخ دیگ شوئی می کرد، تاکه علومِ صوری از خاطرِ او تمام محو شده بشرفِ انابت مشرف گشت و بزورِ مجاہده درجۂ مشاہده حاصل نمود۔ پس به طےِ مکان در اطراف ربع مسکون سیر می کرد و از بلاد و امصار بعیده برائے مرشدِ بزرگوار تحفه ہامی آورد۔

وقتے که در مطبخ طعام کم تر می بود۔ بسم الله کرده درمیانِ دیگ دست می

انداخت و برای صد ها مہمان ازان دیگ طعام می کشید و گاہے مصالح طعام موجود نے بود۔ وے بسم اللہ گفتہ از دیگ ہر چہ می خواست می کشید۔ مدۃ العمر در خدمت آنجناب بسر برد۔ چوں رحلت نمود[لہ] ـــ

میاں یوسف ـــ

از مریدانِ محبوب العالم مردے مکرم و مرتاض وافخم بود۔ زندگانی در خدمت آنجناب بسر نمود ـــ

میاں غریب ـ

از خدام کرامِ آنجناب کاملِ وفاضل وروشندل بود۔

میاں علی ـ

نیز از خدمت گذارانِ حضرتِ محبوب العالم مکرم و معظم و در ورع وتقویٰ افخم ـــ

مولوی جعفر ـ

از مریدانِ حضرتِ مخدوم است۔ در علوم صوری و معنوی کامل وعامل بود و خرقِ عادات وکمالاتِ او ازحدّ افزون است۔ کتابِ رموز الطالبین از تصنیفاتِ اوست ـ

گویند در فصلِ نہم ایں کتاب شنیدنِ ساز و سرود و دیدن حسن و صورت خوب بدلائل شرعیہ مباح کردہ بود۔ چوں کتابِ مذکور بنظر حضور گذرانید حضرتِ مخدوم فصلِ نہم محو کنانید و فرمود کہ در آخر زمان ایں چنین سخنان مشکل خواہند شد ـ

لہ ـ درنسخہ (ی) " چوں رحلت نمود" مرقوم نیست ـ

ملّا عبدالغنی

عالم و فاضل و کامل از مریدانِ حضرتِ مخدوم بود عمر خود در مجاہدہ بسر نمود۔

شیخ محمد شافی

از فرقۂ اغنیا افسر لشکر شاہی بود۔ یازدہ ہزار خروار جاگیر داشت۔ بتوفیقِ ازلی ترکِ دنیا کردہ۔ در خدمتِ حضرتِ مخدوم شرفِ انابت حاصل نمود و بریاضت و مجاہدت پرداخت۔ تاکہ بدرجۂ والا اعتلا نمود۔

خواجہ عبدالحقّ سمرقندی۔

بطلب مرشد اطراف عالم را سیر کردہ در کشمیر رسید و در خدمتِ حضرتِ محبوب العالم مرید شدہ کمالاتِ طریق طریقت [را] حاصل نمود۔

بہادر شیخ و زینی ریشی۔

ہر دو در کوہستان مدّت بیست سال عبادت می کردند و حجاب ایشان اصلا نمی شد۔ روزے حضرتِ مخدوم بطیّ مکان در آنجا رسیدہ، ایشان را بشہر آوردند و گوشت اسپ بر سفرۂ خود با آنہا خوردن دادند۔ فی الحال بادراک عالم لاہوت فائز شدند۔ بہادر شیخ در ہاروَن مدفون است و زینی ریشی بہ ہند رفت۔

ہادی شیخ۔

بطلب مرشد در کعبہ منتظر می بود از غیب آوازے شنید کہ شیخ حمزہ مخدوم مرشد تو در کشمیر است۔ پس بجانب کشمیر متوجہ شدہ در اثنای راہ ہر روز شخصے تفقّد احوالِ او می کرد۔ چون بکشمیر رسید حضرتِ مخدوم بشناخت و گفت ہمین بزرگوار ہر روز تفقّد احوالِ من می فرمود۔ پس بہ تربیّت ایشان

کشفِ کونیہ حاصل کرد۔

ملک ریگی ڈار۔

از احفادِ سیف ڈار رئیس نامدار وصاحبِ کار شہریار بود۔ بتوفیق ازلی وارادۂ جبلی با حضرتِ محبوب العالم دستِ بیعت دادہ، بزورِ مجاہدہ، سیر ملکوت حاصل نمودہ بمرتبہ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ ہمیشہ دل بایار ودست درکار می داشت اشغالِ دنیوی سدِّ راہِ باطنی او نمی شد۔ آخرہا بسببِ فسادِ شیعہ ترکِ حکومت کردہ، در خانقاہِ خود عزلت پذیرفت۔ درجود وسخا فردِ یکتا بود۔ چون رحلت نمود در محلہ سورہ میان بتخانہ پرورسین آسود۔

نوروز ماگری۔

رئیسِ نامدار بود۔ بہ تربیتِ حضرتِ محبوب العالم ترکِ دنیا کردہ کشفِ کونیہ حاصل نمود مدّعا کہ مریدانِ حضرتِ محبوب العالم چہ در کشمیر وچہ در اطرافِ دیگر بے شمار اند وایرادِ حالاتِ ہر یک دشوار۔ از انجملہ است عارفِ برجستہ احوال خواجہ مہدی پال، صاحبِ درد وسوز خواجہ نوروز، مرتاض ومحتاط وراست قول خواجہ محمد شریف وخواجہ اشرف کول، عالی قدر وروشن ضمیر ملک پنجی بہیر فاضل ومحتاط ومتقی خواجہ علی وانتجی، پرہیزگار ونیکخو خواجہ ابوالفتح وخواجہ اسماعیل کانجو، مطلع انوار ومخزنِ اسرار خواجہ کاجی دار ویوسف دار، ستودہ، صفات خواجہ موسیٰ وخواجہ علی نانت، فرخندہ سیر خواجہ حیدر، مقربِ بارگاہِ ودود خواجہ قاسم سود، زبدۂ اربابِ کرام خواجہ غلام، رہبرِ راہِ مستقیم عبدالکریم وعبدالحکیم، صافِ باطن ونیک خو عبدالرحیم شالہ گلو،

عارفِ مست و مخمور خواجہ عبدالصبور، ہادی راہِ تحقیق نور محمد رفیق، زبدۂ اربابِ حال خواجہ حسن و خواجہ کمال، مرشدِ ارشد خواجہ محمد محہ مان سراپردۂ یکتائی خواجہ نور محمد و خواجہ کمال اشاہی، عارفِ معارفِ سرمدی خواجہ حسن و خواجہ عبدالرحیم بانڈی، عالم عاملِ و نیک خو خواجہ عبدالکریم و خواجہ غریب شاہو، واقفِ اسرار مرزا بیگ منصبدار، مقبول حی لایموت میان حمید راجپوت نیک سیرت و فرخندہ خو قاضی ابراہیم و قاضی موسیٰ نادچو، زبدۂ اربابِ حال خواجہ علی کاوسو و خواجہ فرید نوشہری و محمد قاسم مجنون و خواجہ محمد ہاشم ٹوپیگر، و محمد محسن گنائی، و خواجہ عطار گنائی، و حاجی گنائی و خواجہ شریف گنائی و عبدالرحیم نادچو و محمد افضل چھٹو و محمد امین کلو و غیرہم، ہر ہمہ از اہلِ صفا و مرشدِ راہ خداست رحمۃ اللہ علیہم رحمۃً واسعۃً۔

خواجہ شہاب الدین۔

از مریدانِ حضرتِ مخدوم بود۔ عمر خود در خلوت و انزوا بسر برد۔ شانے عجیب داشت۔

عبدالرزاق پال۔

از تربیت یافتگان حضرتِ شیخ حمزہ مخدوم صاحبِ ریاضت و خوارق بود۔

نور محمد گافی

از خلفای حضرتِ سلطان حافظ قرآن و سیف خوان بود۔ در مجاہدہ و ریاضت از اقرانِ دوران سبقت ربود۔ چون رحلت نمود در ملہ کوہ آسود۔

پنجم نانته

از مریدانِ حضرتِ محبوبُ العالم صاحبِ ریاضت و مکرم بود۔ در صحن آستانہ آسودہ۔

حافظ عبداللہ۔

از مریدانِ حضرتِ محبوبُ العالم است۔ در ورع و تقویٰ و ریاضت و عبادت شانے عالی داشت روزے نابینائے در پیش او آمدہ استدعای بینائی نمود۔ ایشان فرمودند کہ برو از دریا برائے ما آب بیار اعمیٰ در رفتن تعلّل نمود و ایشان گفتند کہ تو آب نیاوردی۔ شائد کہ زود بینا می شدی۔ حالا بخلوت نشین۔ اعمیٰ بامرِ ایشان چند روز خلوت نشست و بفضل او تعالیٰ بینا شد۔

شیخ معمر

از خلفای حضرتِ مخدوم است۔ صاحبِ ذوق و شوق بود۔ در کتمان حال بسیار می کوشید و از مردم وحشت می کرد و با ہیچ کسے ملتفت نمی شد۔ فقط۔

شیخ یعقوب

از تربیت یافتگان حضرتِ سلطان بود۔ وجد و حال غالب داشت۔ و بر وقتِ سماع بر ہر کہ نظر می کرد آشفتہ و شیدا می گشت۔ عمر خود در سیاحتِ اطراف گذرانید۔ عشقِ مجازی غالب داشت۔ ہر جا کہ پسرے یا زنے خوبرو می دید آشفتہ و دیوانہ می شد۔ فقط۔ ؞

میره بی بی۔

عارفهٔ کامله از مریدان حضرت محبوب العالم بود۔ عمر خود در خلوت وانزوا بسر برد۔ از ریسیدن تار سوت قوت می کرد۔ اکثر اوقات در استغراق می بود۔ غیر محرم را روی خود نشان نه می داد۔ شبان گاه وحوش و درنده انیس او می بودند۔ در موضع گامرو پرگنهٔ کوپهامه آسوده۔

شیخ بابا والی۔

مصدر حالات عالی و مظهر کمالات متلالی مرید حضرت مخدوم اعلم شیخ حسین خوارزمی بود۔ و تکمیل ارشاد از شیخ محمد شریف حسین حاصل نمود۔ بارها باتفاق شیخ خلیل الله بدخشانی به جهاد می رفت و با کافران غزا می کرد۔

بعد سیاحت بعضے اطراف در سنه ۹۹۹ه[۱] به سیر کشمیر آمده، درینجا بظهور کمالات عجیبه و حالات غریبه مرجع مردم شد۔ اکثر اوقات در استغراق می بود۔ حتیٰ که در اوقات صلوٰة خمسه بلکه در ارکان نماز هم بتحریک دیگرے خبردار می شد۔ باوجود احتجاب استغراق جمعے کثیر از فیوض باطنی او فائز گشت و اولیای کبار را تربیت نمود و ارشاد طریقهٔ کبرویه هر کس را عطا فرمود۔ چنانچه حضرت خواجه محمد باقی سرهندی، بتقریب رفاقت امیر الامرا شیخ فرید بخاری همدران ایام وارد این دیار شده بود۔ تا مدت دو سال از خدمت حضرت شیخ اکتساب فیوض معنوی نموده ارشاد حاصل فرمود۔ هنگام هنگامهٔ میرزا یادگار که میان اعیان کشمیر و کسان اکبر شاه نفاق افتاده شعلهٔ فساد و عناد آن سر بفلک کشید۔ جناب شیخ خود متوجه شده رفع نزاع کردند۔

۱ـ برابر ۱۵۹۰-۹۱ م ـ

و بہ باعثِ ہمان فتنہ بعضے اہلِ فساد شربتِ مسموم بہ شیخ رسانیدہ، ۱۵، ماہ صفر
سنہ ۱۰۰۱ھ[1] شہید ساختند. و در صحنِ خانقاہِ معلّی دفن کردند[2]. شیخ اکمل تاریخ است.
می آرند کہ یکے از پادشاہانِ وقت بقصدِ امتحانِ ایشان زندہ را درمیانِ
تابوت مردہ قرار دادہ، حضرتِ شیخ را تکلیفِ جنازہ او نمودند، حضرتِ شیخ اجازتِ
جنازہ او تنکرار بسیار خواستہ، او را چہار تکبیر خواندند. چون در تابوت دیدند آن
زندہ درمیان نعش مردہ بود. مصرعہ :۔ ہست قہرِ اولیا قہرِ خدا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرتِ شیخ یعقوب صرفی قدس سرہٗ

از قبیلۂ عاصمی فرزند شیخ حسن گنائی است کہ از نجبای دہر و اکابر شہر
بود. ولادت آنجناب در سنہ ۹۲۸ھ[3] مشہور است. در خوردی آثارِ فطانت و بزرگی
از ناصیۂ او لایح بود و در سنِ ہفت سالگی حفظ قرآن نمود و در خدمتِ مولانا محمد آنی
کہ شاگردِ حضرتِ جامی بود، استفادۂ علوم فرمود و از ایشان ملقب بجامی ثانی شد.
پس در خدمتِ ملا بصیر کمالاتِ علوم غریبہ و فنونِ عجیبہ حاصل کرد.
روزے بغیر امرِ پدر با جمعے از یاران بسیر دہ رفت و درانجا عملے نامشروع
از ایشان سرزد چون والد او از فعلِ نامشروعِ فرزندِ خود اطلاع یافت فی الفوربہ
زجر و توبیخ از دہ طلبانید ۔:۔
روزِ دیگر در عینِ جماعتِ نمازِ فجر حضرتِ ایشان نعرہ برکشید و بیہوش افتاد

لہ ۔ برابر ۱۱ ۔ نومبر ۱۵۹۲ء م
ﺳﮧ ۲ ۔ در نسخہ (دی) ' مدفون شد' مرقوم است ۔
ﺳﮧ ۳ ۔ برابر ۲۲-۱۵۲۱ء مبلا دی ۔

مردمان دیدند که پای ایشان مجروح است و جامہ با خون آلود . چوں بعد
عصر بهوش آمد - حاضران احوالِ او پرسیدند و گفت چوں برکعتِ دوّم برخاستم
جنابِ امیر کبیر قدس سرّہ جلوہ گر شدہ سید خلیل محتسب را امر کردند که ایں
گرہ بزپای راپے بریدہ بکن تاکه بار دیگر نه گریزد - در زمان سید خلیل شمشیری بپای
من زدہ عرض نمود که بعد ازیں اصلاً از راہِ حق نتواند گریخت .:.
روزِ دیگر باز بے ہوش افتاد . بعد افاقت فرمود که من مرد پیرے سرخ
رو بلند قامت دیدم - فرمودند که منم شیخ حسین خوارزمی امر کرد مرا حضرتِ
امیر کبیر برای تربیت تو باید که خود را فی الفور نزدِ من در ماوراالنهر برسانی تاکه
ابوابِ فیض بر تو مفتوح دارم - فقط - .:.
بعد آں حضرتِ ایشان بقصدِ استخارہ در خانقاہِ معلّی خلوت نشست و
در انجا روحِ مبارکِ حضرتِ علی ثانی مکرر جلوہ گر شد - او را فرمودند که ای
فرزند ترا بمخدومِ اعلم سپردم - زود خود را پیش او برسان تاکه فیض بار او ارث
باشی - فی الحال عزمِ سفرِ خراسان مصمم کرد و ممانعتِ استاد و والدین او را مؤثر
نشد و در ہمانروز از راہِ بانہال بمرافقتِ چهار کس نهضت فرمودہ در اثنای
راہ عجایب و غرایب بسیار از آنجناب ظاہر شد - چوں به سمرقند رسید -
بیرونِ دروازہ شیخ حسین خوارزمی بنشست و در مجالستِ حضور اصلا جرأت نکرد -
آنجناب او را از دور دیدہ بحضور طلبیدند و نوازش ہای موفور مبذول فرمودند
و خلفای ہفتگانه که به ہفت در مقرر بودند و ہمیشه طالبانِ حق را بامر مرشد

سلّه - پائے سلّه بابے بعد
سلّه - در نسخه (ی) ، برزدہ ،
(۲) فی الحال

بزرگوار تربیت می کردند حاضر آمدند۔ حضرت مخدوم اعلم فرمودند کہ کار آں جوان بنوعِ دیگر است۔ ایں را بطورِ ما گذارید۔ انگاہ بعدِ حصولِ انابت داخذِ بیعت و تعلیم و تلقینِ علمِ معرفت مدتے بابتِ مطبخ از جنگل ہیزم می آورد و چند گاہ در موسمِ سرما پاک کردن متوضائی چلہ کشاں مامور شدہ، آخرہا در خدمتِ حضور شرفیابِ صحبت گشت۔ و در طیِ منازل و مقاماتِ سلوک دادِ ریاضت و مجاہدت دادہ منظورِ نظرِ عالی شد۔ رفتہ رفتہ بوفورِ الطاف و ودود خلعتِ ارشاد حاصل نمود و بنا بر رعایتِ فرقتِ والدین بجانبِ وطن رجعت فرمود، در اینجا ابوابِ ارشاد [را] مفتوح داشتہ جمعے کثیر از سالکین و طالبین باستفادہ فیوضِ صحبت و خدمتِ ایشان فائز گشت۔ بعدِ مدتے بخواہشِ حصولِ شرفِ قدمبوسی مرشدِ آفاق بجانبِ خراسان نہضت فرمود۔ از انجا خبر شنید کہ حضرتِ مخدومِ اعلم بطوافِ حرمین الشریفین متوجہ شدہ اند۔ حضرتِ ایشان ایں حرکت غنیمت دانستہ از راہِ بغداد بجانبِ حرمین نہضت کردند۔ و در اثنای راہ یکدو منزل آب نایاب بود۔ حضرتِ ایشان درمیانِ صحرا استادہ بدرگاہِ کبریا التجا کردند۔ فی الحال چشمۂ آبے بجوشید و قافلہ سیراب گردید و نیز روزے رفقاء بابتِ خرچ محتاج شدہ بودند۔ حضرتِ ایشان سنگے از راہ برداشتہ پارۂ طلا شد۔ فی الحال فروختہ صرف نمودند۔

مدعا کہ حضرتِ ایشاں را دریں سفر فتوحاتِ بسیار بصحبتِ ابرار حاصل گشت۔ از انجملہ مصافحۂ شیخ ابوسعید معمر حبشی بدو واسطہ و زیارتِ مشہدِ مقدس رضویہ و تحصیلِ سندِ احادیث بروایاتِ مختلفہ از خدمتِ زبدۃ المحدثین

شیخ ابن حجر مکی وغیره در حرمین ویافتن جبهٔ مبارک حضرت امام الائمة ابوحنیفه کوفی از بغداد وکلاه مبارک حضرت بایزید بسطامی قدس سره وعصای مبارک حضرت امام موسی علی رضا رضی الله عنه وصحبت شیخ سلیم چیستی[1] واجازت طریقهٔ ایشان وعطیات دیگر که تفصیل آن در کتب خلفای ایشان مشرح است.

بعون مکرمت الٰهی حاصل کرده بجانب کشمیر معاودت فرمود. در آن زمان بسبب استیلای چکان وفساد مذهب رافضیان مردم کشمیر نهایت پریشان شده بودند. حضرت در فکر تدارک آن افتاده بظاهر وباطن سعی بلیغ فرمودند وبرای استیصال این فرقهٔ شیعه بمرافقت شیخ بابا داود خاکی مع چند کس از اعیان این دیار بطرف هندوستان نهضت فرمودند وتصرف ملک کشمیر باکبر شاه بخشیدند. وافواج شاهی [را] همراه خود آوردند ودرینجا مردم کشمیر را از جنگ چکان رهایش[2] دادند[3]. آنگاه حضرت ایشان بعد رفع ودفع مخالفان واصلاح واطمینان مردمان این مکان باز بزیارت حرمین الشریفین نهضت فرمودند وبمقام دهلی با حضرت شیخ احمد سرهندی قدس سره ملاقات نمودند واو را اجازت احادیث وارشاد طریقهٔ علیهٔ کبرویه بخشیدند و خود در اندک زمانه از حرمین بازگشت تشریف آوردند. وکتب تفسیر وفقه وحدیث که درین شهر نبود همراه آوردند.

ودر حالات ایشان می آرند که آنجناب وقتی در سفر هند با شاهد پسرے، نظرے داشت. کسے او را استهزاء نمود که از حضرت ایشان اکتساب حرفهٔ کیمیاگری باید کرد. آن پسر در خدمت حضرت ایشان اظهار این معنی نمود. ایشان فرمودند که من

۱ـ مقصود "چشتی"   ۲ـ مقصود "رهائی"

۳: هم عصر مورخین ابو الفضل در اکبر نامه، طاهر مؤلف بهارستان شاهی، حیدر ملک چادوره [illegible]

کیمیا گری نمی دانم اما خاک را بنظر نیک طلا خواہم ساخت و در زمان لختۂ خاکی بدست گرفتند و طلا فرمودند۔ فقط۔

ہمچنیں در بلادِ ہند کسے گفت کہ در زمان پیشین بنظرِ اولیاء سنگ طلا می شُد۔ حضرتِ ایشان بالحاج یکے از دوستان بر سنگپارۂ نگاہ فرمودہ طلا شد۔ فقط۔

و نیز بعضے از رفقائی ایشان می آرند کہ وقتے در آگرہ بودیم دیدیم کہ آنحضرت را در خواب قیلولہ جنبشے عظیم واقع شد و بعد ساعتے جامۂ سفیدے بر بدنِ مبارک ایشان ظاہر گشت۔ چون ازآنحال باز آمدند فرمودند کہ حضرتِ رسالتمآبؐ و مخدومِ اعظم بر من جلوہ گر شدند و حضرتِ مخدوم بعرضِ عالی رسانید کہ ایں مریدِ صادق منست آنحضرت جامۂ مبارک خود بایشان داد کہ باین فرزند بدہ۔ فی الحال جامۂ مبارک پوشیدیم و بشارت ہا یافتم۔

گویند کہ آں جامہ تا حینِ حیات ایشان راموجود بود۔ بعدہ بخواجہ حبیب نوشہری بخشیدند و سے بخلیفہ خود زین الدین علی دار عطا فرمود شیخ عبدالوہاب نوری می فرماید کہ من آں جامۂ مبارک را زیارت کردہ ام۔ فقط۔

و آں جامۂ مقدس تا حال نزدِ احفادِ زین علی دار موجود است کہ بروز عرسِ ایشان مخلوق را نشان می دہند۔ فقط۔

روزے با جمعے از یارانِ خود قریبِ صدکس بزیارتِ در ویشے رفتند و درویش یک آثار طعام پیش آورد و حضرتِ ایشان بدستِ خود قسمت نمودہ ہمہ ہا سیر خوردند۔ فقط۔

مدعا کہ حضرتِ ایشان تا حینِ حیات مستعارہ در اشاعتِ امورِ شریعت و

نشر فیوضِ معرفت بسیار کوشید و بتاریخ دوازدہم ماہ ذیقعدہ ۱۰۰۳ھ[3] یکہزار و سہ رحلت فرمود و در محلہ زینہ کدل آسود "شیخ اہل مجد و فخر الانام" تاریخ است

تاریخ :- گفت حبی بسال تاریخش
پنج و ہفتاد سالہ آں شہ

ایضاً از مؤلف — تاریخ :-

شیخ یعقوب صرفی از دنیا — ارجعی خواند و رفت در مینو
سنہ وصل۹۲۸ و عمر و مولودش — کرد موزون حسن ز طبع نکو
شیخ حق زاد و کرد عمر عجب۷۵ — رحلتش "افضلِ انام" بگو۱۰۰۳ھ

طبعے موزون داشت۔ صرفی تخلص می کرد۔ تصانیفِ او بسیار است۔ از انجملہ تفسیر قرآن در غایت بسط و دقت بود با خیر نرسید و مسلک الاخیار و وامق عذرا و لیلی مجنون و مغاز النبی و مقامات مرشد کہ ہر پنج نسخہ مقابلِ خمسۂ ملا عبدالرحمن جامی است۔ و دیگر مناسکِ حج و شرح صحیح بخاری و حاشیہ توضیح و تلویح و تفسیر دو پارہ اخیر قرآن و روائح و شرح رباعیات و رسالہ اذکار و کنز الجواہر وغیرہ چہار رسالہ و دیوانی و قصاید و غزلیات دریں جزو زمان از ایشان یادگار است۔

رحمۃ اللہ علیہ

[1] برابر ۹۔ جولائی ۱۵۹۵ء (روز چہار شنبہ)۔
[2] ۹۲۸ھ ، ۱۵۲۱ء۔
[3] ۱۰۰۳ھ ، ۱۵۹۴-۹۵ء۔

شیخ محمّد۔

برادر عینی حضرتِ ایشان است و در عنفوان جوانی بتعلیم و تربیّت حضرتِ ایشان کمالاتِ معنوی و صوری و خطِ ارشاد حاصل فرمود۔

و بعدِ انتقالِ حضرتِ ایشان جانشینِ او شده، خلق خدا را راهِ سعادت بنمود۔ چوں رحلت فرمود در خطیرۂ مرشدِ بزرگوار آسود۔

میر محمّد خلیفہ۔

از خلفای برجستہ شیخ یعقوب صرفی است۔ پدر وے یوسف میر وزیر یعقوب خان چک شیعۂ شنیعہ بود۔

می آرند کہ چوں مردمِ شیعۂ غلبہ کردند و علماء و امرائے اہلِ سنّت بانواع عقوبت رنجانیدند۔ چنانچہ اکثرے از اعیانِ کرام و علماءِ فخام ازیں مقام ہجرت کردند۔

روزے یعقوب خان بہ یوسف میر گفت کہ تدارکِ رؤسای اہلِ سنّت چگونہ می توانیم کرد۔ وے گفت کہ پسرم محمّد میر نہایت دلاور و جبّار است۔ از دست او کار شیخ یعقوب صرفی بانصرام خواہد رسید۔ پس از دیگر اعیان ہیچ اندیشہ نیست۔ موجبِ آں یعقوب خان محمّد میر را وعدۂ تزاید منصب نمودہ بر قتلِ حضرتِ ایشان مأمور ساخت۔ چوں میر محمد بر موقع رسید حضرتِ ایشان از مراقبہ سر بر داشتہ بروے نظر کردند۔ فی الحال دست و پایِ او بلرزید و بیہوش افتاد و بعدِ ساعتے چوں بہوش باز آمد، دست و پایِ ایشان را بوسید و بیعت کرد و تمامی مال و دولتِ خود وقفِ محتاجان ساخت و ملقب بخلیفہ شد۔ پس مردمِ شیعہ در ایذای او بسیار۔

کوشیدند۔ بنابران ہجرت کردہ در خانۂ میر حمزۂ کریری کہ از مریدان حضرت ایشان بود۔
چند گاہ مخفی نشست و در اوایلِ سلوک بخوفِ غلبۂ خواب بر سرِ ستونے تمام شب
در ورزش[۱] بسر می برد۔ و در زمستان و تابستان غیر از یک کرتہ کرپاس در بر نمی داشت
وقتیکہ حضرت ایشان بزیارتِ مرشدِ بزرگوار در خراسان نہضت فرمودند
میر محمد را خلعت ارشاد در بر کردہ بر مسندِ خلافت جلوس دادند۔ پس خلیفہ در خانقاہ
پل در گجن بر مسندِ ارشاد نشستہ خلقِ خدای را راہِ ہدایت می نمود۔ و بعد چندے بشہر
آمدہ، در محلہ ملارٹہ سکونت ورزید۔ اتفاقاً سلطان ابدال برادر سلطان حسین
والی پکھلی مریدِ ایشان شدہ بابت آمدن [بہ] پکھلی التماس نمود۔ و خلیفہ مولانا
شریف خادم و میر باقر و میر حمزہ کریری را بخلافتِ خود ہمراہ سلطان ابدال در پکھلی
فرستادند۔ و بعد آں سلطان بابتِ قدومِ میمنت لزومِ خود ایشان را از حد ابرام نمود۔
موجب آں خلیفہ بطرفِ پکھلی نہضت فرمود۔ سلطان مرتب خدماتِ ایشان بجا
آوردہ، خانقاہے برای خدامِ آنجناب بنا فرمود۔ پس حضرت خلیفہ مدۃ العمر
خود درانجا بسر بردہ جمعے کثیر بحسنِ تربیتِ آنجناب بمقامِ تکمیل رسیدند و خلاع
خلافت پوشیدند و بتاریخ ۱۴ ماہ محرم الحرام سنہ ۱۰۱۵[۲] یک ہزار پانزدہ، شربتِ
کل نفس ذائقۃ الموت نوشیدہ در دیار پکھلی[عہ] آسود ۔

حضرت خواجہ طاہر رفیق ۔

از قبیلۂ اشایہ بہت اوّل اویسی بود۔ عرصہ دوازدہ سال بردکانِ

---

۱ — در ورزش فکر ـ (نسخہ ی)
۲ — برابر روز جمعہ، ۲۰ مئی ۱۶۰۶ م   عہ = پکھلی

بزازی می نشست ومالِ بزازی کمتر می فروخت۔ چوں پدرش دیگ ہا[1] از زرپر کرده بود۔ وباحضرتِ خضر علیہ السلام اکثر صحبت می داشت۔ آخر ہا والدِ ماجدِ ایشان خواجہ ابراہیم اشائی برای تجارت در لاہور رفت۔

وہم دراں ایام شیخ عبدالشکور کہ از احفادِ مخدوم بہاء الدین زکریای ملتانی بود، دربلدہ لاہور تشریف فرمودہ وولولہ ولایتِ او در شہر افتاد۔ خواجہ ابراہیم بملازمتِ آنجناب کامیاب شدہ باجمیع اصحابِ ایشان را درخانۂ خود دعوت فرمود۔ چوں حضرتِ شیخ درخانۂ او رفتند درانجا بر موقع تناولِ ضیافت۔ چیزے عجیب وغریب بطورِ تحفہ ایشانرا پیش آوردند کہ باعثِ تفریح وتشریحِ خاطرِ مبارکِ ایشان شد۔

فرمودند ای خواجہ از ما چیزے بخواہ۔ گفت دخترے دارم در کشمیر وے بیمار است درحقِ وے دعای خیرے فرمایند۔ ایشان درحقِ وے دعا کردند۔ وفرمودند کہ اینچہ کارِ دشوار بود؟ بہتر ازیں چیزے از ما بخواہ۔ گفت ہرچہ کہ عنایت شود۔ فرمودند چند پسر داری؟ گفت دو پسر۔ ایشان فرمودند آنکہ خواجہ طاہر است من اورا خلیفہ خود گردانم۔ گفت وے در کشمیر است۔ شیخ تبسّم کرد وصورتِ خواجہ طاہر بوے بنمود۔ پس خطِ ارشاد معہ اسناد وتعلیم آدابِ نشستن و احکاماتِ طریقت وآدابِ خلوت واجازتِ اخذِ بیعت املا کردہ بخواجہ ابراہیم تفویض نمود وفاتحہ خواند وسبحہ وخرقۂ خود باو عطا فرمود وگفت من درمہماتِ او ہر وقت حاضر باشم انگاہ خواجہ طاہر بوصولِ اینچنین عطیۂ غیبی بمرتبۂ اعلی ارتقا۔

---

[1] لفظ ہندی۔ بمعنی ظروف سفالین۔

یافت واز پایۂ مجاہدہ بدرجۂ مشاہدہ بشتافت ۔

فرد :۔ این دولت عشق سرسری نیست ۔ دادند بہر کہ داوری نیست

بعدازان حضرتِ خواجہ بدستورِ سابق بردوکانِ بزازی می نشست ۔ روزے حضرتِ خضر علیہ السلام بوے اشارہ کرد کہ شر البقاع اسواقھا[1] ۔ موجبِ آن حضرتِ خواجہ ترکِ دوکانِ بزازی فرمود ۔

بعدازین اززراعتِ خود کہ در موضع وانی گام مقرر داشت قوت می کرد و باحضرتِ مخدوم و شیخ یعقوب صرفی و میر بابا وانی و بابا ہردی ریشی صحبت می داشت در سلسلۂ سہروردی و نقشبندی و کبروی و قادری ممتاز بود ۔

حضرت سلطان العارفین فرمود کہ خواجہ طاہر بقال[2] بود سرمایۂ خزینہ نگہداشت و من زمیندار[3] بودم و خرج کردم ۔ حضرتِ خواجہ فرمود کہ مرا بخشش از درگاہ عطا کردند نگاہ کردم[4] ۔ حضرتِ مخدوم آنرا تجارت نمود و افزود حضرتِ مخدوم فرمود کہ من و او[5] خدمت برابر کردیم ۔ مرا ہمگی مزد خدمت دادند و اورا مزد خدمت و انعام بخشیدند ۔ فقط ۔

وبقول بعضے حضرتِ خواجہ چند گاہ ابوالوقت بود ۔ فقط ۔

روزے یعقوب خان چک در خدمتِ ایشان آمدہ در اثناء راہ غلام را گفت

---

۱ ۔ "یعنی بدترین جاہا بازار است" ۔

۲ ۔ " تاجر " (نسخہ ی) ۔

۳ ۔ مقصود " زارع " ۔

۴ ۔ یعنی محفوظ داشتم ۔

۵ ۔ باید " بہ او " ۔

که وقتیکه من اشاره می کنم تو حضرت خواجه را قتل بکن۔ چوں یعقوب خان در خدمت ایشان در آمد آنجناب چند بیضهٔ ماکیاں [را] درمیانِ جام پیش او نهادند۔ وے بیضهٔ با معه قشر بخورد۔ و از مجلس رخصت خواست۔ چوں بیروں آمد غلام را گفت که شیرے نزد ایشان کشاده دہان دیدم ترسیدم۔ فقط۔

روزے امام مسجد ملک مسعود ایشاں را از تنگدستی خود عرض کرد۔ ایشان گفتند که خواب ہای مردم را تعبیر بگو۔ وے فتوح بسیار یافت فقط۔

روزے امام مسجد اشائی بقصد امتحان ایشان[1] را عرض کرد که مرا چیزے عطا فرمایند که ازاں مرده زنده شود حضرت خواجه یک خس بوریا وے بخشیدند۔ وے مسخر دانسته درمیان دستار نهاده در بر سر راه عصفورے مرده دید و خس بوریا بروے نهاد۔ وے زنده شده خس بوریا [را] به منقار برداشته پریده[2] رفت۔ فقط۔

می آرند که مخلصے از عسرت احوالش گله کرد و ایشان فرمودند که بوقتِ شام درمیانِ سجده یک اشرفی هر روز ترا زیر پیشانی پیدا شود۔ آنرا مصرف عیالِ خود بکن و ذخیره فردا مگذار۔ و آن شخص تا مدتِ مدید هر روز بلا ناغه آن اشرفی [را] زیر پیشانی می یافت۔ [بعد] روزے چند چمن زمین زعفران آن[3] پانپور خرید کرد۔ و آن اشرفی موقوف شد فقط۔

وقتیکه حکامِ شیعه در کشمیر لوای تعصب افراشتند و اکثر از علماء و فضلای این دیار باطراف ہجرت کردند۔ حضرت خواجه ہم مدت سه سال در اطراف کوہستان مراج

[1] بایدبود "بایشان"۔
[2] بایدبود "پرید"۔ [3] بایدبود "در"۔

بانزواگذرانیدند ومردم بسیارے ازآن ناحیہ مرید ومنقاد آنجناب شدند۔
ازانجملہ مدتے در موضع لورہ گام وموضع کولے وموضع میر در پرگنۂ اولر گذرانیدند۔
انگاہ در موضع سامورن[1] پرگنۂ کوٹہار مدتے بسر بردند۔ آخرالامر باتفاق شیخ
یعقوب صرفی و شیخ بابا داؤد خاکی در پرگنۂ شاہ آباد رسیدند و در خانۂ آدر
سہہ کہ رئیس آنسواد بود چندے آسودند وآدر سہہ را بتوجہات فراوان مسلمان
کردند۔ ازانجا شیخ یعقوب صرفی و شیخ داؤد خاکی وغیرہ چندکس از روسای این دیار
رخت سفر بربستہ، بہ ہندوستان رفتند وافواج اکبر شاہ [را] ہمراہ آوردہ ملک
کشمیر از تصرف شیعہ ہا بدر کشیدند۔[عہ] فقط۔

می آرند کہ ہنگام ہجرت چوں در پرگنۂ اولر رسیدند تنہا بودند وزیر غار[2] بنی
چہل شبانروز معتکف شدند۔ پیر مردے روشن ضمیر از دور لمعات نور بر پشتۂ درخشان
دیدہ ودویدہ درانجا رسیدہ وآنجناب را بخانۂ خود آوردہ سہ شش ماہ در خانۂ اش
گذرانیدند۔

روزے برلب جو طہارت می فرمودند۔ چوب بے نیم سوختہ از آب برداشتند
وبالتماس آں مرد درویش بر زمین نہال کردند۔ چنارے بلند روئید کہ تا حال در
آنجا سرسبز وبالیدہ است۔

می آرند کہ بعد رفع ودفع غلبۂ شیعہ ہا آنجناب بجانب شہر رجعت
فرمودہ، در محلۂ فتحکدل متوطن شدند۔ وبافادہ وافاضۂ خلق مشغول گشتند و

[1] اکنوں سابرن در پرگنۂ کوٹہار +
[2] غار بنی - [illegible] -

عہ : ملاحظہ کنید نوٹ نمبر ۳ در ذکر شیخ یعقوب صرفی۔ (جی آنہ)

در ۹۹۹ھ خانقاہے بنا فرمودند و لنگر جاری داشتند[1] غرہ ماہ ذوالحجہ ۱۰۰۱ھ[2]
رحلت فرمودند۔ شیخ الاولیا بود و شیخ کامل تاریخ است۔ مقبرۂ آنجناب در محلۂ فتح
کدل مشہور۔

شیخ اسماعیل قادری۔

مرید سید عبدالخالق قادری بود کہ از ولایت بطور سیاحت آمدہ۔ شیخ اسماعیل را تربیت نمود و خرقہ و عصا و کلاہ داد و بشغول اشتغال باطن فرمود و در شہر خود آوردہ باز گشت بوطن رفت و شیخ اسماعیل بریاضات شاقہ مشغول گشتہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود۔ آخر عمر بسبب قحط چند گاہ در قصبۂ سوپور گذرانید۔ و از آنجا در قصبۂ بارہ مولہ رفتہ چند گاہ در انجا بعزلت روز و شب بسر بردہ و در آنجا خواجہ قاسم زرگر را تصرف نمود۔ بواسطۂ او در شہر آمدہ مدت شش سال در خانۂ او گذرانید و بعد آن مدت سہ سال در خانۂ صدرالدین پرچ بسر بردہ۔ با حضرت محبوب العالم و شیخ داود خاکی صحبت داشت۔ چنانچہ حضرت محبوب العالم از علو حالات او اخبارہا کردند۔ در ۱۰۲۷ھ[3] رحلت نمودہ در مزار خواجہ صدالدین متصل مقبرۂ حضرت بابا حاجی ادہم مدفون است۔

شیخ شہاب الدین سندی

در عہد سلطان حسن شاہ از سند آمدہ در کشمیر توقف نمود و از ارباب صفا بود۔ در نواکدل آسودہ۔ این رباعی در تعریف کشمیر گفتہ است۔

[1] باید بود "کردند" [2] برابر ۱۹۔ اگست ۱۵۹۳ء
[3] برابر ۱۸۔ ۱۶۱۷ء

رُباعی :-

له
کانت امکنۃ الجنان اجناسا ۔ فانقسمت فی ھی المومنین
قد کتبت الملئکۃ علی بابہا من دخلہ کان من الآمنین

ملا حسن غزنوی :-

از مریدانِ بابا حاجی ادہم بود۔ حالات وکمالات عالیات داشت۔ در مقبرہ مرشد مدفونست ۔

شیخ بایزید :-

از اربابِ صفا مرید بابا فتح اللہ ثانی بود۔ در خلاص پورہ آسود۔

مولانا احمد کاتب :-

بطلبِ مرشد بینا سیر دنیا کردہ بخدمت مولانا کمال الدین محمود رومی ارادت آوردہ صاحبِ ریاضات وکمالات بود۔ تصانیف او در نظم ونثر بسیار است۔ قریبِ مقبرہ بادی شاہ مدفون ۔

حاجی احمد قاری :-

خلف وخلیفۂ مخدوم عباس ملتانی، حافظِ کلامِ ربانی در حقیقت ومعرفت فانی ودر علومِ صوری ومعنوی فردِ لاثانی وبواسطۂ آبائی خود مرید مخدوم بہاء الدین زکریای ملتانی بودہ، در خداداتی وصفائی روحانی شانے عظیم داشت۔

له - گویا کہ کشمیر برائے باشندگانِ کشمیر گلزار ، وبرائے مومنین جنت است ۔ وبر دروازہ آنہا نگاشتہ شدہ است کہ ہر کہ درآں آمد از امن رسیدگانست ۔

گویند در ریعانِ جوانی بطلبِ مولیٰ بکمالِ احتراق و اشتیاق سفرہا نمود و در هر دیار با اولیای کبار صحبت ہا فرمود۔ چون مَنجلِ دل را بصَیقل ریاضت و صحبتِ اہلِ معرفت روشنی بخشید۔ دامنِ خاطر از ماسوی برچیده تارکِ دنیا گردید و ہمیشه گلیم سیاہی دربر میکشید۔ که اطراف آں از خارہا بر دوشِ خود مضبوط می داشت۔ عاقبة الامر متاہل شده چندے در صوبه لاہور اقامت فرمود و دراںجا از خدمتِ شیخ محمد ماہ۔ روشن بکمالِ فصاحت و بلاغت علمِ قرأت بروایاتِ مختلفه آموخت و شمعِ خاطر احباب ازیں ضیای کمیاب در ہر جا افروخت۔

وقتیکه شیخ داؤد خاکی بعد زیارتِ مقابرِ پیرانِ طریقت در لاہور رسید و دراںجا به مصاحبتِ وافر النور مخدوم احمد قاری مسرور شده باہمدیگر عقدِ موانست و مباسطت بستند، بنابراں مخدوم احمد بالحاح و ابرامِ آں زبدۂ کرام بایں دیار ہشت آسام، رویِ عزیمت آورد و دراینجا به ملاقاتِ فیض آیاتِ حضرت محبوب العالم مستفیض شده، در اقامتِ ایندیار استقامت فرمودند و درآں زمان مردمانِ کشمیر [میان] قاف و کاف و حاو ہا را فرق نمی توانستند کرد۔ آنگاه بتوجہاتِ آنجناب ہرکسے در اکتسابِ علمِ قرأت پرداخته صدہا مردم از فیوضِ ظاہری و باطنی ایشان مستفیض شده، در قرأت قرآن کمالات حاصل نمودند و آنجناب ہمیشه از صحبتِ اربابِ زمانه اجتناب می فرمودند۔ ہمگی بوقتِ تعلیم قرآن ہر دمان روئے ایشان می دیدند۔ غازی خان چک والی کشمیر باوجودِ شیعه گی معتقدِ ایشان بود۔ چنانچه در غلبۂ لشکر میرزا ابو المعالی بدعای ایشان نصرت یافته و

سلہ باید بود "ہشت آسا" (جی، آر)

ویک ہزار اشرفی نذر ایشان گذرانید۔ اصلاً قبول نکردند۔ فقط۔

روزے نباشے یعنی کفن دزد [را] در زندان دیدند۔ اوزا[1] کیفیت موتے پرسیدند۔ گفت روزے در قبرے در آمدم از آنطرف حجرۂ نورانی دیدم کہ صاحبِ قبر بر اریکۂ عالی نشستہ بود و از طاق کفن خود برداشتہ بمن عطا فرمود۔ روز دیگر زنے دیدم کہ اورا ایں طور عذاب ہا می کردند۔ حضرتِ مخدومیؒ تاب شنیدن آں نیاوردہ پرسیدند کہ آں مرد۔ در کدام جامی بود۔ گفت در فلان خانہ۔ پس ایشان در خانہ آں شخص رفتہ از اہلیۂ او حقیقتِ حالِ او پرسیدند۔ گفت اوقاتِ او ہمگی در تلاوتِ قرآن و نماز شب صرف می شد و در عبادات او عجبے، و در خیراتِ او فخرے و در زکوٰۃ او منتے اصلاً نمی بود۔ فقط۔

ونیز جنابِ مخدومی می فرمودند کہ من ملاّحے را دیدم و باعثِ ترکِ دنیا ازو پرسیدم گفت شبے مردہ درمیانِ دریا دیدم کہ جماعۂ از موکلان آمدہ اورا بنامِ خود و مادر خود[2] آواز دادند زندہ شد۔ پس بستہ کردہ بعذاب ہائے سخت معذّب کردند و صبح بجائے خود آمدہ باز مردہ افتادہ من ترکِ دنیا کردم۔ ۳ء

مدّعا کہ حضرتِ مخدوم احمد فرید عصر و یگانۂ دہر بود۔ بتاریخ ۸۔ رمضان سنہ ۹۶۹ھ[3] از دنیا رحلت فرمود و در محلۂ قطب الدین پورہ متصل نو مسجد آسود۔ "توفی اعلم الفقرا" تاریخ است۔

---

[1] باید بود " از و کیفیتے "
[2] بنام خودش و مادرش (نسخہ ی)۔
[3] برابر ۱۲۔ مئی ۱۵۶۲ء

بابا مسعود نروری :-

از نجبای شهر و اغنیای دهر بود. چون ذوق خداپرستی بهم رسانید از خانه باراده دیدن شمس عراقی که دران ایام حج انام بود و خود را از مریدان بابا اسماعیل می ستود و مذهب شیعه شایع می کرد برآمد و در اثنای راه شخصی با او اتحاد شد و از رفتن جذبی بلی باز آورد و در خدمت میر سید احمد کرمانی که در محله تبل انگر اقامت کرده بود او را رهنمونی فرمود. چون بملازمت آنجناب رسید بفرمان آن عالی الشان شب بصلوٰة استخاره حامل شده، در خواب دید که حضرت سرور کائنات علیه افضل الصلوات در میان سفینه نشسته بودند و جمیع حضرات سهروردیه رسنها بگردن انداخته کشتی را می کشیدند. بابا مسعود هم ریسمان در گردن انداخته بکشیدن کشتی دستوری یافت فردا واقعۂ شب بعرض حضرت سید رسانیده، ایشان بوسه مبارک کردند و بسبیل طریقش تعلیم و تلقین فرمودند. همانروز از مال و مکنت و جاه و ثروت درگذشته بیاد خالق حقیقی مشغول شد و بزور ریاضات و مجاهدات در اندک زمان از اقران خود گوی سبقت ربوده حقوق خدمات مرشد بزرگوار خود بدل و جان بجا می آورد.

بعد انتقال مرشد نامدار خط ارشاد از خدمت میر سید مسافر مخدوم زادۂ خود حاصل نمود و از صحبت سید جلال الدین که از خلفای حضرت میر بود فائز گشت و در خدمت حضرت سلطان العارفین و حاجی احمد قاری بسیار می رفت و حضرت محبوب العالم از علو استعداد او بارها ذکر خیر می کردند و بعضی تبرکات جلیل القدر که حضرت میر قدس سره از بزرگان خود یافته در کشمیر آورده بودند میر سید مسافر هنگام بخشیدن خط ارشاد خواجه مسعود را عطا فرمودند که الحال در نروره موجودند. اول

اوّل طبله سربستهٔ مقفّل که هیچکس بر افتتاح آن اجازت نمی کند۔

گویند درمیان آن حجرِ حضرت فاطمه زهرا است رضی اللّٰه عنها و جامهای خون آلود شهدای کربلا۔ دوّم نعلین مبارک سرورِ کائنات علیه افضل الصلوات۔ سوّم پنجهٔ درفش که در غزوات همراه [illegible] حضرت خواجه رحلت فرمود در محلهٔ نروره آسود۔

آخوند ملا جمال :۔

از احفاد قاضی جمال بدرشاهی مرید و داماد بابا فتح اللّٰه ثانی بود۔ در علوم صوری و معنوی [illegible] عالی داشت۔ عمر عزیز خود در تدریس و تعلیم علوم ظاهری و باطنی صرف نمود۔

گویند آخوند از شیخ العالم شیخ نورالدین چندان اخلاصی نه داشت۔ شبی رسول اکرم صلی اللّٰه علیه وسلم [illegible] در خواب دید و عزیزی به همزانوی آنجناب نشسته بود۔ متعجب شد۔ حضرت رسالت فرمودند که ای ملا جمال این شخص شیخ نورالدین است۔ کار [illegible] کرد هیچکس نتواند کرد۔ بالجمله مولانا در علوم ربانی فرد لاثانی بود و از فیوض او عالمی فائز گشت۔ همیشه در وضع فقر بی تکلف می بود۔ بلذات نفسانی و جسمانی اصلا میل نه فرمود۔ گوشت کمتر می خورد۔ چون رحلت نمود، در مله کواه آسود۔

آخوند ملا کمال :۔

برادر آخوند ملا جمال حلال دقایق و کشاف حقایق بود۔ مرید خاص و دامادِ باختصاص بابا فتح اللّٰه ثانی است۔ از کرده مولانا جمال نسبت علمی غالب داشت۔ و در خدمت بابرکت خواجه عبدالشهید نقشبندی که احفاد خواجه عبیداللّٰه احرار بود۔

رسیده بکمالاتِ صوری و معنوی فائز گشت۔ پس مدة العمر خود در لاہور و سیالکوٹ بتدریس علومِ ظاہری و باطنی اشتغال نمود و عالمے [را] از فیوضِ خود فائز فرمود۔ فرقۂ اجنہ ہم در خدمتِ ایشان برای اخذِ تعلیم می آمدند۔ و حضرتِ مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی وملا عبد الحکیم سیالکوٹی از شاگردانِ اوست۔ چوں رحلت فرمود در لاہور آسود۔

تاریخ :- ملحقِ حق قطب و تاجِ اولیا ملا کمال (سـ۱۰۱۷ـہ) ۱۶۰۸ء

بابا عبد الکریم :-

بتوفیقِ ازلی مریدِ شیخ فتح اللہ ثانی شده از اربابِ جذبه و اہلِ مکاشفه بود۔ و برای سترِ حال و قوتِ عیال ہریسه پزی می کرد۔ یک دیگ می فروخت و یک دیگ بمساکین و فقرا می داد و در عہدِ او قحطے شدید بوقوع آمده که بدعای ہیچ کسے از اہلِ ولا رفعِ بلا نشد۔

پس یکے از اکابرِ اولیا جنابِ رسالت پناه صلی اللہ علیہ وسلم [را] در خواب دید و فرمودند که بغیرِ دعای شیخ عبد الکریم ایں بلا رفع نتواند شد۔ موجبِ آں مردمان در خدمتِ ایشان عجز و نیاز و الحاح و ابرام از حد نمودند و ایشان بازدحامِ عوام در عیدگاه رفته بدعا پرداختند۔ فی الحال قحطِ غله بفراخی مبدّل گشت و ایں معنی موجبِ اشتہارِ او شد و در محلۂ علاء الدین پوره متصلِ فتحکدل[1] در خطیرۂ سید محمد خاوری مقبرۂ اوست۔

شیخ اسماعیل چشتی :-

از نجبای شہر شاگردِ ملا جمال زبدۂ افرادِ رجال صاحبِ کمال بود۔ بعد اکتسابِ

---

[1] ۔ اکنون " محله بابا الکریم فتحکدل "۔

علوم صوری و معنوی بجانب ہند نہضت کردہ و در انجا بصحبت شیخ نوراللہ چشتی
بعلوم معنوی فائز شد و بعد قطع منازل سلوک از جناب میر عبداللہ بلخی اجازت
حاصل کردہ بجانب کشمیر رجعت فرمودہ در کنج عزلت بخلوت نشستہ ہمیشہ در
ورطۂ استغراق متغرق می بود۔ اصلاً بطرف بالا نمی دید و التفات بہ کسے نہ کرد۔
دوازدہ سال در یک مدرسہ ملازمت نمود۔ گویند تاکِ انگوری بر سر مدرسۂ او بود کہ
بر ساکنانِ مدرسہ سایہ می انداخت۔

روزے قطرۂ آبے ازان تاک بر کتابِ او افتادہ متحیر شد و گفت آب از کجا
آمد حاضران از تاک و سایۂ آن مطلع فرمودند مقبرۂ او در محلۂ خواجہ بالا تراز مقبرۂ
قاضی شہید متصل مقبرۂ مولانا جمال سر راہ واقعست۔

خواجہ بہاء الدین محمد

وطن اصلی ایشان خوارزم[1] بود۔ بعد اکتساب علوم ظاہری براہ حرمین بشتافت
و بعد ادای مناسکِ حج بہند آمدہ، در سلک ملازمان اکبرشاہ منتظم گشت و از آنجا
بجاذبۂ عشق الٰہی ترک منصب کردہ، در محلۂ بلدیمر بریاضت بنشست و بعد طی
مقاماتِ سلوک خطِ ارشاد حاصل نمودہ بافادۂ خلق مشغول شد۔ آخر عمر عیال
و اطفال [را] در شہر گذاشتہ، بطرف دہ رفت و بقیۂ حیات در انجا بعزلت
گذرانید۔

حضرت میر نازک قادری

از اجلۂ شہر، فرید دہر و یگانۂ عصر بود۔ نسبتِ مبارکِ او بہ قاضی میر علی کہ

[1] اکنون خیوہ (KHIVA)

جد طبقه قاضی شهید است می رسد و در علوم صوری و معنوی فرد یکتا بود واز
محبوب ... باعتراف ... اول عشق ... از فیض ... ظاهر جناب محبوب العالم قدس سره
الکریم مخترم شده بود. آو دولت فیض شرفیابی از جناب شیخ داؤد خاکی حاصل
نموده ... [illegible] ... خانقاه با
حضرت خاکی منعقد ساخت میر نازک از حضرت شیخ گرفته بفرزندی معنوی
پذیرفت و طریقه قادریه باو تعلیم داد و ... [illegible] ... پس حضرت میر
لوازم این سلسلهٔ عالیه [را] کماهی بظهور آورده عمر عزیز خود در فقر و انزوا
گذرانید و در ماکولات و ملبوسات احتیاط واقعی مرعی می داشت و بغیر جمعه و جماعت
از حجرهٔ خود بیرون نمی رفت و فتوحات بفقرا می بخشید. فقط
گویند مریدے ایشانرا بخانهٔ خود دعوت نمود. آنجناب بسبب شرکت برادران
که غائب بودند ضیافت او قبول نه فرمود. فقط
شخصے چند میوه از باغ خود بگمان حلال آورده ... دند و گفتند نمی دانم
که ... آن ... کرده باشی. فقط. یکے از حکام آن دیار در خدمت او آمده
خواست که در خانقاه در آید. میر اذن نداد تا که بوریای خانقاه برداشت آنچه که
وے فتوح آورده بود بفقرا بخشید. فقط
مشهور است که بزرگے از اہل سماع بود. بملاقات او آمده میر ملاقات
او منظور نه فرمود. آن بزرگ شقه نوشت که ما از اشتیاق سوختیم و حضرت میر بر
پشت شقه نوشت که ما سوختیم و خاکستر شدیم و بباد رفتیم.

ل۔ باید بود "کرد"

مدعا که حالات و کمالات آنجناب از حیز تحریر بیرون است ذکر اوقات و برکاتش افزون
سلسلهٔ عالیه قادریه از خاندانش رواج یافت که تا حال جاریست. فقط۔

می آرند که در خطهٔ کشمیر جانوری عجیب الصورت غریب الهیئت با آنکه رنگ
پرهای او سفید و سبز و زرد و فیروزی ملون و منقش بود سه مرتبه در مسجد جامع
کشمیر ظاهر گشت. اول در ۱۰۲۲ھ[1] سمت دروازهٔ شرقی ظاهر شده چهار ستون
عالیه را طواف کرده پس غائب شده در همان ایام حضرت میر نازک قادری
ارتحال فرمود۔

بعد آن در ۱۰۲۴ھ[2] دوم مرتبه در گنبد محراب که آنرا "سلطان خانه" می
گویند ظاهر شده چهار ستون را طواف نموده در آن سال وبای عام بوقوع
آمد۔

مرتبهٔ سیوم جانب گنبد دروازهٔ شمالی پیدا شده چهار ستون
بلند را تا بیست روز گرد می گشت. مردمان[3] سنگها می دادند خوف نمی کرد
دران ایام قحط عظیم واقع شد. مدعا که حضرت میر بتاریخ نهم ذی الحجه ۱۰۲۲ھ
از دنیا نقل کرده در محلهٔ قاضی کدل آسود. "نقیا نقیا" تاریخ است۔

الوالفقرا حضرت بابا نصیب الدین غازی۔

ازمشایخ کبار این دیار خلیفهٔ برجستهٔ شیخ داؤد خاکی است. در خوردی۔

۱۔ ھ ۱۶۱۳-۱۴ م۔
۲۔ ھ ۱۶۱۶-۱۷ م۔
۳۔ ھ "مقصود" می زدند"۔ ۴ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۴ء۔

آثارِ بزرگی از ناصیۂ او لائح بود که ہمیشہ در اصنافِ ریاضت و صحبت اہلِ معرفت اشتغال می داشت۔ و ایامِ زندگانی خود بہ ترکِ لذّاتِ جسمانی و شہواتِ نفسانی و لحم حیوانی در تجرید و تفرید گذرانید و آبِ سرد ہم نمی خورد تا که[1] کمالاتِ انسانی و تصفیہ و تزکیۂ روحانی حاصل نمود و در عہدِ خود عالم با عمل و فاضلِ اکمل بود۔ و در اجرای احکاماتِ شریعت و لوازماتِ طریقت بسیار کوشید و مساکین و فقرا را ہمیشہ پرورش می ساخت۔

لاجرم او را ابوالفقرا می گفتند و در یکجا سکونت نمی فرمود۔ و در طیّ مکان و تصرّف اکوان و اعانتِ غایبان ممتاز بود۔ اکثر اوقات در قریات و پرگنات بتقریب ارشاد و ہدایتِ خلق می گذرانید۔ قریب بہ چہار صد مردم ہمراہ او می رفت[2] و در ہر قریہ تجدیدِ مسجد و غسلخانہ و خلاجات می کرد۔ فقط۔

شخصے از مریدانِ آنجناب در حالتِ مسافرت بتہمتِ ناحق گرفتار شدہ، در حبس افتاد۔ چون بحضرتِ بابا التجا نمود ایشان در حبس خانہ آمدہ دستِ او [را] بگرفتند و بوطن رسانیدند۔ فقط

یکے از مخلصانِ ایشان بطور رسالت در تبت رفتہ بود والی آنجا بنابر رنجش سخنے او را حبس کرد۔ آن محبوس[3] شب بخدمتِ بابا التجا نمود۔ ہمانروز والی در خواب دیدہ که جماعتے پدید آمدہ بابتِ آن محبوس قہر کردند۔ چون از خواب بیدار شد آن محبوس[4] را عذرخواہی کردہ رہا نمود۔ فقط۔

۱۔ باید بود "تا آنکہ"۔ ۲۔ باید بود "می رفتند"۔
۳۔ قیدی۔ ۴۔ باید بود "ازاں محبوس"۔ بجائے آں محبوس را۔

۔ بیت الخلا نسخہ ی

می آرند که زوجۂ استادِ حضرت بابا فوت شد. ایشان به قبرِ او رفته فاتحه خواندند و
روزِ دوم به فاتحۂ او نرفتند۔ بنا بر سوالی آن زن [؟] کردند و حضرت بابا
فرمود که در جوارِ قبرِ او زنے دیگر مدفون است و او را با پتیلۂ آهنی که از حق
غیرے بدستِ او مانده بود، عذاب می سازند، مرا طاقتِ دیدنِ آن نبود۔ از ورثای آن
حق را بصاحبِ حق برسانند۔ پس وارثانِ زنِ مدفونہ پتیلہ به مالک سپردند و بحل
کنانیدند۔

شیخ داؤد مشکواتی می آرد که حضرت شیخ بر مقابرِ مسلمانان و شمشان
هنودان هر جا فاتحه می خواندند۔

روزے پرسیدم که ایشان چرا بر شمشان فاتحه می خوانند گفت چیزے که من بینم شما
نمی بینید۔ من بعضی ارواحِ هندوان [را] اهلِ ایمان می بینم و بعضے ارواحِ هنودان
می گویند که ما را به برکتِ فاتحۂ شما تخفیفِ عذاب می شود۔ بنابران احسان [را]
از بینوائی ایشان دریغ نمی دارم پس در گریه آمدند و گفتند تو چه می دانی که مرگ
چه حال مفسدۂ آدمی است و بعد از مرگ چه حالِ تباهی است و گور چه منزلِ جانکاهی
است۔

بیت:۔ گر بود از تلخئ مرگت خبر — جان شیرینت شود زیر و زبر

وگفت اگر اغنیا از مرگِ خود خبر یابند همه اسبابِ غنا فراموش کنند۔ و اگر فقرا از موتِ خود
مطلع شوند خود را فراموش کنند۔ وگفت هر که خدای تعالےٰ را بشناسد با زن و فرزند نه پردازد
وگفت تا مرد با خود باشد با شیطان است چون بیخود شود با رحمان است وگفت

۱؎:۔ مقصود۔ "دیگچه"، ۔ ۲؎:۔ باید بود "می کنند"۔

آگاهی یک ساعت بهتر از هزار ساله عبادت باشد، گفته‌اند یک مردِ حق آگاه بهتر از

صد هزار مردِ زاهد ناآگاه است. آگاهی در پادشاهی [illegible] خرید ندے

و آگاهی بجویدن سال‌ها [illegible] فانی شده ندے

و آگاهی بشوکت و حشمت نمی‌دهند که همه پادشاه آگاهی بودندے، هر مرد اگر به سبزهٔ

جنگلی شکم پر کند در جمع گاوان و خران درآید، و اگر لطیف و لذیذ خورد در رمهٔ

شیران و گرگان درآید که سیری بطعامِ خسیس تقیه روح است و گرسنگی به کمی طعام

غیر چرب و شیرین تصفیهٔ دل ـ فقط ـ

و نیز شیخ داود مشکاتی می‌آرد که چون حضرت بابا سفر تبت فرمودند من همراه

بودم و آن جا بسیار قدر دانی نمودند. چند روز گذشته در اطراف آن جا سیر کردیم.

و در یک [illegible] چون حضرت شیخ در چشمه دست

انداختند، برودتی بازگشت، بیننده گویا که آتش بود. تبسم کرده فرمودند که ازین چشمه بخشش

وجود واجب الوجود [illegible] است جهان [illegible] هرگاه [illegible] آب گرم [illegible] سرد

...... مهیا می‌بودے چه چشمه [illegible] تا سرد و گرم روزگار در اینجا ظاهر

شدے ـ فی الحال [illegible] فرمودند که اینجا بالکاویده[1] ـ چون

کافتند آبے سرد و گوارا جوشیدن گرفت ـ پس از آن چشمه همه ما آب نوشیدیم

و در تمامی ملک شورشِ[2] این واقعه افتاد مردمان جوق [در] جوق بدیدنِ آن می

آمدند ـ فقط ـ

---

[1] ـ مقصود "کندید" ـ

[2] ـ مقصود "شهرت" ـ

وے گفت روزے در سفر کرنا دہنگام شدّت بارش[1] برف و باران براہ می رفتم جامہ ہا تر شدہ بودند۔ چون بمنزل رسیدیم من عبائے دیگر کہ خشک بود پوشیدم۔ حضرت فرمودند کہ ایں عبا چگونہ خشک ماندہ است۔ گفتم در جامۂ دیگر پیچیدہ بودم۔ گفت ایں قدر جامہ ہا دارید کہ جامہ بر بالائے جامہ می پیچید۔ گفتم آرے؟ و فرمود برای من ہمیں یک ژندہ است کہ می پوشم۔ گفتم ورای ایں یک ژندۂ سیاہ است و دو جامۂ پلاس و یک گلیم۔ فرمود از حضرت خود مرا برانند و ازان قرتبے کہ داشتم دور کردند۔ تا ایں قدر تجمّل دنیا جائز می دارم۔ افسوس در زمانِ تحصیل میانِ زمستانِ شدید یک کرتہ کہ پاس مرا در برداشت[2] در شب و روز غسل می کردم و آن کرتہ پارہ شدہ بود کہ بسبب آں در وقتِ نماز ازار می پوشیدم۔ ایں حال دیدہ شخصے قبای پٹوہن[3] بخشید۔ من موجبِ الحاج اُستادِ خود مُلّا یوسف اعمٰی پذیرفتم و در آنشب یکے از عالمِ غیب مرا تہدید نمود و گفت اکنون میل تنعم داری بعد ازاں نہ پوشیدم[4]۔

می آرند کہ شخصے چند فلوس برای نذر ایشان در دست داشت۔ و ہنگام مصافحہ یک فلوس در آستینِ ایشان افتاد۔ شیخ آستین خود ہمچنان افشاند گویا کہ آں فلوس اخگر بود۔ پس خادم را فرمود کہ آب بیار و فی الحال دست و بازوی خود بشست و آستین ہم پاک کنانید۔ بابا داؤد عرض کرد کہ فلوس حکم سنگ دارد نجس نیست۔ گفت ایں درویش را نجسِ عین بنظر می آید۔ ہرگاہ شما ہم بآں نظر می بینید شستن واجب دانید۔

---

[1] مقصود "باریدن"۔ [2] باید بود "من در برداشتم"۔

[3] لفظ کشمیری بمعنی "گلیم کہنۂ مالیدہ"۔

[4] در نسخہ (ی) لفظ "فقط" ہم مرقوم است۔

مدعا که در تحریرِ حالات و کرامات ایشان دفترے باید بود۔ آیتے بود از آیاتِ بیّناتِ
الٰهی۔ آخرِ عمر به شهر آمده با جمیع مشایخ دفترِ اِطلاقات نمودند و با خواجه خاوند محمود و ملّا شاه
صحبت فرمودند۔ چوں در بیجهاره رسیدند ۱۲۔ ماه محرم ۱۰۴۷ھ[1] بحساب کشمیری ۱۲ ار
هار جهته سدی پور نماشی رحلت نمودند "وهو خیر الصالحین" و شیخ مومن"
تاریخ است۔ مرقدِ منوّرِ ایشان در قصبهٔ بیجهاره مطاف و ملجأ عالمیانست[2]۔

حاجی داود بلخی

از ملکِ اندجان بود۔ بجذبهٔ الٰهی ترکِ سلطنت کرده به زیارتِ حرمین فائز گشت
و در خدمتِ بسیارے از مشایخ کبار استفاضه نمود۔ بعدِ مراجعتِ آں سواد رو بکشمیر
آورد شیخ بابا داود خاکی بفرمانِ سلطان العارفین او را تا بارہموله استقبال کرده از
فیوضِ باطنی خود ممتاز نمود و از خلعتِ خاص ارشاد سرفراز فرمود۔ پس حاجی زندگانی
خود در کشمیر بسر رسانید۔ شانے عجیب داشت۔ مدّتے در غارِ آنجا که نهایت خفیف
است منزوی شده بعبادت و ریاضت پرداخت و در انجام مرجعِ مردم بود۔ عاقبت
متاهل شده از مزاحمتِ خلق نجات یافت که مردمان از و وحشت گرفتند۔ چوں ایشان را
ازاں حال پرسیدند گفت من از شرعِ ایں قوم واقف شدم که رغب عن رغب
عن سنتِ رسول الله صلی الله علیه وسلم وذهب الی من رغب
الیها یعنی از حق اجتناب کنند و بباطل شتاب ورزند اولٰئک کالانعام
بل هم اضل۔ چوں شیخ نازک میر ایں حرف بشنید و گفت ازیں کلام بوی
اضطرار از تنگی معیشت او می آید۔ پس خرچے مناسب از یارانِ خود جمع کرده بخانه

۲۔ عالمیان علیه الرحمة والرضوان ونسخه ی لـه ۲۸ رمئی ۱۶۳۷م

او فرستاد و مخلصان قدیمی خودش هیچ رفاقتے نه کردند فقط۔

بابا داؤد مشکوتی می آرد که روزے حضرتِ خواجه خاوند محمود قدس سره[۱]

فرمودند که من دریں دیار می بینم که مردمان بدرختان پرستش می دارند۔ مثلِ بُدماج[۲] وغیره ذالک وآں ها را زیارت می کنند و حاجت روائی خود ها می خواهند

من بطبیعت گفتم که بسفاهت عقل و دنائت همت و کسافتِ بخل باشیوخ

آدمی صحبت نمی دارند و در وقت حاجت خدمتِ آنها نمی کنند۔ چون

از بودن شیخ مقتدا و پیر رهنما گزیر ندارند بنا بران شیخان چوبین اختیار کرده اند

که چیزے نمی خورند و چیزے نمی خواهند و نوعے امر معروف و نهی منکر نمی کنند۔

خواجه قدس سره خندید و گفت حاتم اصم فرموده است که من از خلق پنج شش

چیز خواستم۔ یکے نیافتم۔ طاعت از ایشان طلب کردم نکردند پس گفتم باری

دهید مرا که می کنم ندادند۔ پس گفتم راضی شوید مرا اگر می کنم آنرا نه شدند پس گفتم منع

مکنید مرا ازاں کردند پس گفتم تکلیف مکنید به چیزے که دران رضای خدا نباشد کردند

و گفتم اگر در کارے تابع شما نباشم عداوت مکنید کردند۔ فقط۔

مدعا که شیخ داؤد صاحب نسبتِ عالی بود۔ اکثر اوقات در خدمتِ

پیر خود بابا داؤد خاکی می آمد و از هر بن موی او آواز اسم الله بسمع سامعان می رسید

چنانچه شیخ خاکی فرموده است۔

بیت: حاجیِ بلخی که از یارانِ ما پر ذوق بود چوں کبوتر ذاکر است و بُد دهانش پُر و بال

---

[۱] باید بود "می کنند"۔

[۲] لفظ کشمیری "بمعنی مادر بزرگ"۔

مقبرۂ او در زونیمر مشہور است۔

حاجی دتہ بابا

از مریدان شیخ داؤد خاکیست۔ ہمیشہ صائم الدہر و قائم اللیل می بود۔ در مجاہدہ و مشاہدہ جانباز و در زہد و تقوی ممتاز۔ بزیارت حرمین الشریفین بپاے پیادہ رفتہ، باوجود ضعف بدن در صعوبت سفر صائم می بود۔ در قریہ اٹھورہ پرگنہ کروہن مدفون۔

شیخ محمد پارسا۔

از ساکنان موضع ہروَن بود۔ مہندبٹ نام داشت۔ روزے حضرت مخدوم قدس سرہ در موضع تجر نشستہ بودند۔ زینی شاہ مستانہ را گفتند کہ ہم ازین جنگل براے ما شکارے بیار۔ وے بجانب جنگل رفت۔ چوں زیر دامنہ کوہ رسید، جوانی پشتارۂ ہیزم گرفتہ براہ می رفت و زینی شاہ ضرب چوبے کہ در دستش ہمیشہ می بود۔ بروے زدہ، پشتارہ ہیمہ منتشر ساخت و دستش گرفتہ پیش حضرت مخدوم رسانید۔ و گفت عصفورے آوردم۔ انشاء اللہ بدست شاہ شاہبازے گردد۔ آنجوان بنظر ایشان فی الحال ترک دنیا کردہ، باشغال باطنی مشغول شد و شیخ محمد نام یافت مدتے در خدمات حضور مامور بود۔ پس تربیت او بہ شیخ داؤد خاکی تفویض شد و بفرمان او با شیخ غازی عقد مواخات بستہ متصل خانۂ او برکنارۂ چشمہ پاہہ چھن پرگنہ کھوئیہامہ صومعہ افراختہ، بہ ریاضت و عبادت پرداخت۔ و شیخ غازی کفالت و خدمت او بجا می آورد و با اہل دنیا اصلا سخن نمی کرد و یک فلوس از کسے فتوح نمی گرفت۔

روزے شخصے هنگام مصافحه یک دو روپیه در دست او نهاد- شیخ همچنان دست نمود افشاند گویا که آتش بود- فی الحال دست خود چیده باز یاب بنشست- چوں حضرت شیخ خاکی این سخن شنیدند او را پارسا خطاب کردند- صاحب تذکرة العرفا می آرد که ایشان به عمر چهل سالگی نائب شدند و نود سال در ریاضت و تقوی گذرانیدند و یکصد و سی سال عمر کردند- آخر عمر باشارهٔ غیبی متاهل شدند- پسانه ایشان را بسبب ضعف پیری جوارح سفلی بیکار شدند و شیخ یعقوب فرزند شیخ غازی او را خدمت می کرد و در وقت تکبیر تحریمه استاده می داشت- پس خود بخود قیام در رکوع و هبوط و صعود بجا می آورد و بعد سلام باز او را استاده می کرد تا که از نماز فارغ می شد- بتاریخ ۲۲ ماه محرم سنه ۱۰۶۶ھ [1] انتقال فرمود و بچشمهٔ موضع پاپه چهن آسود-

تاریخ:- بهر تاریخ رحلت ایشان   هاتفی شیخ دین محمد گفت"

شیخ غازی الدین-

ایام جاهلیت گنیش کول نام داشت- از قبیلهٔ دتاتری ریشی صاحب منصب و شوکت بود- اجداد او از عهد سلطان زین العابدین به عهدهٔ قانون گوئی کل کشمیر همیشه مستقل می بودند و از پرگنهٔ کهیامه موضع ماڈر و چند قریهٔ دیگر در عوضه جاگیر مقرره داشتند-

روزے آں سعید ازلی با دیه به کوکبه مقبلی براه می رفت- حضرت محبوب العالم در موضع آلوسه با جمعی از یاران خود سر راه نشسته بودند- آں سعادت مند جلسهٔ عالیهٔ ایشان دیده باز یاب حضور گشت و استدعای دعای خیر نمود-

[1] - برابر ۱۱ نومبر ۱۶۵۵ م

وحضرتِ شیخ دست برداشته او را دعای ہدایت کردند و لحظۂ بجانب او متوجه مانده زنگِ شقاوت ازمرأة خاطرِ او شُستند و خلعتِ اسلام پوشیده به شیخ غازی الدین ملقّب فرمودند. ہمانروز شیخ غازی ترک شوکت و حکومت کرده عیال و اطفالِ خود باسلام آورده و در موضع ماڈر و میانِ باغ موروثی خود متوطن گشت و به ریاضت و عبادت مشغول شد. بعدِ انتقالِ حضرتِ محبوب العالم در ذیل تربیتِ حضرت شیخ داود خاکی در آمده خطِ ارشاد حاصل نمود و ہمیشه با شیخ محمد پارسا رابطۂ خلّت و اخوّت محکم می داشت. تا که ہر دو بزرگوار بمصاحبتِ یکدیگر عمرِ عزیز بسر نمودند و مقبرۂ شیخ غازی[1] (۱۰۴۰ھ) در موضع ماڈر و بالا تراز مقبرۂ شیخ محمد پارسا بمسافتِ قلیلی واقع است. "شیخ مکمّل" تاریخ وفاتِ اوست رحمة الله علیه۔

یعقوب میر۔

از مریدانِ حضرتِ خاکیست. در ریاضت و عبادت یکتا بود و ہنگامِ غلبۂ حکامِ شیعه اہلِ رفضه او را از روی تعصّبِ مذہب دستِ چپ و پای راست قطع کردند بعد آں بقیۂ عمر بکتابت و عبادت گذرانید۔ فقط۔

خواجه محمد پارسا۔

برادرِ خواجه مسعود پانپوری مریدِ حضرتِ داود خاکی است. صاحبِ فقر و فاقه و تارکِ سوال و مستغنی بود. مدّت العمر در انزوا بسر برد. حضرتِ شیخ او را پارسا خطاب کردند و در حظیرۂ برادرِ خود خواجه مسعود در قصبۂ پانپور آسوده۔

---

[1] ۱۶۳۰، ۱۶۳۱ م

خواجه زین الدین

فرزندِ خواجه بهاء الدین عالمِ عاملِ باخبر بود و در زہد و تقوی بے ہمتا۔

خواجه بایزید۔

مرید حضرتِ خاکی است و بسبب مرضِ آکلہ حضرتِ بابا پای او قطع کنانیدند و ہمچنان بریک پای بزیارتِ حرمین مشرف شدہ درانجا مدفون است۔

مدعا که خلفای حضرتِ خاکی از تحریر افزون است۔ دریں مختصر گنجایشِ آں ندارد و ازانجمله است خواجه داؤد گنائی و خواجه عطا پنڈت و خواجه مسعود که ہر سه در ورع و تقوی فرد یکتا بودند۔ فقط۔

و مولوی شیخ دولت۔

مؤذن و عالم و فاضل۔ فقط۔

و میاں بابا۔

ذاکر و حافظِ اوقات و کامل۔ فقط۔

و خواجه حبیب الله قادری۔

حافظ قرآن و صاحبِ عرفان و جواد۔ فقط۔

و باباحاجی بہرام۔

مدرس و خوشنویس که به ہزار تنگه قرآن می فروخت و وجه قیمت خیرات می داد۔ فقط۔

و خواجه زاہد لاری

تارکِ دنیا و طالبِ مولی۔ فقط۔

پیر بابا یوسف

در علم و تقوی فرد یکتا۔ فقط۔

مولنا محمد کامراجی

صاحب صفا و ورع و تجرید۔

بابا حسن زاہد۔

ہمیشہ اربعینات می کشید۔ فقط۔

خواجہ اسمعیل نادلی۔

قاضی بود لیکن بحق واصل۔

شیخ محمد چوٹیمولہ۔

از ہمہ فاضل و کامل۔ فقط۔

بابا یوسف ریڈہ ونی۔

عارف و مزارع و محتاط۔ فقط۔

شیخ وتر عمادی۔

از اہل کشف و ارتباط۔ فقط۔

شیخ خداوردی۔

ولایتی دانا و ذوفنون۔

خواجہ ارزن۔

از اہل مکاشفہ۔ در موضع منڈجی زینہ گیر مدفون۔ فقط۔

زینہ بابای سیاہ پوش

صاحبِ ہوش و نامی۔ فقط

شیخ حسین کوہیامی۔

در علم و عمل گرامی۔ فقط۔

شیخ محمد صادق۔

خادمِ فقرا شیخ محمد پہلی صاحبِ تجرید و صفا۔ فقط۔

خواجہ الہداد۔

کاسب و صابر و ساجد۔

حاجی ابراہیم۔

قانع و زاہد۔ فقط۔

خواجہ احمد

متقی و خوش اسلوب۔

شیخ حسن

مجذوب در پردۂ تقوی محجوب۔

ملا جوہر نانت

در صغرِ سن بنظرِ کیمیا اثر حضرتِ محبوب العالم فائز گشت۔ و بفرمانِ آنجناب در خدمتِ شیخ داؤد خاکی تلمذ نمود۔ و بعد اکتسابِ علومِ ظاہری طالبِ علمِ باطنی گشتہ، دستِ ارادت بہ دامنِ عاطفتِ آنجناب آویختہ طی مقاماتِ سلوک نمود و بدرجۂ اعلی ارتقا فرمود۔ و پس از انتقالِ مرشدِ باکمال از مخدوم حاجی موسی

بدرجۂ تکمیل وارشاد رسید و بزیارتِ حرمین الشریفین موفق گشت و در حالتِ سفر مشایخ بسیار دید۔ عمرِ عزیز خود در تدریس و تعلیم گذرانید۔ از علمای متبحرین صاحب مجاہدہ و تمکین بود و ہمیشہ بخوفِ خدا گریہ می فرمود[1] کہ حاضرانِ مجلس را کدورت می افزود۔ چوں رحلت نمود در محلۂ خول آسود۔

خواجہ احمد ٹوپیگرو

از مریدانِ ملا جوہر نانت بود و با اولیای بزرگوار صحبت نمود۔ متصل مرشدِ بزرگوار آسود۔

خواجہ حکیم کاوسو

از خلفای ملا جوہر نانت صاحبِ حالاتِ عجیبہ و کمالاتِ نجیبہ بود۔

شیخ موسیٰ

مرید بابا حیدر تولہ مولی۔ صاحبِ ذوق و شوق بود۔ عمرِ خود در موضع بنہامہ پرگنۂ لعل بہ ریاضت و تقویٰ بسر نمودہ، ہر روز یک پشتارہ ہیزم از جنگل آوردہ در تولہ مولہ می فروخت و از قیمت آں یک حصہ مرشد خود را بابت آذوقہ می داد و یک حصہ را برای خود قوت می کرد۔ عجب ذوق داشت۔ عمرِ خود در کتمان گذرانید۔ بتاریخ ۹۔ ماہ صفر سنہ ۱۰۲۷ھ[2] رحلت فرمود و در موضع بنہامہ آسود۔

تاریخ:- ہاتفِ غیب سالِ رحلتِ او گفت گو "شیخ اکمل و ہادی"

شیخ موسیٰ اکبروی

در ریعانِ جوانی ذوقِ خدادانی بہم رسانیدہ بزیارتِ حرمین شریفین توفیق۔

[1] :- باید بود "گریہ می کرد" [2] سنہ ھ - برابر ۲۶- جنوری سنہ ۱۶۱۸م

یافت پس به کشمیر آمده، بجانبِ شیخ باباوالی متوسل شده، فواید طریقه از ایشان اخذ کرد۔ بعدِ واقعهٔ باباوالی باشارهٔ باطنی ایشان ارادهٔ ملازمت شیخ خلیل الله که از اکابرِ خلفای شیخ حسین خوارزمی بود نمود۔ چون در حدودِ بلخ رسید از واقعهٔ رحلت آنجناب خبر شنید۔ پس بالهامِ ملکِ علّام در خدمتِ شیخ پاینده ساگتری عرصهٔ سه سال بسر برد۔ و فواید طریقهٔ کبرویه گرفته بخلعتِ ارشاد افتخار یافت۔ چون بجانبِ کشمیر رجعت نمود در محلهٔ بلدیمر خانقاهی بنا کرده در اجرای طریقهٔ علیه بسیار کوشید۔ عمری طویل یافت باجتماعِ اربابِ ارادت و اصحابِ خبرت در خانقاه نمازِ تهجد به جماعت ادا می کرد۔ و صدها مردم بروقتِ تهجد جمع می شدند و این امر از عملِ مخصوصهٔ مجدده ایشان درین ملک معروف بود۔ در شهور سنه هزار و بیست و شش[1] رحلت فرمود و در صحنِ خانقاهِ معلّی متصل روضهٔ شیخ باباوالی بالای صفهٔ عالی مدفون است۔ قدس سرّه۔

شیخ محمد سعید

فرزندِ ارجمندِ شیخ داؤد خاکی است اوّلاً بتربیتِ والدِ ماجد خود کمالاتِ راه معنوی حاصل کرده ثانیاً بنظرِ کیمیا اثرِ حضرتِ هردی ریشی باباثانی برگشت و درجهٔ ارشاد حاصل نمود و در افادهٔ خلق بسیار کوشید۔ بعدِ وفاتِ حضرتِ ریشی جانشینِ ایشان بود۔ چون رحلت فرمود بسعی مردمِ اسلام آباد در خطیرهٔ حضرتِ ریشی آسود۔ علیه رحمة الله الودود۔

ملا حسین خباز

اوایل بخدمتِ خواجه اسحٰق قاری روی ارادت آورده بکمالاتِ صوری و معنوی

---

[1] سنه ـ مطابق ـ ۱۶۱۶-۱۷ م

فائق شد۔ بعد واقعہ حضرتِ خواجہ سفر اختیار نمودہ باکبرآباد بشرف ملازمتِ خواجہ عبدالشہید نقشبندی کہ از احفادِ حضرتِ خواجہ عبید اللہ احرار بود مشرف شد و از بحرِ فیوضِ ایشان حظِّ کامل و فیض شامل یافت و نسبت عزیزاں بدست آورد۔

بعد آن بملازمتِ حضرتِ خواجہ عبدالباقی بانواع مرحمت فائز گشت۔ چوں در کشمیر رسید کمر ہمّت در ترویج قانونِ شریعت و رفع بدعت استوار نمود و با حضرتِ خواجہ حبیب نوشہری کہ دراں ایام بغلبۂ حال مشغولِ سماع و صحبت قوّال می بود بارہا مجادلہ و مناظرہ فرمود۔ چنانچہ مرافعہ جانبین پیشِ حاکم وقت منجر شدہ حضرتِ مولٰنا بدلائلِ شرعیہ غالب آمد و رسالۂ ہدایتِ الاعمی از تصنیفاتِ اوست۔ عالمِ عامل و فاضل و کامل بود۔ فقط۔ خواجہ محمد امین صوفی نقل می کند کہ روزے بعد نماز جمعہ حضرتِ بابا نصیب الدین غازی و ملا حیدر علّامہ و فرزندِ او محمد افضل برای ملاقاتِ حضرتِ آخوند در خانقاہ ملک جلال ٹھاکور آمدند و من خورد سال بودم کفش برداری حضرتِ ابوالفقرا می کردم و نزدیکِ دروازہ استادہ ماندم۔ آخوند ملا حسین بجانبِ[له] ملا حیدر علّامہ بیان نمود کہ ایں حدیث شریف راکدام صحابہ روایت کردہ است۔ محمد افضل گفت کہ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ۔ آخوند باو التفات نہ فرمود و بجانبِ ملا حیدر متوجہ ماند۔ ایشان ہم گفتند کہ خلیفۂ ثالث راویِ این حدیث است۔ آخوند گفت ہرگاہ اولا ایشان می فرمودند قبول می کردم۔ چوں ایشان تصدیقِ قولِ فرزندِ خود نمودند در شک افتادم۔ حالا از خدمتِ خلیفۂ ثالث تصدیق ایں سخن کردہ شود۔ فقط۔

دراں اثنا شخصے نقاب پوش از در آمدہ بمقامِ صدر جلوس نمود و اہل مجلس بہ تعظیم

له۔ مقصود "مخاطب بہ"۔

برخاستند و دست ہا بقدم ایشان مالیدند و آہستہ آہستہ باہمدیگر گفتگو فرمودند و آنجناب برخاستہ رفتند و از زیر دروازہ من ہم دست بقدمِ مبارکِ ایشان رسانیدم و معلوم کردم کہ ایشان حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ بودند فقط۔ ۱۳۔ ماہ ذوالحجہ ۱۰۵۲ھ [1] رحلت فرمودند و در گوجوارہ آسودہ اند۔

خواجہ محمد صادقِ سود

از اعیانِ شہر بود۔ بعدِ تحصیلِ علومِ ظاہری بہ ہند رفت و بخدمتِ حضرتِ مجددِ الفِ ثانی مرید شدہ و در ریاضت و تقوی نامی بود۔ طبعی موزون داشت۔ شعرہای برجستہ می گفت۔ از جنابِ مجدد دو مکتوب بنامِ او مسطور است۔ مقبرۂ او ... [2]

شیخ مہدی علی سوپوری

از افرادِ وقت بود۔ بعلومِ عقلی و نقلی بہرۂ وافر داشت و در ہنگامِ سفر چون بشہر دہلی رسید، بصحبتِ شیخ احمد سرہندی فائز گشت۔ و بعنایاتِ بیغایاتِ آنجناب طی منازلِ سلوک نمودہ بجانبِ خطۂ دلپذیر رجعت کرد و در قصبۂ سوپور سجادۂ ارشاد گستردہ، ابوابِ فیوضِ باطنی مفتوح داشت و در جلدِ دوم مکتوباتِ شریفہ از طرفِ حضرتِ مجدد یک مکتوب بتقریبِ تعزیت نامہ بنامِ او مرقوم است۔

می آرند کہ اجدادِ ایشان در زمانِ سلطان زین العابدین از خطا آمدہ درینجا متوطن شدند۔ لاجرم ایشان را خطائی می گویند و مقبرۂ آنجناب در سوپور مشہور۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۔ برابر ۲۲۔ فروری ۱۶۴۳ء

۲۔ در نسخۂ (ی) لفظ "مقبرۂ او" نوشتہ نشد۔

شاہ قاسم حقّانی

از احفادِ میر شمس الدین شامی است کہ ایشان ہم رکابِ جناب علی ثانی بکشمیر آمدہ دریں جا توطّن فرمودہ اند۔ شاہ ممدوح را بعضے ملّا قاسم بعضے حاجی قاسم می گفتند۔ در علوم غریبہ و فنون عجیبہ دستے تمام داشت و در امر و نہی بسیار می کوشید۔ ہمدراں زمان میر محمد خلیفہ سر مستِ رقص و وجد و سماع بود۔ ملا قاسم قصدِ احتساب او می داشت و می گفت از مریدانِ او ہر کس را صد صد تا زیانہ خواہم داد۔ مقارن الحال حضرتِ ایشان در اکبر آباد بودند و بنامِ خلیفہ قلمی داشتند۔ کہ ملا قاسم را قصدِ احتساب شما مرکوز خاطر است۔ انشاء اللہ تعالیٰ چنان بقید خواہد آمد کہ دیگراں را تادیب نماید۔ روزے میر محمد خلیفہ در قصبہ پانپور سماع می کردند و ملا قاسم غضبناک در آمدہ چوں روی خلیفہ دید لرزہ بر اندام افتاد۔ خلیفہ بشیخ یوسف شوقی اشارہ نمودند کہ وقت شکار است یوسف بدیں بیت ترنم ساخت۔ بیت

خنجر کشیدہ بر سر قتلم شتاب چیست ... خود کشتہ می شویم ز تر اضطراب چیست۔

ملا قاسم بوجد آمدہ بیہوش افتاد تا کہ وقتِ نماز ظہر رسید۔ شیخ یوسف ایں بیت سرود نمود۔ بیت۔

ای گرفتار و صالش تا بکے گردی برون ... اندر آ تا گویمت اسرار از راز درون

ملا قاسم چشم وا کردہ بر پای خلیفہ افتاد۔ چون اذانِ ظہر خواندند ملا آبِ وضو برائے خلیفہ آورد۔ خلیفہ بعد نماز فرمودند ای ملا قاسم ملا باشی یا شاہ؟ گفت ہر چہ فرمایند۔ خلیفہ گفت حضرتِ ایشان مرا فرمودند کہ امروز ہر کہ پیش تو می قاسم او را شاہ باید گفت اکنون ترا خطابِ شاہی دادیم۔ بعدِ چند روز حضرتِ خلیفہ در موضع کربری تشریف

بردند و جناب شاه [را] برافقت میر حمزه کبریری معتکف داشتند تاکه شاه در عرصهٔ چندگاه منازلِ اطوار سبعه طے کرده، بدرجهٔ تکمیل رسید و مافوق همه شد۔ چون حضرتِ ایشان بکشمیر آمدند حضرتِ شاه را در خدمتِ خاص مناص دادند واختصاص بخشیدند و وقتِ اخیر خرقهٔ خودش پوشیدند و رتبهٔ خلافت عطا کردند۔ تاکه بعنایاتِ آنجناب از اہل حال و ذوق وکمال شد فقط۔

روزے از حرارتِ ذکر جامه ملبوس او بسوخت۔ فقط۔ شبے بعدِ غسل که معتاد هر وقتِ نماز داشت، بشدّتِ سرما خون از تمام بدنِ مبارکش ظاهر گشت چون حضرتِ ایشان جامهٔ خود بوے پوشیدند، به شد فقط۔

می آرند که روزے شاه با حضرتِ ایشان براہے می رفتند۔ شخصے سوار آمده تعظیم ایشان نه کرد و شاه بنظرِ قهر در وے دیده فی الحال بیهوش افتاد۔ حضرتِ ایشان فرمودتا وے را بر داشتند و شاه را ازیں کار ها منع کردند۔ فقط۔

روزے شخصے در راه می گفت که حضرتِ ایشان از خاصانِ خدا است۔ دیگرے گفت ملّائی بیش نیست۔ باستماع ایں سخن شاه غضبناک شده بنظرِ جلال در وے دید و از جان گذرانید۔ فقط۔

روزے حضرتِ ایشان وقتِ نماز جمعه به هیبت فرمودند که همراهِ من ایں وقت که می آید بکسے جواب نه داد۔ حضرتِ شاه گفت من حاضرم۔ فی الحال هر دو از مجلس غایب شده در مکهٔ معظّمه نماز خواندند و در مدینهٔ مطهّره سرورِ کائنات را سلام کردند۔ و حضرتِ رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بعد جوابِ سلام بحضرتِ ایشان فرمودند که ایں پسر تو در عجم بے مثل است۔ پهلوان آخر تست و نامِ تو زنده خواهد داشت

پس اصحابِ عظام در حقِ شاہ دعا کردند چون حضرتِ ایشان باز آمدند مجلسیان را فرمودند کہ امروز نثارہا رفت و باین جوان نصیب شد۔ فقط۔

بالجملہ بعد انتقالِ حضرتِ ایشان شاہ قاسم بہ زیارتِ حرمین نہضت کردہ در اثنای راہ با اکابرِ اولیاء صحبت داشت۔ از انجملہ در صوبہ اجین بزیارتِ شیخ فیض اللہ قادری فایز شدند و ایشان در جنگل معتکف بودند و حضرتِ شاہ ہم بصوم متوالی یک اربعین در انجا معتکف شدند و بعد اتمامِ اربعین بشیر مادہ آہو افطار کردند۔ چون شیخ فیض اللہ مجاہدہ ایشان مشاہدہ نمود۔ اجازت سلسلۂ قادریہ بوے عطا فرمودہ کرتۂ مبارک حضرتِ غوث الاعظمؓ و خرقہ و تسبیح حضرتِ شاہ ہمدانؒ وغیرہ تبرکات بوے بخشیدند کہ تاحال در محلۂ نرپرستان نزد احفادِ ایشان موجود اند۔ فقط۔

وقتیکہ بخراسان رسیدند یساولان[1] حضرتِ شاہ را تکلیف کردند کہ پیشِ پادشاہ بیایند کہ ہر مسافر را چنین حکم است۔ حضرتِ شاہ منظور نکردند۔ پس قریبِ دو صد کس از سپاہان جمع شدہ شمشیرہا برکشیدند۔ درانحال حضرتِ شاہ باآن سپاہ نگاہ فرمودہ، دست و پای آنہا بیکار شدند۔ چون این خبر بپادشاہ رسید وے بذاتِ خود آمدہ ایشانرا بخانۂ خود دعوت نمود وقتیکہ خوان حاضر شد در یک کاسہ مرغے بریان بود کہ بنظرِ آنجناب زندہ شد بزبانِ فصیح گفت کہ مرا از مالکِ خود جبراً آوردند۔ پادشاہ بمشاہدہ این حال محال از خیال خود پشیمان شدہ، بایشان بیعت نمود۔ فقط۔

وقتیکہ حضرتِ شاہ در "صورت بندر" رسیدند و با خواجہ جمال الدین معروف بخواجہ دیوانہ ملاقات نمودند و در صومعۂ آنجناب باجازتِ ایشان تا یک اربعین معتکف شدند۔ و اجازتِ سلسلہ نقشبندیہ از ایشان حاصل نمودند و کمربند حضرتِ خواجۂ بزرگ و رومالِ

[1] سپاہی (معنی دارد)

ایشان متبرک یافتند۔

گویند در ایامِ خلوت والی انجا لولی بختاور نام بقصدِ امتحان در صومعهٔ ایشان باحشمت و جماعت فیل سوار فرستاد و آن لولی در خدمتِ شاه التماس نمود که من حرم والی اینجا هستم و اولاد ندارم و مدتے در خواندن ورد[1] مواظبت نمودم۔ امروز سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم و فرمودند که به درشاه واقع پیش کیم برهنه تو دعا خوانده فرزندے صالح بتو نصیب گردد۔ حضرتِ شاه گفت بعد اختتام ایام خلوت علاج تو خواهم کرد و سے الحاح از حد نمود۔ حضرتِ شاه پرسید نام تو چیست؟ گفت بختاور۔ فرمود بختاور باش پس لکدے بروے زد و بیهوش افتاد۔ چون به هوش آمد حضرت شاه موی سرش از دستِ حجام تراشیده پیش والی فرستاد و لولی مال و ملکیت خود لفقرا بخشید و گلیمے سیاه پوشید و از واصلان درگاه شد۔

می آرند که چون حضرتِ شاه در فتحپور رسیدند و با شیخ سلیم چشتی ملاقات نمودند۔ حضرتِ شیخ استعدادِ ایشان دیده ارشادِ سلسلهٔ چشتیه بایشان بخشیدند و لونگی حضرت خواجه معین الدین چشتی با تبرکات و عنایاتِ دیگر باو عطا فرمودند۔ فقط۔ آنگاه حضرتِ شاه بجانب کشمیر رجعت نمودند و ایں جا طبلِ ارشاد نواخته خلق بسیارے بتعلیم و تلقین از عوایق وجود رهانیده بدرجهٔ شهود رسانید۔ فقط۔

می آرند که روزے حضرتِ شاه با حضرتِ خواجه مسعود پانپوری بر مشرفِ خاصِ خود در میانِ کشتی ملاقات فرمودند۔ دران اثنا شوگه بابا حرفے بگستاخی گفت۔ حضرتِ شاه بنظرِ جلال در وے دیده درانحال خواجه مسعود دستِ خود [را] در میان حائل

---

[1] درود در نسخهٔ ی ا

ساخت فی الحال آستینِ ایشان سوختن گرفت و خدمتِ خواجہ ایشان را عذر خواہی نمود و شکوہ کہ بابا را عتاب کردہ کہ ہرگاہ دست خود حایل نمی کردیم فی الحال می سوختی

فقط ـ

روزے حضرتِ شاہ بہ سیرِ پل آوازے خوش شنیدند و تبدیل حال شدہ، بدریا غلطیدند بعدِ ساعتے از قعرِ آب برآمدہ در کشتی نشستند و جامہائے ایشان ہمچنان خشک بود۔ فقط ـ

روزے قصابے گاوے را ذبح کردہ بود۔ حضرت شاہ بر سرش را لگد چسپانیدہ باز زندہ گردانید۔ فقط ـ

مدعا کہ حضرتِ شاہ فریدِ دہر و یگانۂ عصر بود۔ بتاریخ ۲۹۔ ماہِ ربیع الثانی ۱۰۳۳ھ[۱] بحسابِ کشمیری ۲۹۔ پھاگن مطابق پھاگن سودی اوّل انتقال فرمود ـ در محلۂ علاء الدین پورہ آسود "مقرب خاص" تاریخ است ـ

می آرند کہ بعدِ انتقالِ آنجناب از مقبرۂ ایشان شاہجہاں نے بکثرت روئید چنانچہ کیفیتِ آن شاہ یعقوب حقانی کہ از احفادِ ایشان بود در کتاب معرفتہ الحقانی ہمچنین می نگارد کہ در ایام مرضِ موتِ آنجناب یکے از مریدانِ ایشان در خانقاہِ معلی بود شخصے از و پرسید کہ احوالِ پیرِ تو چگونہ است؟ ۔ مرید گفت ہمچناں بیمار است ۔ آں شخص گفت انجام او بخیر باد ۔ مرید گفت چرا ہمچنیں مردم را انجام بخیر نباشد؟ کہ بدعاہی چونتو خسیسے محتاج گردد؟ آں مرد گفت وے برخلافِ امرِ شریعت ہمیشہ ساز و نے می شنید ۔ از آنرو نمی دانم کہ احوالِ او چگونہ باشد؟ ـ وقتیکہ در خدمتِ حضرتِ شاہ رسید، آنجناب فرمودند کہ در خانقاہِ معلیٰ

---

[۱] برابر ۹۔ فروری ۱۶۲۴ء ـ

بافلان شخص چگونہ گفتگو کردی؟ راست بگو وے چہ گفت؟ تو چہ گفتی؟ مرید حقیقتِ واقعی حرف بحرف بیان نمود۔ حضرتِ شاہ بجوش[1] آمدہ فرمود کہ من مدۃ العمر خود صدائے ساز و نے نشنیدم۔ ہرگاہ انجامِ من بخیر گردد بعد وفاتِ من نیز از خاکِ من درختانِ نے تاقیامت خواہند روئید و اگر انجامِ من بخیر نگردد و نے از مرقدِ من فوراً نہ جوشد پس بر من نفرین کنند و لاشۂ من از گور کشیدہ در شمشانِ[2] ما بسوزانند کہ من بعد ہیچکسے دعویٰ درویشی نکنند۔ ہمیں کہ قبر ایشان پوشیدند و فاتحہ خواندند برابر سرِ ایشان شاخ نے روئید و تا یکشبان روز تمامی مقبرہ از شاخ نے سبز شد۔ فقط۔

می آرند کہ متّصل قبر ایشان خانہ آہنگرے بود و محبّان بابت وسعتِ مقبرہ قدرے زمین از و درخواستند و وے نداد۔ فی الحال از کورۂ آہنگر شاخ نے جوشید کہ بوقتِ افروختن آتش رنگ طلامی گرفت۔ روز دوّم از سندانِ او شاخ نے روئید و بمشاہدۂ آنحال آہنگر زمینِ خانۂ خود وقفِ آستانہ نمود۔ فقط۔

و نیز متّصلِ قبر ایشان خانۂ قصابے بود۔ زنش از روی بے ادبی خاشاک در مقبرہ پاشید ہماں وقت از دیگرانِ او نے ظاہر شدہ خانۂ خود فی الحال شاملِ مقبرہ گردانید۔ فقط

بابا محمد شریف اشائی کہ متبنای حضرتِ شاہ بود، خانہ اش متصل مقبرہ داشت۔ بعدِ فوتِ او اولادانش شاید حفظِ ادب نہ کردند و از دیگرانِ آنہا نے ظاہر گشت کہ بوقتِ سوختن آتش رنگش متغیر نمی شد۔ شاہ یعقوب می گوید کہ من این واقعہ بچشم خود دیدہ ام۔ فقط

می گویند کہ پیشتر در موسمِ زمستان چوں درختانِ نے خشک می شدند مردمان

---

[1] ۔ مقصود "بغضب آمدہ"

[2] ۔ "شمشان" لفظ سنسکرتی بمعنی جائیکہ در آنجا ہنود مردگانِ خود را می سوزانند۔

آنرا زرد کرده کیسه بالبستہ بدریا می انداختند وغرق می شد۔ فقط۔

می آرند کہ شخصے از احفادِ ایشان شاہجہانی کہ [illegible] بردہ در دیگدانِ خود بسوزانید و شب لقچۂ پوشاک او کہ پنج [illegible] روز جمعہ پوشیدہ امامتِ نمازِ جمعہ می کرد بلغیر سبب سوختہ شد ولقچۂ دار را آتش [illegible] کرد۔ [illegible] پیشِ مرشدِ خود ایں واقعہ بیان نمود وے توجہ بحضرتِ شاہ فرمود۔ حضرتِ شاہ او را [illegible] گفتند کہ فلانی استخوان ما یعنے نیستانِ ما بسوزانید اگر کالای او نیز بسوخت عجب نیست کہ بعد ازیں تا بسب شود وکسے مزاحمِ نیستانِ ما نگردد۔ فقط۔

می آرند کہ بعدِ انتقالِ حضرتِ شاہ [illegible] پنج سال گذشتہ قبل ابراہیم خان صوبدار دیوانہ شد و نام او " الهداد کہوٹہہ " می گفتند کہ بغیر [illegible] کوچہ بکوچہ می گردید و شب ہا بخانہ ہای مردم رفتہ گوش می داشت اگر سخن او بہ نیکی یاد می کردند صاحبِ خانہ را چیزے ضرر نمی رسانید اگر چیزے بد می گفتند فی الحال او را ایذای سخت می داد و انتقام می گرفت۔

روزے از مقبرۂ حضرتِ شاہ یک دستہ نے از خرطوم بمیدہ در دہانِ خود انداخت فی الحال سر راہ دنگ شدہ پیشتر نتوانست رفت۔ بعد ساعتے بہمان طریق نے در خرطوم گرفتہ بہمان روزن در مقبرہ انداخت و فریادے عظیم نمودہ سر بسجدہ نہاد۔ آنگاہ راہی شدہ فقط۔ صاحبِ فتحاتِ کبرویہ عبد الوہاب نوری کیفیت واقعۂ رویدنِ نے بنوعِ دیگر می نگارد ونقلِ آں در ذکر بابا طاہر مذکور است۔

شیخ ابراہیم۔

برادرِ صغیرِ حضرت ایشانست۔ بعلوِ استعداد وہمتِ خداداد مشہور بود۔ در پرگنہ دیوہ سر آسود۔

شیخ لال

ازمریدانِ برجستہ احوالِ حضرتِ ایشان بود۔ حالات وکمالاتِ عجیبہ داشت۔
روزے برسرِ بامے استاد بود۔ شخصے بلحنِ خوش اشعار می خواند۔ حضرتِ شیخ در رقص
آمدہ ازبام بزیر افتاد ومردمان خیال کردند کہ استخوان ہای او ریزہ ریزہ شدہ باشد۔
وے برزمین می رقصید و وجد می کرد۔ فقط۔

می آرند کہ حضرتِ ایشان در ایامِ سیاحتِ ہندوستان وقتیکہ در احمدآباد
گجرات رسیدند۔ صوبہ دار آنجا آنجناب را در خانۂ خود دعوت کردہ مطربانِ خوشخوانان
در مجلس حاضر آورد و دو زنِ رقاصۂ طناز رقص می کردند و شیخ لال نعرۂ زدہ واز
جائے خود برخاستہ در رقص آمد و لولیا نرا در کنار گرفتہ تا پاسِ اخیر وجد می کرد۔
عاقبت برزمین بے ہوش افتاد۔ پس بامرِ حضرتِ ایشان او را ازمیان برداشتہ
در حجرۂ دیگر نہادند و تا دمِ صبح ذکر یاہو می کرد و از ہر بُنِ مویش خون جاری دیدند۔
ہنگامِ صبح جانِ عزیز بجانان سپردہ در احمدآباد او را دفن کردند۔ فقط۔

شیخ محمد یوسف مانٹجی :۔

ازقبیلۂ سوداگران بود۔ بہ ہدایتِ ازلی روی ارادت بحضرتِ ایشان آوردہ،
در اندک فرصتے مقاماتِ سلوک طے کردہ بہ زیارتِ حرمین رفت و در خدمتِ اولیای
کبار صحبت می داشت و از ہر کسے استفاضہ نمود۔ چوں بطرفِ کشمیر رجعت فرمود
در قصبۂ بارہ مولہ قیام ساخت و در سال ۱۰۱۱ھ از دنیا درگذشت و در بارہ مولہ
مدفون است :۔

۱۵ ۔ ۱۶۰۲-۳ء

مولانا حسن آفاقی:

از ساکنان پرگنهٔ پهاک عالم و فاضل و صاحب کمال بود. شبی سرور کائنات صلعم در خواب دید. فرمودند که تا چند گاه الفاظ کتاب [illegible] می بینی؟ و بمعنی آن غوص نمی کنی؟ فردا پیش شاگرد خود خواجه حبیب الله [illegible] شب بیان ساخت. وی گفت مارا مرادی [illegible] لازم است. درین زمانه مثل میر محمد خلیفه دیگر کسی آگاه نیست. اگر مصلحت باشد پیش او می رویم. مولانا گفت وی مرد بدعتی است صاحب ساز و سرود مایل است. بهتر آنست که نزد میان انکشاه رینه واری که مرد مجذوب و صاحب صفا است می رویم. پس تا عرصهٔ شش ماه پیش او می رفتند. وی التفات بآنها نمود. یک روز مولانا مصمم کرد که هرگاه امروز نیز سر فرود نمی رویم. آن روز حضرت میان سه فلوس بآنها داد و گفت این کوزه بردارید و از محلهٔ ملارته از خانهٔ شراب فروش برای من شراب بیارید. آنها به کراهت تمام رفته و خم خریده بر دوش خواجه حبیب آورده بخدمت گذرانیدند. میان مانک شراب در ظرف انداخته هر دو را گفت که بنوشید آنها ابا کردند. میان مانک آنرا یکدم بکشید و چوبی برداشته هر دو را بزد و فرمود که کشایش کار شما نزد همان بدعتیان است. پس لاچار نزد میر محمد خلیفه رفتند و ایشان آندم در سماع بودند و بجانب آنها فرمودند که شش ماه ضایع کرده بغیر دستکاری میان مانک در اینجا نیامدید. پس قوال را اشاره کردند وی این بیت ترانه ساخت -

بیت :- بکجا روم ز دردت چه دوا کنم چه چاره
که هزار باره خون شد جگر هزار پاره

پس آن هر دو عزیز در وجد آمدند. چون مجلس ختم شد، خلیفه دستار خود بمولانا و جامهٔ خود

بخواجه حبیب الله بخشیدند. بعده هر دو کس تایب شده در اندک مدتے بدرجهٔ ارشاد و تکمیل رسیدند.

وقتیکه حضرتِ ایشان بکشمیر مراجعت فرمودند آں هر دو نامدار بفیض صحبتِ آنحضرت فایز شدند و بدرجهٔ اعلیٰ ارتقا نمودند. پس حضرتِ ایشان جامهٔ خود به مولانا و کتاب اسرار النقط بخواجه حبیب الله عطا فرمودند. مولانا در سنه ۱۰۱۰ ه[۱] ازیں عالم نقل کرده و در محلهٔ نوشهره جوارِ آکبیر مدفون است.

خواجه حبیب نوشهری

ولادتِ ایشان در سنه ۹۶۳ ه[۲] بود. چوں ختمِ قرآن کرد پدرش شمس گنائی بدوکان نمک فروشی نشانید. وے تمام روز بخواندنِ قرآن مشغول می بود. مردمان پول ها در غلطان[۳] انداخته بدستِ خود نمک وزن کرده می بردند. ازیں رو دوکان او رار واجے بهم رسید. خواجه شمس دریں معامله ملاحظهٔ حال تجارت کرده در رنج آں ترقی یافت.

بعد چندگاه خواجه حبیب در پیش ملا حسن آفاقی تلمذ کرده در علمِ عربی و فارسی مهارتے حاصل نمود. بعد آں بتقریبکه در ذکرِ ملا حسن گفته شد در خدمتِ میر محمد خلیفه شرف انابت حاصل کرده در اندک زمانے بدرجهٔ ارشاد ارتقا فرمود و حاجت روائی مردم شد. حالات و کراماتِ او از حد افزون است.

می آرند که روزے فوج قزاق بقصدِ تسخیر کشمیر یورش آورده از زوجهِ بال عبور نمودند و مردمِ کشمیر را بخوف آنها قالب تهی گشت. خواجه بیگی از یارانِ خود فرمود که شمشیر

---

۱ ه - ۱۶۰۱-۰۲ م . ۲ ه - ۱۵۵۵-۵۶ م

۳ ه - مقصود "کیسه پول"

[illegible] بگیر و در فلان صحرا رفته بر سر خود بگردان. آن عزیز بموجب [illegible] کرده روز دیگر دیدند که از فوج قزاق جمعی کثیر خود بخود کشته شده بودند. و بقیه السیف [illegible] و رسته شدند. فقط.

می آرند که در سنه ۱ [illegible] جهانگیر [illegible] [illegible] همراه داشت و در اینجا تنگی غله بوقوع آمده و پادشاه [illegible] [illegible] مردمان بخوف قحط می لرزیدند گویند از مریدان خواجه حبیب کناسے بود که بر سر راه نشسته کهنه دوزی می کرد. حضرت خواجه او را فرمود که بادشاه فی الفور از این ملک با یدکشید [illegible] [illegible] کهنه و چیزهاے پوسیده و خرقه خود بر خرے بار کرده [illegible] [illegible] پادشاه رخت سفر بسته بهند رجعت نمود.

روزے جهانگیر شاه بقصد شکار [illegible] شهر آمده کبکان [illegible] حضرت خواجه گرد چنار می گردیدند. چون شاهباز [illegible] پرواز [illegible] شهبازان کشیدند. چون این سخن بسمع پادشاه رسید متحیر شد. کسے گفته که این کبکان از مال خواجه اند. پس پادشاه بزیارت ایشان آمده، مجلس سماع گرم بود. پادشاه نهایت محظوظ شده التماس دعا نمود. نکردند. نذر گذرانید و نگرفتند. و جاگیر بخشید و منظور نه فرمودند. ازین رو پادشاه را تشویش خاطر افزود. پس بنا بر الحاح و ابرام خواجه یعقوب که برادر عینیه حضرت خواجه بود یکصد هزار دام جاگیر قبول کردند که تا عهد سلاطین چغتائیه جاری بود. فقط.

می آرند که ملا حسین خباز بواسطه سماع منکر ایشان بود. چنانچه بارها با حضرت خواجه مناظره و مباحثه نمود و منع فرمود. ایشان ترک سماع نه کردند. عاقبة الامر مولانا در پیش صفدر خان حاکم صوبه از این معامله [illegible] [illegible] ایشان طائفه تغافل کرده [illegible]. پس مولانا به محله

سه. البیاض فی الاصل - [illegible] - ۱۸۱ - ۴/۸۴ -

عدالت بحضور مفتیانِ شہر دریں باب استغاثہ نمود ۔ بنابران نائبِ عدالت معہ چند کس از اعیان در خانۂ خواجہ حضرت کردہ در آنجا محل سماع گرم بود ۔ پیش از ورودِ آنہا حضرت خواجہ قوالان را فرمود کہ آلاتِ سرود در حجرۂ مخفی دارند ۔ چوں اہلِ عدالت در آمدند حضرتِ خواجہ را گفتند کہ والئ ملک بالیشان امر کردہ است کہ در ارتکابِ منہیاتِ شرع یعنی سماع احتراز و اجتناب بہتر است ۔ خواجہ فرمود آمنّا وَصَدَّقنا ۔

پس وقتیکہ اہالیانِ عدالت بہ خوردنِ ضیافت مشغول شدند از حجرۂ صدائے تار برخاست و ہر کس را تحیّر افزود چوں در حجرہ بکشادند دیدند کہ آلاتِ سرود بغیرِ سازندہ و نوازندہ سرود می کردند اہلِ عدالت از معتقدانِ ایشان شدہ حقیقت در پیشِ والی بیان کردند ۔ والی خود بخدمتِ ایشان آمدہ اعتذار نمود ۔ چوں بعدِ تغیرِ صفدر خان ، احمد بیگ خان والئ کشمیر آمد ملا حسین در پیشگاہِ او باز استغاثہ نمود ۔ حاکم صوبہ حضرتِ خواجہ بحضور طلبانید و در آنجا باجتماعِ علمای دہر و فضلای شہر دریں معاملہ بحث ہا نمودند ۔ عاقبت الامر حضرتِ خواجہ گفت کہ علمای مذہب مداوای حرام بابتِ دفعِ مرض جائز داشتہ اند ۔ ما ہم بیمار ہستیم ۔ مرضِ خود را بغیرِ سماع علاجے دیگر نہ می دانیم و دریں باب ما را مأخوذ نسازند ۔ باستماعِ ایں سخن دل ہاے اعیان مؤثر شدہ بالیشان معذور داشتند ۔ پس اوایلِ سال ۱۰۲۷ سنہ وبای عام در ملک ظاہر شدہ از نوعِ انسان ہزاران جان طعمۂ نہنگِ اجل شدند و مردم شہر برای دفعِ ایں قہر در خدمتِ خواجہ ہجوم آوردند و ایشان فرمودند کہ امشب صبر بکنید ۔ من در بدلِ شما می روم ۔ شبانہ مرض ہیضہ در ایشان اثر کردہ بتاریخ ۱۹ ، ماہ ذوالحجہ ۱۰۲۷ سنہ نقل فرمودند ۔ و در محلہ نوشہر آسودند ۔ ہماں روز وبا رفع شد ۔

مـ ۲۷ نومبر ۱۶۱۸ م

می آرند که ایشان را وقتِ اخیر گفتند که ایشان در عمر سماع شنیده اند. حالا استغفار نمایند. گفت من ازان توبه کنم که نوعیکه سماع شنیدن لازم بود آن شنیدم. فقط.

طبع موزون داشت. حبی تخلص می کرد. کتاب تنبیه القلوب و مقامات حضرت ایشان و دیوانی معه قصاید و رباعیات و قطعات از تصانیف ایشان مشهور است و از عرفان و ذوق و حال مالامال. تاریخ از مصنف:-

فرد:- گفت از بہر سالِ رحلتِ او — ہاتفی "شیخ کامل[سنه] ہادی"
دیگرے سالش از سر اخلاص — گفت "خواجہ حبیب والاشان"

خواجه یوسف ثانی

از یارانِ میر محمد خلیفه بود. و از حضرتِ ایشان نظرے داشت. و نیز بسیارے از مشایخ وقت دیده باستفاده و افاده ایشان فایز گشت. چون بدرجه ارشاد رسید در موضع نہجواره توقف کرد و در آنجا مدفون است. و نیز شیخ محمد قاری که بسیار متقی بود در انجا است.

مولانا شریفِ خادم

از قبیلهٔ ماهی گیرانِ سوپور بود. بجذبه غیبی نزد میر محمد خلیفه رسیده بسعادتِ ابدی فایز گشت. علی الدوام در خدمتِ خلیفه مستعد می بود. حالاتِ عجیبه ازو ظاهر گشت همتے عالی داشت. بعد یک هفته افطار می کرد.

بابا نازک کشمیری.

از مریدانِ میر محمد خلیفه صاحب ریاضات و مجاهدات بود و در حفظِ سنت و رعایتِ طریقت مرتبهٔ عالی داشت و از میر حمزه کبری رتبهٔ ارشاد و تکمیل حاصل نمود+

سنه = سنه ۱۰۲۷ھ مطابق سنه ۱۶۱۷ء

ودر سنہ ۱۰۴۸ھ[۱] وفات یافت ودر مزار ملہ کھوہ متصل قبر ملا زین الدین مانٹجی مدفون است قدس سرہ۔

مہدی علی بلخی ومولنا حسن ترکی وشیخ بہادر کشمیری ومولنا نصیب ویوسف شوقی ومیاں ناصر۔

از خلفای حضرتِ میر محمد خلیفہ صاحبِ مکاشفہ ومرتاض ومحتاط ومتورع بودہ اند۔ و مقابر آنہا معدوم وحالتِ ایشان غیر معلوم قدست اسرارہم ملزوم۔

شیخ محمد لبیب

خلف الصدقِ مولنا سنگرف گنائی است کہ ذکرِ او گذشت۔ در علومِ صوری ومعنوی ممتاز بود واز خدمتِ شیخ یعقوب صرفی استرشاد نمود ودر جوار مقبرہ والدِ خود آسودہ۔

خواجہ حسین ختلانی

از مریدانِ خواجہ اسحٰق ختلانی مرحوم فاضل وکامل بود ودر علومِ صوری ومعنوی ممتاز ودر عبادت وریاضات جانباز۔ بعد سیر اطرافِ عالم در کشمیر رسید ودر صحن خانقاہِ معلیٰ مدفون است

خواجہ بہادر مشہور بہ شیخ شہود اللہ

از مریدانِ حضرتِ ایشان است۔ مدۃ العمر در خدمتگزاری آنجناب بسر برد ودر سفر خوارزم دو مرتبہ ہمرکابِ آنجناب بود۔ حالاتِ عجیبہ داشت۔

مخدوم حاجی موسیٰ:۔

فرزندِ ارجمند حاجی احمد قاری است۔ صاحبِ ریاضاتِ شاقہ بود وحالات عجیبہ ازوی ظہور نمود۔ گاہے تنہا در جنگل ہا پنہاں می شد۔ گاہے بسکونتِ خانقاہ تن می داد۔ وقتیکہ در اسواق می گشت از دکان خبازان نانہا بر داشتہ براہ حق ایثار می کرد

---

[۱] سنہ ۱۶۳۸-۳۹ء:۔

خادم او بہ خبازان قیمت می داد۔ مانند پدر بزرگوار ہمیشہ گلیم سیاہ می پوشید۔ اکثر شہرت
می بود۔ یک بار در شہر لاہور فیلے بدست بواجہ او آمدہ، آں مقبولِ الست بضرب دست
او را پست کردہ موجبِ شہرتِ او شد۔ چوں بہ کشمیر رجعت فرمود۔ علمائے از سحاب مکرمت
او نضارت یافت۔ چون از دنیا نقل فرمود جوار والدِ بزرگوار خود آسود۔

مخدوم شیخ عبداللہ

خلف و خلیفۂ حاجی احمد قاری است۔ در مکاشفہ و استغراق و خرقِ عادات
بے نظیر و در تجویدِ قرآن دلپذیر و بہ ریاضت و تقوی روشن ضمیر بود۔ در خطیرہ والدِ خود آسود۔

مخدوم شیخ عبّاس

فرزندِ سیوم حاجی احمد قاری از اربابِ حال در قرأتِ قرآن بے مثال و در علومِ
معنوی و صوری صاحبِ کمال و زبدۂ افرادِ رجال بود۔ در جنبِ والدِ نامدار مدفون۔

مخدوم شیخ عبدالواحد

فرزند چہارمِ حضرت مخدوم احمد قاری در علم و عمل بے بدل و در حالات و کمالات
افضل و در ریاضت و مجاہدت اکمل بود۔ در مزار آبا آسود۔

مولانا شاہ گدا

از ساکنانِ موضع کرانکہ شیون پرگنہ کروہن بود۔ روزے بنظرِ فیض اثرِ حاجی احمد
قاری متأثر شدہ ترکِ دنیا نمود و در خدمتِ آنجناب اقدام فرمود و از حاجی موسیٰ تعلیم
علومِ ظاہری و تلقینِ اشغالِ باطنی یافتہ در اندک فرصتی بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود و بر اقران دوران فایق
شد مصدرِ کرامات و مرجعِ مخلوقات بود۔ چون ہجومِ خلایق افزود۔
روزے خواجہ داود مجذوب پیشِ او آمدہ ملامت کرد کہ چرا مثلِ من کسوتِ جنون

پنوشید وانیقدر از دحام قبول کردے. مولنا فرمود کہ ہنوز چہ دیدے فردا بازار گرم تر خواہد شد
فردا بروز جمعہ معتقدے را فرمود کہ در کنج خانقاہ حجرۂ تیار سازد کہ بروز جمعہ دیگر بکار آید۔
شب جمعۂ دیگر با جمعے از دوستان و معتقدان خود معارف و لطایف بسیار وعظ کرد۔ آخر
شب بکنار دریا آمدہ تجدید وضو فرمود۔ چون در کنج خانقاہ در آمدہ دروازہ بند کرد و تا وقت
چاشت مردمان از بیرون نگران و حیران بودند۔ وے بوقت دوپہر در حجرۂ انتقال فرمود
و در خطیرۂ سید میر میرک در محلہ ملارشہ آسودہ۔ تاریخ :-

(۹۶۹ھ) گدائے شاہِ اقلیمِ ولایت

بابا اسحٰق

از خلفای شیخ مسعود نرورلیست. صاحبِ حالات و کرامات و مستجاب الدعوات
بود و از خلفای شیخ امتیاز تمام داشت۔ در استقامت و شدتِ ریاضت و ادای سنت
مشہور است

شیخ عبداللہ

خلف و خلیفہ بابا اسحٰق ... علم آشنوی چشمۂ فیض بود و در کشفِ قلوب و قبور
شانے عظیم داشت۔
گویند کہ در وے ست زوجۂ تندخوی و ستیزہ روی گرفتار بود بسیار متاذّی می شد
مردمان تحریک در فسخ او کردند و فرمودند کہ این سگِ گزندہ در بند بہتر است ورنہ دیگران
را مضرت می رساند۔ در حظیرۂ والدِ ماجد خود مدفون است۔

سنہ ۶۲-۱۵۶۱م۔

شیخ باباحاجی

فرزندِ ارجمندِ بابا مسعود۔ درکشف وکرامات وعبادت وریاضت یکتا بود۔ بمرتبۂ ارشاد رسیده انتقال نمود وجوارِ پدرِ نامدار آسود۔

شیخ ابراہیم

فرزند سیوم بابا مسعود در امر معروف ونہی منکر ودر علوحال وحسنِ مقال گرامی ونامی بود۔ درموضع آکھرن پرگنہ دیوہ سر آسود۔

باباحسین

خلف خلیفہ شیخ عبدالکریم فتوکمد لیست۔ درعلومِ صوری ومعنوی بین الاقران ممتاز وورریاضت وتقویٰ جانباز وورامر ونہی سرافراز بود۔

گویند درمسکن خود قبرے حفر کنانید۔ مردمان درشکوہ افتادند۔ فرمود کہ روزِ وفاتِ من مردم را امکانِ حرکت نباشد۔ پس روزِ جمعۂ دوم کہ بارش[1] برف وباران بشدت بود انتقال فرمود ودرانجا آسود۔

می گفت کہ اگر یک روز از زاویہ خود بر آمدم چہل روز بے آرام بودم۔ فقط۔

میریوسف قادری

خلف وخلیفۂ حضرت میرنازک قادریست کہ بکمالات ظاہر وباطن آراستہ بود۔ بعد واقعۂ والدِ نامدار ہمگی پنج سال بر مسندِ خلافت وارشاد جلوس نمود۔ در سنہ ۱۰۲۷ھ[2] بحادثۂ وبا رحلت فرمود ودرخطیرۂ پدرِ بزرگوار آسود۔

---

[1] مقصود بارندگی۔
[2] ۲۸ / ۱۶۲۷م

میر احمد قادری

فرزندِ دوم میر نازک قادریست. عالمِ فاضل و عاملِ کامل تارکِ دنیا بود و از والدِ ماجدِ خود علمِ معنوی حاصل نمود و سجاده نشینیٔ پدر منظور نفرمود. ماه رجب سنہ ۱۰۴۱ھ [۱] در مزار آبا آسود.

میر محمّد علی قادری

فرزندِ ارجمند و خلیفهٔ دلپسندِ میر نازک قادریست. برادرِ اولش میر محمّد یوسف در ریعانِ جوانی بحادثهٔ وبا از جهانِ فانی درگذشت و برادرِ دومش میر احمد از روی کثرتِ اشتغالِ علمی سجاده نشینی اختیار نفرمود. پس حضرتِ میر علی بر مسندِ خلافتِ پدر جلوس یافت. در علم و عمل فردِ یگانه و در زهد و تقوی فخرِ زمانه بود. طریقهٔ عالیهٔ قادریه را رواجِ کلّی بخشید و در حسنِ صورت و سیرت و اخلاق و اطوار آیتی بود از رحمتِ الٰهی. چون ضوابطِ خلافت را رواج داد در اثنای ذکرِ جهر عجب جوش و خروشی ظاهر می کرد. بسا اوقات بر قومِ جنّیان نیز احکامات جاری می فرمود. صبیّهٔ صلبیّهٔ میر داؤد دوارکی در عقد داشت. تمنّای فرزندِ نرینه از دلِ نکشید عالمی از سحابِ فیوضِ باطنش خضارت و نضارت پذیرفت و در آخرِ عمر بتقریبِ فسادِ مهادیو بیشکاره که قصّهٔ آں در حصّهٔ دوم مرقوم است [۲]، حضرتِ میر با جمعی از اعیانِ شهر بدهلی بردند و در اثنای راه با شیخ محمّد معصوم فاروقی ملاقات کرده، باهمدیگر رابطهٔ محبّت و صحبت بربستند و بتوجه همّت ایشان همگی یازده روز ره را در دو مانده مراجعت فرمود و در سال سنہ ۱۰۷۲ھ [۳] ماه

---

[۱] - برابر ۱۶. جنوری ۱۶۳۲م

[۲] - رجوع کنید به صفحه ۵۰۷

[۳] - برابر ۲. جولائی ۱۶۶۲م

ذوالحجہ رحلت نمود و در جوار مرقدِ والدِ نامدار آسود و بروز چہارم ایشان بعضے اصحاب بنامِ آنجناب طعامی ترتیب دادند۔ اہلِ شہر را درمیانِ مسجدِ جامع ضیافت نہادند[1]۔ این قدر از دحامِ مردم بود کہ چہار کس مردند۔

خواجہ حیدر رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ چرخی

پدرِ بزرگوار او را[2] خواجہ فیروز نام داشت کہ از معتقدانِ خواجہ عبدالشہید احراری بود۔ روزے بتقریبِ تقریبے در خدمتِ آنجناب اظہار نمود کہ در خانہ چہار دختر دارم چون فرزندے نیست تنگدل و بیقرارم۔ حضرتِ خواجہ در حقِ او دعا کردہ بشارتِ ولادتِ پسرِ عالی گوہر داد چون بوطن مراجعت نمود۔ بعد انقضاءِ نہ ماہ خواجہ حیدر رحمۃ اللہ علیہ تولد شد و در ہفت سالگی بعبادت و ریاضت و مواظبتِ سنت اشتغال نمود کہ تا حینِ حیات ہیچ فضیلتے و سنتے از دست نداد۔ اولاً در خدمتِ حضرتِ بابا آدم ... بعلوم صوری و معنوی تعلیم یافت۔ ثانیاً در صحبتِ بابرکتِ ملا جوہر ناتھ ... بشتافت۔

پس از آن بنظرِ فیض اثر شیخ عبدالحق دہلوی بمراتب عالیہ ... فائز شدہ بر اقرانِ دوران گوی سبقت بردو در تجویدِ قرأتِ قرآن و التزامِ سنتِ سیدِ انس و جان و سیر علم و تکمیل عرفان بے مثل بود۔ باوجود سماجتِ حکام اجابتِ خدمتِ قضایا اصلاً نکرد بلکہ بخوفِ تکلیفِ آن فرار اختیار نمود و برای فرزندانِ خود ہم این امر قبول نہ فرمود۔ ۲۲۔ ماہ صفر سنہ ۱۰۵۷ھ[3] نقل فرمود و در مزارِ اسلاف[4] آسود۔ خیر الوری کا تاریخ است۔

---

[1] - باید بود "کردند" [2] - "را" درینجا زیاد است۔

[3] - برابر ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۶۴۷ء

[4] - در نسخہ (دی) "اسلافِ خود" آمدہ است۔

خواجہ مومن چہیل متخلص بغازی

فرزندِ خواجہ ابوالقاسم چہیل است۔ از مصاحبانِ یوسف خان چک بود۔ در علمِ موسیقی مہارتے تمام داشت۔ استفادۂ علومِ ظاہری اوّل در پیشِ ملا جوہر نانت بعد ازاں از مولوی حیدر چرخی نمود۔ چوں ترکِ دُنیا کرد بطلبِ مرشد در حرمین رفت واز روضۂ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بشارت یافت کہ مرشد تو در کشمیر است۔

پس بسرعتِ تمام رجعت کردہ در صحبتِ سہہ ریشی بابا مشرف شدہ بعدِ دو ہفتہ ازو جواب یافت کہ بآنکہ مبشرِ شدی من نیستم بلکہ ابوالفقرا است۔ بنابراں در خدمتِ ابوالفقرا رفتہ بہ تعلیم وتربیتِ ایشان سعادتِ جاودانی حاصل کردہ بدرجۂ ارجمند وپایۂ بلند رسید وایام زندگانی در خدمتِ ایشان بجانفشانی گذرانید۔

چوں حضرتِ بابا رحلت فرمودند خواجہ مومن رختِ سفر بستہ در بغداد رفت ودرانجا مرشد ورہنمای طالبانِ خدا شد۔ درآں اثنا برادرش خواجہ عبدالخالق، بعدِ ادای مناسکِ حج در بغداد رسید وبا او ملاقات کردہ، چند روز یکجا گذرانیدند چوں عبدالخالق برای رفتنِ وطن رخصت خواست خواجہ مومن فرمود کہ ای عبدالخالق تاریخ رخصتِ من یاد بگذار کہ در حفظ نماند [۱۰۵۳ھ[۱]] بعد رخصتِ برادر درانجا وفات یافت طبعے موزون داشت ایں دو رباعی از طبع اوست۔ رباعی[۲]:-

ای بادِ وتر گر گذری در دیوہ سر

از من خبرے نیز بآن دلبر بر

---

۱ ۔ ۴۴ / ۱۶۴۳ م

۲ ۔ لفظ کشمیری بمعنی شمال ۔

کشمیری و فارسی اگر گوش نکرد
ہندیش بگو کہ آوتر[1] میرا اونز

عمریست دریں پشتہ پریشان گشتیم
گفتیم گران شویم و ارزان گشتیم
در طالع ما کساد بازارے بود
آیینہ فروش شہر کوران گشتیم

ونیز تاریخ وفات ابوالفقرا شیخ مومن[2] وے گفتہ است۔

شمس الدین نیایک۔

از خلفای بابا نصیب الدین غازی است۔ در صغر سن منظور نظر ایشان بود۔ موجب استعداد ذاتی در اندک فرصتے بدرجۂ تکمیل رسیدہ بغیر ساگ و کاسنی ہیچ نمی خورد۔ حالات عجیبہ داشت۔

می آرند کہ روزے در خدمت خواجہ حبیب نوشہری سلام کرد۔ ایشان بجرات ذکر اصم شدہ بودند و سلام او نشنیدند۔ وے باواز بلند باز سلام کرد۔ یاران خواجہ بدو بند و درشت گفتند۔ حضرت خواجہ بآنہا تہدید نمود و گفت ای جوان مرید کیستے؟ گفت مرشد من ابوالفقرا است۔ گفت در کدام جائے باشی؟ گفت در فلان دہ۔ فرمود دران قریہ انگور می باشد؟ گفت نے۔ فرمود شراب می باشد گفت نے۔ گفت مستان باشند؟ گفت نے بلکہ ہمہ ہشیار اند۔ گفت دریں جا آمدہ باش۔ گفت من ہشیارم۔ با مستان چہ کار دارم پس خواجہ برخاست و در چرخ آمد۔ حالے عجیب روی داد فقط۔

---

[1] دریں لفظ تجنیس تام است بار عایت لفظی۔ آوتر لفظ ہندی بمعنی فرود آو و دوم اوتر نام بزرگ است چنانچہ در اولش از لفظ "میر" مفہوم می شود۔

[2] = ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء تاریخ وفات است۔

می آرند کہ درکدام دہے براے امرِ معروف رفتہ بود۔ ساکنانِ آنجا اجابتِ نصیحت اونمودند۔ ایشان بجلال آمدہ آبِ چشمۂ کہ دراں دہ جاری بود خشک شد۔ چوں بہ عجز و انفعال پیش آمدند دعا کردو آبِ آں چشمہ باز آمد۔

شیخ شمس الدّین

برادرِ مادری حضرتِ ابوالفقراست و در ہنگامِ جوانی بذوقِ خدادانی از دنیایِ فانی بیزار گشتہ اشغالِ ریاضت و مجاہدت بہ نہایت رسانید و بخلافتِ حضرتِ بابا در تربّت فت و درانجام جمعے بہمرسانید۔ توحیدِ شہود[1] را مایل و قایل بود۔

شیخ داؤد کہی

ازمریدانِ بابانصیب صاحبِ نصیب بود۔ عمرِ خود در تفرید و تجرید گذرانید و دراجرای امرِ معروف جہدِ بلیغ نمود و بتخانۂ کہ در موضع گوہن موجود بود مسمار کنانیدہ شعارِ بُت پرستی ازآں قریہ برانداخت و ہمہ را مسلمان ساخت۔ آخرِ کار در ہماں قریہ مدفن یافت

شیخ حاجی حسن

ازخلفایِ حضرتِ ابوالفقراست۔ در تجویدِ قرأت و قرآن مہارتے عجیب داشت حضرتِ بابا[2] را امامت می کرد۔ عمرِ خود در تفرید و تجرید بسر برد۔

مولوی یوسف

ازخلفایِ حضرتِ بابانصیب عالمِ فاضل صاحبِ تصانیف بود۔ در مکاشفہ مشہور

---

[1] باید بود بتوحیدِ شہود۔

[2] مقصود بحضرت بابا۔

بابا صالح

ساکنِ گواه گوه پرگنۂ اچھ از خلفای برجستۂ حضرت ابو الفقراست۔ مدت مدید
در موضع مذکور میانِ غارے منزوی شدہ بود۔ کتابتِ کلام اللہ می کرد۔ گوشتِ حیوانے
نمے خورد اما گاہ و بیگاہ بیضہ ہا تناول می نمود۔
روزے حضرتِ بابا فرمودند کہ بعضے یارانِ ما مرغان بمعۂ بال و پر می خورند پس
از اکل بیضہ ہا احتراز نمود فقط۔
روزے دارا شکوہ بشکار رفتہ بود۔ ازانجا برای ملاقاتِ ایشان درونِ غار در آمدہ
بابا باو التفات نکرد۔ شاہزادہ رفقای خود را بزبانِ ترکی گفت کہ این مرد کیف کردہ است
بابا بفراست دانست و گفت حیف بر کسے است کہ کیف کردہ باشد۔ صد حیف بر آنکہ
بے کیف باشد۔ شاہزادہ محظوظ شدہ یک خوانچہ زر سرخ و سفید ہدیہ نہاد و بابا بعذر
ابرام بسیار سی روپیہ برداشت و یک جلد حمایل شریف کہ بخطِ خود نوشتہ بود درمیانِ خوان
گذاشت و گفت ہدیۂ قرآن خود گرفتم۔

شیخ صالح و شیخ درویش

۱ از مریدانِ ابو الفقراد ورع و تقوی ہر دو بے نظیر و صاحبِ تاثیر۔

شیخ حسن لالو

وطنش موضع وسن پرگنۂ لار بود و در مسجد لالو ہا کہ قبیلہ ایست معروف امامت
می کرد و بتقریبے در ہند رفت۔ چون باز آمد در خانقاہ راجو رماجی اقامت می کرد و در
خدمتِ بابا عیب غازی رضی ارادت آوردہ بتربیتِ ایشان بمقامات اعلی
اعتلا نمود۔ مدتے در خدمتِ ایشان بتفرید و تجرید گذرانید۔ آخر ہا متاہل شد حضرت بابا

ازو رنجیده گشت پس شیخ ہم از روی حجاب ترکِ ملازمت نمود و در محلهٔ لالو بابر زمین وقف حجرهٔ ساخت و بامامتِ مسجد پرداخت ایام عمر بریاضت و توکل گذرانید و در حالتِ شیخوخت بمدرسهٔ ملا ابوالفتح کلو آمده درک مسایل می کرد۔ صاحبِ خوارق بود۔ بہنگامہ آرائی رغبت نمی کرد چوں انتقال فرمود در صحن حضرت مخدوم آسود۔

خواجہ حسن تمل

از یارانِ بابا نصیب الدین غازی است در علوم صوری و معنوی ممتاز و جانباز متوکل و متاہل و صاحبِ دل بصلاح و تقوای معروف بود۔ عمرے طویل یافت۔ در جوارِ بوتہ کدل مدفون است۔

حاجی بہرام

از قبیلهٔ نجاران مرید بابا نصیب غازی است۔ ہمیشہ تارک اللحم و صائم الدہری بود۔ در تفرید و تجرید و توکل و تورع شانے عجیب داشت۔ تعلیم علوم فقہ و حدیث از اخوند ملا حسین گرفتہ در اخفای احوال و استتار کشف و کرامات بسیار می کوشید و فتوحات را اصلا مایل نمی شد۔ از کسب برادر خود کہ کارِ نجاری می کرد لقمہ می خورد و در ماکول و مشروب احتیاط کلی می فرمود۔ حفیظ اللہ خان صوبدار روزے پنجاہ روپیہ نذرش آورد بہزار سماجت یک روپیہ برداشت۔ بکثرتِ مشقت و ریاضت ہمگی پوست و استخوانے ماندہ بود۔ ہمیشہ نعلین چوبین در پای می داشت[۱] و مدام بآبِ سرد غسل و وضو می کرد و بزیارتِ حرمین بپای پیادہ فایز شد۔

مدعا کہ در ترکِ کل ممتاز بود۔ بعمر نود سالگی بدار البقا ارتقا نمود در موضع پھروپٹ

---

[۱] :- باید بود ۔ "در پاے می کرد"

پرگنہ پچھی پورہ مدفون شد۔ بعد چند روز مردم غرضمند از روی اخلاص از انجا کشیدہ بردند
حالا در موضع لوسہ پورہ مدفون است۔ عـه

شیخ یعقوب سادی۔

از یاران بابا نصیب غازی است۔ در عنفوان جوانی قصہ خوانی و طبل نوازی
می کرد۔ چوں در خدمت بابا مشرف شد در مجاہدہ بجد و کد بسیار کوشید و جام معرفت لبالب
نوشید و سرمست بادہ الست گردید۔ شیخ داؤد مشکواتی می گوید کہ شیخ یعقوب دمیان
[را] لورکندی نشستہ دیدم گفتند کہ از مدت دہ روز ہیچ نخوردہ است۔ فقط۔
شبے در حالت مسافرت بر کوہ پیر پنچال در بارش[1] بنشست و تا صبح بذکر حبس نفس
پرداخت کہ بسبب حرارت ذکر قلبی او را برودت اثر نکرد و برف برگرداد و ذبان یافت و زمین
نمناک نشد۔ حسن صورت زنان بسیار می دید و گلولہ ہا برگلوی خود می بست و پر مرغی بر سر می
نہاد و رقص می کرد۔ حضرت بابا ازیں فعل او را زجر می کردند فایدہ نمی نمود۔ مقبرہ او در موضع ڈون
پرگنہ اسلام آباد مشہور۔

شیخ مومن و شیخ شریف۔

دو برادر مرتاض از مریدان ابوالفقرا در تجرید و تفرید و توکل و ترک حیوانات
آراستہ بودند و احتیاط امور شرعی بسیار می داشتند[2]۔ بایں درجہ کہ روزے
شیخ مومن از مفتی وقت مسئلہ پرسید کہ ہرگاہ زیر تختہ برگ توز ناپاک سوختہ شود
براں تختہ نماز جائز است یا نہ؟ و روز جمعہ ہر دو برادر برای نماز در شہر می آمدند و صائم
الدہر و قائم اللیل می بودند۔ عاقبۃ الامر شیخ مومن متاہل شدہ، در شہر سکونت یافت

---

[1] مقصود "باران" [2] بایدبود "می کردند"۔

عـه = در چھاپ شدہ ترجمہ تاریخ حسن نام موضع بجائے لوسہ پورہ لوجہ پورہ نوشتہ است۔

واولاد صالح بہم رسانید۔ در شہر مدفون است و شیخ شریف در موضع برتہن متصل شہر آسود ر

ابیہ بابو

اوّلاً در ریعانِ جوانی از ابوالفقرا بتربیت راہِ معنوی فائز گشت۔ بعدِ انتقالِ ایشان از وتربا کہ خلیفہ بابا داؤد خاکی بود درجۂ تکمیل یافت۔ عمر خود در تفرید و تجرید و ریاضت و مجاہدت و پاکیزگی گذرانیدہ در محلۂ رینہ واری مدفون است۔ سنہ ۱۱۰۱ھ

حاجہ بابا

نام اصلیش عبدالرحمان بود۔ خلیفۂ خاص و انیس با اخلاصِ حضرتِ ابوالفقرا است ہمیشہ در بجاآوری خدماتِ حضور ماً مور بود و در فقر و فنا شانے عجیب داشت۔ حضرت بابا تربیت اکثر مریدانِ خود بوی تفویض می کرد و بعد انتقالِ مرشد نامدار بر سنت پیرزہ بدہ می رفت و امر معروف می نمود و مساجد آبادی کرد۔ مدّتے در خانقاہ راجور ماجی متصل مسجدِ جامع منزوی شدہ صایم الدہر و قایم اللیل می بود۔ و در موضع کنجہ نولوگ پرگنہ پہاک مدّت چہل سال در تجرید و تفرید بسر برد۔ آخر عمر متاہّل گشت۔ چوں رحلت نمود، ہمدوش مرشدِ بزرگوار در بیجبارہ آسود۔

شیخ ناصر بنگالی

ازیارانِ حضرتِ بابا نصیب غازیت۔ اگرچہ مقید بشرع بود ولیکن گاہ گاہے حرکاتِ مجذوبانہ می کرد و بر کسیکہ قہری می ساخت اثر آں بر ظہور زود ظاہر می شد و باچندکس از درویشان و چندے از نسوان اسپ سوار دہ بدہ سیر می کرد و امر معروف می نمود و در میان شہر محلہ بمحلہ می نشست معلّی ہمراہ گرفتہ چند اطفال را تعلیم می کنانید و کتاب مشکوٰۃ المصابیح ہمیشہ ہمراہ می داشت۔ زبانش کج مج و گردنش بسیار پست بود۔ و دستارے کلان بر سری بست و با مردم رفضہ جنگہا می کرد۔ ہرگاہ باکسے از اہلِ شہر او راہ سلوکی می شد پس در مقبرۂ حضرت محبوب العالم

ھ - برابر ۹۶/۱۶۹۵ء

رفته بر تربتِ آنجناب ضرب ہامی دادومی گفت چرا خوابیده ماندید؟ مارا فلانی چنین چنان کرد اورا تادیب بفرمائید. فی الحال اورا از غیب تدارک می شد. خوارق او در شہر و دہ مشہور است. رحلت او ۳۰ ماہ صفر ۱۰۸۹ھ[1] مسطور و در موضع نند پور مستور. فقط. و فرزندِ ارجمندِ او عالم بابا بسیار صالح بود و با مردم رفقہ لغلظت و عنف پیش آمد. وامر معروف مثلِ پدر می کرد. فقط. و نیز ز نے شمس دیدی نام از مریدان او صاحب صفا بود کہ مدۃ العمر روی خود بکسے ننمود. فقط۔

ملک جہانگیر از روسای پرگنہ آدون بود و برہنمونی شیخ حسن لالو بخدمت بابا نصیب الدین غازی داخل طریقہ شدہ مدتے بر سلکہ آن بسر برد بعد آن بخدمت خواجہ عبدالرزاق نقشبندی کہ از امرای شاہجہان صاحب عرفان بود رتبہ ارشاد حاصل نمود. بس عمر خود در تجرید و تفرید و توکل و پرہیزگاری بسر برد و از کسے چیزی نمی گرفت حدت طبع بسیار داشت چون رحلت نمود در مزار گنج بخش آسود. فقط۔

بابا مظفر

از مریدانِ خاصِ حضرتِ بابا نصیب غازی صاحبِ مجاہدات و ریاضات بود عمر خود در غار نشینی و عزلت گزینی بسر برد. فقط ۔

می آرند کہ چندگاہ در پرگنہ اولر در میان قریہ خلوت نشین شدہ بود. مردمانِ آن قریہ از روی بدخصلتی ایشان را ایذا رسانیدند و حضرتِ بابا ازاں قریہ دور رفتہ در میانِ جنگل زیر درختے متمکن شدند. بعد چند روز شخصے از ساکنانِ آن قریہ اتفاقاً در انجا رسید و حضرتِ بابا دید. ساعتے در خدمتِ ایشان گذرانیدہ رخصتِ خانہ گرفت. حضرتِ بابا فرمود ہر کس کہ از ساکنانِ ایں دہ بمن ایذا رسانیدند امشب سزای اعمالِ خود خواہند یافت. آن شخص در دہ آمدہ ہر کس را ازیں واقعہ خبر کرد. ہمانشب دہ نفر از ایذا دہندگانِ ایشان در خواب مردہ بودند. فردا تمامی ساکنان در خدمتِ ایشان رفتہ عذر خواہی نمودند بعہدہ آوردند. فقط۔

---

[1] برابر مارچ ۱۷ ۱۶۷۸ء۔

شیخ حسین

از خلفای برجستہ حضرتِ بابا نصیب الدین غازی بود. عمر خود در ریاضت و مجاہدت بسر نمود روزے چند کس مسافران بیمارے ہمراہ گرفتہ در خانۂ ایشان فروکش نمودند و حضرتِ شیخ فرمود کہ ہرگاہ کسے از شما بمیرد باید کہ در خانۂ ما بمیرد۔ پس آں مسافران دو شب در انجا ماندند منجملۂ آنہا شخصیکہ صحیح بود وفات یافت و حضرتِ شیخ آخر عمر خود سفر اختیار کردہ بہندوستان رفت و در بیجاپور رسیدہ از جان در گذشت در انجا مدفون است۔

تاریخ:۔ چوں ز دنیا شد حسین و گفت ہاتف آشکار
سالِ تاریخ وصالش بُلبلِ باغ طلب ۱۱۰۸ھ سلہ

شیخ حیدر

از مریدانِ حضرتِ بابا نصیب مردے کامل و فاضل و نجیب بود۔ در مجاہدات و ریاضات ہمتا نداشت۔

می آرند کہ وقتے از اوقات بطرفِ پرگنۂ دیوہ سر تشریف فرمودند۔ در اثنای راہ جمعے پیدا شدہ کاغذے بایشان نمودند و فاتحہ گرفتند و بابا گفت کہ در انجا یکے از مریدان ماست او را محافظت باید کرد۔ آن جماعہ جواب دادند کہ او را امر شود کہ برای ماطعام و جغرات بالای طبقہ خانۂ خود فلانہ روز بگذارد۔ حضرتِ بابا آن مرید طلبانیدہ ماجرا گفتند وے مطابقِ فرمان مرشد عمل نمود و ہمانروز در آن محلہ آتش گرفتہ ہمہ ہا سوختند و خانۂ او سالم ماند و از طعام و جغرات در طبق چیزے نیافتند۔ چوں رحلت نمود در موضع

سلہ: برابر ۹۶/۱۶۹۷ م۔

گنڈ ابراہیم پرگنہ شاورہ آسود۔

تاریخ۔ بہر سالِ وصلِ حیدر ہاتفی
"مرشدِ اہلِ عبادت بودہ" گفت ۱۰۷۴ھ [1]

شیخ اسماعیل

از مریدانِ حضرت بابا صاحبِ ورع و تقویٰ بود۔ در گنڈِ ابراہیم آسود۔

بابا داؤد مشکوٰتی

در علومِ عربیہ و فقہ و حدیث و حکمت تلمیذ رشید خواجہ حیدر چرخی است چون جملہ احادیث و کتابِ مشکوٰۃ شریف معہ اسناد از بر داشت۔ لاجرم اورا از زبان استاد مشکوٰتی لقب افتاد و بعد از اکتساب کمالاتِ صوری و معنوی ذوق خدا پرستی بہم رسانید و در خدمت بابا نصیب غازی بشرفِ تلقین و تعلیم راہِ باطنی مشرف شد و در اندک فرصتے طیّ مراحلِ راہِ سلوک نمودہ بدرجۂ والا اعتلا فرمود۔ ہمیشہ با مرشد خود رفیق سفر و حضر می بود کمالاتِ او از حیطۂ تحریر بیرون و از تقریر افزون۔ کتاب اسرار الابرار در بیان احوالِ اولیای کشمیر و کتاب اسرار الاشجار در تتبع کتاب منطق الطیر از تصنیفاتِ او مشہور۔ با حضرت خواجہ خاوند محمود و ملا شاہ صحبت داشت۔ فرد زمانہ و مرد یگانہ بود نود و ہفت سال عمر یافت۔ ۲۷۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۷ھ [2] رحلت فرمود۔ در محلۂ گند پورہ حوالی عیدگاہ مدفون است "و شیخ مومنان" تاریخ وفاتِ اوست۔

تاریخ:۔ از پئے سالِ وصالِ آں مرادِ مقتدا [3]
"بودہ بابا شیخ الاسلام" آمد از غیبم ندا ۱۰۹۷

۱: برابر ۶۴/۱۶۶۳ع۔ ۲: برابر ۱۱۔ فروری سنہ ۱۶۸۶ع۔ ۳: در نسخۂ دی "آن بزرگ مقتدا"۔

بابا عبدالله گزریالی

از خلفای برجستهٔ بابا نصیب الدّین غازی است وبعد انتقالِ ایشان از حاجه بابا درجهٔ تکمیل وارشاد حاصل نمود وسرمستِ بادهٔ وحدت ومستغرق بحرِ شهود کثرت ومعیت می بود۔

بنابران او را مستانه می گفتند۔ هرگاه از زبانِ کسے نام خدا می شنید۔ بکمال شور حقّ الله می گفت وتا وقتِ نماز بیهوش می افتاد۔ باوجود مستی هیچ سنّت ومستحب از دستِ او نمی رفت۔ امرِ معروف ونهیِ منکر بسیار می کرد۔ جمعے کثیر از کفره باسلام آورد۔ اکثر اوقات در سیرِ دهات می بود۔ سه چهار صد مردم همراه می داشت۔ مردم خانه بخانه او را بدعوت می بردند وقبول نصائح می کردند ودرمیانِ اکثر دهات مسجد وحمّام وغسلخانه وخلأها وباغات به نیّتِ باقیات الصّالحات احداث می کرد۔ فقط۔

گویند از مریدانِ او شخصے را اولاد نبود۔ روزے حضرتِ بابا را پنجاه روپیه نذر داد وبابت اولاد التماس نمود وحضرتِ بابا بخدا التجا فرمود۔ سائل را تا عرصهٔ دوازده سال دوازده پسرِ روشن اختر متولّد گشت۔ درین مدّت حضرتِ بابا در پرگنهٔ لار بود ودر هر قریه حمّام ومساجد وجسرها آباد نمود وبرکنل زوجه بال مسافرخانه ها احداث فرمود۔ چون بخانهٔ خادم باز رسید، دوازده پسرِ شایسته دید۔ فرمود۔ ع در فزون باد امّتان رسول۔ خادم عرض کرد که جناب درینجا وسعتِ زمین نیست وهمین قدر کافیست پس بابا دعا کرد وزنش باز عقیمه شد ونیز در پرگنهٔ لولاب باغ درختانِ زرد آلوی شیرین مغز احداث کرده بود۔

چونکه حضرتِ بابا دوازده سال در پرگنهٔ لار توقف فرمود ظالمان از باغیچهٔ مذکور مغز زرد آلو بزور می بردند۔ چون بابا در انجا رسید حقیقت تغلّبِ ظالمان بشنید. دعا

ع ء بمعنی بیت الخلاء

فرمود کہ بعد ازیں زرد آلوہا بے مغز باشند۔ پس باغیچہ مذکور را زرد آلوہای بے مغز پیدا می شدند۔ راقم الحروف می گوید کہ روزے بسبیل سیاحت در کھہربال عہ رسیدم۔ از باغ، مذکور ہمگی دو درخت موجود دیدم و زرد آلوی بے مغز کہ نہایت شیرین بودند خوردم فقط۔ چوں بابا در سنہ ۱۱۱ ھ انتقال فرمود در موضع گزریال پرگنہ ترآسود۔

خواجہ علی الماس

از مریدانِ بابا نصیب صاحبِ ورع و تقویٰ از خاصانِ خدا بود۔ در موضع وسن پرگنہ بانگل آسود۔

خواجہ بابائے لاری

مریدِ حضرتِ ابوالفقرا صاحبِ کشف و واقعات بود۔ بعضے تصانیف بابا داؤی تصحیح می کرد و در راہِ سلوک حظّے وافر داشت۔ آخر عُمر در موضع ونده ہامہ پرگنہ لار متاہل شدہ عُمر خود در انجا با نزوا گذرانید و در انجا مدفون است۔ و فرزندِ او بابا صالح کہ بسیار پرہیزگار و صالح و متقی بود از مقبرۂ والدِ ماجدِ خود بالاتر زیرِ دامنۂ کوہ آسود۔

بابا یوسف

از مریدانِ ابوالفقرا صاحبِ ریاضت و تقویٰ از اہلِ صفا بود۔ در موضع تیلون پرگنہ کوٹھار آسود۔

شیخ حیدر

از خلفای بابا نصیب، در علم و عمل خوش نصیب بود۔ در موضع گیرد پرگنہ اولر آسود۔

سلہ: برابر ۶/۱۷۰۵ء = درچھاپ شدن تاریخ حسن "کھہربال" نوشتہ اند

شیخ دولت

نیز از مریدانِ ابوالفقرا صاحبِ ذوق بود۔ عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید۔ قریب سی سال در صحبت مرشد بسر برد۔ بعد انتقالِ ایشان به حج رفت۔ در عرضِ راه وفات یافت۔

شیخ یوسف ثانی:

عالمِ عامل و فاضلِ کامل بود۔ از ابوالفقرا فیض باطنی حاصل کرده، زندگانی خود در ریاضت و ورع و تقوی گذرانید و در موضع ڈنگ وچهو پرگنهٔ حمل مدفون است۔

شیخ موسیٰ

از مریدانِ حضرت بابا از اہل صفا بود در موضع ایشه یاری آسوده۔

شیخ طاہر: از حضرت بابا بهرهٔ علم باطنی حاصل کرده در پرگنهٔ لار منزوی شد و در انجا مدفون است

شیخ باباحاجی:

از مریدانِ بابا، صاحبِ صفا بود۔ عمر خود در عشق خدا بسر برده در موضع گوری پوره پرگنهٔ لار آسوده۔

باباصادق.

از خلفای ابوالفقرا صاحبِ فقر و ریاضت و تقوی بود۔ در موضع ہیره پوره مدفون است۔

باباعثمان

از تربیت یافتگان ابوالفقر است۔ بسیار مرتاض و محتاط بود۔ در محلهٔ نوہٹه آسوده۔

شیخ یعقوب

از معتقدانِ حضرتِ بابا در ریاضت و عبادت بی ہمتا بود۔ در حدود کامراج آسوده

بابا بدرالدینؒ

از مریدان حضرت بابا مرتاض و محتاط و صائم الدہر و قائم اللیل بود۔ عمر عزیز خود در کوہستان قصبۂ لار بانزوا و تجرید گذرانید و درانجا مدفون است غیر ازین خلفای حضرت بابا نصیب غازی بسیار است مثل علی خانؒ و کریم خانؒ کہ ہردو برادر در تقوی بے نظیر و شیخ ناصر و شیخ اسمٰعیل روشن ضمیر و حافظ رشید و حافظ شمس در علم تجرید و تفرید و تجرید صاحب کمال و حاجی محمد و ملا حسن زبدۂ ارباب حال بوده اند عمر عزیز در کسب اعمال صالحہ بسر برده در خاک آسوده اند۔

ملک جہانگیر رینہ و ملک کنز رینہ و جوگی رینہ از قبیلۂ حضرت محبوب العالمؒ سہ برادر اعلم وافہم در تجرید و تفرید یکتا و در ریاضت و تقوی بے ہمتا از مریدان حضرت ابوالفقراؒ است۔ مدۃ العمر خود در حدود کوہستان کوہیامہ بسر برده در ہمان پرگنہ آسوده اند از انجملہ ملک جہانگیر رینہ در سودر کوٹ و کنز رینہ در بنڈہ پورہ و جوگی رینہ در موضع ارن۔ اسلاف ایشان از روسای ملک بوده اند۔ لاجرم آنہارا ملک خطاب کرده بودند قدست اسرارہم۔

بابا شمس الدینؒ

برادر حقیقی ابوالفقراؒ مرید بابا اسحق تروریست در ریاضت و تقوی بے عدیل بود آخرہا از برادر نامدار ارشاد حاصل کرده بعد وفات جانشین او شد و در حظیرۂ ایشان مدفون است۔

محمد امین صوفی

قبل از بلوغ در خدمت حضرت ابوالفقراؒ شرفیاب صحبت گشتہ مدتے کفش برداری میکرد عاقبت آداب سلوک آموختہ مشعل خاطرش بانوار خلوص افروختہ شد چون بحد بلوغ رسید حضرت بابا از دنیا نقل کرد محمد امین کنج خلوت گرفتہ بوظائف و طاعات عامل شد و صفائی قلب حاصل کرده بصحبت بسیاری از مشایخ کبار فائز گشت تاکہ قبولیتے بہم رسانید و بافادۂ خلق مشغول شد

پس مدتے در خانۂ کلوہا چندے در محلۂ کانکہن می گذرانید۔ چون قبولیت خلائق پیشتر شد۔
بجوار مسجد جامع آمده متاہل گشت انگاه بمتابعت مرشد نامدار در اطراف دہات برای توبہ و بیعت
می رفت جا بجا مساجد احداث می کرد۔ عالمے گرویدۂ او بود عاقبت زن دوم خواست صاحب دختر و
پسر شد۔ خمس الاوقات در خانقاه ملک شمسی چک کہ معبد حضرت محبوب العالم بود ادا می کرد۔ در
دعوت اسما[۱] دستے عجیب داشت و جواب استخاره می گفت و اعمالش ہر نوع اثر می داد۔

وقتیکہ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی وارد این دیار شدند۔ محمد امین ہم در خدمت ایشان
دست بیعت داده خط ارشاد حاصل نمود و در افادۂ خلق بسیار کوشید۔ یاران صالح و ذاکر مثل بودی
بابا و حافظ داؤد خواہم حافظ وغیره بہم رسانید۔ چون شربت اجل گوارا ساخت۔ در مزار کلوہا میان ملہ کرال
بجوار استراحت آسود۔

میان حسین چشتی: ۔

از فرقہ کونوالان بود یک چند در خدمت بابا نصیب الدین غازی طلب خدا نمود و راه کشود
نکشود۔ پس بفرمان ایشان بطرف ہندوستان سفر نمود و در خدمت شاه تمکین چشتی کمالات معنوی
حاصل کرده رتبۂ خلافت یافت۔ چون بوطن آمد حرم محترمۂ او را بعد نہ ماه میان یحیی متولد شد
وی از والد ماجد خود طریقۂ چشتی آموختہ، درین ملک چراغ ہدایت افروخت و سرمایۂ سعادت
ابدی اندوخت۔

فیروز شاه۔

از مریدان حضرت ابوالفقرا صاحب ورع و تقوی بود سکر و مستی غالب داشت۔ حالات
و کرامات او از حد تقریر بیرون است در قصبۂ بیجہاره مدفون۔

[۱] در چھاپ شدن تاریخ حسن صفحہ ۲۸۹ "اسمائے الہی" نوشتہ شده است۔

مولوی نمک

از تربیت یافتگان حضرت ابوالفقر ابودعمر عزیز خود در ریاضت و عبادت بسر نمود و در علوم صوری و معنوی ممتاز و در مجاہدت جانباز بود و در بیجباره آسود۔

ملہ بابا۔

از خلفای برجستہ حضرت ابوالفقر است عجب شوری داشت۔

اکر شاہ۔

از مریدان بابا نصیب بود سکر و مستی غالب داشت حالات و مقامات او از حد تحریر افزونست و در حدود کامراج مدفون۔

مخدوم شیخ محمد مکی و مخدوم عبدالقمر۔

فرزندان حاجی موسی باصناف علوم آراستہ و باوصاف حمیدہ پیراستہ بودند شیخ محمد مکی از مکۂ معظمہ تولد یافت لاجرم اورا شیخ مکی نام کردند و بتربیت والد ماجد خود ہردو بزرگوار آداب سلوک آموختہ بافادۂ خلق مشغول بودند و در مزار آبا آسودند۔

مخدوم شیخ حامد و مخدوم عبدالرشید۔

ابنای شیخ عباس ہردو فضایل مآب و کمالات اکتساب بودند و مخدوم شیخ عبدالرشید مدتے خطیب مسجد جامع کشمیری بود۔

روزے برائے نماز استسقا برآمدہ قصیدۂ بردہ میخواند چنانچہ بخواندن او چندکس بیہوش شدند چون ردا از سر برداشتہ بطرف آسمان نظر کرد و آب از دیدہ بگردانید، ہمان لحظہ باران باریدن گرفت کہ مردمان بہزار مشقت درخانہ رسیدند۔ مدعا کہ ہردو بزرگوار فرید دہر و یگانہ عصر بودند در مزار اسلاف آسودند۔

مخدوم شیخ محمد معصوم و مخدوم حسین

فرزندان شیخ عبدالواحد در علوم ظاہری و باطنی ممتاز و در ریاضات و عبادات جانباز بودند مخدوم حسین اطراف عالم راسیر نمود و با مشایخ و اولیائے نامدار صحبت فرمود حالات عجیبہ داشت در کشف و کرامات بی نظیر وصاف ضمیر بود۔۔

شیخ احمد زاہد ۔

عرف کول داماد خوش نہاد و مرید ارشاد حضرت خواجہ رفیق اشائی است در کمالات صوری و معنوی بیہمتا بود ۔

روزے شخصے را دیدند کہ کدوئے در دست گرفتہ از در آمد شیخ احمد او را گفت کہ این وقت خربوزہ از کجا پیدا کردہ آن شخص گفت حضرت کہ دست ایشان فرمودند بوی خربوزہ ازان می آید پیش من بیار فی الحال ایشان کارد بران زدہ قاش قاش نمودند و یاران خود را یک یک پارہ بخشیدند خربوزہ بود ۔ فقط ۔

مدعا کہ آنجناب در مجاہدات و ریاضات فرد یکتا بود دہم شوال ۹۹۷ھ [۱] رحلت نمود "ذوالکرم" تاریخ است و این شیخ احمد زاہد جد تمامی طبقہ حضرات رفیقیہ است باید دانست کہ مورخان باستان مثل سید علی و بابا داؤد مشکواتی و ہادی و نوالجہ اعظم دیدہ مری و شایق و نافعی حضرت خواجہ طاہر رفیق را از قوم اشائی ہا کہ در کشمیر خاندان عالی است می نویسند و خواجہ احمد زاہد را از قبیلہ کول ہا می شمارند تا حال ہیچ کسے ازین خاندان رفیقہ دعوی سیادت نمودا اما اوایل سنہ ۱۳۰۰ ہجری شخصے خواجہ بدرالدین نام کہ از احفاد خواجہ احمد زاہد بعلوم غریبہ و فنون عجیبہ یگانہ و دکانگرہ بین الاقران

[۱] برابر ۱۲ - اگست ۱۵۸۹ء - سنہ ۱۸۸۲/۸۳ء

سوائے مؤلف تاریخ حسن دیگر مورخین این سخن نہ نوشتہ اند

تا ز بود در ثبوت نسب سیادت آباد اجداد خود دو رساله یکی عربی و دوم فارسی املا فرمود نسب نامهٔ خود را تا حضرت شاه نقشبند مشکل کشا پیوند نمود. فرد

بندگی باید پیمبر زادگی درکار نیست

آئینه چون تیره گرد د لایق دیدار نیست

شیخ محمد شریف بن شیخ احمد زاہد نواسهٔ خاص و خلیفه با اختصاص حضرت خواجه رفیق اشاشی است صبیهٔ صلبیهٔ سید میرک خان بن سید میر خان که در واسوره مدفون است در عقد داشت عالم عامل و فاضل کامل بود در عبادات وریاضات عاجل. بعد انتقال حضرت خواجه پنجاه و یک سال بر مسند ارشاد متمکن بود.

می آرند که آنجناب روزے در قصبهٔ بیجباره زیر درخت سفیدار نشسته بودند. شخصے سیبے بدست ایشان داد و مردم بسیار درانجا جمع بودند حضرت شیخ سیب مذکور بدرخت سفیدار بزد آن درخت از سیب ها پُر بارشده فی الحال سیبهاے بسیار مردمان [illegible] درخت خوردند. فقط و نیز در قصبهٔ مذکور درختے بود که مردمان آنرا پرستش می کردند. حضرت شیخ برای رفع بدعت حکم داد که آن درخت را قطع کنند کسے جرأت بریدن آن نکرد. عاقبت مقدم زادهٔ ده آمده آنرا درخت برید نمود و خود در زیر درخت آمده مرد چون لاشهٔ او از زیر درخت بیرون کشیدند. حضرت شیخ قدرے آب بر د پاشیده فی الحال زنده برخاست ۱۷ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ رحلت نمود پیشرو ی ممتاز خواجه آمده شیخ کاملان تاریخ است. فقط

سلہ: برابر ۵ جون [illegible]

شیخ موسیٰ زہگیر بن زین الدین زہگیر۔

خلیفہ خاص حضرت خواجہ رفیق است اولاً بتوفیق ازلی دست ارادت بدامن عاطفت شیخ یعقوب صرفی زدہ طیّ مراحل سلوک نمود وبعد ازان در خدمت حضرت خواجہ مشرف شدہ وارشاد حاصل کردہ مرشد وقت شد وعمر گرانمایہ در افادہ وافاضۂ مردم بسر بردو در ذکر اولیا رسالۂ تصنیف کردہ است۔

می آرند کہ روزے بمقام کہنہ بل خادم ایشان با اہل قریہ جنگ وجدل کردند واہلِ قریہ خواستند کہ حضرت شیخ رابزنند وحضرتِ شیخ متوہم شدہ بر دو پارۂ کاغذ چیزے نوشتہ بدو طرف انداخت فی الحال فوجے از غیب پیدا شدہ حضرت شیخ بایاران درمیان گرفتند وتا قصبۂ اسلام آباد ہمراہ رفتند۔ فقط۔

روزے حضرت شیخ بملاقات حضرت بابا نصیب الدین در بیجبارہ رفتند ودر حجرۂ حضرت بابا زنے دیوانہ دیدند وادرا دست گرفتہ از در بدر کشیدند وزن[1] ایشان بتوجہ ہمان لحظہ فرزانہ شد فقط۔ ششم ذوالحجہ[2] سنہ ۱۰۲۷ھ انتقال نمود ودر محلۂ قطب الدین پورہ آسودہ۔ شیخ موسیٰ تاریخ است۔

خواجہ میر علی اسلام آبادی۔

درعلوم صوری ومعنوی صاحب کمال بود واستفادہ علم باطنی از خواجہ رفیق نمود وبدرجۂ اعلیٰ اعتلا فرمود می آرند کہ روزے دہقان پسرے را باآفت جن روی بطرف پشت منحرف گشت چون بخدمت ایشان آوردند وآنجناب طپانچہ

---

[1]: ۔ وزن دیوانہ بتوجہ ایشان فرزانہ شد۔ (ی)

[2]: ۔ برابر ۵ر دسمبر ۱۶۱۸ء م۔

بر روی او نواختہ سرش راست کرد۔ اکثر در استغراق می بود۔
چنانچہ روزے اسپ سوارہ بدہ می رفت واستغراقش غالب شدہ تا دو فرسنگ براہ رفت از آنجا سمند سواری او عطف عنان کردہ بازگشت در خانہ رسانید واورا از آمد ورفت خبرے نبود۔
روزے مریدے در خدمت ایشان اسپے ہدیہ آورد والتماس نمود کہ من اسپے ہدیہ آوردہ ام کجا گذارم[1] ایشان فرمودند کہ بر طاقچہ بگذار گفت کہ اسپ را چگونہ بر طاقچہ گذارم فرمود کہ مرا ناحق تکلیف مدہ ہر کجا کہ مناسب است بگذار مدعا کہ صاحب حالات عجیبہ بود ۶ ربیع[2] الاول سنہ ۱۰۲۱ھ در اسلام آباد آسود۔
"خواجہ میر علی ولی" تاریخ است

مولانا شمس الدین گنائی

از بنی اعمام شیخ یعقوب صرفی مرید با اخلاص حضرت خواجہ رفیق در کشف وکرامات وافاضہ وافاضات وعلم وعمل وتصفیۂ ظاہر وباطن بے عدیل بود۔
می آرند کہ شخصے از مردم رفضہ بر چشمان خود بطور امتحان لتہ بستہ کردہ پیشِ ایشان آمد والتماس دعا نمود۔ ایشان فرمودند کہ اَلْمُمْتَحِنُ مَلْعُوْنٌ برو پیش طبیبے کہ ترا معالجہ کند وے بسیار ابرام نمود ایشان فرمودند کہ کفش ما بسر شما پس این بیت خواندہ بر چشمان او دم کردند۔ بیت ؎

---

[1] :- مقصود "کجا نہم"

[2] :- برابر ۱۷ اپریل ۱۶۱۲م۔

ازا ما مقلتے رمدت فکحلے
تراب مس نعل ابی تراب

ہمانوقت در چشمان او آفتے رسیدہ نابینا شد و مولینا بتاریخ ۲۰ ماہ محرم سنہ ۱۰۵۰ھ[1]
انتقال نمود و در محلہ کواہ آسود ۔

مولنا حسن لنگر

از خلفای برجستہ خواجہ رفیق است در علوم ظاہری و باطنی مہارتے عجیب داشت در ریاضت و تقوی بے نظیر بود ۔

خواجہ نورالدین اشائی از بنی اخوان خواجہ رفیق تاجر مالدار بود ۔ بجاذبۂ الہی دست ارادت بدامن خواجہ رفیق اشائی زدہ قطع منازل سلوک نمود و در خانقاہ ایشان [illegible] خدمات خدام خانقاہ بدل و جان ادا می فرمود ۔ پارہ عم را تفسیرے عجیب کردہ است ۱۱ شوال سنہ ۱۱۰۰ھ[2] رحلت نمود و در رینہ واری آسودہ صاحب فضا [illegible] رخ است ۔

[illegible] یوسف کانتہ : ملقب بہ جن از خلفای حضرت خواجہ رفیق است در علم و عمل و فاضل اکمل بود مدۃ العمر خود ترک حیوانات فرمود ۔

روزے در قصبۂ ترال با مرشد بزرگوار خود ہمخوان شدہ ماہیان بریان کہ بر سر خوان بودند بنظر او زندہ شدند حضرت خواجہ فرمود ای جن مرا اسرار می نمائی الحال نام تو جن کردیم و جنیان مرید تو باشند پس یک ہزار و دو صد جن مرید او شدند در موضع مڈر پرگنہ اولر مدفون است ۔

سنہ ۱ :- برابر ۲ مئی ۱۶۴۰م :- سنہ ۲ :- برابر فروری ۱۲ / سنہ ۱۶۰۳م ۔

خواجه موسیٰ مانجو اولاً روی ارادت بخواجه یوسف جن آورده، صبیه ایشان در حبالهٔ نکاح خود در آورده پیش از وصال مطلقه ساخت آنگاه در خدمت خواجه رفیق ملازم شده طیِّ مراحل سلوک نمود عمر عزیز خود در ریاضات و عبادات بسر برده در نوگام کوٹھار آسود۔

خواجه زین الدّین۔

معروف بزینه ولی مرید خاص و خادم با اخلاص حضرت خواجه رفیق بود مدة العمر خدمتِ لنگر می کرد و در ورع و تقویٰ و صفائی قلب شانے داشت۔

می آرند که بروز بیست و نهم ماه صیام ابر بر آسمان حاوی بود۔ مردمان نزد حضرت خواجه آمدند که فردا عید میکنیم یا نه ایشان فرمودند که زین ولی را[١] در دیدن ماه نو مهارتے عجیب دارد از وے پرسند چون نزد وے رفتند۔ وے عصائے بدست گرفته بطرف آسمان چند گردش داد. فوراً ابر پریشان شده هلال ظاهر شد. در محلهٔ زینه داری مدفون است۔

خواجه عطار:۔

برادر و مرید خواجه رفیق اشائی صاحب کشف شهود بود۔ عمر خود در اعمال و اشغال بالیستہ[٢] بسر نمود۔

می آرند روزے سایلے پیدا شده بنام خدا چیزے از ایشان طلب نمود آنجناب فرمود که اینوقت چیزے حاضر ندارم سایل بتکرار نام خدا بر زبان آورده از ایشان سوال نمود۔ خواجه عطار بشنیدن نام خدا بجوش آمده، سایل

[١] : "را" درین جا زیاد است:۔

پیش خود طلبید و گفت که کاسهٔ پیش روی من بگیر. چون سایل کاسه پیشروی ایشان آورد خواجه انگشت شهادت بر حلق کشیده سر خود از تن جدا کرده در کاسه انداخت و حاضران از مفارقت او افسوس کردند و سایل هم پشیمان شد. پس لاشهٔ او یاران ۱۹ ذیقعده سنه ۹۶۷ھ[۱] در رینه واری دفن کردند "فاضل دانا" تاریخ است.

خواجه محمد

فرزند ارجمند خواجه رفیق اشائی بود. و از والد ماجد خود علم باطنی حاصل نمود. روزی همراه شیر مادر خود براه میرفت ناگاه تابوتی دید که آن بسوی گورستان میبردند. حضرت خواجه پرسید که در تابوت چیست؟ گفتند که مرده است حضرت خواجه گفت مردن چیست؟ چرا این شخص مرد؟ بحکم خدا مرده زنده شده از تابوت برخاست و بخانه رفت. حضرت خواجه رفیق بسمع این احوال منغص شده آهی برکشید همان وقت خواجه محمد بیمار شده در زندگانی پدر از جان درگذشت پیشروی پدر بزرگوار مدفون است.

شیخ محمد طاهر

از مریدان خواجه رفیق صاحب توفیق و تحقیق بود عمر خود در مجاهدات بسر نمود.

شیخ محمد طالب

از خلفای خواجه رفیق مرتاض و محتاط و جانباز و از اقران خود ممتاز بود

---

[۱] سنه ۹۶۷ - برابر ۱۱ - اگست ۱۵۶۰م -

شیخ صالح

از نظر یافتگان حضرت خواجه رفیق صاحب تحقیق و تدقیق بود۔

خواجه ابراهیم

فرزند ارجمند خواجه رفیق بکمالات صوری و معنوی موصوف بود در زندگانی پدر رحلت فرمود۔

بابا طاهر

از نبایر خواجه مسعود پانپوریست صاحب ریاضت و سخاوت بود۔ در حظیرهٔ جد خود آسود۔

بابا علی

از یاران برگزیدهٔ بابا مسعود پانپوریست در ورع و تقوی شانی عجیب عمر خود در بجا آوری خدمت مرشد بزرگوار خود بسر برد چون رحلت نمود در روضهٔ حضرت بابا آسود۔

بابا عبدالله

از خلفای بابا مسعود پانپوریست مخزن اسرار و معدن انوار و ستوده اطوار بود در مقبرهٔ مرشد آسود۔

حضرت خواجه بابای قادری

از ... تاجر نامدار بود۔ چون آتش طلب مولی خرمن خاطر او را آتش داد۔ در خدمت شاه نعمت الله قادری روی ارادت آورده رتبه ارشاد و خلافت حاصل نمود و در ورع و تقوی و ریاضت داد ای سنت جهد بلیغ فرمود

روزے کہ والدہ اش رحلت کرد لبعد تدفین او بہان راہ عزم زیارت حرمین نمود آنروز بعمر شصت سالگی بود چند سال جاروب کشی روضۂ مطہرہ گذرانید شبے در واقعہ از جناب مقدس نبوی ص براے معاودت کشمیر واداے سنت امر خطیر یعنی تزویج وزادن فرزند ارجمند عثمان نام بشارت یافت و برطبق فرمان عالی شان بکشمیر آمدہ امر مسنون بعمل آورد و بابا عثمان تولد یافت پس زندگانی خود در متابعت سنت وترویج شریعت والتزام امور بارعت بسر بردہ ، در سنہ ۱۰۶۶ھ[1] ۱۴ شعبان رحلت کرد "ستون دین افتاد" تاریخ است در محلہ بلبل لنکر جوار سید بلبل شاہ مدفون است ۔

مولانا یوسف ترکی

از مریدان خواجہ خاوند محمود نقشبندیست مرتاض ومحتاط بود در نفس کشی جانبازیہا نمود از ضروریات لابدیہ خود کفایت حاجت فقرا میکرد شبہا غائب می شد و در اطراف کوہ ماران با سینہ سوزان و دیدۂ گریان اوقات میگذرانید در محلہ دیدہ مر بر کنار نالہ مار مدفون است ۔

خواجہ محمد بزاز

از قوم تجار اینجا یار است مرشد بزازی میکرد چون آتش عشق الٰہی در کانون سینۂ او مشتعل گشت دوکانداری ونامداری برہم زدہ در خدمت شیخ موسیٰ کبروی نسبت باطنی دریافت وکمالات طریقہ حاصل نمود ۔

بعد انتقال مرشد در خانقاہ او جانشین شدہ عام وخاص رافیض

---

[1] سنہ:- مئی ۲۸، ۱۶۵۶ م.

بخشی نمود و در ریاضات وضبط اوقات وتقدیم اربعینات استقامت کرده
از همگنان گوی سبقت برده در صحن خانقاه معلی جوار مرشد بزرگوار مدفون است۔

شیخ داؤد المشہور بہ بتہ مالو

در موضع وڈیارن متصل پل سکونت میداشت مردی توانا بود نمک
از تہنہ سربار آورده میفروخت چون آتش شوق الہی در منقل خاطر او مشتعل گشت
بخدمت خواجہ یوسف کاٹجوروی ارادت آورده بوساطت ایشان در خدمت
الہداد ریشی کہ خلیفۂ ہردی ریشی بابا بود شرف انابت حاصل کرد و بتلقین وتربیت
او مرشد زمانہ وفرد یگانہ شد وبظہور خوارق کونیہ شہرت یافت اگرچہ اُمی مطلق بود
چون علم لدُنی حاصل کرد ما فوق اجلّہ زمانہ مرجع انام ومطاف خاص وعام گشت
ہمیشہ قائم اللیّل وصایم الدہر می بود وبرای کسب معیشت از دست خود کار کشاورزی
می کرد ودر ماکولات نہایت احتیاط می داشت۔

نورہ بابای پروانہ

کہ خلیفہ ایشانست می گفت کہ مرشد ما در کشف وکرامت از کرده
حضرت مخدوم کمتر نبود اما احوال ایشان کسی تحریر نکرد ۔ فقط۔
می آرند کہ یکی از مریدان ایشان شب در مسجد بود محتلم شد وُرود خانۂ
چھچہ کُل را یخ بندی بود درویش آخر شب بر لب جو آمده یخ بندی بشکست
وغسل کرد ودر انجا بصعوبت سرما بیہوش افتاد چون حضرت شیخ بوقت نماز بر سر مشرب
رفت درویش بہوش آمده خود را در مسجد دید وعرق از بدن او میریخت ۔فقط۔
روزے شخصے بعجز وزاری التماس نمود کہ فلانی مرا از خدمت معمولی خود معزولی

ساخت فرمودند خیر باشد چون سایل رفت یاران صورت معامله پرسیدند گفت که درینوقت فلانه شخص ابدال است وی سایل را بر محافظت مزروعات اینطرف مقرره فرموده بود بالفعل او را در خدمت مفوضهٔ خود قصوری واقع شده از خدمت معزول ساخت اکنون از من وسالت میخواهد که بر سر کار خود بدستور مستقل باشد۔ فقط۔

مردی صالح نقل کرده است که بعمر چهارده سالگی در خدمت بته مالو حاضر بودم ناگاه مردی صوفی نما از در درآمده حضرت بته مالو فرمودند که ایبه کاک یعنے ابلیس آمد استاده شده تعظیم او بجا آوردند عجز ونیازمندی از حد نمودند گفتند که من هنوز از چنگ تو خلاص نشده ام هرچه کنی گزیر ندارم که گنهگارم ابلیس بگوشهٔ چشم بمن اشاره ساخت که ببین چه می فرمایند حضرت بٹہ مالو فرمود این بیچاره چه میداند مردم اعاظم واکابر از مکر تو عاجز اند پس بته مالو را بخواندن نماز اشاره کرد و خود بیرون برآمد ناقل گفت که شکل او بهیجان دیدم که گویا آتش از چهرهٔ اومی بارید۔ فقط۔

روزی شخصی مریض برای دفع تصرف جن از ایشان استمداد نمود ایشان جن را بحضور طلب فرمودند ونصیحت وفضیحتش کردند وبآن شخص مریض اشاره نمودند که این شخص ترا تصرف کرده بود اکنون خلاصی داد آن شخص مریض تا دروازه دنبال او دوید چون سر دروازه رسید او را ندید فقط۔

مدعا که حالات وکمالات وخرق عادات ایشان از حیطهٔ تحریر وتقریر افزون است ودر سنه ۱۰۷۰ھ[1] ۱۲ رماه رجب رحلت فرمود وملا محسن خوشنویس در تاریخ ایشان بخواب رفت وایشان در واقعه فرمودند که تاریخ وفات من "غ غ" است۔

---

[1] :- برابر ۲۳ر مارچ ۱۶۶۰ م۔

تاریخ: شیخ مومن از سر اخلاص گفت

" بتہ مالو کرد ا واد رجنان :

در مسکن خود مدفن پذیرفت - فقط

اخوند ملا شاه

وطن اصلی ایشان بدخشان است وشاه محمد نام ایشان در عنفوان شباب از تحصیل علوم غریبه وفنون عجیبه کامیاب گشته براقران دوران فایق شد چون براه فقر و فنا بشتافت سیر عالم کرد و در خدمت میان میر لاهوری که از محبوبان مجذوب نما بود مشرف شد و بتربیت ایشان مراحل سلوک طے کرده بدرجہ اعلے ارتقا نمود پس مدتها در بلاد و امصار قلندروار سیر میکرد و در سطوات توحید عجب سوز وگدازی داشت در آن حال بکشمیر رسید وزیر دامان کوه ماران قیام ساخته ملاذ انام ومرجع خاص وعام شد وشاهزاده داراشکوه از روے حسن عقیدت خدمات مالی وجانی بجامی آورد چنانچه بفرموده ایشان دولتخانه متین وخانقاه سنگین وباغات دلنشین معمور ساخت دران اثنا برادران ومتعلقانش آمده درانجا سکونت پذیر شدند حضرت آخوند عمر خود در تفرید وتجرید گذرانید گاهی متاهل نشد وامرا دهر وفضلای عصر ومشایخ کرام وارباب انام در خدمت او بفیوض صوری و معنوی مستفیض میشدند طبع موزون داشت دیوان او قریب لک بیت درمیان حقایق ومعارف مشهور است فقط -

روزی شاهجهان موسوی خان صدر را برای امتحان پیش آخوند فرستاد آخوند او را هیچ تعظیم نکرد خان مزبور گفت من موسوی خانم آخوند جواب داد که ما محمد یانیم موسوی وعیسوی را نمیدانیم فقط مدعا که حضرت آخوند همیشه غرق لجه، توحید میبود کثرت موهومه

مزاحمت حال باطنش نمی شد فقط :-

روزی بابا نصیب غازی با ازدحام انام بملاقات او آمد آخوند فرمود که این کثرت ضدّ وحدتست حضرت بابا گفت وحدت در کثرتست - فقط :-

وقتیکه عالمگیر دارا شکوه را قتل کرد و تاج سلطنت بر سر داد حضرت آخوند را هم بحضور طلبانید چون در لاهور رسید در انجا چند سال بمحلّ خوف و رجا گذرانید می فرمود که الحمد للّٰه اوّل و آخر من در غربت گذشت -

چون ایام رحلتش نزدیک رسید روزی بپالکی سوار برآمد و در جوار مزار مرشد بزرگوار خود زمینی خرید کرده وصیت نمود که مدفن من در اینجا باشد پس روز بروز ضعیف شد و در شب رحلت میان ملا محرم و میاں اسماعیل لاهوری را از وفات خود خبر داد تاکید تکفین و تجهیز خود نمود همان وقت ایشان بر بالین آخوند حاضر آمده از دنیا نقل فرمود تاریخ وفات خود در وقت نزع بیان نمود ع

داد در توحید ملا شاه جان ۱۰۷۲ھ[۱] و این رباعی از طبع زاد اوست

رباعی :- از علم نظر اگر کسی باخبر است
قطع ره یارش به پرِ شاه پر است
از ذکر و فکر اگر چه انرا اثر است
قربانِ نظر شوم که کارش دگر است

و این بیت در مقام فنا گفته است - بیت :- شاهجهان آفرین جای مرا بر گرفت
گفت تو برخیز شاه جای تو شد جای ما
و نیز بتقریب حال خود نسخه موزون کرده است

[۱] سنہ :- برابر ۶۲/۱۶۶۱م :-

بابا مجنون

نروری فرزند بابا حاجی بن بابا مسعود نروری است تلمیذ ملا جمال سیالکوٹی
بود بعد ارتحال او در ذیل تربیت فرزند او قاضی ابو القاسم در آمده بکمالات علمی از ہمہ
فایق شد و از ملا عبد اللہ غازی علم طب اکتساب نمود و در نیحلک طب یونانی مروج ساخت
چنانچہ حکیم محمد شریف گانی و حکیم عبد الرحیم اشائی کہ در علم طب لقمانِ وقت شدہ بودند
از شاگردان اوست مدعا کہ بابا بعد اکتساب علوم ظاہری شوق علم معنوی بخاطر آوردہ
در خدمت عموی خود بابا عبد اللہ روی ارادت آورد و بکسب ریاضات شاقہ حالات نادر
بوے صادر گشت و بخلعت خلافت وارشاد اقتدار یافت گویند بی تکلف میرفت در خدمت
بسیارے از اولیاے کبار مثل بابا نصیب وغیرہ مشرف شدہ خدمات آنہا بجا می آورد و
در ادای مہماتِ محتاجان بسیار کوشش می کرد و خود را ہمیشہ برای حوایج مسلمین وقف
کردہ بود از سوز و گداز و عجز و نیاز حظ وافر داشت ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۶ھ[۱] رحلت نمود و
در مزار آبائی خود در محلہ نروره آسود تاریخ :- ہاتف "ستون دین افتاد"۔

حاجی مصطفیٰ نقشبندی

مرید شیخ تاج الدین مکی است از شہر مکہ تنہا بطور سیاحت آمدہ چندگاہ
در محلہ صراف کدل بریاضت و عبادت اشتغال فرمود پسانہ متصل تکیۂ دین شاہ مجذوب
برسر کریوہ ہانجک باغے و خانہ و خانقاہے آباد ساختہ تاحین وفات درانجا اقامت
نمود و تعلیم طریقہ بکسے نمیکرد و در نگہداشت و یاد داشت خود فتور نمی آورد نہایت مرتاض بود
و در باغ خود آسود۔

---

[۱] :- بابا بود "از دی" ۵۲ : برابر ۲۱ اگست ۱۶۵۶م۔

خواجه عبدالحکیم

پسر خواجه عبدالکریم بانڈی بعد اکتساب علوم عقلیه ونقلیه بخدمت خواجه معین الدین نقشبندی روی ارادت آورده واز واصلان ذات وحدت شد۔

خواجه یعقوب دار

از احفاد ملک ریگی دار است که در عهد سلاطین نامدار رئیس با اقتدار بود وخانقاه او برلب دریای بهت مشهور وور ریحان جولانے وایام کامرانی بنظر حضرت شاه قاسم حقانی ذوق خداداد بهم رسانیده تقرب رحمانی ونجات جاودانی حاصل کرده در فضل وکمال و وجد وحال در آن زمان افضل رجال بود وخوارق بے شمار از وظهور نمود۔ فقط۔

می آرند که پسری بعمر پنج سالگی داشتند روزی برلب دریا نشسته بملاعبت او خوش شدند فی الحال الهام رسید که در حالت فنا ماسوی الله را این قدر خوش میداری فی الحال پسر [را] بدریای بهت انداخت بازندا آمد که چرا آفریدهٔ مارا ناحق می کشی فی الفور خواجه خود را بدریا انداخت واز مشرب دیگر فرزند [را] گرفته بالا آمد وجامه هاے هردو خشک بودند۔ فقط

می آرند که قوالے مرید ایشان بود حضرت خواجه قران از زبان او سمع می کردند روزی حضرت خواجه اورا یاد فرمود قوال بشنیدن خبر رو بخدمت نهاد و در اثنای راه متاعیکه نوخرید داشت فراموش کرد چون بخدمت ایشان رسید بخواندن سورهٔ الرحمن مامور شد ودر اثنای خواندن متاعش یاد آمده مضطرب گشت خواجه فرمود سورهٔ تمام بخوان متاع تو در حجره است چون در حجره دید متاع خود بستر بسته کشید۔ فقط۔

روزی جماعۀ از یاران ایشان از چهل وجود ساختن شاه همدان
که باعث تصنیف چهل اسرار است تعجب می کردند خواجه فرمود امروز روز جمعه
است هر کسی در مسجدی علیحده رفته نماز بخوانید یاران قریب صد کس در صد
مسجد رفتند و در هر مسجدی خدمت خواجه معاینه کردند ۔ فقط ۔

وقتیکه حضرت شاه قاسم بزیارت حرمین ہنضت کرد خواجه یعقوب درانجا
قائم مقام بود حسب تقدیر روزی یکے از مریدان ایشان محتضر شد و در حالت احتضار
دیدار حضرت خواجه آرزو کرد و ایشان آنوقت در مراقبه بودند و مریض جان داد
و در نعش کشیده بجنازه آوردند آندم خواجه بر جنازۀ او رسیده گفت ای فلانی
برخیز چرا تمنای دیدار من بگور میبری فی الحال میت زنده شد و غذا طلبید پس تا
عرصۂ سی و شش سال زنده ماند آنوقت حضرت شاه درصورت بندر بود و از زبان
شاه نعمت الله اینواقعه بشنید و احوال او متغیر شد فی الحال شیخ ناصر حجام را گفت
که امروز موئی از بروت من سخت شده است وی گفت کشیدن بهتر است
و در حال یک موی از بروت ایشان برکشید و همانروز خواجه حبیب الله عطار بعلت
حصبۀ بیمار شده خواجه یعقوب مرض او بتوجه باطنی بر خود گرفته تمامی بدن ایشان
رنگ کبود گرفت و فرمود امروز وقت من بآخر رسید رفاقت من که می کند خادم گفت
مرا قبول کنید پس هر دو بزرگوار ۱۱ ماه صفر سنه ۱۰۳۰ نقل کرده در یک گور میان دو
لحد متصل روضۂ سید حسن بلادوری در محلۂ سازه گران دفن کردند ۔ تاریخ ۔
بلبل دل زباغ سر زده گفت + "هادی دهر خواجۂ یعقوب" ۔

سنه ۱۰۳۰ = برابر ۲۶ - دسمبر ۱۶۲۰ ء

خواجه یعقوب قدس سره :- از خلفای شاه قاسم حقانی از خود فانی بود حالات عجیبه داشت روزی بر طبقهٔ دوم خانقاه حضرت شیخ العالم نشسته بود ناگاه قوالان پیدا شده در صحن آستانه سرود آغاز کردند ایشان را حرارتی رو داده بوجد برخاستند و مثل کبوتر از بالای خانقاه پرواز نموده خود را درمیان قوالان انداختند مردمان قیاس کردند که ایشان را همه استخوانها شکسته باشند و ایشان را آسیبی نرسیده بود فقط -

روزی عورتی[1] آمده در خدمت ایشان عرض نمود که عمرم بچهل رسید و فرزندی ندارم حضرت خواجه رایک فجل درکف بود اورا خوردن داد در همان شب حامله شده بعد نه ماه پسرش زائید -

روزی آنجناب سیر عیدگاه می فرمودند ناگاه فیل ابراهیم خان که دیوانه شده بود فیلبان را بدهان گرفته در عیدگاه درآمد حضرت خواجه بجدیهٔ تمام نگاه کرده فیل طائع شده فیلبان را از دهان فروگذاشته بر پای ایشان افتاد و حضرت خواجه بر فیلبان که نیم جان بود دست خود مالیده بافاقت آوردند تاکه بر فیل سوار شده راه خود گرفت -

میر حبیب الله :- فرزند ارجمند خواجه حسن آفاقی مرید حضرت شاه قاسم حقانی از اهل حال برجسته احوال و ستوده خصال بود -

روزی برای نماز در مسجد جامع رفته بود شخصی مجذوم بخدمت ایشان عرض نمود که آنچه که مال و دولت داشتم در علاج این مرض صرف کردم اکنون از کاسه گدائی قوت میکنم در حق من دعا فرمایند ایشان فرمودند که یک سبوی آب بیار . . . .

---

[1] مقصود "زنی"

پس لعاب دہان خود در آن آب انداختند و مریض از ان آب غسل کنانیدند ہمان لحظہ بہ شد در مزار والد مدفون است ۔

خواجہ حبیب گانی عرف عطار پسر خواجہ ابراہیم گانی است از رؤسای انیدیار بود و پدرش در صغر سن از سر گذشت ۔

روزی خواجہ یعقوب دار او را سر راہ دید لفرزندی معنوی پذیرفت واز روی استعداد باطنی وحسن صورت ظاہری آشفتہ او شد خواجہ حبیب میفرمودند کہ روزی عورتی مریض پیش خواجہ یعقوب بقصد استشفا آمد خواجہ کاسہ طعامی کہ از دو سہ روز در حجرہ موجود بود بوی داد وگفت بخور آن زن گفت کہ مرا تصرف پر بان است سوائے آن طبیعتم نمی خواہد پس بامر مرشد من خوردم ہمالوقت اسرار اولین وآخرین بر من مکشوف شد ۔

ونیز می فرمودند کہ مرا از یعقوب دار شغلی وتعلیمی نبود لیکن چون حضرت شاہ از سفر حج مراجعت بکشمیر فرمودند و مرا بحضور طلبیدند و فرمودند کہ اینجوان حضرت رسالتماب صلّی اللہ علیہ وسلم در مدینہ شریفہ بمن سپردہ است پس مرا تلقین سلوک وتعلیم مراقبات فرمودند فی الفور ابواب فیوض باطنی بر من مفتوح گشت ۔

روزی حضرت شاہ فرمودند کہ من سرمایہ خود را سہ حصہ کردم دو حصہ بخواجہ حبیب دادم ویک حصہ برائے شاہ قطب الدین نہادم پس مرا خرقہ ارشاد بخشیدند وبالطافہا مکرم فرمودند ونیز ہمی فرمودند کہ من بعد وفات حضرت شاہ در باہمال معتکف شدم ۔

روزی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر من جلوہ گر شدہ فرمودند ع

هر که افتاد قبول تو قبولم افتاد ـ و نیز هم فرمودند که در خواندن اوراد فتحیه چون فقره الصلوٰة والسلام علیک یا شفیع المذنبین خواندم سیّد عالم پرتو همایون بر من افگنده فرمودند که این کلمه از زبان تو مرا بسیار خوش می آید همیشه سه بار تکرار آن باید کرد فقط ـ

مدعا که حضرت خواجه مخزن اسرار پنهانی و مصدر فیوض سبحانی بود در علم طب مهارتی کامل داشت اکثر اوقات علاج بضد میکردند و مردم شفایاب می شدند ـ

می آرند که روزی مریضی نزد ایشان آمد که نبض مرا ملاحظه کنند گفت من حکیم نیستم برو چون از انجا برآمد در عرض راه افتاد و جان داد ـ فقط ـ

روزی شخصی از ایشان پرسید که ملّا شاه بزرگ بود یا ملّا طبیب خواجه نهایت منقبض شده فرمودند که من نمی دانم برو از آنها بپرس آن شخص چون بخانه رسید فوت شد

روزی شخصی را دختر گمشده بود و حضرت[۱] خواجه را التجا نمود فرمودند برو وید از دریا تفحص کنید چون رفتند از دریا بے هوش بر داشتند چون بهوش آمد گفت شیر مادر کهنه مرا بدریا انداخت فقط ـ

روزی ابلیس بصورت اصلی خود در مجلس ایشان در آمد و گفتگو ها نمود حضرت خواجه گفت اگر یک سجده میدادی[۲] مردود ابد نشدی گفت آن وقت خواسته بودم که سجده کنم در انحال قوتی در من پیدا شد که مرا سجده کردن نداد ـ فقط ـ

می آرند که یکی از مریدان ایشان در لاهور بود مادرش در پیش خواجه آمده جزع فزع نمود خدمت خواجه او را شبانه از لاهور بر اسپ سوار کرده در مسجد محله رسانید فقط چون عمر

---

۱ باید شد " و بحضرت خواجه التجا نمود" ـ

۲ مقصود " میکردی"

شریف الشان بدرجهٔ ہفتاد رسید ۲ ماه رجب سنه ۱۰۸۰ھ انتقال فرمود در محله قطب الدین
پوره مدفون است ۔

بابا زاہد ناگامی :- فرزند بابا شریف ناگامی است بذوق و جلسے در خدمت شاه قاسم حقانی روئے ارادت آورده تعلیم و تلقین فائز گشت و در مجاہدات و عبادات جانبازیہا نمود تا که بدرجهٔ اعلی عروج نمود ۔

وقتیکه حضرت شاه بجانب حجاز نہضت کرد تربیت او بدستور دیگران حوالهٔ خواجه قاسم شد چون استحقاق ارشاد حاصل نمود شبی بقصد تہجد در خدمت خواجه قاسم برفاقت یاران می آمد و چراغی روشن در دست داشت و در عرض راه ہبوب ریاح چراغ را گل شد و حضرت بابا انگشت سبابه خود بآب دہن تر کرده مثل شمع افروخت و بر دروازهٔ خواجه قاسم رسیده از روشنی باز داشت خدمت خواجه آشفته فرمودند که بابا اینہمه طاقت چرا بادرا منع نکردی که چراغ ترا گل نمی کرد و حال تو آشکارا نمی شد خیال دارم که بپاداش این شوخی عنقریب درمیان آتش بسوزی بعد انقضای چند گاه آتشی در محله افروخت و خانهٔ زاہد بابا ہم بسوخت در آن اثنا بابا بامر والدهٔ خود بخیال بر آوردن صندوقی در خانهٔ خود در آمده ناگاه چند لختهٔ آتش از بام خانه بر سر بابا افتاده خرمن ہستی او افروخته شد بیرون قلعه بالا تر از شاعرواری مدفون است ۔

خواجه محمد صالح :- عرف اشائی از خلفای حضرت شاه قاسم حقانی صاحب مکاشفه و شہود بود در مجاہدات و ریاضات مشقت ہا نمود ۔

روزے در مسجد نشسته بود نابینائے آمده التماس خدمت کرد که از عرصه سی

سال نابینا هستم در حق من دعا فرمایند حضرت خواجه لعاب دهان مبارک خود بر دیده او مالیده فی الحال بینا شد فقط۔

آخر عمر قصد طواف بیت الله نموده با جمعی از یاران خود نهضت فرمود و در اثنای راه بدویان قافله را غارت کرده بعضی مردم را اسیر بردند از انجمله حضرت خواجه هم با متابعان خود در دست آنها گرفتار شدند۔

روزی بسبب گرمی آفتاب تنگ آمده بخدا التجا کردند پارهٔ ابری بر سر ایشان پیدا شده سایه نمود دزدان بمشاهدهٔ این حال در پای ایشان افتاده تایب شدند و مال غارت واپس داده رخصت کردند پس حضرت خواجه بقیهٔ عمر خود در مدینهٔ شریفه گذرانید و در انجا بخواب استراحت آرمید. تاریخ "مرشد اهل جنت" ادا ۱۰۴۶ه[1] هجری۔

خواجه حبیبا:۔ از خلفای حضرت شاه صاحب صفاو آگاه بود اکثر اوقات بعد هفته بچند دانه برنج افطاری نمود و برای هر نماز غسل تازه میکرد گاه اوقات بتمامی شب حبس نفس می کرده بیهوش می افتاد و می غلطید مردمان برمی‌داشتند و حمل میکردند که گوی وهم رفتار بود از زبان مبارک هر چه می گفت فی الفور اثر آن ظاهر می شد و الفاظ لغو گاهی بر زبان نمی آورد فقط۔

خواجه احسن الله:۔ از تربیت یافتگان شاه قاسم حقانی مرتاض و محتاط و پرهیزگار بود می آرند که تاجری مخلص ایشان بود وی بسودای تبت رفت در اثنای راه یک نفر مزدور با مال تجارت او میان رودخانهٔ سند بیفتاد مخلص رجوع بمرشد کرده

---

[1] برابر ۳۷/۳۸-۱۶۳۶م

برائے ایشان نذری معین ساخت دران حال شخصے بصورت ایشان پیدا شدہ آن مزدور با مال تجارت از دریا دست گرفتہ بکنار آوردہ واز نظر آنہا غایب گشت چون مخلص از آن طرف برگشت نذر موعود گذرانید۔

شیخ حسین کلو:- خادم و مرید با اخلاص حضرت شاہ بود حالات و کمالات عجیبہ داشت آوردہ اند کہ روزی حضرت شیخ موسیٰ کبروی در خدمت حضرت شاہ آمدہ سرگرم صحبت شدند و خادمان بعد نماز شام خواستند کہ چراغ روشن کنند چراغدان را نیافتند شیخ حسین انگشت سبابہ را لعاب دہان خود مالیدہ مانند شمع روشن ساخت تا قلیکہ عزیزان سرگرم صحبت بودند خادمان ہمان روشنائی کار کردند چون مجلس مرخص شد وی دست خود فرود آوردہ روشنی بظلمت انجامید۔ فقط۔

شیخ عبداللہ چک:- از مریدان حضرت شاہ روشندل و آگاہ بود روزے ہفت کس از مخلصان نزد ایشان آمدند و گوشت قاز از ایشان خواستند آنجناب نظر لقا آن پرندہ کردہ ہفت قاز پیش ایشان آمدند و ہر کس را یک یک قاز بخشیدند۔ فقط۔

خواجہ قاسم تاشوانی سوداگرزادہ بود۔ در حالت طفولیت از جور معلم گریختہ در خانۂ شاہ قاسم قرار یافت وشب و روز در خدمت ایشان مستعدمی بود تا کہ بتعلیم و تلقین ایشان درجہ خلافت و ارشاد حاصل کرد۔ فقط۔

وقتی در ایام قحط خادمان شاہ را سہ روز فاقہ شد روز چہارم خواجہ قاسم بحکم شاہ یک آثار برنج پختہ کردہ کہ پنجاہ کس ازان طعام سیر شدند۔

وقتی در موضع صفاپور معتکف شدہ بود مردمان بیان کردند کہ درینجا شیر لیست مردم خوار کہ تا حال دو صد کس طعمۂ نہنگ اجل ساخت خواجہ گفت ہیچ خوفی نیست ہنگام شام آن ضرغام بخدمت

خواجه آمده گفت که من خلاں دیلوم و مرا از درگاه برای عقوبت آنجا موکل فرستاده اند خواجه دعا کرد و آن بلا رفع شد مقبرهٔ خواجه در تاشوان مشهور۔

شاه قطب الدین فرزند شاه قاسم حقانی است که در حسن و جمال یوسف ثانی بود چون بسن رشد و تمیز رسید در حفظ قرآن و تحصیل علوم عقلیه و نقلیه بهره ور گشت و باذ کار و افکار عامل می شد تا که از غلبهٔ حال و استغراق هیچکسی سخن کردن با او نمی توانست بنا بران او را چند ماه نان باز از خوردن دادند چون بعمر دوازده سالگی رسید حضرت شاه از دنیا نقل فرمود و خط ارشاد و تربیت او حوالهٔ خواجه قاسم نمود پس خواجه قاسم در دولت خانهٔ ایشان نشسته ارشاد خلق میکرد شاه قطب الدین تا پنج سال ملازم او بود و تربیت از وی گرفت چون بسن هفده[۱] رسید خط ارشاد حاصل کرده تربیت خلق مشغول شد فقط۔

گویند همسایهٔ ایشان مردی فاسق بود پارهٔ خاک از دیوار شاه قطب الدین بطرف خانهٔ وی افتاد آن کس زبان بفحش و دشنام کاری برکشود شاه سجاده مان خود فرمود که او را از زندگانی او مایوس گردید عاقبت در پیش شاه آوردند و التجا نمودند فی الحال به شد چون شاه رحلت نمود در جوار والد بزرگوار آسود در سنه ۱۰۷۴ھ[۱]

مولانا یعقوب نانهته ـ پسر ملا جوهر نانته در علوم ظاهری مهارتی تمام داشت بتائید ازلی بخدمت شاه قاسم حقانی شرف انابت حاصل کرده بدرجهٔ تکمیل رسید باوجود مرجعیت ظاهری باقدام آداب سلوک استقامت نمود تا که از خلفای اکمل ایشان شد در مقبرهٔ پدر خود مدفون است ـ

۱؎ برابر ۱۶۶۳/۶۴م

شیخ ناصر حجام - از مریدان شاه قاسم حقانی است از حسن قبولیت آنجناب توفیق سلوک
یافته خرقهٔ خلافت حاصل نمود و از افراد روزگار بود -

بابا عبد الرحمن - فرزند بابا حاجی بلخی از مریدان شاه قاسم حقانی است و با اولیائے کبار این
دیار صحبت داشت مدتی در غار آنجا بجای پدر منزوی شده بود و فراز آن غار بر بلندی مدفون است

خواجه زین علی دار - والد ایشان خواجه عبد الله خلیفه خواجه رفیق اشائی بود روزی بنظر
خواجه حبیب الله نوشهری درگذشت و ایشان حسن صورت و استعداد سیرت او دیده گرویده شدند
و توجهات کامل شامل کردند و بریاضات اجل مایل فرمودند -

می آرند که روزے مجلس سماع گرم بود - یاران در وجد و حال و قیل و قال در هم
افتادند زین علی از جای خود متحرک نشد چون مجلس باختتام رسید حضرت خواجه فرمود که اصل
وجد [illegible] باید آموخت یاران دیدند که او را از هر بن مو قطرات خون می چکیدند - فقط -

می آرند که زین علی هر شب بابت تهجد مرشد آب وضو از دریای بهت[1] برداشته
در نوشهره میرسانید -

روزی در میان عیدگاه حضرت خضر علیه السلام باوی ملاقی شده اشاره بصحبت نمودی
عذر تاخیر ملازمت پیر پیش آورد و نزد پیر رفت خواجه فرمود از صحبت حضرت خضر علیه السلام مبارک است
اکنون نزد وی برو و صحبت ایشان یکشی از انجا آمده با حضرت خضر صحبت نمود و در اثنای سلوک
جذبه و استغراق و وجد و حال قوی داشت شوق نغمه و ترانه و چنگ و چغانه برو غالب بود -

---

[1] مقصود "آورده"

در ایام برشگال[1] برکنار آب هاشمی نشسته دار نیشتر پشت پا هما از وی جست شد و در باب سماع او را با آخوند ملا حسین خان [illegible] از معارضات افتاده بود و اما از حالات خود باز نیامد بتاریخ ۲۴ شوال سنه ۱۰۴۲[2] رحلت [illegible] "عارف خاص" تاریخ است۔

آخوند مهدی [illegible] میر شمس الدین هر دو بزرگوار از خلفای حضرت خواجه حبیب الله نوشهری است ذکر میر شمس الدین در خمیس سادات مذکور است و حضرت آخوند مهدی [illegible] از اولیای کبیر [illegible] کشمیر و صاحب تاثیر بود در وجد و حال و جذبه و مستی شان عالی داشت۔

می آرند که مرد بزاز که مرید میر شمس الدین بود وی یکخروار برنج بدست مزدور در خانه میر شمس الدین فرستاد و مزدور مقدار برنج در خانهٔ آخوند رسانید و حضرت آخوند [illegible] بضرورت قبول نمود و گفت ما یا آنرا فیما بین چیزی تفاوت نیست [illegible] اطلاع داده حاجت روائی خود هم ساخت چون مزدور نزد بزاز [illegible] اظهار نمود وی بدلتنگی گفت که مقدار برنج از آخوند باز گرفته [illegible] باید رسانید پس ترا مزدوری موعود خواهم داد مزدور واپس آمده آخوند را [illegible] تمام بازخواست برنج نمود حضرت آخوند آشفته مزدور را گفت برو بزاز [illegible] برگشت فی الحال بزاز از دوکان بر زمین افتاد۔

---

[1] برشگال لفظ هندی است بمعنی برسات بفتح اول و سکون ثانی بفتحتین نیز آمده است صاحب غیاث می آرد که نزد من مخفف برشکال است در هندی برس باران را و کال وقت را گویند از غیاث اللغات ص ۶۲

[2] سنه برابر ۲۴ اپریل ۱۶۳۲م

وجان داد میر شمس الدین این حال بمکاشفه دانسته بر دوکان بزاز اسپ سوار بگذشت حضرت اخوند هم اسپ سواری خود را همیز داده دویده بر دوکان بزاز رسید و در اثنای راه سگی زیر پای اسپ آمده فوت شد میر شمس الدین گفت ای مجنون ناحق و بی جهت دو خون تلف کردی آخوند فی الحال بجانب سگ نگاه کرده زنده بر داشت [1] آنگاه بعذر خواهی حضرت میر از تقصیر مرد بزاز درگذشته زندگانی او از خدا التجا نمود و باز زنده فرمود بیت هر که جان بخشد اگر بکشد رواست۔

نایب است و دست او دست خداست۔ مدعا که حضرت آخوند فرید زمانه و مرد یگانه بود چون رحلت نمود در محلهٔ بطاکت پوره ضلعهٔ نوشهره آسود۔

خواجه حبیب:۔ از مریدان عظیم الشان خواجه حبیب نوشهری صاحب مکاشفه و مشاهده مرتاض و محتاط و متورع بود در وجد و سماع و سکر و مستی شانی عالی داشت۔

میان محمد امین دار:۔ از اکابر تجار این دیار بود بعد تحصیل علوم ظاهری در لاهور رفت و در پیش شاهزاده بداغ دو اسپه ملازم شده و متروکات پدر را فروخته صرف فقرا نمود۔ چون میل حق پرستی بخاطر آورد ترک ملازمت کرده در پیش میان عبد الوهاب لاهوری که از خلفای شیخ عثمان جلندری بود شرفیاب صحبت گشت و باکتساب معارف و معانی سعادت جاودانی حاصلکرده در سوز و گداز جانباز بود و بعد حصول خرقهٔ ارشاد بکشمیر آمده در محلهٔ اندرواری در خانهٔ هانجیان [2] سکونت کرد۔

[1] مقصود "زنده کرده" [2] لفظ کشمیری، واحد هانجی بمعنی کشتی بان

عاقبت خواجه طاہر اشنائی فتحکدلی ایشانرا بخانۂ خود بردہ مسکنی در جوار خانہ[۱] خود بایشان تواضع نمود و چند سال خود در ملازمت ایشان ہمیشہ حاضری بود وکسب فیوض باطنی و ظاہری از انفاس ایشان می فرمود گویند در انجام ہم بدتی احوال خواجہ بسکوت و خلوت در حفظ نسبت میگذشت ـ

عاقبت حالات وکمالات ایشان در ملک شایع شدہ جم غفیری از علماء و فضلا و اغنیا از خدمت ایشان فیوض ظاہری و باطنی میبردند ـ فقط ـ

می آرند کہ ایشان اکثر اوقات علیل المزاج می بودند و دران ایام با مردم الفت کمتر میکردند و بعضی اوقات با مردم صادر و واہر دمی نشستند[۲] اما فی الحقیقت ایشان را خلوت در انجمن می بود و ہیچ کسی را جرأت از سبقت کلام و اظہار مرام بیوقت نمی شد ـ

روزی جمعی از فضلا در تحقیق مسئلہ غلغلہ بر داشتند ایشان متغیر شدہ در خلوت در آمدند و فرمودند کہ در اینجا مدرسہ نیست فقط و نیز می آرند کہ ایشانرا شوق اشاعت علم بسیار داشت بنابران با علماء و فضلا ہمیشہ صحبت می داشتند و با آنہا مہربانی ہا می فرمودند و فدکورات حقایق و دقایق بیان می نمودند و با مردم خاص و عام ہم التفات و انبساط میداشتند و در آخر عمر با عالمگیر ہم ملاقات کردند و پادشاہ را[۳] بمصاحبت ایشان نہایت دلخوش شد ـ

---

۱ " مقصود بود "

۲ " پابستہ شدہ می کردند "

۳ " را " درین جا زیاد است

(۱۱)

و در سال سنه ۱۰۹۹ھ[۴] هفتاد سال زندگانی کرده انتقال فرمودند. تاریخ یافتم

ماهِ صوم رفت میان از جهان ایضاً از لاله ملک شهید. مصرع. عرشش بود مسکنِ روح الامین

دیگر گفته است. بیت. دل به یک مصرع سنه تاریخ سال پیر گفت ۵ شیخ واقف ذو معارف

صاحب خلق و کرم ۵

مرقد منورهٔ الیشان در محلهٔ فتحکدل مشهور و کتاب قطرات و رسالهٔ ضروریه از تصنیفات اوست.

نور بابای بهکلی:- از خلفای بابا علی پاتنور است مدتی مدید در خانقاه پانپور بریاضت

مجاهده بسر برده گاهی متاهل نشد همیشه صایم الدهر و تارک اللحم می بود. غلبه‌ٔ حال بمرتبهٔ داشت

که بدیدن گل و گلزار و سبزه و حسن صورت گریه میکرد و اشک می ریخت و [illegible] دناک

از دل می کشید آخرها بملازمت شیخ عبدالاحد سرهندی مشرف شد و خادمان الیشان را هنگام توقف

کشمیر بارها ضیافت داده شبها در خدمت گذرانید. چون اجل موعودش رسید بر لب نالهٔ

مار متصل مسجد در محلهٔ زینه بازار جوار نایدکدل مدفون است.

اخوند ملّا نازک تاشوانی در علوم ظاهری ماهر و در شعر و سخن فاخر بود. مدتی

بوضع ملّایانه نوکری می کرد تا وقتیکه حاجی فتح محمد سیالکوتی در کشمیر رسید و بتوفیق ازلی

از خدمت آنجناب تربیت یافته و روی از ماسوی برتافته براه طریقت و معرفت لشتافت تا که

فرید دهر و یگانهٔ عصر شد پس بارها بملازمت مرشد بزرگوار خود در سیالکوت رفت و حضرت

حاجی هم چند مرتبه برای تکمیل او بکشمیر آمد چون خلعت ارشاد حاصل کرد یاران مستعد بهره سانید

و تاثیر قلوب آنها بوجه اتم فرمود اما در عین گرمی حالات پسر رشیدش که محمد باقر نام داشت ۵

---

[۴] برابر ۸۸/۱۶۸۷ م.

صاحب حالات عجیبه بود رحلت کرد ازین مصیبت جانکاه احوال او متغیر شده مرض ممتد بهم رساند و از توجه و تصرف یاران باز ماند بسیار حلیم و متواضع و بردبار بود طبع موزون داشت این ابیات از طبع اوست ـ

غزل

انت مطلوب و محبوب لنا — انت منظور و مقصود لنا

ان وعدتم باللقا فی الآخرة — وهو فی الکونین مشهود لنا

نری فی الکون الا وجهک — انت مشهود و موجود لنا

مذهب الزهاد منعوت لهم — مشرب العشاق محمود لنا

لا یزول عارض للعارفین — تازگی ظل ممدود لنا

چوں برحمت حق پیوست درجوار خانۂ خود محلۂ تاشوان متصل روضۂ سید محمد منطقی اندفان پذیرفت مخلصان گنبدے برقبر او افراختند۔

صوفی عبدالرزاق زیح:- از خلفای حاجی مصطفےٰ رومی است اوائل بمطالعہ کتاب روزمرہ یک ہزار نفی و اثبات می کرد و اصلاً کشود ے ندید۔

عاقبتہ الامر در خدمت حاجی مصطفےٰ مشرف شدہ تعلیم پاس انفاس روز اول کشف عالم ناسوت حاصل کرد پس در موسم زمستان بر سر سنگے چہل روز بخلوت گذرانید روزے از سنگ پایش غلطیدہ بآتش کانگری بسوخت[1] و شمع دلش افروختہ گشت فی الحال بہ نسبت عزیزان حاصل کردہ بدرجۂ اعلا اعتلا نمود و بافادہ و ارشاد خلق شاغل ... محلۂ گوجوارہ مرقد اوست۔

شیخ محمد فاضل :- از قبیلۂ شاہموہاست دولتمند ارجمند بود در عین نشاء جوانی ذوق خداوانی بہم رسانیدہ در خدمت خواجہ محمد بزاز کہ خلیفۂ شیخ موسیٰ کبردی بود در روی ارادت آوردہ بہ تربیت ایشان در علوم صوری و معنوی کامل و فاضل شد بعد چندے بزیارت حرمین نہضت کردہ، در اطراف ہندبا علما و فضلا و فقرا صحبت داشت چون بوطن باز آمد در موضع جبک[2] بر کنارۂ تالاب ڈل مدتے بعبادت پرداخت۔

عاقبت متاہل شدہ در محلۂ خندہ بون سکونت پذیرفت و تعلیم اطفال می کرد عمر خود در توکل و عزلت گذرانید ہنگامہ آرا نبود چوں برحمت حق پیوست در خطیرۂ ملہ بابا آخوند

---

[1] سوختہ شد (ای)

[2] موضع جبک = در علاقہ پہاک۔ گاندربل واقع است

خواجه محمد حسینی :- از مریدان خواجه محمد بزاز بود در ورع و تقویٰ و صدق و صفا و دیانت و امانت مشهور -

خواجه عبد الرزاق :- فرزند دلپسند خواجه محمد بزاز است در ورع و تقویٰ و ریاضت عمرے طویل یافت و خانقاه پدرش که در محلهٔ ملچمر بود آباد ساخت در سنه ۱۱۱۴ھ[۱] انتقال فرمود در مسکن خود آسود "مرشد کشمیر" تاریخیست -

خواجه عبد الرحیم مانتجو از طبقهٔ تجار اینه یار است در ریعان جوانی طالب راه رحمانی شده بصحبت شیخ بنگر ریشی پانپوری فایز گشت پس در خدمت میر علی قادری راه سلوک طے کرده بصحبت شاه ابو الحسن قادری تکمیل یافت مرتاض و محتاط و متشرع و متورع عالی همت و صاف باطن بود هر چه بوے میرسید بمحتاجان میداد امر معروف خیراندیشی مردم بسیار میکرد و صاحب خوارق بود چون اجل موروثی یافت در محلهٔ جمال الدین متصل خانهٔ خود آسود "شیخ واصلین"[۲] تاریخ است -

خواجه حبیب للّٰه :- از نجبای شهر بود در خدمت مولانا ابو الفتح کلو تلمذ فرمود و تربیت باطنی از میر علی قادری اخذ نموده اولیای بزرگوار بسیار دید فاضل و تقویٰ شعار و صاحب ارشاد بود در سنه ۱۱۰۵ھ[۳] نقل فرموده در محلهٔ زینه کدل برلب دریا مدفون شد پس بمرور دهور رخنه در قبر او ظاهر گشت و مردمان بعد سی سال کالبد او از انجا کشیده در صحن خانهٔ خود

۱ے برابر ۱۷۰۲/۰۳ م

۲ے ۱۰۹۷ ھ برابر ۱۶۸۵/۸۶ م

۳ے برابر ۱۶۹۳/۹۴ م

سر راہ دفن کردند۔ تاریخ۔ نہان از جہان شد حبیب خدا۔

میر ابوالفتح قادری نواسۂ میر علی قادریست از قبیلۂ بر شادی پوری با ملک النجار انید یار بود خدمت میر علی قادری او را متبنی کردہ تبعلیم ظاہری و باطنی آراستہ و بکمالات صوری و معنوی پیراستہ فرمود۔

وقتیکہ میر علی قادری بطرف شاہجہان آباد نہضت کرد میر مذکور بعمر پانزدہ سالگی از روی لیاقت جبلی ولیعہد و قایم مقام خود فرمود و بعد از مراجعت دہلی اصلاح تربیت او کما ینبغی فرمودہ بروقت ارتحال خود باوجود مخالفت و ممانعت اقران بر مسند خلافت نبشانید و پیشوای طریقہ گردانید پس میر مذکور بکمال توقیر و تمکین فرایض خلافت بجا آوردہ عمر خود در ریاضت و تقوی و افادۂ خلق گذرانید اولاد خود را بتحصیل علم و صلاحت رغبت افزود و آخر ماہ شعبان[1] سنہ ۱۱۲۵ھ انتقال فرمود در جوار مسکن خود آسود خلیفۂ شاہجہیلان تاریخ است

حافظ حسن اعمی[1]:۔ از دہ آمدہ متصل روضۂ میر محمد امین ویسی سکونت میداشت اولا در خدمت میر علی قادری بہ تربیت باطنی فایز شدہ ثانیا از ملا تازک نا شنوانی نسبت نقشبندی یافت و باستقامت در ریاضت عمر خود بسر برد باوجود عذر چشم و ضعف قوی خمس الاوقات درمیان مسجد نماز ادا میکرد و نجانۂ اہل روزگار اصلاحی رفت بعمر نود سالگی در سنہ ۱۱۲۵ھ[2] انتقال نمود۔

شیخ دولت از مریدان میر علی قادریست کہ بزور مجاہدہ ہمیشہ در مشاہدہ

---

[1] برابر اگست دسمبر ۱۷۱۳م۔

[2] برابر ۱۷۱۳م۔

می بود در محله کواه آسود ـ

میر حسن قادری بن میر احمد بن میر نازک قادری بجذبه و حالات عجیبه معروف و باوصاف حمیده موصوف بود در خطیرهٔ آبائی خود آسود ـ

شیخ رتن کشمیری ۱؎ از مریدان میر علی قادری مردے مرتاض و جانباز بود در محلهٔ سدره مر آسود ـ

شیخ اسماعیل مردی اُمّی بود بخدمت میر علی قادری توفیق انابت یافته بزور ریاضت و استقامت کارش بجائے رسید که در زمرهٔ ارباب حال واصل شد و کشف کونیه حاصل نمود هر جا که در ماکولات و ملبوسات شبهه می بود زود متنبه می شد اکثر اوقات در صحبت مولنا ابوالفتح کلو میگذرانید

بابا حسین خانیاری و خواجه یوسف زرگر و شیخ حافظ صالح لکهریاری از حلقای میر علی قادری است

شیخ قاسم از مریدان میر علی قادر لیست صاحب حالات و کمالات بود امر و نهی بسیار میکرد در موضع دلو پرگنه اچهه مدفون است ـ

خواجه قاسم ترمذی بعد تحصیل علوم ظاهری براه معنوی شتافته با اولیای کبار رتبهٔ صحبت یافت و بتوفیق ازلی در لباس فقری بزیارت حرمین مشرف گشت چون باز آمد در محلهٔ قطب الدین پوره شیخ محسن فانی شاگردانرا درس تفسیر می گفت خواجه داخل حلقهٔ درس شده نکات و لطائف معانی از خود بیان می کرد ـ شیخ از جودت او دلخوش شده

۱؎ از مضافات نواکدل سرینگر کشمیر ـ

بدامادی قبول نمود و بعد انتقال شیخ فانی بجانب کاشغر سفر کرده در انجا دولتے یافت
چون بجانب کشمیر رجعت کرد در پیش شاهجهان قرب ملازمت حاصل نمود و به هنگام لیساق[1]
صوبه ٹهٹه ازجان در گذشت اعوان لاشه او در کشمیر آورده جوار قبر ملا فانی در گوره
کارٹی محله دفن کردند - فقط -

نور محمد پروانه :- خلیفه خاص حضرت سید بابو بود و از میان محمد امین دار
شرف ارشاد حاصل نمود عمر عزیز خود در مجاهدات و ریاضات قائم اللیل و صائم الدهر
در تجرد و تفرید فرید دهر و یگانه عصر شد تا مدت چهل سال پهلو بر زمین نه نهاده در بجا آوری
خدمات مرشد همیشه مستعد می بود و حضرت شیخ تربیت مریدان خود بوے تفویض می
ساخت و بعد انتقال انتخاب جانشین او شده بافاده خلق مشغول بود و مریدان
برجسته بهم رسانید - حالات و کرامات او از حد افزون است -

می آرند که شخصے از ایشان طلب اولاد نمود سیبی باو داد چون
خورد بعد نه ماه فرزندے ازو متولد شد فقط -

شخصی را درد شکم بود چون ایشان بوے متوجه شدند سم آن شخص
دانست که غلیله پنبه بدهان او در آمده در شکم او رفت فی الحال شفا یافت فقط -

روزے در میدان مایسومه گریه میکرد شخصے ناگاه در انجا رسید شیخ
گفت که بلائے بشهر آمده است قصد کرده بودم که رفع شود نشد بعد چند روز آتش واقع
شده در نفس شهر چند محله بسوخت در ۱۰۸۵ھ رحلت نمود و در محله اهله مر[2] بیرون خانه ر

---

[1] لیساق به لغت ترکی است - بمعنی مهم و تیاری جنگ - غیاث ص ۵۱۵
[2] اهله مر بسنت باغ سرینگر
حالا بسنت باغ سرینگر

خود آسود۔

ملا زین الدین پال :۔ از خلفاء ملا شمس الدین پال زبدۂ ارباب حال مرید شیخ بته مالو بود طبعے موزون داشت دیوان اشعار او از معارف مشحون است و این رباعی از طبع زاد او موزون ـــــ رباعی

دم میدم دست و روچه می شوی
آب جوی و آب می جوی
نقش الله از رخت پیداست
تو چه در بند ذکر یاهوئی

وقتیکه دنیا فانی را پدرود نمود۔ در محلۂ باغبان پوره میت

صحن مسجد آسوده ـ مُمرت زمیندار پانپور بود دست ارادت بدامن عاطفت شیخ بته مالو زده کشف ملکوت حاصل نمود و عمر خود در ریاضت و عبادت بسر فرموده در محوطۂ مرشد نامدار آسوده

نرسنسن ریشی :۔ بنظر غیبی حضرت شیخ العالم نزد شیخ بته مالو مسلمان شده عمر خود در مجاهدات و ریاضات بسر نموده در محلۂ وانه پوره آسود۔

ملمت ریشی :۔ از خلفای حضرت بته مالو صایم الدهر قایم اللیل تارک اللحم می بود عمر خود در موضع همامیان غارے بریاضت و عبادت بسر نمود آخرها از غار برآمده بر بلندی موضع مذکوره مسجدے ساخت و باغیچه قرار داده در انجا مدفون است۔

شیخ عنایت الله قادری :۔ از مریدان شاه ابوالحسن قادریست و از شاه محمد فاضل هم نظرے داشت وجد و سماع و مزامیر شور انگیز و اصوات غریبه و صور جمیله دوست میداشت تعبیر رؤیا خوب میگفت و بادشاه علی رضای سرهندی هم صحبت داشت

۶ وسو ولد مولانا محمد یوسف کاوسو داماد شیخ محسن فانی بود چون ترک دنیا نمود دست
انابت بدامن شیخ نجم الدین ریشی زده عمر خود در ریاضت و عبادت بتجرید و تفرید گذرانید
صایم الدهر و قایم اللیل می بود.
چندے در محلۂ [illegible] گذرانید بعد آن در موضع کاسی پوره پرگنۂ اولر
[illegible] در عاقبت در خدمت شیخ [illegible] نعمت الله دهلوی باریاب صحبت گشته متمنای
خاطر دریافت و فنای کل حاصل نمود آخر عمر بغرض ملاقات مرشد بطرف پشاور سفر کرده
در باره موله وفات یافت از انجا لاشۂ او آورده در خانیار دفن کردند. فقط

شیخ معروف در علوم عقلی و نقلی ممتاز و در مجاهدات و ریاضات بے انباز بود اولاً
دست ارادت بدامن شیخ ابو المظفر دهلوی زده طی مقامات سلوک نمود ثانیاً بخدمت
ملا شاه بتکمیل ارشاد فایز گشته بافادۂ خلق بسیار کوشید.
گویند مخلصے داشتند که از بے روزگاری مفلس شده بود روزے
بخیال اینکه مرا خطابت [illegible] بدعاے ایشان امکان شود نزد ایشان آمد بمجرد
شنفتن حضرت خواجه او را فرمود که عزیزان خدمت امامت می جویند البته خواهند یافت
بعد چند [illegible] خطیب مسجد جامع نقل کرده آن مخلص بجای او استقلال یافت. فقط
روزے فرمودند که بعد از وفات من هوای اینجا یار مبدل گردد یعنی
[illegible] کمتر خواهد شد و گرمی افزون خواهد گشت همچنان بوقوع آمد.
حافظ ابراهیم زرگر او [illegible] مرید خواجه [illegible] بود و بعد آن در پیش خواجه
[illegible] ارادت آورده طی مراحل سلوک نمود و در مقابر [illegible] نشسته بمجاهدات و عبادات

۱ یعنی بچه در عرف عام

مشغول شد حالات عجیبه داشت -

ملا محمد مسعود سمرقندی صلاحت آثار و تقوی شعار و بزرگوار عالم تحریر و عامل دلپذیر و کامل روشن ضمیر از تربیت یافتگان نوره بابای زوری خچندی در قصبه سوپور متمکن شده چله‌ها کشیده مرجع خاص و عام شد -

عاقبت در شهر آمده میان محلهٔ دیده‌مر بر لب دریای بهت خانه بنا نهاده متاهل شده عمر عزیز در عزلت و انزوا الصلاح و تمیز بسر برده اولاد صالح داشت که تا چند پشت سجادهٔ تقوی گسترده بافادهٔ خلق الله مشغول بودند مقبرهٔ مولنا در محله دیده‌مر مشهور و احفاد او تا حال در قصبهٔ سوپور موجود است -

دقی ریشی بابا - از مریدان شیخ اسماعیل قادری است و از بابا عبد الله نوری هم فیض یاب شده بود در ریاضات و عبادات مقامات عالیات داشت که از ملک خود گاهے بیرون نرفته بود مردم حجاج او را بارها بطواف حرمین الشریفین می یافتند در موضع آدوره پرگنهٔ کامراج مدفون است -

ملا محمد میراب - بن محمود الشریف بن مولنا شمس الدین گنائی است عالم عامل و فاضل روشندل بود در علم تصوف دستگاه کامل داشت ملا محسن کهنهٔ از شاگردان اوست با حضرت بابا نصیب و ملا طیب و خان بابا صحبت داشت صاحب جذبه و حالات عجیبه بود غرهٔ ماه صفر سنه ۱۰۸۹[1] انتقال نمود - تاریخ -

سالِ وصلش ہاتفی گفتا زغیب

"باد در جنتِ اعلے اجایش" ۱۰۸۹

---

[1] برابر ۱۰ رخ - اپریل ۱۶۷۸ء

خورم پنڈت: صاحب ورع وتقویٰ بود عمر خود در مجاہدات بسر نمود در محلہ گو گاڈی لب دریا آسود روزے شخصے را لغزش شدہ پایش بشکست چون پیش آنجناب رسید فی الحال صحت یافت روزے فیلیا فی از درخت مغروس الیشان شاخے برید فی الحال فوت شد فقط -

بابا زین الدین: - از مریدان بابا خورم صاحب حال و ستودہ افعال وخوش خصال بود نزد مرشد آسود -

ملا اشرفی: - اولا بذوق خدا طلبی سیر اطراف عالم کردہ در پیش خواجہ محمد اسحاق کاشانی مرید شدہ اجازت سلسلۂ نقشبندیہ حاصل نمود و در خدمت خواجہ خاوند محمود ہم استفادہ نمود متقی و پرہیزگار بود در محلۂ دیدہ مر آسود -

مخدوم محمد شریف: - خلف وخلیفۂ مخدوم حاجی حسین قاری است اولاً در موضع صفاپور بمقام ریشی ونی بالای کوہ تا عرصۂ دوازدہ سال خلوت نشین بود بعدہ آن در دہ آمدہ بساحل مانس ناگ باقامت مشغول شدہ حالات وکرامات او از حد افزون است گویند در موضع اندرکوٹ جوگیے[1] مرتاض بود - کمالات حضرت شیخ دیدہ سنگ فارس ... نشان ساخت ہمیں کہ شیخ بزرگوار خواہر مذکور در دست گرفتہ قدر وقیمت آن ... ساخت فی الحال در تالاب مانسر انداخت جوگی علو حال آنجناب دیدہ ... اسیمہ ... و بتوفیق ازلی رو با سلام آوردہ و بہ تبعیت او از اہل ہنود ۹۰۰ صد کس مسلمان شدند ... حضرت شیخ قبول کردند - مدعا کہ شیخ بزرگوار صاحب خوارق عادات بود

[1] جوگی لفظ ہندی یعنی زاہد و تارک الدنیا -

در سنه ۱۰۹۴ [1] ۲۱ محرم انتقال فرمود و در موضع صفاپور بر ساحل شمالی ملر [?] ناگ آسود -

مخدوم محمد لطیف :- از احفاد مخدوم محمد مکی بود بتوفیق باطنی از آبای خود حاصل کرده در موضع منیگام پرگنهٔ لعل بر چشمه و ترگنگ منزوی شده عمر خود در انجا بریاضت و عبادت بسر رسانید ۱۱ ماه [2] ذوالحجه سنه ۱۱۱۴ھ رحلت نمود بر سر همان چشمه آسود -

بابا قمر الدین :- در سلسلهٔ کبرویه مرشدے کامل و فاضل و روشندل بود عمر خود را بریاضات و عبادات و مجاهدات صرف نمود و در موضع بازی پوره کامراج آسود -

شیخ محمد مومن :- فرزند ارجمند شیخ محمد شریف کول مرید پدر خود بود حالات عجیبه داشت بعضی اوقات مغلوب توحید می شد موجب آن لب به نامی شیاکوچی آلود و خود را از مبتلایان می نمود - فقط -

می آرند که روزے آنجناب در قریهٔ رسیدند و بزیارت سیدے رفتند و در انجا مدتے نشستند و بابت خریدن تنباکو فلوسے در کیسه نداشتند و رفیق خود را گفتند که برو که از حضرت سید برائے ما تنباکو بخواه چون آنمرد بر سر تربت سید رفته درخواست تنباکو نمود شخصے نورانی پیدا شده سه فلوسه بدست او داده صرف تنباکو نمودند مقتدا کمے صاحب حال بود چون رحلت نمود در خطهٔ خواجه رفیق آسود -

شیخ نور محمد فرزند دوم شیخ محمد شریف صاحب کمال و برجستهٔ احوال بود در خطیرهٔ اجداد آسود -

شیخ محمد فرزند سوم شیخ محمد شریف مرید پدر خود بود عمر خود در مجاهدات بسر نمود - روزے اہل خانه خود را گفتند که تمامی اثاث البیت از خانه بدر کشیده بجای دور تر بگذارند همان

---

[1] برابر ۱۰ جنوری سنه ۱۶۸۳ م -

[2] برابر ۲۰ اپریل ۱۷۰۳ م -

شب در محلهٔ آتش واقع شده خانهٔ ایشان هم بسوخت .
۲۷ محرم ۱۰۸۲ھ[۱] رحلت نمود در حظیرهٔ اجداد آسوده .

شیخ محمد طاہر فرزند چهارم شیخ محمد شریف صاحب تورع و تقوی بود حالات عجیبه داشت .
روزی در اثنای راه دید که پسرے از مادر خود بلبل می خواست و گریه می کرد
ایشان شکل بلبل بر دیوار کشیدند و زنده کرده بدست پسر دادند و بعد ساعتے از دست
او گرفته بهوا رها کردند . فقط . و در مقبرهٔ اسلاف آسوده است .

بابا نته ریشی :- مردے مرتاض و محتاط بود در سلسلهٔ کبرویه عمل می کرد و همیشه
صایم الدهر و قایم اللیل بود زندگانی خود در تجرید و تفرید بسر نمود کسر نفس بسیار داشت
در موضع ترهه گام او تر مدفون است .

شیخ یعقوب چهچه بل :- فرزند ارجمند شیخ غازی الدین است . چون از اعیان کشمیر
بود بنابران ظفر خان احسن او را با جمعے از روسائے کشمیر برای انتظام بعضے امور ملکی و
مالی در پیش شاهجهان فرستاد و در انجام پادشاه به نسبت آنها مرحمت مبذول داشته
هر کس را حسب حیثیت اقطاع بخشید و شیخ یعقوب را یالصدی ذاتی مشاهره مقرر شده
برانتظام گوالیار همراه مان سنگه دستوری یافت و در انجا مدتے بسر برد .
روزے قلندری او را[۲] بر سر راه ملاقی شده گفت ترا حکومت دنیا النصیب
نیست برو در کشمیر و د انجا کار خدا کن مرشد تو در انجا منتظر است شیخ را کلام قلندر

---

۱ برابر ۲۵ اپریل ۱۶۷۲ م
۲ باید شد "بوے"

موثر شده ترک ملازمت نمود و بطرف وطن رجعت فرمود در ینجا عرصهٔ دوازده سال در خدمت شیخ محمد پارسا در کوهپامه بسر برده و تربیت و تعلیم او منازل و مقامات سلوک طی کرده ارشاد طریقه حاصل نمود بعد ارتحال مرشد بزرگوار از کوهپامه بشهر آمده نه سال در محلهٔ زونی مر در خانهٔ خادمی بعزلت و ریاضت گذرانید و در شب و روز همیشه آواز تار می شنید از انجا بوجهی برخاسته بقیهٔ عمر در محلهٔ چهچه پل به تجرید و تفرید بسر برد - آخر عمر بسبب سستی جوارح سفلی او بیکار ماند فقط -

گویند زنی راهفت دختر زاده بود پس حضرت شیخ را بابت فرزند نرینه التجا نمود ایشان فرمودند که امسال ترا از درگاه پسر عطا کردند چون وقت وضع او رسید باز دخترش زائید خادم شکایت آن زن بسمع شیخ رسانید شیخ گفت او را پسر زائیده است برو بچشم خود ببین چون خادم رفت درانجا دختر دید نثر منده شد پس حضرت شیخ را عتاب نمود که مردان خدا چرا دروغ می گویند شیخ بقهر آمده نامی از ابریق جدا کرده بدست او داد و گفت برو او را بجای ذکر بگذار خادم نامی مذکوره بجای مهود گذاشته عضو ذکور ثابت گشت پس فرزند مذکور تا عرصهٔ دوازده سال گنگ و لال بود روزی در پیش آوردند که این فرزند ایشان است شیخ فرمود ای پسر چه نام داری گفت عنایت الله خان فی الحال گویا شد - فقط -

روزی شبانه در زونی مر رفتند و از دریای بهت میان کشتی عبور کردند ماهی کشتی بی غسل بود وی کفش ایشان بر دیدهٔ خود مالیده فی الحال نابینا گشت چون حضرت شیخ بازگشت آمدند ماهی غسل کرده کفش ایشان باز بر چشمان خود مالید و بینا شد - فقط -

حالات و کمالات الیشان در رسالهٔ عجیبه که از تصنیفات والد نامه نگار است

به تشریح مبسوط بتاریخ ۷ ماه ربیع الاول سنه ۱۱۰۲[1] از دنیا رحلت نمود و جسد مطهر جهت کمال

بجوار آسود شیخ صاحب کمال تاریخست —

شیخ موسی بن شیخ غازی الدین بود و کمالات معنوی از والد خود حاصل نمود و از برادر

خود شیخ یعقوب هم تکمیل یافت عمر خود در ورع و تقوی گذرانید — از اولیای مکتومین بود ۲ غرهٔ

ماه محرم سنه ۱۰۸۴[2] رحلت نمود و در محلهٔ زونی مر طرف گلی کدل بحق آسود شیخ با صفا تاریخ است —

خواجه هاشم بلو — از طبقهٔ سوداگران عالیشان مرید آخوند مهدی علی کبروی است در عبادت و ریاضت

مرتبهٔ بهما داد در وجد و رقص و سماع فرد یکتا بود از جملهٔ شیخ بابائی است که در وجد و حال مشهور

بودند آخر متاهل شده در جوار عالیکدل بزمین وقفی میان حجره می بود نشاء ثانی داشت —

می آرند که روزی حرم محترمهٔ او بر دریچهٔ خود موی سر را شانه می کردند

از همسائیگان او را بی ادبی می دید چون حضرت خواجه سجید بنظر قهر در روی دید یکبار آن مرد از

دریچه افتاد و جان داد مدة العمر خود در خانقاه بنا کرده در شب قدر سال سنه ۱۱۰۵[3] وفات

یافت در محلهٔ کوجواره متصل مسجد جامع مدفون است —

بابا عبدالنبی کبروی فرزند بابا نازک کشمیری[4] مرد نیک کردار و تقوی شعار بود طریق

---

۱ — برابر ۲۹ نومبر ۱۶۹۰ م

۲ — برابر ۸ اپریل ۱۶۷۳ م

۳ — ۱۱۰۵ م سنه ۱۶۹۳ ع

۴ — لفظ کشمیری ندارد (ی)

طریقت از آخوند مهدی علی نوشهری اخذ کرده صبغیه اندر عقد آورد و عمر عزیز در ریاضت و مجاهدت بسر برد. بسیار خوش وضع و خوش طبع و شیرین کلام بود۔ سیر بساتین و فلات خوش می داشت در سمع و سماع و رقص و وجد و حال فرد بے مثال بود۔ سلسلۂ کبرویہ را در عہد خود رونقے تازہ بخشید چون رحلت نمود در حظیرۂ حضرات کبرویہ جوار خانقاہ معلی آسود۔

شیخ عبداللہ: معروف بہ ابل بابو از خلفائی ملا مهدی علی کبروی است از زمرۂ پنج بائی صاحب ذوق و شوق و وجد و سماع بود۔ بصور جمیلہ و اصوات حزینہ میل تمام می نمود عمر خود در خانۂ نخاسان گذرانید در حظیرۂ حضرت میر کبیر ... اندرانی در محلۂ ملارٹہ مدفون است

شیخ عبدالغفور غازی منصبدار و نوکرپیشہ بود بعد مدتے ترک ملازمت کردہ در پیش شیخ معصوم سرہندی قدس سرہ تعلیم ذکر و طریق سیر لاہ کافی حاصل نمود چون بوطن مراجعت کرد در باغ قتیلہ[1] بریاضت پرداخت آخرہا در محلۂ جہجبل بخانۂ خود منزوی شدہ زندگانی بسر برد صاحب طبع عالی بود۔ حسب حال خود تمام نظم آورد و در ذکر مشائخ کشمیر ہم نسخۂ منظوم مرتب کردہ است و در شعر و سخن غازی تخلص می کرد۔ در مرض موت کبوتری یا ہوگو پیش رو داشتہ بذکر و فکر مشغول می بود۔ یاران خود را از وفات خود پیشتر خبر داد چون رحلت نمود در باغ سلطان میر قاضی طرف غربی عیدگاہ آسود۔

شیخ حاجی لال کندہ کاری مردے صاحب شوق و ذوق بود۔ علم تصوف دوست می داشت عمر خود در فقر و فاقہ و ... گذرانید فقر را بر غنا فوقیت می داد چون انتقال نمود

---

[1] باغی بود بالای چشمۂ شاہی و حالا از و بجز آثار خراب شدہ ہیچ باقی نیست۔

در موضع ننده پوره آسود -

عبدالصبور: - که مردم عوام او را صبور قطب می گفتند از زمرهٔ پنج بائی صاحب وجد و سماع بود چندے در محلهٔ ریته واری بر لب مار گذرانید و چندے در بقعات دیگر می بود در رقص و وجد و حال بے مثال -

شیخ فیض الله زرگر صاف باطن و روشن دل بود هنگام نزول رایات عالمگیری در کشمیر برای کسکویان فاضل خان ناظم صوبه کار زرگری می کرد در آن اثنا شخصے واقف سوز و گداز او شده بخدمت خواجه عبدالله قادری که بعهدهٔ منصب داری همراه اردوی معلی می بود او را رهبری نمود پس شیخ فیض الله تا ایام اقامت پادشاه درین شهر در خدمت آن عزیز مداومت می فرمود و بقدر استعداد خود فوائد اشغال طریقت از صحبت او حاصل می نمود - عاقبت وقت مراجعت پادشاه همراه مرشد خود بهند رفت و در عرض راه رخصت بوطن یافت آنگاه عمر عزیز خود در عزلت و ریاضت گذرانید مردم بسیارے از فیوض باطنی خود مستفیض گردانید چون ارتحال فرمود زیر دامان کوه ماران آسود -

شیخ یوسف گنو: - معروف به گنائی از ساکنان موضع نادیگام بود روزے حضرت حاجی بابا خلیفهٔ ابوالفقرا در خانهٔ پدرش که متمول بود به ضیافت در آمد - یوسف گنائی مذکور که متاهل بود از خدمت ایشان طلب راه مولی نمود و واقعات خویش که پیشتر دیده بود اظهار فرمود حضرت بابا او را تعلیم و تربیت نموده زیر دامنهٔ کوه ماران بعزلت نشسته در ریاضات و مجاهدات جان بازی ها نمود و بعد چندگاه بر کمر کوه ماران غارے حفر کرده عمر خود در انجا بسر برد و همان جا مدفون است -

شیخ آفتاب: - بنظر میر شمس الدین نوشهری مسلمان شده مدارج طریقت

حاصل نمود در ورع و تقوی و ریاضت مشهور بود در محله رینه واری آسود -

بابا شمس الدین :- مرید حاجه بابا صاحب ورع و تقوی بود در موضع تاری گام آسود -

شاه طاهر :- نیز از خلفای برجسته حاجه بابا مردی متشرع و متورع بود در موضع درتن آسود -

شیخ حسن :- از یاران حضرت حاجه بابا بود در محله تیلوان پوره جوار مسجد جامع در سنه ۱۱۲۱[1] آسود

شیخ عبد الشکور و شیخ عبد الرحیم :- دری بل و شیخ صادق و نجی بابا کاهر چهار از خلفای نور محمد پروانه زبده اهل صفا بی رعونت و ریاصاحب ورع و تقوی بودند

عاشور بیگ :- منصبدار جلیل القدر از مریدان شیخ بته مالو صاحب حالات عجیبه بود و از نور محمد ارشاد حاصل نمود -

بابا عبد اللطیف :- ساکن عدالت مسجد مرتاض و محتاط بود مر خود در مجاهدات گذرانید -

صوفی محمود نقشبندی از خلفای حضرت سرهندی بود و به نظر حضرت عروة الوثقی فایز گشته تربیت او بشیخ عبد الله سپرد و ند از اهل کمال بود بیرون قلعه آسود -

شیخ علی :- از اولیای مستوره صاحب جذبات غیبی بود - در موضع کهنه مو آسود -

میر عبد المومن :- فرزند میر ابو الحسن قادری صاحب حالات عجیبه بود - از کسب کفش دوزی و بچگانه سازی قوت می کرد و اولا تربیت والد ماجد خود مستفیض شده آخرها در خدمت میان محمد امین دار بهره اندوز صحبت گشت صاحب خوارق و کرامات بود ۱۱ رجب سنه ۱۱۱۲[2]

---

[1] برابر ۱۷۰۹ و ۱۷۱۰ م - [2] برابر ۱۱ دسمبر ۱۷۰۰ م -

رحلت نمود - تاریخ -

سال تاریخ وفات شیخ دین گفت بالف آه شیخ مومنین

میر محمد مراد :- برادر میر مومن فرید عصر و یگانهٔ دهر بود و از والد ماجد خود کمالات معنوی حاصل کرده بافادهٔ خلق مشغول بود در ورع و تقوی و احتیاط ماکولات شانی عجیب داشت دوازدهم صفر سنه ۱۱۲۱[1] رحلت نمود در مزار قاضی موسی شهید به طرف شرق مدفون است[2] -

بابا قایم :- از مریدان شاه محمد رضای الهامی در ورع و تقوی یکتا بود عمر خود بر کنار برار نبل بعزلت وانزوا گذرانید و در مزار شیخ گنج بخش مدفون است -

خواجه یعقوب :- پهکلی والی از مریدان شاه گدا صاحب جذبه و حال بود و از جملهٔ تبع بابی است - در علوم ظاهری و باطنی کمال داشت هر دم غیب او را خدمت می کردند - روزی در حالت وجد سنگری را در بغل داشته بجنبانید از جان گذرانید حاضران مضطرب شدند - چون صبح خواجه بر بالین او رفت باز از زمین برداشته در بغل کشیده بجنبانید فی الحال زنده شد بیت -

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست
نایب است و دست او دست خداست

امام اعاظم تاریخ وفات اوست[3] و در آستانهٔ سید بلبل شاه مدفون است -

---

[1] سنه ۱۱۲۱ هـ م ۱۷۰۹ ء

[2] وهم دوشش برادر آسوده - (ی)

[3] امام اعاظم بحساب ابجد سنه ۱۰۱۴ هـ کی رو سے ۱۶۰۲ ء م

شیخ عبدالصبور: زرگر از اولیای مکتومین مرید شاه محمد فاضل قادریست و اجازت طریقهٔ نقشبندیه از میان محترم لاهوری اخذ نموده در مقبرهٔ باباحاجی ادهم آسود -

حافظ عبدالله: شیخ کدلی از مریدان ملا طیب صاحب جذبه و کرامات عالیه بود بعد انتقال ایشان بتربیت صالح خان فائق شده قوت نفس از کتابت کلام الله می کرد قصهٔ معارضهٔ او با شاه محمد صادق قلندر مشهور است طبعی موزون داشت این رباعی نتیجه طبع اوست - رباعی

یک چند پئے زمرد سوده شدیم — یک چند بیاقوت تر آلوده شدیم
آسودگی بود بهر کیفیت که بود — شستیم بآب توبه و آسوده شدیم

در سال[1] یکهزار و یکصد و پنج ۱۱ الحجه دنیارا پدرود نموده متصل روضهٔ باباعبدالکریم در فتحکدل آسوده و الیه [illegible] تاریخ وفات اوست -

مهدی بابا: برادر حافظ عبدالله از اهل صفا بود در خطیرهٔ برادر خود آسود -

حافظ عبدالله: ثانی از مریدان حضرت آخوند ملا طیب مظهر حالات و کمالات بود در سنگین پوره دچهن پاره آسود -

تاریخ[2]: سال وصلش یکے ز کار آگاه — گفت آگاه شیخ عبدالله

---

[1] سنه ۱۱۰۵ هـ م سنه ۱۶۹۳ع [2] بحساب ابجد "آگاه شیخ عبدالله" سنه ۱۰۹۰ می رسد سنه ۱۶۹۳ع

خواجه ہاشم :- از تربیت یافتگان ملا طیب عالم عامل و فاضل کامل بود در حظیرہ سید حسن بلادوری مدفون -

شیخ شفیع لکو :- از مریدان ملا طیب شخصے مرتاض و محتاط متورع و متشرع با صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ معروف بود متصل خواجہ اسماعیل چشتی آسودہ -

خوشحال میر :- از خلفای آخوند طیب مصدر حالات عجیبہ بود کشف کونیہ داشت یاران برجستہ بہم رسانید در ۱۱۲۳ھ رحلت نمود در کادہ دارہ مدفون است -

شیخ موسیٰ نقشبندی از مریدان ملا نازک صاحب کشف و حالات بود در نا شوان آسود -

فیضہ بابا صراف کدلی و بابا طاہر گاتی بجذبہ شاہ محمد صادق قلندر ترک دنیا کردہ عمر عزیز در عزلت و ریاضت و ورع و تقوی گذرانیدند و از اہل صفا بودند -

---

۱؎ ۱۱۲۳ ھ م ۱۷۱۱ ء

بابا نورالله فرزند بابا محیون تروری از اکمل اولیا بود و در مزار آبا آسود۔ خواجه اسحق ناوچه مرید شیخ علی بابا پنور لیست طبعے موزون داشت سالک تخلص می کرد و از جملهٔ پنج بائی صاحب وجد و حال و رقص و سماع بود کتاب درجات السادات از تصنیفات اوست و بر رباعی حضرت خواجه بزرگ قدس سره شرح نوشته است و آں رباعی این است :-

رباعی

رو بر سر سوزنی نهانی بنشان | تا شاخ کشد چتر زند گرد جهان
بر هر شاخے دو فیل رهوار بران | گر نتوانی زکوی ما گیر کران

پس پشتِ روضهٔ حضرت سید امین ویسی آسود۔

احمد بابا و حاجه بابای فلاش

هر دو از اہل صفا بوده اند و جوار مرقد خواجه اسحق ناوچه مدفون اند

شیخ عبدالرحیم قادری

از خلفای حضرت میاں میر لاہوری ست قدس سره از اولیای مستورین بود در تعلیم کلام الله اوقات بسر می برد خدمت میاں محمد امین دار می فرمودند که شیخ عبدالرحیم خود را در لباس قرآن مستور داشت و ما از پرده برآمده بدنام جهان شدیم بالجمله شیخ مذکور از ارباب صفا بود و از خدمت اخوند ملاشاه و خواجه حسن بچه بدرجهٔ ارشاد رسید و در سلسلهٔ قادری و نقشبندی و سهروردے مجاز شده یاران برجسته پیدا کرد آخرها بمرض

فالج ۲ ماه صفر سنه ۱۱۱۵ھ جان عزیز بجانان سپرد در جوار آستانهٔ سید
صدرالدین متصل زینه کدل مدفون است ۔

شیخ علی محمد چشتی

در اصل ... مقامات سلوک و وصول
... از کشمیر آمده در ... متوطن شد مردے باطنی بود و از علوم ظاهری
هم حظ وافر داشت عمر بتوکل و ریاضت گذرانید وجد و سماع را بسیار دوست
می داشت و نعره و فریاد زد نسخهٔ خوبی بعبارت رنگین توحید آمیز نوشته
است آخر عمر متاهل شد و در سنه ۱۰۸۴ھ رحلت نمود

تاریخ ـ سال تاریخ وفات آن ولی ـ عقل اول گفت شیخ دین علی
چون رحلت نمود در . . . .

خواجه احمد یسوی

از اولاد سلطان خواجه احمد یسوی ترکستانی بود چون میل خدا پرستی
بخاطرش افتاد رخت سفر بربسته در اطراف عراق و عرب و شام و بغداد و
هندوستان سیر نمود و با اولیای کبار صحبت داشت پس از آن به کشمیر رسیده در
ذیل کوه ماران در مزار میرزا ابشیر بیگ ملا شاهی قرار یافت بعد ... سال خواجه
... الدین نقشبندی ... چون خواجه نظام
... بیعت حق پیوست خلف الصدق او خواجه ... محمد آفتاب مرید الشان
... در لوازمات خدمات بجا ... عالمے ... فیوض باطنی حضرت

۱۱۱۵ھم ۱۷۰۳ء

۱۰۸۴ھم ۱۶۷۳ء

خواجه مستفید شد و احوال او در خلوت و جلوت یکسان می بود و در تعلیم مردم چندان ... که علامات بزرگی از ناصیهٔ او هویدا و از کلام شریفش آثار جذبه و فیض پیدا بود ۲۳ ماه ذوالحجه سنه ۱۱۱۴ھ روز جمعه وفات یافت بیرون مقبرهٔ حضرت خواجه معین الدین نقشبندی آسود حاجی عبدالله بلخی از رفقای او بود.

بابا عثمان قادری فرزند ارشد حاجی بابای قادر لیست می آرند که حضرت حاجی بابا بعد حصول خلعت خلافت و ارشاد از خدمت شاه نعمت الله قادری مدتی در خدمت والدهٔ خود ایام می گذرانید چون والدهٔ اش برحمت حق پیوست او را دفن کرده بهمان راه از کمال شوق بزیارت حرمین نهضت کرد. دران وقت عمر ایشان از شصت متجاوز بود بعد ادای مناسک حج چند سال در جاروب کشی روضهٔ مطهره گذرانید عاقبت از درگاه امت پناه ماموز شد که ترا الوطن باید رفت عرض کرد که مرا آرزوی خاطر همین است که بقیهٔ عمر در حضور گذرانم از پیشگاه حضور بوساطت حضرت عثمان رضی الله عنه خطاب یافت که ترا بوطن رفته متاهل باید شد فرزندی که از تو متولد شود مخزن اسرار و مطلع انوار است نامش عثمان باید کرد پس حاجی بابا باذعان فرمان بوطن آمده متاهل شده و بابا عثمان بوجود آمد چون بحد بلوغ رسید پدر بزرگوارش علم وکسب ورع و تقوی متوجه شده در خدمت خواجه محمد طیب چرخی و خواجه ابوالفتح کلو استفادهٔ علوم فرمود که از سایر اقران رتبهٔ او افزود گاهی به تنعمات و تلذذات نفسانی و شهوانی میل ننمود.

حضرت بابا عثمان ...

وقتیکه شاه ابوالحسن قادری برادر شاه محمد فاضل درین محال تحول

اجلال فرمود حضرت بابا در سایۂ تربیت او درآمده باندک فرصتے از عالم ملکوت ولاہوت اعتلا نمود حکایات احتیاط عوالیق و انقطاع علایق و استنباط خوارق او مشہوراست در عہد خود وحید زمانہ و فرید یگانہ بود در ۱۱۱۷ھ در ماہ جمید الآخر رحلت فرمود یاران خود را وصیت کرد کہ مزار در بلبل لنگر بزیر پای پدر بزرگوار دفن سازند امامردم چھچہ بل وزوجہ و فرزند او برخلاف وصیت لاشۂ مبارک او در چھچہ بل دفن کردند بعد چندگاہ واقعۂ آتشی بوقوع آمدہ خانہ ہای مردم محلہ و زوجہ و فرزند بابا سوختہ شد و مال وجان ہرکس تباہ گشت ۔ فقط ۔

بابا اسماعیل قادری

از مریدان خواجہ حبیب اللہ نوشہروی بسیار متقی و مرتاض و محتاط و پرہیزگار بود بعد استحصال رتبۂ ولایت بصحبت مولانا ابوالفتح کلو پیوست و در خدمت او باستقامت ظاہری و باطنی مسائل شرعی و احکامات دینی تحقیق نمودہ مرجع خلائق شد در مکاشفہ دستے عجیب داشت ۔ ہرجا کہ در خوردن و نوشیدن و پوشیدن خلل شرعی می بود فی الحال بالقاو الہام آگاہ می شد و ازان احتراز می کرد آخرش در فقر و استغنا درگذشت او اخر عہد عالمگیری ارتحال نمود و در محلۂ آنچار آسود ۔

شیخ محمد مراد رفیقی

فرزند شیخ محمد شریف بن شیخ احمد زاہد صاحب تورع و تمکین عالم فاضل و متین بود در علم فقہ و حدیث مہارتے عجیب داشت کتب مرغوبہ از ہر علم بہوش و تکلف بر نگاشت ۔ از درد سوز مملو بود در حین شباب رحلت کرد کتاب

---

(۱) ۱۱۱۷ھ م ۱۷۰۵ء

انتباه فی ذکر اولیاء الله از تصنیفات اوست طبعے موزون داشت این ابیات نتیجۀ طبع وقاد اوست ۔

رباعی

از غم ہجرت گرستارم دریغ — نالہ وزاری ازان دارم دریغ

درفراق یار سوز انم چو شمع — زان ہمیشہ اشک می بارم دریغ

لاله بابو ہمدانی

ازساکنان مردم پیند یار پرگنہ وہیو مرید زاہد بابا ے ناگامی بود بعمل آورد از آثار فنا درگذشتہ بدرجۀ بقا ارتقا نمود نہایت بی تکلف بود جمعے کثیر از فیض او بہرہ مند شدند در سنہ ۱۱۲۲ھ[1] رحلت نمود در مسکن خود آسود ۔

شیخ عبدالرشید چکنی

بذوق طلب مرشد در ہند رفت و درانجا بہ صحبت شاہ بدرالدین قادری کہ از اکابر اولیا بود بہرہ اندوز صحبت گشت بعد مراجعت آن طرف در مغارہای کوہستان خلوت ہا بہ فقر و فاقہ کشید و در ریاضات شاقہ عمرے بتوکل گذرانید ۔

عاقبت درون قلعہ غارے حفر کردہ درمیان آن متوطن شد اوقات بذکر و فکر و ہدایت خلق بسر برد آخر ہا بہ تقریب منازعیکہ با حسین ملک چادورہ سرزد بہ حضور پادشاہ عالمگیر در دہلی رفت قصۀ آن درحصۀ دوم در ذکر

---

[1] ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء

سیف خان مرقوم است چون بجانب خطه رجعت کرد ۲۹ ماه ذوالحجه سنه ۱۱۱۹ھ [۱] سفر آخرت فرمود متصل غار آسود۔

میان ہاشم چشتی

از قبیلهٔ تاجران بود۔ هنگام ریعان جوانی به پټنه رفته، در انجا از حضرت میان یحیی چشتی ولد میان حسین کت... ... و تربیت طریق طریقت حاصل نمود و در طاعات و عبادات استقامت کرده ... شد بعد حصول شرف اجازت طریقه به کشمیر رجعت کرده، در خانیار توطن ... و متاهل شد عنایت الله خان صاحب صوبه برائے خادمان ایشان خانقاہے عجیب ترصیص[۲] نمود و بر سر خانقاه نشسته عالمیان را فیض بخشی میکرد۔ در سنه ۱۱۱۶[۳] انتقال فرمود در محلهٔ خانیار جوار خانهٔ خود آسود۔

شیخ عبدالرحیم

از قبیلهٔ چوہدری ہیش به لباس ہنود بود در خدمت ... بابا ... مشرف شده، ترک اوضاع ملک داری نمود و بریاضت و ... کرده آخرها به نظر ملا شمس الدین کبروی مستفیض گشت عرصهٔ چہل سال در فراغت و انزوا بسر برد۔ چون متاہل شد در رینه واری سکونت پذیرفت و در حیات خود مقبرهٔ بر لب جوے مار متصل مقبرهٔ میان مانک شاه بنا نهاد و مابین عصر و مغرب همیشه درمیان آن نشسته مراقبه می داشت

---

[۱] سنه ۱۱۱۹ھ سنه ۱۷۰۷ء

[۲] بنا کردن [۳] سنه ۱۱۱۶ھ م سنه ۱۷۰۴ء

از واقعات و کرامات او نقلیات مشهور است و در ماه شوال سنه ۱۱۲۰ء[۱]
در آنجا آسود۔

میرزا حیات بیگ در خدمت حضرت شیخ محمد علی که از خلفای برجستهٔ
شیخ آدم بنوری در دهلی بود بتعلیم علم باطنی فائز شده بزور احتراق عشق الهی
سوز و گداز و راز و نیاز حاصل کرد بعد تکمیل طریقه بکشمیر آمده بر منصب قلیلی اوقات
گذرانید مقولات توحید حسب استعداد خود بیان می فرمود و در ورع و تقوی
همیشه استقامت می نمود جمعی کثیر بدرجهٔ صفا و سعادت رسانید چون ندای
ارجعی بشنید ۲ ماه ذوالحجه سنه ۱۱۲۰ھ بدار الملک آخرت خرامید و در باغ حسن آباد
که خرید کرده بود عزلت گزید۔

ملا عنایت الله شال - اولاً در خدمت ملا ابوالفتح کلو و ملا عبدالرشید
تلمذ فرمود ثانیاً از تعلیم فرزندان ملا حیدر چرخی فائز گشت و در اکتساب علوم
عقلیه و نقلیه و تحصیل علم حدیث و حفظ اسناد و درس صحیح بخاری بدقت تمام
فرمود پس از آن در خدمت میان صبغة الله فاروقی روی ارادت آورده در صحبت
اول صفائی باطن حاصل کرد و بدرجهٔ اعلی ارتقا نمود پس ایام زندگانی در ورع و
تقوی و اشغال روحانی بسر برده در میان نو مسجد که جامعی است روبروی خانقاه
معلی بروز جمعه وعظ می خواند طبع موزون داشت اشعار صوفیانه و دردمندانه می
گفت بعمر شصت و هشت سنه ۱۱۲۵ء[۲] در ماه شعبان رحلت نمود۔

۱؎ سنه ۱۱۲۰ھ سنه ۱۷۰۸ء

۲؎ سنه ۱۱۲۵ھم سنه ۱۷۱۳ء

سلطان میر ـ برادرزاده و مرید شیخ نور محمد [illegible] به تحصیل علوم فقه و حدیث و در عبادت و ریاضت و ورع و تقوی [illegible] کوشید و بعد ارتحال مرشد بزرگوار خود جانشین او شد و عمر عزیز خود در طاعت و قناعت و آزادگی بسر برد و در انجا [illegible] طالب خلوق بقدم و قلم بسیار کوشید حضرت [illegible] امین دار در ملفوظات خود ذکر او نگاشته [illegible] مرجبو [illegible] در سنه ۱۱۲۵ھ رحلت نمود و در [illegible] جوار [illegible] آسوده ـ

قامم [illegible] بخاری مولدش طرف روس بود و در بخارا نشو و نما یافت و از مولانا میر محمد شریف بخاری تربیت صوری و معنوی یافته بکمالات علمی و عملی از همه فایق گشت و رتبهٔ خلافت و ارشاد حاصل [illegible] مدتی در حدود ترکستان و ماوراء النهر بافاده و افاضهٔ طالبان مشغول بود و در نشر فیوض باطنی عامل شد آخر عمر بقصد زیارت حرمین الشریفین در سنه ۱۱۲۳ھ[1] از راه یارکند در کشمیر رسید و مدت سه سال درین جا اقامت کرده جمعی کثیر از علما و صلحاے این دیار از تربیت او فایز گشت انگاه بجانب بیت الله نهضت کرده چندی در دهلی گذرانید و در سنه ۱۱۲۹ھ[2] ۱۶ شوال در انجا انتقال فرمود [illegible] علیه [illegible] بطفیل ایشان درین ملک شیوع یافت ـ

شیخ محمد چشتی ـ عرف رادهو از قبیلهٔ [illegible] رفیق اشانی بود بعمر چهار سالگی بتقریب فاتحه مکتب نشینی به نظر حضرت مولانا [illegible] شده به تحصیل

~~۱۷۱۳ء~~

۱؎ سنه ۱۱۲۳ھ م ۱۷۱۱ء

۲؎ سنه ۱۱۲۹ھ م ۱۷۱۶ء

علوم شرعی و آداب ورعی توفیق یافت بعد استحصال کمالات علمی چندی
به تقریب تدریس نوکری می کرد چون آتش طلب مولی در کانون سینهٔ
او مشتعل گشت از خدمت شیخ محمد علی چشتی استفاضهٔ طریقهٔ علیهٔ
چشتیه فرمود و به ریاضات شاقه عامل گشت و عمر خود در استقامت مناصب
شرع و استدامت مراتب ورع بسر برد آخرها زیر بار عیال آمده بازهم اوقات
به منبع اول [illegible] میگذرانید از شهرت و خودنمای متنفر بود همیشه ذکر جهر به طریق
چشتیه می کرد یاران خود را نیز تعلیم می داد الحق مظهر حقائق و مصدر دقائق بود تصانیف
او در علم تصوف زیاده از یک لک ابیات نظم و نثر مشهور است در عهد
او موی مبارک سید کائنات علیه افضل الصلوات درین دیار نزول فرمود
حضرت شیخ تا حین حیات خود در ایام موعود مردم زایر را موی شریف
نشان می داد ۔

گویند آن وقت به حواس خود نمی بود در آنحالت بعضی اهل صفا را زیارت
سید کونین حاصل می شد چون عمر مبارکش از هشتاد تجاوز نمود پانزدهم
شوال ۱۱۲۶ھ[1] انتقال فرمود در محلهٔ باغ یوسف شاه جوار خانهٔ خود آسود
شیخ راه‌نمو تاریخ است ۔

شیخ بهرام قادری بتوفیق باری خیال رستگاری بخاطر آورده به طلب
مرشد هادی در هند رفت و به مقام تهانی سیر با شیخ نظام الدین چشتی صحبت
داشت سالها بسیار در خدمت او بسر برد پس خلعت ارشاد در بر کرده رو بکشمیر

۱؎ سنه ۱۱۲۶ هجری سنه ۱۷۱۴ ء

آورد و در محلهٔ جمال الله سجادهٔ افاده گسترده عالمیان را فیض بخشید متصل مزار
میرزا سلیم کاشغری آسود۔

عبدالرحمن چشتی فرزند شیخ بهرام قاری بود بتوفیق ودود از والد
ماجد خود صفائی باطن حاصل نمود پس در خدمت خواجه نظام الدین در تهانیسر رفته
خط ارشاد بدست آورد و طریقهٔ چشتیه را درین ملک رواج داده جوار والد ماجد
خود مدفون است۔

شیخ محمد مراد نقشبندی عرف تنگ فرزند ملا محمد طاهر مفتی است بعد
تحصیل علوم معقول و منقول در عنفوان جوانی ذوق معرفت سبحانی بهم رسانیده پیش
از تربیت مرشد بریاضات شاقه اشتغال نمود دران اثنا خواجه عبدالاحد
سرهندی خطهٔ کشمیر را رونق بخشید۔ محمد مراد دست انابت بذیل عاطفت
ایشان زده بتحصیل مراتب طریقت و لوازمات معرفت فایز گشت با وجود کثرت
غنا و اشغال دنیا همرکاب آنجناب بهند رفت چندی در خدمات آن
قبلهٔ حاجات گذرانیده مراتب اجازت طریقه حاصل کرد پس بامر و رخصت
مرشد بزرگوار رو بکشمیر آورده بافادهٔ خلق عالم شد بعد چند سال باز بجانب
هند نهضت کرده بخدمت مرشد ارشد باریاب صحبت گشت ازانجا
بوساطت ایشان در خدمت حجة الله خواجه محمد نقشبندی شرف تکمیل حاصل
کرده بود بعد یک سال باز بوطن رجعت فرمود و در مسجد شیخ بابای راه سو
برلب جویبار نشسته ترک دنیا نمود بعد انقضای مدت چهارده سال باز به
ملاقات مرشد بزرگوار در شاهجهان آباد رفته مدتی بخدمت گذاری ایشان گذرانید

آنگاہ با ہزاران عنایات و عطیات کمالات خاصۂ خاندان مجددیہ فائز شدہ بہ جانب کشمیر توجہ فرمود و بطریق قادریہ و نقشبندیہ ارشاد حاصل نمود ہمدران زمان شیخ محمد علی رضا بہ سیر کشمیر تشریف ارزانی داشت شیخ محمد مراد ہم بخدمت آنجناب بہرہ اندوز صحبت گشتہ در سلسلۂ کبرویہ و چشتیہ و سہروردیہ اجازت حاصل نمود. بعد آن بر سجادۂ شریعت نشستہ در ترویج سنت و رہبری اہل ہدایت و سرایت و طلارست اہل ولایت اوقات شریف بسر بردند در سوز و گداز جانبازی ہا می فرمودند بعضے عورات ہم بجذبۂ ایشان از اہل صفا شدند و در نماز تہجد زیادہ از ہزار آیت قرأت می خواندند و بعد تہجد علی الدوام حلقۂ سکوت می فرمودند و از حاضران حلقہ چہل پنجاہ کس می بودند در سنہ ۱۱۶۰ ہجری[1] رجب بہ عمر ہفتاد و پنج سالگی رحلت فرمودند۔ تاریخ ۔ گفت تاریخ وصل او اعظم ۔ وارث کامل رسول اللہ در بودۂ گیر آسودہ اند۔

خواجہ عبید اللہ بلخی ۔ بعد اکتساب علوم صوری و معنوی تجرید و تفرید اختیار کردہ از وطن مالوف خود ہجرت گزید و اطراف عالم دید و بارہا بزیارت حرمین الشریفین مشرف گردید و ہفدہ بار حج گذاردہ سہ بار خطۂ کشمیر را نضارت بخشید اول در آخر عہد عالمگیر دوم در اول پادشاہی معظم شاہ عالم بہادر در سنہ ۱۱۲۰[2] و درین وقت اجتناب از دیدن مردم بسیاری کرد اکثر اوقات دروازہ بند کردہ می نشست قریب ہفت ہشت سال درین حال گذرانیدہ برای حصول ملاقات شیخ ملکوت پرواز خواجہ شاہ نیاز کہ در حدود پشاور برائے طلب بہادر شاہ رسیدہ بودند رفتند و

[1] سنہ ۱۱۶۰ ہجری سنہ ۱۷۴۷ء [2] سنہ ۱۱۲۰ ہجری سنہ ۱۷۰۸ء

ملاقات او میسر نشده از آن راه بحرمین رفته مدتی به آنطرف گذرانیدند و بعد چند سال بولایت بلخ آمده در آنجا بسبب ظهور فساد سلطنت قرار نگرفتند۔

و در آخر سنه ۱۱۳۲ھ[1] مرتبهٔ سوم به کشمیر آمدند و قریب پنج سال بافادهٔ خلق درین جا گذرانیدند و خیال سکونت این محال بخاطر داشتند اما بسببی ملول شده در سنه ۱۱۳۷ھ[2] باز بحرمین رفتند۔

و در سنه ۱۱۳۹ھ[3] نهم ماه محرم الحرام غسل کرده و نماز خوانده رحلت نمودند و در مدینهٔ منوّره آسودند۔

خواجه عبید الله بخاری فرزند شیخ الیاس بخاری بود که نسب ایشان بوساطت طامة الکبری شیخ نجم الدین احمد کبری بحضرت امام المسلمین حضرت عمر فاروق رض میرسد۔ و در ریعان جوانی از وطن مالوف خود تحصیل کمالات صوری و معنوی نموده بطرف سمرقند نهضت کرده زواید فواید از علوم ظاهری و باطنی حاصل نموده از راه روس در روم رفت۔ و از آنجا براه مصر آمده بزیارت حرمین الشریفین فایز گشت و در خدمت شیخ احمد مکی که از خلفای شیخ محمد معصوم سرهندی بود کمالات طریقهٔ عالیهٔ احمدیه حاصل نمود۔ و بعد واقعهٔ ناگزیر آنجناب بر مسند خلافت ایشان تمکن فرمود۔ قریب هفت هشت سال در حرم محترم فیض بخش محتاجان اُمم

---

[1] ۱۱۳۲ھ ۱۷۱۹ء

[2] ۱۱۳۷ھ ۱۷۲۴ء

[3] ۱۱۳۹ھ ۱۷۲۶ء

از نوال و ہم صوری و معنوی بود ند پس، بقصد ملاقات والدہ ماجدہ خود

از راہ سرہند به بخارا شریف بردند و والدہ را با خود برداشتہ باز بحرمین رفتند و نه

وہ سال دیگر در آن دیار فیض آثار بعبادت و ریاضت بسر بردند۔ و بیست و یک حج

بیش و پیش گذاردہ سمت ہندوستان رجعت فرمودند۔

و اوایل ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۸ھ خطۂ کشمیر بقدوم میمنت لزوم مشرف فرمودند

و امتیاز از علما تفقد کا فہ برایا و نفی وجود و بذل موجود و اخفای حالات و ستر کرامات

و عدم قہر و جلال و رجوع بکتب شرعیہ در ہر حال و دوام طہارت و فضول کمالات

و قیام بعبادت و کثرت گریہ و زاری و علامت ماتم و سوگواری و دوام توجہ

بحضرت باری ہمیشہ شیوۂ ایشان بود و در نشر علوم صوری و معنوی فرد یکتا و

در تجرید و تفرید و ترک کل بے ہمتا۔ آخرہا علانیہ نسبت اذکار و اوراد طریقہ

قادریہ و نقشبندیہ و کبرویہ جاری میفرمود۔ و بعد نماز فجر تقدیم باوراد فتحیہ می نمود۔

چندگاہ درمیان شہر بافادۂ خلق گذرانیدہ۔ آخرہا در موضع زونہ پرگنہ وہنور گزید

و در انجا بخاک آرمید قدوۃ المتقین تاریخ است سنہ ۱۱۴۱ھ۔

باباحیات۔ فرزند ارجمند بابا عثمان قادریست مصدر فیوض و برکات و

مظہر خوارق و کرامات مرید والد ماجد خود بود۔ بعد انتقال پدر جانشین

۱۔ سنہ ۱۱۳۸ھ م سنہ ۱۷۲۵ء

۲۔ وفات م سنہ ۱۱۴۱ھ م سنہ ۱۷۲۸

او شد ۱۱ ذوالحجه سنه ۱۱۴۲ھ[1] رحلت نمود- و زیر پای پدر آسود-

حاجی گدا- از مریدان ملا شاه مسند حالات عجیبه بود سیر اطراف بسیار نمود- و در پاره موله آسود-

حاجی محمد صالح - از حضرت میان میرلاہوری اخذ فیوض معنوی نموده، سیر اطراف عالم نمود و در مله کهواه آسود -

خواجه حسن بچه - سوداگر زاده بود- بجذبۂ غیبی ترک دنیا داده در دہلی رفت و از شیخ مظفر [illegible] شرف انابت حاصل کرده [illegible] از ملا شاه حاصل نمود- و عمر خود در مجاہدات و ریاضات بسر نمود- و در مله آسود-

میرزا کمل الدین - المشهور میرزا کامل بدخشانی [illegible] از اولاد سلطان خواجه احمد یسویست[2] جد ایشان ملک محمد نام از تاشکند آمده [illegible] در بدخشان خیام قیام افراخت - لاجرم ایشان را بدخشی میگویند- و در عهد اکبرشاه بهند آمده ملازمت حضور منظور کرد- و بفرمان او چندے دیوان صوبه کشمیر شده بود- آنگاه پسر او میرزا ابادلخان در کشمیر متوطن گشت[3] و فرزند ارجمند او میرزا کامل خان در ایام طفولیت منظور نظر خواجه حبیب الله گانی شده و در سن دوازده سالگی در خدمت آنجناب سعادت انابت حاصل کرده، منطقۂ همت

---

[1] سنه ۱۱۴۲ھ م ۱۷۲۹ء

[2] نیری - علوی و ترکستانی ۱۲ تالیف ص ۲۳۲

[3] مشهور به عطار و ذوالنسبتین ۱۲ فتوحات ص ۳۷۱

بر مجاہدات و عبادات بر نسبت واز ملازمت شاہی مستعفی گشته. در زاویه فقر و فنا بنشست و خدمت مرشد بزرگوار بمال و جان بجا آورده - در ریاضتہا بسیار کوشید - و در سن بیست و پنج سالگی خلعت خلافت طریقت پوشید - آنگاه بر مسند ارشاد نشسته؛ یاران برجسته بہم رسانید و سرچشمہای معارف و معانی از خاطر عاطرش جوشید - چنانچه بتبعیت حضرت شیخ فریدالدین عطار کتاب بحر العرفان قریب شصت ہزار ابیات در چہار جلد منتظم فرمود - سوای آن رسایل و نسخہای بسیار در اشاعت علم تصوف مرتب فرمود - و این چند ابیات از رساله مجمع الاسرار درین جا یاد کرده شد - ؏

چون بدیدم دو جہان از سواد الوجہند | چشم پوشیدم و بر ہر دو نظر نگشادم
خویش و بیگانه ز لامنکر و من زین دلشاد | ہیچ در گوش نمی آید ازان فریادم
فکرے از دل متولد شد و بر اصل رسید | رستم از باطل و حق راه بحق بکشادم
ہر پس زانوی خود مانده ام از فکرت خود | دل معلم شد و تعلیم تصوف دادم
تلخ شیرین شد و غم و شادی ہمه واکس برفت | مرکبم رالیض و من چابک وره آبادم
انس حق جستم از غیر بجان و دل داد | گرد از ظلمت و کثرت ز جہان آزادم
فتح کارم شد و امرش بصحت پیوست | ذائقه نیز بحال آمد و لذت دادم
شد تمیزم که چه تلخست و چه شیرین ز غذا | چیست نافع بدلم و آنچه مضر افتادم

—o—

و این قصیده بسیار طویل است تبرکاً ہمین قدر ایراد کرده شد -

غزل

هستی من زمن بدر کرد که کرد یار کرد　　محو خودم بیک نظر کرد که کرد یار کرد

شارحِ ذات بخت او هست همه صفات او　　مظهر خیر و شر دگر کرد که کرد یار کرد

بوده ام اصل جانِ جان بیخ فرع کن فکان　　باز مرا در بدر کرد که کرد یار کرد

خود پدر است و خود پسر خود حجر است و خود مدر　　جلوه ز روئے دگر کرد که کرد یار کرد

آنکه علاء الدین غزل کرگفت کرد عیان همه صفت　　برده ازین جهان خبر کرد که کرد یار کرد

روزے جمعے از مریدان خواجه حبیب بوقت استر خاص چلهٔ رمضان از حضرت خواجه التماس نمودند که اگر امسال خلوت نشستن حضور موقوف شود پس محمد کامل امسال رفیق ما باشد خواجه بغضب تمام بآنها فرمود که مدتے است که وے درکعبهٔ حقیقی نشسته است ۔

فرد

خلوت و چله برین لازم نماند　　هیچ غیبے هم برو غایب نماند[۲]

می آرند که حضرت خواجه را در قریهٔ درده پوره باغے بود و درمیان آن غارے کنده ۔ مدتے درانجا خلوت نشین شده بودند ۔ آخرها مریدی درانجا منزوی داشتند ۔ روزی آن مرید آمده التماس نمود که درویشی دیگر در باغ

---

(۱)۔ درنسخهٔ یونیورسٹی قبل ازین شعر این شعر هم موجود است ۔

هست بصاحب نظر از همه دوست جلوه گر
یک ز دگر خوب تر کرد که کرد یار کرد

(۲) غیم = ابر ۱۲

ایشان سکونت گرفت و مرجع مردم شد - و مرا طاقت اخراج کردن او نماند
ازین رو جمعیت من بتفرقه مبدل گشت - حضرت خواجه بکامل خان فرمودند
که وے از باغ ما اخراج سازند - ایشان عرض کردند که بزور ظاهری اخراج کنم
یا بزور باطنی - حضرت خواجه فرمود که کار ما بظاهر نیست - پس ایشان در باغ
رفتند و متصل آن غار بر درخت سفیدار[1] زنبور خانه کلانے دیدند و بیک نظر
آنجناب زنبور خانه بجوش آمده تمامی زنبوران بر خلوتی هجوم کردند و از غار
در چمن گل و ریحان آب پاشی میکردم - چون حضرت خواجه مرا دیدند مسرور شدند -
و حرفے برزبان رانده فرمودند که شنیدی گفتم نے بعده بر روئے من طپانچه نواخته
فرمودند که اکنون بشنو پس سامعه من مسدود گشت - واز درون من نغمه پدید آمد -
که اثر آن تا قیامت از من زائل نشود - چنانچه در قصیدهٔ بحر الاسرار فرموده اند -
رگ رگم نغمه سرا گشته چو موسیقار است —— تا ز قانون مرا زخمه زن است استادم
گوشم آلشوست نه بر مدح و نه بر قدح کسے - هر که هر چیز بمن گوید ازان آزادم
واین نغمه را معراج صوفی گویند —— چنانچه شیخ فرید الدین عطار میگوید

بیت

دلے دارم که در وے غم نگنجد —— چه جائے غم که شادی هم نگنجد
چنان پرگشت گوش از نغمهٔ دوست —— که در وے بانگ زیر و بم نگنجد
وهم آنجناب فرموده اند که روزے شروع بنمازے کردم که ناگاه قلندرے

---

[1] قسمے از درختان بے میوه در کشمیر می باشد (حجی" آ.ا)

از مریدان شاہ صادق قلندر بر سبیل طیبت گفت کہ نگر خدارا بطرف ہمین قبلہ است و حالتی برمن واقعشد می بینم کہ قبلہ بمن متوجہ است۔ ہمچنانکہ من متوجہ ام پس در رکعت دوم بطرف مشرق برگشتم و قبلہ از انطرف بخود متوجہ دیدم۔ پس روبیمین و بسیار آوردم ہمچنان بید یدم تاکہ چہار رکعت بچہار طرف اداکردم و قبلہ پیش روی خود دیدم و ساجد خودمی یافتم ع۔ قبلہ را قبلہ منم چون بسجود افتادم چون بقعدۂ اخیر نشستم شخصے برمن متجلّے شد و انگشت در دندان گرفت۔ پس اینواقعہ بخدمت مرشد اظہار کردم۔ فرمودند کہ آن شخص سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلم بود و انگشت در دہان گرفتن کنایہ ازین است کہ ہرچند این قسم حالات رودہد۔ پا از جادۂ شرع بیرون نباید نہاد۔ پس فرمودند کہ نماز بچہار جہت ادا کردی و طرف فوق و تحت ندیدی۔ ودر زمان ایشان بمن متوجہ شدند۔ آن ہم دست داد۔ فقط۔

وہم ایشان فرمودہ اند کہ روزے حضرت خواجہ مرا رخصت ارشاد بخشید۔ دران حال تجلّی صمدیت سرفراز شدم و مرا حالتے روی داد کہ از اکل و شرب مستغنی گشتم و از احوال عالم بیخبر ماندم علی الصباح بے اختیار از خانۂ خود بدولتخانۂ مرشد نامدار می آمدم و شب بخانہ میرفتم۔ و از ہر دو جا ہیچ نمے خوردم تا آنکہ چہل و چہار روز فاقہ گذشت روزے حضرت خواجہ فرمودند کہ ہیچ خبر داری امروز چہل و چہار روز است کہ ہیچ نخوردۂ۔ برو امروز بازن خود بے آنکہ چیزے بخوری صحبت کن و باز خود درین جا برسان پس ہم چنان کردم و در زمان سکر من بصحو مبدل گشت و خود را در عالم

ہے حالت حواس

دیگر یافتم و در خود ضعفی بنهایت دیدم آنگاه خود را افتان و خیزان بخدمت
آنجناب رسانیدم ـ و ایشان آنروز قدری برنج آب بخورد من دادند و روز
بروز ترقی کردند که بعد سیزده روز بغذای معتاد رسیدم ـ فقط ـ

و هم ایشان فرموده اند که روزی در ایام صیام مرا معشوقهٔ خود حمّی ضیافت
نمود و بوقت عصر حرفی درمیان آمده از وی دلتنگ شدم و بیرون برآمدم وی
بیطاقت دنبال من برآمده دست بدامن آویخت و من دامن خود از دست
او خلاص کردم و وی برخاک افتاده من در مسجد درآمدم و درمیان نماز شام
دیدم که طرف قبله دیوار مسجد شق شده دو کس حاضر آمده گفتند که این کدام نماز است
که وی را درانجا نیم بسمل گذاشتی پس آنها غایب شدند ـ و من بعد فراغت
نماز پیش وی رفتم و دیدم که هنوز بهمان رنگ بر زمین افتاده بود ـ پس او را
برداشتم و باو افطار نمودم و هم آنجناب فرموده اند که شبی با معشوقهٔ خود تنها
نشسته بودم هنگام نصف شب چراغ را روغن تمام شد و در فکر آن افتادم الهام
رسید که غم مخور کارها منحصر در اسباب نیست ناگاه فتیلهٔ بی روغن روشن شد تا که
صبح رسید ـ فقط ـ

و هم ایشان فرموده اند که روزی برای کاری بطرف ده رفته بودم
شوق محبوبهٔ خود برمن غلبه کرده بی اختیار از خانه برآمدم ـ تا آنکه شب شد و
رفتن در تاریکی متعذر بود ناگاه بقدرت الله انگشت سبابه و ابهام من مانند
مشعل روشن شد ـ و از روشنائی آن بمقام مقصود رسیدم ـ فقط ـ

می آرند که حمّی نام زنی میوه فروش صاحب حسن و جمال در بازار سنگین

دروازہ متصل قلعۂ شاہی دوکاندار بود۔ حضرت میرزا گرویدۂ او بودند کہ بغیر دیدار او قرار نمیگرفتند چنانچہ روزے زیر دوکان او رفتہ مشاہدۂ جمال او میکردند و این رباعی فرمودند ؎

رُباعی

ہر جا کہ جمال دوست لامع گردد   عاشق زنیاز عجز طامع گردد
ز اعجاز جمال حسن او میدانم   دکان جمی مسجد جامع گردد

پس بعد اندک فرصتے اہل محلہ جمع گشتہ دکان جمی معہ دیگر دوکانات خرید کردہ داخل مسجد کردند۔ فقط

وہم ایشان فرمودہ اند کہ در انشای تحریر کتاب بحر العرفان چون این ابیات املا میکردم ؎

با ہزاران ہزار دستانم   محفل آرای دوستدارانم
بہر صوفیت این ہمہ سازم   صوفئے کو کہ خوب بنوازم

در زمان دو بزرگ ریش سفید حاضر شدند یکے از ایشان پیش قدم بود و فرمود کہ من فرید الدین عطارم و این برادرم مولانا جلال الدین رومی است قدست اسرارہم فرمودند ہر قدر کہ خواہی بنواز کہ ما ہر دو صوفی برای استماع حاضریم از مشاہدۂ آن حالت عظمی مرا پیدا شدہ تا مدت در وجد مستغرق بودم۔ چون بخود باز آمدم زبان از تقریر آن حال محال عاجز بود پس باین بیت ختم کردم۔

بیت - از مریدان شیخ عطارم ❊ - ❊ استعانت ز مولوی دارم

وہم آنحضرت فرمودہ اند کہ روزے در محفلے نشستہ بودم کسے از من پرسید

کہ نسبت معنوی ایشان بچند واسطہ تا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
می رسد و قوال این غزل می خواند ے

غزل

فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم ـ بندہ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

خواستم کہ رسایل را سلسلہ حضرات بیان کنم ناگاہ روح پر فتوح حضرت خواجہ
برمن جلوہ گر شدہ، فرمودند کہ چرا جوابش بنظم نمیگوئی فی الحال وقت من خوش شدہ
این بیت گفتم ـ

بیت

شکر للہ چہ خوش است دولت مادر زادم ـ در چنین منزل ویرانہ چنین آبادم

در آنحال قریب دوصد و ہفتاد و نہ بیت تصنیف کردم الحق قصیدہ ایست
در حقائق و معارف بے نظیر واز فصاحت و بلاغت دلپذیر قطب زمان میر سید
محترم لاہوری قریب بیست ہزار بیت آنرا شرح کردہ است ـ فقط ـ

خواجہ حیات مرید ایشان می گفت کہ من مدتی خانسامان آنحضرت بودم ـ
اوایل قوت او کتابت مثنوی مولوی میداشتند و بعد مدتے مرا فرمودند کہ بواز
فلانہ صندوق چیزے نقد برای خرج امروز بیار مرا منع فرمودند کہ بطرف درون
آن نظر نخواہی کرد رفتم و بقدر خرج آنروز دنیار رہا برآوردم ـ و صرف مایحتاج نمودم
انگاہ تا مدت مدیدے بقدر کفایت خرج یومیہ ہر روز دینار رہا ازان صندوق
میکشیدم و بمصرف می رسانیدم تا آنکہ یکے از مردم قبیلۂ ایشان قریۂ جاگیر
یافت و تصرف آن بطور امانت ذمۂ ایشان گذاشت و تیکہ محصول آن در دیوانخانۂ
ایشان رسید بعدہٗ از صندوق چیزے نمے یافتم می آرند کہ خواجہ ابوالفتح

را با مفتی شہر شرکت تجارت بود و درمیان آنہا مناقشہ افتاد وے درخدمت
ایشان از ظلم مفتی شکایت نمود۔ آنحضرت مفتی مذکور را بابت ظلم سائل منع فرمودند
وے قبول ناکرده گفت کہ من بغیر ضامن معتبر او نمیگذارم کہ بیم گریختن او دارم
فرمودند کہ وے نمیگریزد انشاءالله تو خواہی گریخت و زنده نمی آئی و مال تو نصیب
او خواہد شد مفتی از مجلس برخاسته رفت و حضرت میرزا فرمودند۔

بیت

گر منم جانشین درویشان ـــ مولوی شد حوالۂ ایشان

بعده امانت خان حاکم صوبہ کہ حامی مفتی بود۔ ابو الفتح را تنگ گرفته
در صدد عقوبت او افتاد آنحضرت این خبر شنیده فرمودند کہ خانۂ مفتی خراب
شد و ہر کہ حمایت او کند خانۂ وے نیز خراب گردد۔ ہمدران ایام امانت خان معزول
شده مفتی ہم گریخته بہند رفت و درانجا فیصلۂ شرکت او کرده فوت شد۔ و درینجا
خانۂ او بسوخت۔ فقط۔

بالجملہ حضرت میرزا از اولیای کبار بود ۲۹ ماه ذی الحجہ ۱۱۳۱ سنہ ھ رحلت فرمود
و در محلۂ حول آسود۔

تاریخ

شہباز اوج وحدت و جانباز موج عشق ـــ آن رافع لوای عمل قاطع امل
در ماه حج بہ بیست و نہم ساعت دوم ـــ یوم الاحد چشید می از جام لم یزل
نور جمال او شده دمساز بیکسان ـــ تاریخ وصل یافته ام ختم کمل
ایضاً۔ بہر تاریخ وصالش بے الف گفتا خرد ـــ پیر کامل بحر عرفان اکمل اہل کمل رحمة الله علیه

لہ کہ بحساب ابجد یکہزار و یکصد و سی و یک میرسد ۱۱۳۱ ۱۲ ام ۱۲۱۸

خواجه محمد گکرو۔ از یاران خواجه حبیب الله عطار بود صاحب "فتحات" رقمطراز است که حضرت میرزا اکمل الدین میفرمودند که خواجه محمد قطب زمان خود بود۔ در ایام شباب ناگاه بر پیشانی وے داغ سفیدی پیدا گشت وے بگمان اینکه داغ برص باشد بخدمت خواجه حبیب الله عطار مشرف شد و بابت رفع علت برص التجا نمود۔ حضرت خواجه کرته مبارک از برکشیده خال سیاهی بر شانه خود باو نشان دادند و فرمودند که مبارک باشد پس خواجه محمد مرض ظاهری گذاشته بقصد استشفائی علت باطنی در خدمت ایشان آمد و رفتنی می داشت تا که خود حکیم کامل شد۔ بعضے اوقات وجد و حال همچنان بروے غلبه کردے که چند روز برقص گذرانیدے۔ وقتیکه مرا امید بدے و معانقه میکردے و باز بمقام صحو نمی آمدے و مرا بسیار گرانی میداشتے و میگفتے که این معشوق مرشد من است انتهی کلام خواجه محمد گفته است که روزے حضرات خواجه مرا تعلیم اسم "یا واحد" کردند و فرمودند که امروز بخلوت نشین گفتم کجا؟ گفت بالای پل زینه کدل پس رفتم تمام روز بر پل نشستم و انواع حیوانات مثل شغال و میمون و خوک و پلنگ و سگ و گربه و موش وغیره دیدم که راه می رفتند و گاهے فرد انسانے هم بنظر نمی آمد چون شب شد بخدمت خواجه عرض کردم و فرمودند که در حشر نیز همچنین باشد۔ یعنی مخلوق بر صور اعمال و اخلاق خود خواهند بود و انسان را هر صفتیکه از صفات نفسانیه یا شهوانیه یا سبعیه یا ملکیه می باشد بدان محشور خواهد شد۔ فقط۔

الحاصل خواجه مذکور از افراد روزگار بود جمعے کثیر بافاده باطنی مستفید

گردانید - چون رحلت نمود در صحن آستانۂ شیخ گنج بخش آسود علیہ رحمۃ الله الودود -

خواجہ حسین :- از یاران خواجہ حبیب الله عطار بود حالات عجیبہ و معاملۂ ستیہ داشت روزے بر سر راہ بارہ مسجد نشستہ بود ہر کہ بنظر او میرسید بے ہوش می شد - خدمت خواجہ در انجا رفتہ ویرا زنجیر فرمود و در حجرۂ مسجد خود قید ساخت و تا عرصہ چہلروز قوالان در پیش او سماع می کردند - وے در رقص بود - پس حضرت خواجہ چشمان او را بانگشتان خود بستند اندک بہوش آمد انگاہ او را در موضع دردہ پورہ برای محافظت باغ فرستادند در انجا بر زنے عاشق شد شوہر زن واقف حال گشتہ او را زجر نمود خواجہ بنظر قہر در روئے دیدہ فی الحال از جان در گذشت - چون حقیقت حال بسمع خواجہ رسید - او را حکم سیاحت فرمود - وقتیکہ آن عزیز در صورت بندر رسید و بادشاد خلق مشغول شد - قاضی انجا دختر خودش بنکاح بخشید - روزے آن زن امر او را اخلاف نمود - چون خواجہ بنظر قہر در روئے نگاہ کرد ناگاہ فوت شد - قاضی تہمت خون بروئے بستہ بشہادت رسانید و در انجا مدفون است -

خواجہ عبد الرحیم گافی :- از یاران خواجہ حبیب الله عطار صاحب مجاہدہ و مشاہدہ و ناندار بود عمر عزیز خود در خدمت مرشد بزرگوار گذرانیدہ جوار مرقد او آسود -

خواجہ یوسف :- از مریدان برجستۂ خواجہ حبیب الله مصدر

کمالات عجیبہ وحالات غریبہ بود۔ در وجد وحال قیل وقالے داشت چون
رحلت نمود در حظیرۂ مرشد نامدار آسود۔

شیخہ بابا

فرزند بابا طاہر شیخ بود فیوض باطنی از والد ماجد خود کسب فرمود
وعمر عزیز خود در ورع وتقوٰی وارشاد خلق خدا بسر نمود۔ جوار والد بزرگوار
خود آسود۔

بابا قائمؒ

فرزند دوم بابا طاہر است از پدر نامدار خود کسب سلوک آموختہ
مشعل خاطرش افروختہ شد۔ وکسوت موہومۂ ہستی اوسوختہ
گشت ودر مزار آبا اندوختہ شد۔

شاہ مظفر الدین

خلف وخلیفۂ شاہ قطب الدین حقانیت درجذبہ و
حالات وکشف وکرامات فردیکتا بود جمعے کثیر از تنگنای عالم
ناسوت بوسعت آباد لاہوت رسانید در ۱۱۱۹ھ (۱) انتقال فرمود۔
ودر مزار سلاطین آسود۔

۱۸۰/۲ شیخ محمد یوسف زونیمری

فرزند شیخ غازی الدین صاحب حالات عجیبہ بود۔

---

(۱)۔ ۱۱۱۹ھ م ۱۷۰۷ء

مراحل سلوک بتربیت شیخ حسن الوطنی کرده سکر و مستی بروے غالب گشت. روزے وقت صبح محاذی دوکانے حس پوش بایستاد و آہے دردناک کشید فی الحال دوکانرا آتش گرفت و بسوخت. پس برادر خودش حضرت شیخ یعقوب او را زجر فرموده دستش گرفته در خدمت آخوند ملا طیب رسانید و بایشان التماس نمود که این کره توسن را رام فرمایند آخوند ہر دو دست مبارک خود بر فرق او نهاد تا که رویش بر زمین نشست. و از شنوائی درگذشت پس تا حین حیات اصم بود گویائی ہم کمتر داشت سکر و مستی از وے رفع شد در مجاہده و نفس کشی بے ہمتا بود. عمر عزیز خود در محلهٔ زونیمر بخلوت و انزوا و تجرید و تفرید بسر برد سلخ ماه ذوالحجه سنه ۱۰۸۸ھ[1] انتقال فرموده در محلهٔ زونیمر آسود. تعمیر مقبرهٔ او عالمگیر درست نمود که آثار آن تا حال موجود است.

شیخ مهدی:- برادر و خلیفهٔ شیخ یعقوب چهچه پلی است عمر خود در موضع شیخزوه پرگنهٔ سایر المواضع پائین بریاضات و مجاہدات در تفرید و تجرید بسر برده. از ارباب حال بود چون رحلت نمود در انجا آسود.

شیخ حسین:- کامراجی فرزند پنجم شیخ غازی بود از برادر خود شیخ یعقوب تربیت راه معنوی یافته در جنگل قریهٔ شبنو پرگنه مچهی پوره میان درختی کاواک چهل چله کشید. و بغیر بقولات کوہی ہیچ نمی خورد. دام و دگر دام حلقه میکردند عاقبت الامر اہل ده واقف احوال او گشته بالحاح و ابرام تمام در ده آوردند. انگاه بر جادهٔ ارشاد نشسته بافادهٔ و افاضهٔ خلق بسیار کوشید

---

[1] سنه ۱۰۸۸ھ م سنه ۱۶۷۷ء

آخر ہا منا ہل شدہ قدرے زمین کہ راجہا ے ہمہ باو نذر دادہ بودند از دست
خود آباد میفرمود و ہنگام پختگی فصل خرمی محافظت زرع ذرہ او میکرد و بغیر
شادمان شیخ ہیچکس راید انسوراہ نمیداد۔ چون حضرت شیخ رحلت فرمود در آن
قریہ آسود۔

بدی شیخ: خلیفہ برجستہ شیخ یعقوب است صاحب جذبہ و حالات عجیبہ
بود عمر عزیز خود در مجاہدہ و تقوی بسر نمود و در سنہ ۱۱۲۳ھ[۱] رحلت فرمود
در محلہ زنگہ ٹینگ میان صحن خانہ خود آسود۔

شیخ محمد فاضل: از خیمیری فرزند شیخ موسی بن شیخ غازی الدین است در صغر
سن از جور والدنامدار و زجر آموزگار بطرف دیار لار فرار اختیار نمود ناگاہ در اثنائی راہ جناب
امت پناہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با چہار یار با صفا رض بروے جلوہ گر شدند و حضرت
شاہ ولایت او را بنسبت ارادت معنوی سر بلندی بخشیدند و چشم پوشیدہ بخانہ خود رسانیدند فرد او ہمچو نی
والدنامدار در خدمت ہم بزرگوار خود شیخ یعقوب چہ بلی روی ارادت آوردہ شرف انابت حاصل
نمود۔ و یاد را دو اذکار اشتغال فرمود، آنگاہ متصل خانہ خود غارے حفر کردہ میان آن
عرصہ دوازدہ سال در مجاہدہ بسر برد بعد ہفتہ از چند دانہ برنج افطار میکرد آخر ہا پوست بدن او پوسیدہ شدہ بود و قطعا
می آمد کہ بار ہا روح مبارک حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہ بروے
جلوہ گر شدہ بتلقین و تعلیم خود ممتاز و بخلعت فاخرہ ارشاد سرفراز نمودند۔ و روح
پاک محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نیز او را اجازت
سلسلہ قادریہ عطا فرمودند۔ و خدمت حضرت خضر علیہ السلام ہموارہ ابواب
فیض و فتوح بروے مفتوح میداشتند۔ بعد طی منازل سلوک و سیر مقامات

[۱] سنہ ۱۱۲۳ھ م سنہ ۱۷۱۱

ملکوت و لاهوت مدارج معیت حاصل کرده از غار بر آمد و در افاده و ارشاد
خلق شاغل شد و بانجاح مطالب و مقاصد محتاجان عامل گشت. و دردمندان
زار بر محل درد آب دهن میمالید. و هر کس را صحت کامل حاصل میشد گویند فرزند
ارجمند قاضی حیدر دورینیاب اورا تعرض نمود. و همدران ایام اورا مرض جذام
عارض گشت. لاچار نزد ایشان آمده التجا از حد نمود. چون آب دهان خود بروی
آن منکر مالید ندبه شد. فقط.

می آرند که دختر ابراهیم خان شیعه که والی کشمیر بود بتصرف جن مبتلا گشت
که از دست خود موی سر میکشید. چون بنظر ایشان آوردند فی الحال شفا یافت.
مدعا که حالات و کرامات او از حد بیرون است. و مردم اقاصی و ادانی از فیوض
او ممنون و بهره ور بودند. انتقال آنجناب ۱۰ ماه محرم سنه ۱۱۵۰ھ[۱] مقرون و در محله زونیمر
مدفون. تاریخ از مصنف. تاریخ.

چه من شیخ فاضل از دنیا — رفت چون در ارم بصد اجلال
زآسمان سر کشیده هاتف غیب — فاضل الدهر گفت سال وصال

شیخ الدهر نیز تاریخ وفات ایشان است.

عبد الرشید. از خلفای برجستهٔ مولنا زین الدین پال صاحب وجد و
حال بود زندگانی خود در سوز و گداز بسر نمود.

شیخ داؤد. اسلام آبادی. از ارباب صفا زبدهٔ اهل تقا در علوم صوری و معنوی یکتا
محمد ثانی. بسیار متورع و متشرع بود. عمر عزیز خود در مجاهده بسر نمود.

---

۱ سنه ۱۱۵۰ھ م سنه ۱۷۳۷ء

شیخ حبیب اللہ :۔ کاتری تارک دنیا پرہیزگار و صالح و رہنما۔

شاہ افضل چپنے :۔ تارک لذات و محظوظات و منبع صفات و مصدر حسنات بود۔ از کتابت کلام اللہ قوت میکرد۔ و در محلہ قلاش پورہ مدفون۔

ملا عبد الرشید قادری صاحب صفا بود۔ درون قلعہ آسود۔

اسماعیل یاتی :۔ از مجاہدان وقت متقی و نیک بخت بود مرقد او در احمد اکدل موجود۔

میر ضیاء الدین نعیم :۔ عالم فاضل و مرتاض و محتاط و متشرع و متورع بود۔

حافظ شاہ محمد قادری صاحب کشف بود۔ حالات عجیبہ داشت از کتابت کلام اللہ قوت میکرد عمر خود در توکل و تجرید گذرانید۔

خواجہ محمد سعید نقشبندی از خلفای شاہ مسافر صاحب کمالات و حالات عجیبہ بود۔

خواجہ صادق مانتجو برادر خواجہ عبد الرحیم مانتجو در طریق قادریہ و چشتیہ فرد لاثانی۔

شیخ حمزہ رفیقی ابن شیخ محمد بن شیخ محمد شریف رفیقی عالم فاضل و عامل کامل مرید پدر بزرگوار خود بود۔ در کمالات صوری و معنوی ہمتا نداشت کتاب اربعین امام غزالی و صحیح بخاری و تفسیر حسینی و نفحات و رشحات و مثنوی معنوی مولوی را ہمیشہ مطالعہ میکرد۔ پنجاہ و سہ سال در تجرید گذرانید۔ غرۂ ماہ صفر ۱۱۳۷ھ رحلت گزید۔ و در مزار آبا آرمید شیخ المومنین تاریخ است۔

لہ ۱۱۳۷ھ م ۱۷۲۴ء

شیخ داود چشتی:- خلیفه و برادر زادهٔ جان محمد هاشم صاحب فضل و کمال زبدهٔ افراد رجال بود۔

شیخ جلال چشتی خلف و خلیفهٔ شیخ عبدالرحمن چشتی است سکر و مستی بحدے غالب داشت که اکثر اوقات در استغراق میبود۔ روزے در قصبهٔ بارهموله در خانهٔ خادمے بغلبهٔ سکر بے هوش افتاد خادم حمل بر مردن او کرده فی الحال غسل داده دفن نمود۔ فردا والدهٔ اش بر سر تربت رسید خواست که او را از قبر بیرون کشد چون قبر او بشگافت والدهٔ ماجده را گفت که من زنده ام افشای راز مکن۔ برو هر روز برای ملاقات تو حاضر میباشم۔ پس والدهٔ خود را هر روز بالمشافهه ملاقات میکرد۔

شیخ محمد مراد متو:- از نجبای شهر مرید میر محمد رضائے دهلی بود۔ و از خدمت خواجه خورد هم فواید زواید باو عاید گشت مدتے در خدمت ایشان گذرانیده کمالات معنوی حاصل کرد و بعد واقعهٔ مرشد نامدار بدیار کشمیر رجعت ساخت و بقطع انقطاع علایق در تقویت نسبت گرم مشقت می بود۔ و طالبان حق را رهبری میفرمود و از علوم رسمی هم بهرهٔ وافر داشت اشعار تصوف آمیز و درد خیز میگفت۔ در سن هفتاد و پنج هفتم شوال ۱۱۳۴ھ[۱] انتقال فرمود۔ تاریخ شده تاریخ وصالش مسموع۔ "محرم راز خدا او بوده"۔ "شیخ اکابر" نیز[۲] تاریخ ایشان است

شیخ عبداللطیف قادری معروف به کهوسه سوداگر عالیمقدار رئیس اینڈ بابود۔ بعد اکتساب علوم ظاهری بطلب علم معنوی در خدمت شیخ اسماعیل ابنوسلی

---

[۱] ۱۱۳۴ھ م ۱۷۲۱ء [۲] این عبارت خط کشیده در نسخه یونیورسٹی یافته نشد

فایز شده۔ و بریاضات شاقه استقامت کرده بدرجهٔ اعلیٰ ارتقا نمود. همیشه
در سوز و گداز و آه و ناله می بود کشف کونیه داشت همیشه در ستر حال میکوشید۔
۱۵ ماه شعبان سنه ۱۱۳۴ھ[3] انتقال فرمود۔ و در موضع آنچار زیر پای مرشد نامدار
آسود. «شیخ اکابر» تاریخ است۔

میر شرف الدین: قادری فرزند ارجمند میر ابوالفتح قادریست که از همه اولاد
خوردتر بود هنگام ریعان جوانی باکمال کامرانی سلوک راه سبحانی پیش گرفته
با ورادو اذکار اشتغال میداشت۔ بعد ارتحال پدر ستوده خصال مسند خلافت
را باستقامت و کرامت رونق بخشیده۔ در حسن خلق و خدمت خلق و ضبط اوقات
و تقیید عبادات ممتاز و بے انباز بود گاه اوقات ذکر جهر میکرد عجیب ذوقے و حلاوتے
واقع میشد پانزدهم شوال سنه ۱۱۳۵ھ[4] انتقال فرمود۔ و در خطیرهٔ آبای خود آسود
«خلیفهٔ شاه جیلانی» تاریخ است۔

میر عبد الشهید: فرزند میر مومن صاحب مکاشفه بود۔ از والد خود کسب
سلوک نمود۔ ۹ ماه ربیع الاول سنه ۱۱۳۹ھ[5] نقل فرمود

بابا محمد یوسف قبنو: از مریدان خواجه حسن خیّاز مردے صاحب معارف و جانباز
بود۔ بیرون قلعه قریب مزار چتے ها آسود۔

شیخ یعقوب: خلیفهٔ مهدی ریشه بابا از ارباب صفا معمر و مرشد خلق خدا بود۔

---

۳ سنه ۱۱۳۴ھ م سنه ۱۷۲۱ء
۴ سنه ۱۱۳۵ھ م سنه ۲۲
۵ سنه ۱۱۳۹ھ م سنه ۱۷۲۶ء

خواجه عبدالله کبروی درویش خصلت بود در موضع هنی واری آسود.
بابا حاتم گوجواری در سلسلهٔ کبرویه ممتاز و در مجاهده جانباز بود.
شاه ابوالفتح گانکنی عرف کول از اعیان این دیار صاحب وقار و مالدار بود
بجاذبهٔ عشق الهی بخدمت شیخ صالح لاهوری روی ارادت آورده کمالات راه معنوی
حاصل نمود سوز و گداز عجیبی داشت. اکثر در سکر و مستی میبود وضع قلندری خویش
میکرد تماکو میکشید. خادمان اورا از جانب عالمگیر لنگر مقرر بود. می آرند
که روزی عالمگیر تمامی جاگیرداران کشمیر را جاگیرات ضبط نمود بنا بران حضرت
شاه خادم خود را فرمود که یک آثار برنج و یک دیگچهٔ سفالین همراه بردار و پای
خود بر جای قدم من بگذار. تا که بپیش پادشاه در جهان آباد میرویم. چون [illegible] از انجا آمدند خادم
قدم بر قدم شاه می نهاد تا که بوقت دیگر در جهان آباد رسیدند. و متصل طویلهٔ اشتران شاهی اقامت
کردند. چون خادم بپختن طعام مشغول شد یک دست خود بدل کمچه در دیگ میکرد. و یک دست
بجای هیزم بر دیگچه می نهاد. و در آن ساعت تمامی اشتران طویله بنظر شاه مست شدند و ریسمان ها بریده
دیوانه وار در صحرا میگردیدند. داروغهٔ اصطبل بسمع پادشاه رسانید که امروز جیادو گرمردی در
طویله رسید که اشتران طویله را دیوانه گردانید پادشاه وزیر خود برای تفحص فرستاد
وی حضرت شاه را حقیقت پرسیده بحضور پادشاه رسانید پادشاه نهایت متعجب
شده سبب آمدن پرسید شاه گفت ایشان بکدام سبب وجه کفاف مساکین
و فقرا ضبط کردند. پادشاه گفت آنانکه کس بودند از اقطاع من ناکس شدند یعنی
در لهو و لعب افتادند و آنانکه ناکس بودند خود را در جمع کسان در آورده بدتر شدند
بنا بران من اقطاع آنها ضبط کردم که کسان باز کس شوند و ناکسان هم از تقلید به تحقیق

پے برند۔ پس حضرت شاہ فرمود کہ این خادم من گرسنہ است اورا در مطبخ خاص ببرند و شکم سیر سازند۔ چون خادم در مطبخ بردند ے تمامی ماکولات کہ در مطبخ بود بخورد پس بار دیگر مطبخ تیار کردند آنہم ہضم نمود۔ بار سیوم نیز ہمچنان کرد چون خبر بپادشاہ بردند متعجب شد حضرت شاہ را گفت کہ اورا المحال منتظر تو د سیر سازند شاہ در جواب گفت کہ یک فقیر از لنگر تو سیر نشد پس چرا خیال فاسد بخاطر می آرید کہ من مساکین و فقرا را وجہ کفاف عطا میکنم۔ فی الحال پادشاہ قلم برداشتہ جمیع جاگیر داران را واگذار نوشتہ داد و حضرت شاہ فردا باز بر مقام خود رسید مدعا کہ حالات و کرامات ایشان از حد افزون است۔ و از حیطۂ تحریر بیرون در سنہ ۱۱۳۰ھ [1] رحلت فرمود و در شہاب الدین پورہ آسود۔

بابا شیخ:۔ مردے خوش صورت و خوش سیرت و خوش آواز بود و کلام قدیم بلحن داؤدی میخواند و بسیار گریہ میکرد۔ اوایل در خدمت میر حسن خان فرزند میر علی خان چیوڈاری تربیت یافتہ بود۔ آخرہا در ہند رفتہ با حضرت خواجہ ضیاء الدین فرزند خواجۂ خورد دست بیعت دادہ در طریقۂ نقشبندیہ ممتاز و بے انباز شد۔ بعد مراجعت آن سواد در کوہ استرون خلوتہا کشید۔ چون رحلت نمود بیرون مقبرۂ خواجہ معین الدین نقشبندی آسود۔

بابا محمد صوفی:۔ خلف و خلیفۂ بابا عبد النبی کبرویست در علم و عمل فرد کامل و در مجاہدہ و تقوی عامل بود در صحن خانقاہ معلی متصل مقبرۂ حضرت شیخ بابا ولی آسود۔

شیخ عبد اللطیف:۔ تنبا کو [2] فروش از منسوبان بابا عبد النبی کبروی مستور الحال و صاحب کمال بود۔

[1] سنہ ۱۱۳۰ھ م ۱۷۱۸ء [2] تمباکو

خواجه احمد ککرو:۔ از احفاد جسرتخان کهکروست که در عهد سلطان زین العابدین والی پنجاب بود۔ وسلطان مذکور را در محاربۀ علی شاه معاودت نمود می آرند که خواجه احمد در عنفوان جوانی ترک حکمرانی کرده در خدمت سید ماه روشن که از خلفای میر محمد خلیفه بود شرف انابت و رتبۀ خیر و سعادت حاصلکرد آنگاه همرکاب آنجناب از پنجاب بکشمیر آمده در قصبۀ باره موله قیام فرمود و در خدمت مرشد بزرگوار خود اقدام نمود چون حضرت سید را ندای ارجعی بگوش رسید۔ خواجه احمد دختر رئیس باره موله بعقد نکاح درآورد و حرفۀ تجارت راعامل شده ثروت و مکنت حاصل کرده گویند از پنجاب شخصی بنام خواجه خطی فرستاده و برلفافه نام مکتوب الیه احمد خان کهکرو نوشته بود ناگاه خط مذکور در دست مردم اجنبی افتاده لقب کهکرو را ککرو خواندند و آنرا شهرت دادند۔ پس مردم عموم او را بهمین لقب یاد میکردند رفته رفته احفاد او را تا حال ککرو میگویند۔ مقبرۀ خواجه در حظیرۀ سید ماه روشن مشهور۔

شیخ عبداللطیف کول از خلفای فیض بابای زرگر برگزیدۀ ارباب کمال و زبدۀ افراد رجال و برجسته احوال و ستوده خصال بود۔ و در مقبرۀ مرشد خود زیر دامنۀ کوه ماران آسوده۔

خواجه محمد محسن:۔ از خلفای اخوند ملا نازک صاحب تمکین و عزلت نشین بود۔ بعمر هشتاد ساله انتقال نمود۔ و در محلۀ خنده بون میان صحن خانۀ خود آسوده۔

خورم حافظ:۔ از یاران خواجه محمد امین صوفی صاحب مکاشفه و مغلوب الاحوال بود۔ عمر او از صد ساله متجاوز شده در محلۀ تیلوان پوره میان صحن خانۀ خود آسوده۔

شیخ ابوالقاسم سہروردی از مریدان شیخ یعقوب سادی مرتاض و محتاط و بوضع ملائی بود۔

شیخ معین الدین رفیقی خلف شیخ حمزہ رفیقی در علوم صوری و معنوی آراستہ و در ورع و تقویٰ پیراستہ بود۔ روزے بزیارت حضرت سلطان العارفین رفتہ در دلش گذشت کہ حضرت مخدوم از جمیع اولیای دہر بسیار کرامتہا ظاہر کردہ است۔ و مردہ ہا زندہ نمودہ است چہ سبب است؟ در ین اندیشہ بخانہ باز آمد۔ و در اثنای راہ کسے از مخلصانش آمدہ التماس نمود کہ خرے داخل خانۂ من شدہ بود من او را ضرب چوبی زدم و خر تد کو رسقط شد اکنون مالک خر بسیار غوغا میکند قیمت و عوض نمیگیرد در ین امر دستگیری فرمایند۔ شیخ در صحن خانۂ او رفتہ بخواندن قُم باذن اللہ خر زندہ ساخت ہما نشب حضرت مخدوم در خواب دید فرمودند چرا خر زندہ کردی گفت حسب ضرورت حضرت سلطان فرمودند ای عزیز ہمچین مرا نیز ضرورت افتاد۔ فقط۔ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۴۷ھ[1] رحلت نمود و در مزار آبا آسود حافظ "کلام اللہ" تاریخ است۔

شیخ عبد الصبور پستل:۔ از خلفای شیخ محمد مراد ٹنگ مردے مرتاض و محرم راز در وضع آزادگی ممتاز و بسلسلۂ قادریہ جانباز بود۔ نشاء عالی داشت مقبرۂ او در محلۂ گندر پورہ مشہور است۔

خواجہ محمد صادق منتو:۔ از خلفای خاندان خواجہ حسین خیاز عزیزے صاف باطن و روشندل متقی و مرتاض و فاضل بود در رفع بدعات و منہیات جد و جہدی فرمود

---

[1] ۱۱۴۷ھ م ۱۷۳۴ء

مولانا ابوالفتح: انی عالم عامل و عارف کامل بود. اولاً از شیخ محمد چستی بمراتب سلوک فایز گشت. و ثانیاً در خدمت شیخ محمد مراد منو بہرۂ وافر یافت ایام زندگانی در متابعت سنت و رعایت طریقت و کثرت ریاضت بسر برد. ششم محرم سنہ ۱۱۴۰ھ[۲] بکمال ذوق و شہود رحلت نمود۔

میر ضیاء الدین: قادری خلف و خلیفۂ میر ابوالفتح قادری جامع علوم عقلیہ و نقلیہ بود. و از حسن خط و انشا بہرہ وافر داشت بعد واقعۂ پدر چندین سال خانقاہ نشینی اختیار فرمود و ذکر و مراقبہ بحلقہ میکرد مصدر فیوض و برکات بود۔ در سنہ ۱۱۴۲ھ در حظیرۂ آبادی خود آسود۔

بابا محمد مہدی:۔ از خلفای بابا عبداللہ گنز بالی بود. مدتے در خدمت مرشد خود بریاضت و تقوی گذرانید و در متابعت سنت و اطوار سلف صاحب ہمت بود ہر جا کہ میرسید مسجدے بنا میکرد و بتقریبے در تربیت رقتہ چندگاہ در تارد نہاد سکونت کرد. آخر عمر بشہر آمدہ در محلہ اندرواری عزلت گرفت و عمرش از صد متجاوز گشتہ غرۂ ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ھ[۳] رحلت نمود. و در انجا آسود۔

شیخ عبداللہ:۔ از مریدان بابا عبداللہ گنز بالی متقی و مرتاض و محتاط بود. در پرگنہ لار مساجد بسیار ابداع نمود. و در متابعت سنت و دفع بدعت کوشش فرمود. و در موضع کنگن آسود۔

---

[۲] سنہ ۱۱۴۰م سنہ ۱۷۲۷ء

[۳] سنہ ۱۱۵۱م سنہ ۱۷۳۸ء

شیخ بدر ا[illegible]ین : [illegible]ان بابا عبدالله گرریالی مردے مرتاض و آگاه بود.
و در موضع ننگن آسود.

عبدالرشید [illegible] مانـ[illegible]ـن وخلیفهٔ خواجه عبدالرحیم مانتجو بطریق قادری فیض
صحبت داشت. مهذب الاخلاق و زبدهٔ افراد آفاق بود زیاده بر هشتاد عمر یافت
در سنه ۱۱۳۰ھ[1] رحلت نمود.

خواجه عبدالباقی : مرید خواجه عبدالرحیم مانتجو صاحب ورع و تقوی بود. در سنه ۱۱۲۲ھ
رحلت نمود و بیرون قلعه آسود.

حافظ حبیب الله : از مریدان خواجه عبدالرحیم پرهیزگار و ستوده اطوار بود.
در محلهٔ جمال الله آسود.

شیخ نورالله [illegible] ڈلو از متابعان شاه ابوالبرکات در علوم صوری و معنوی
آراسته و بورع و ریاضت پیراسته بود. اکثر علوم غریبه از ملا حسن و ملا عبدالصمد
و ملا عزیزالله جهو اکتساب نمود. در غلبات حال بهرهٔ وافر داشت باوجود رابطهٔ
قادریه از منسوبان اخوند ملا نازک [illegible] سلسلهٔ نقشبندیه را اجازت حاصل کرد.

حاجی محمد صادق : از مریدان شیخ محمد چشتی بود. بعد طی منازل سلوک بامر
مرشد بزرگوار بزیارت حرمین الشریفین نهضت کرد. و در اثنای راه شرفیاب
صحبت شیخ محمد علی رضای سرهندی گشته استفاضه نمود. و با اولیای بسیار صحبت
فرمود. بعد زیارت حرمین باز آمده در خدمت مرشد نامدار بقیهٔ حیات در توکل و تجرد

---

۱ سنه ۱۱۳۶ھ ۱۷۲۳ء

ومتابعت شریعت ومباسطت طریقت بسر برده بعمر شصت وشش سالگی رحلت نمود. ودر مزار اسلاف آسود۔

شیخ علی وشیخ صدیقی وشیخ عابد وشیخ فاروق فرزندان شیخ محمد چستی صاحب فضل وکمال وستوده خصال وبرجسته احوال در حظیرهٔ والد ماجد خود مدفون است

میر محمد سلطان :۔ از مریدان خواجه عبدالرحیم نقشبندی جامع علوم عقلیه ونقلیه وصاحب حالات عجیبه بود در سفر ہند بخدمت بسیاری از اولیای وقت رسیدهٔ واز ہر کسے فیض وافی دیده در شاه جہان آباد آسود۔

محمد اسماعیل :۔ در جوانی ذوق خدادانی بہم رسانیده بنظر فیض اثر میر محمد شریف در بخارا رتبهٔ ولایت حاصلکرده مدتے در حدود پشاور بخدمت شاه عباس کنڑی گذرانید۔ پس بامر آنجناب در کشمیر آمده از بزرگان ایندیار استفاده نمود. ودر ۱۱۵۳ھ[۱] ارتحال فرمود ودر صحن خانهٔ خود آسود۔

حافظ احمد ۔ باره مولی از خدمت میان عنایت الله درویش در آگره فیض باطنی اخذ کرده بجانب کشمیر رجعت فرمود. صاحب کشف وحالات عجیبه بود مردم بسیاری مرید او شده بعمر ہشتاد[۲] در باره موله اندفان پذیرفت ۔

میر قاسم ۔ احمد اکدلی عزیزے معمر ومرتاض ومحتاط وفاضل وکامل بود. کسب فیوض باطنی از صالح خان فرمود. بعمر صد ساله در احمد اکدل آسود۔

عبدالرحیم گبروی از منسوبان محمد مراد پوشه ٹینگو بود. ہفتاد سال در تفرد وتجرید

۱؎ ۱۱۵۳ھ م ۱۷۴۰ء در ۱۱۰۲ھ (ی) ۱۶۹۰ء ۲؎ ہشتاد سال ۔ ص ۔

وتوحید گذرانید و از فیوض باطنی عالمی مستفید گردانید۔

بابا عبدالباقی کبروی: خلف بابا صفی از یاریافتگان شاه حسین بہکلی بود ہمتے عالی داشت بزیارت حرمین موفق گشت۔ در ورع و تقوی بے ہمتا بود چون عمر عزیز بسر رسانید۔ درون روضۂ بابا والی در خطیرۂ حضرات کبرویہ آسود۔

شیخ عبدالغنی لنگر: ۔ از مریدان بابا ہاشم بلّو در توحید و سلوک و معرفت حفظ نسبت شریعت و طریقت فرد یگانہ و فخر زمانہ بود۔ بعد انتقال مرشد نامدار از صوفی عبدالرزاق نقشبندی اجازت سلسلۂ نقشبندیہ حاصل کرد۔ می آرند کہ بعضے اوقات تا یکدو ہفتہ ہیچ نمیخورد و در سکر و مستی محو میبود و بعضے اوقات تا دو من غذا میکرد۔ روزے یک خروار ترب یکدم خورد و وقتے درمیان باغے تا یکہفتہ بہیوش مطلق افتادہ بود۔ باشارۂ درویشی مسکہ بر سرش مالیدند و بہوش آمد آخر با بر جادۂ ارشاد نشستہ جمعے را براہ حقیقت ہدایت نمود۔ و بکمال ذوق و شوق و توکل ہفتاد و چند سال بسر بردہ در محلہ دوکان سنگین آسود۔

شیخ قایم لیسوی: ۔ معروف بقایم اللیل از مریدان شاه دولت عزیزے عالم و عامل بتوحید و معرفت شامل محرم اسرار و عالی مقدار بود۔ یک لحظہ از سوز و گداز نمی آسود۔ بعمر پنجاه و ہفت سالگی رحلت نمود و در مغل مسجد آسود۔ شیخ محمد قایم تاریخ وفات اوست سنہ ۱۱۴۳ھ[1]۔

میر ابوالقاسم: ۔ نبیرۂ میر احمد قادریست بفضایل و کمالات آراستہ و بجلایل اوضاع پیراستہ بود در سنہ ۱۱۳۷ھ[2] رحلت نمود در مزار آبا آسود۔

۱؎ سنہ ۱۱۴۳ھ م سنہ ۱۷۳۰ء ۔ ۲؎ سنہ ۱۱۳۷ھ م سنہ ۱۷۲۴ء

شیخ محمد یوسف کنت:- از مریدان شیخ محمد مراد ٹنگ بود در عنفوان جوانی ترک کامرانی کرده نُہ مرتبہ ہمراہ مرشد خود در ہند رفت۔ و بصحبت بسیارے از اولیای کبار نایز گشت۔ و رسوخ خدمت مرشد بزرگوار بسیار بعمل آورد۔ در سنہ ۱۱۵۵ھ[۱] رحلت فرمود در مزار مولنا یوسف ترکی آسود نود سال عمر یافت۔

شیخ عبد الرشید:- خلف و خلیفۂ شیخ محمد مراد ٹنگ بود بعد اخذ فواید طریقہ از والد ماجد خود بغلبۂ اشتیاق در خدمت خواجہ عبد الاحد سرہندی بہرہ اندوز صحبت گشت و مدّتے در خدمتگذاری آنجناب جانفشانی نمود۔ پس بجانب کشمیر رجعت کرد۔ دو سال گذرانیدہ باز بملازمت آنجناب در ہند رفت از انجا دو سال گذشتہ ارتحال حضرت خواجہ در شاہجہان آباد بعمل آمد۔ و عبد الرشید نعش مبارک آنجناب در سرہند آوردہ مدفون ساخت۔ آنگاہ بوطن مالوف معاودت کردہ در افادۂ طالبان توجہ فرمود۔ و در حدود پنجاہ و چہار باوجود امراض شدیدہ بزیارت حرمین رفت بعد ادای مناسک چون رجعت فرمود در شاہجہان آباد ۲۷ رجب سنہ ۱۱۵۵ھ[۲] رحلت نمود و در انجا آسود۔ کان ادراک و شعلۂ فہ کاؤ استعداد بود۔

مولوی حاجی محمد:- برادر زادۂ ملا طاہر غنی از مریدان شیخ محمد مراد ٹنگ عالم عامل و فاضل کامل بود در معقولات منقولات درس میکرد۔ شانے عالی داشت در سنہ ۱۱۵۴ھ[۳] انتقال نمود۔

۱۔ سنہ ۱۱۵۵ م سنہ ۱۷۴۲ء
۲۔ سنہ ۱۱۵۵ م سنہ ۱۷۴۲ء
۳۔ سنہ ۱۱۵۴ م سنہ ۱۷۴۱ء

مولانا ازبت الدین فرزند ارجمند خواجه عبد اللطیف از فضلای عصر یگانه دهر بود در صلاح و تقوی و زهد و زکا فرد بے همتا و در شعر و انشا مرد یکتا اوایل ۱۱۲۵ھ[1] رحلت نمود قریب بیست هزار کس بر جنازهٔ او حاضر شده در محله رینه واری در مزار اسلاف آسود

عبد الستار زرگر :- از مریدان عبد الرشید صاحب صفا درویشی وضع بود۔

عبد الرسول :- مداد فروش در ریاضت و تقوی بے همتا بود آنچه از مداد فروشی حاصل میکرد بفقرا میداد صاحب خوارق و حالات عجیبه بود چون رحلت نمود در ۔

خوشحال شاه سوپوری از مریدان اکبر شاه صاحب حالات عالیات بود عمر عزیز خود در ریاضات و عبادات بسر نمود و افاده و افاضهٔ خلق خدا بسیار فرمود در مکان ٹولی بل متصل قصبهٔ سوپور درمیان جزیره دریای بهت آسود۔

شیخ صدیق :- مرید ملک شکر الله برجسته احوال و ستوده احوال بود. ایام زندگانی در ورع و تقوی و ترک لذات نفسانی بسر نمود۔ و در ۱۱۶۴ھ[2] رحلت نمود در موضع اکن گام پرگنهٔ بیرنگ آسود۔

میر علی ثانی فرزند دوم میر مومن صاحب ورع و تقوی بود و بعد وفات برادر خود میر عبد الشهید بر مسند ارشاد جلوس نمود و ششم ماه رجب ۱۱۵۵ھ[3] انتقال فرمود در حظیرهٔ اجداد آسود۔

رحی چچه بب :- مرید شیخ تهگه بابا بود و از آخوند ملا طیب هم نظرے داشت اکثر اوقات در سکر و مستی مستغرق و با ذات بحت ملصق میبود۔ در ۱۱۵۵ھ رحلت نمود همدوش مرشد آسود۔

---

۱ ۱۱۲۵ھ م ۱۷۱۳ء ۲ ۱۱۶۴ھ م ۱۷۵۰ء ۳ ۱۱۵۵ھ م ۱۷۴۲ء

حسین بابو :- نیز مرید ٹھگو بابا بود عمر عزیز خود در ورع و تقوی بسر برد۔ چون رحلت نمود در حظیرۂ مرشد آسود۔

حافظ مُراد :- خلیفۂ خوشحال میر بود واز حافظ عبداللہ فتحکدلی بدرجۂ ارشاد وتکمیل رسید حالات وکمالات عجیبہ از وظہور نمود۔ چون رحلت نمود در تھجوارہ آسود۔ تاریخ رہبر خلق (۱۱۵۴ھ) بودہ تاریخ است۔[1]

شیخ انزلو :- نیز از مریدان خوشحال میر صاحب ذوق وشوق بود عمر خود در سوز وگداز بسر برد۔

شیخ فتح اللہ :- خلف وخلیفۂ شیخ انزلو از اہل ورع وتقوی وارباب صفا بود در صحن پنڈت خانقاہ قصبہ بیج بہاڑہ آسود۔

بابا ابوالحسن :- از خلفای خوشحال میر برجستہ احوال وخجستہ افعال بود۔

بابا یوسف درزی نیز از تربیت یافتگان خوشحال میر مردے کامل صاف باطن وروشن دل بود۔

اولی بابو :- از مریدان خوشحال میر صاحب ورع وتقوی بود۔ عمر خود در تجرید وتفرید بسر نمود۔ در دیوہ سر مدفون است۔

حافظ محمد امین :- از خلفای خوشحال میر در مجاہدہ بے نظیر و در مشاہدہ صاف ضمیر در موضع دانتر عزلت پذیر۔

بابا قایم :- مرید عبدالرشید زرگر در بحر مکاشفہ شناور۔ مرقد او در موضع کرلیو[2] شہر شاراشہر۔

---

[1] ۱۱۷۴ھ۔

[2] ۔کھریو شار تحصیل پلوامہ کشمیر

شیخ عطاء اللہ :۔ خلیفۂ شیخ شفیع گکو بود عمر عزیز در ورع و تقوی بسر نمود و در خطیرۂ مرشد آسود۔

حافظ ابراہیم :۔ فرزند حافظ عبداللہ فتحکدلی در علم و عمل یکتا و در مجاہدہ و تقوی بے ہمتا۔ در خطیرۂ والد خود پا برجا۔

قاسم کاک :۔ خلیفۂ خواجہ ابراہیم کاک برجستہ احوال و ستودہ خصال بود در موضع شانگس آسود[1]۔

شیخ صیفی :۔ مرید بابا داؤد گھنی مردے مرتاض و محتاط بود۔ در موضع کونن پرگنۂ کو یہامہ آسود

شیخ عبدالغنی نوہٹہ از خلفای نجی ریشی صاحب مکاشفہ و مجاہدہ بود مرقد او مفقود۔

عبدالسلام :۔ ساکائی[1] از اولیای مستورین صاحب ورع و تمکین در موضع مذکور عزلت گزین۔

شیخ محمد عابد :۔ برادر عینیۂ شیخ محمد فاضل زونیمری و فرزند متبنای حضرت شیخ یعقوب چچہ بلی است کہ بر موقع ولادت از محلۂ زونیمر شبانہ او را در بغل برداشتہ در حوض عالی مسجد غسل کردہ و ناف بریدہ در چچہ بل رسانید و تا عرصہ سہ شبانروز از پستان خودش شیر داد۔ بعد آن حوالۂ شیر مادر کردہ بانواع تفقدات پرورده نمود و در علوم صوری و معنوی آراستہ جانشین خود فرمود۔ عاقبت از فیوض شیخ حسین کامراجی نیز فایز گشتہ بدرجہ کمال رسید۔ و در افادۂ خلق کوشید۔ و بعد رحلت در خطیرۂ حضرت شیخ عزلت گزید

---

[1] سوانگس و ساگم ہر دو مواضع در تحصیل اسلام آباد واقع۔

شیخ نوراللہ مانٹجی :- از وطن مالوف خود بطلب مولی سفر کرده در اطراف عالم بگردید۔ و بنظر اولیای کبار رسید۔ بعد زیارت حرمین بکشمیر آمده از شیخ حسین کامراجی رتبۂ ارشاد حاصل کرده در غار با خلوتها کشید و در افادۂ مردم بسیار کوشید۔ چون ندای ارجعی بشنید در مقبرۂ مرشد پاک بخاک آرمید۔

شیخ حسن کامراجی خلف و خلیفۂ شیخ حسین کامراجی است بعد حصول شرف انابت و تلقین طریق طریقت در میان درخت کاوک بجای پدر تا عرصۂ چهل چله خلوت نشین بود با سباع و وحوش الفت میداشت۔ می آرند که دران ناحیه شیرے مردم خوار آزار مردم میداد روزے بنظر شیخ رسید و حضرت شیخ او را گفت که اے بندۂ خدا خلق خدا را میازار۔ بعد ازین ترا برشکار سگان اینديار فرمان دادم۔ پس آن غضنفر در نواحی او تر و چهی پوره تخم سگان نگذاشت۔ و نوع انسان را بوجه آزار نداد۔ فقط۔ همچنین حالات و کمالات ایشان از حد افزون است۔ و در حظیرۂ پدر مدفون۔

حافظ عنایت اللہ قادری از اجلۂ مشایخ وقت بود در محلۂ نوشهره متصل مخته پهکری سکونت میداشت۔ بتوفیق ازلی در ذیل تربیت عبدالصبور نگر در آمده رتبۂ ارشاد حاصل نمود و کمالات و حالات خود همیشه در پرده میگذرانید۔ عجب سوز و گدازے داشت۔ می آرند که شخصے قلندر وضع نزد ایشان آمده التماس نمود که از آثار و علامت وحدت وجود آگاهی بخشند۔ آنجناب حقه تماکو طلبانیده تا حقه برلب گرفتند و دود از دهان مبارک میکشید تد فی الحال از دهان حاضران مجلس دود جوشیدن گرفت۔ قلندر جواب خود بشنید و رفت۔ مدعا که حالات و کمالات آنجناب از حد بیرون است و در محلۂ نوشهره متصل مخته پهکری مدفون۔

ملا عبدالسلام وکیل پادشاه برادر مرادالدین خان قاضی است در صغر سن
همراه پدر و مادر خود در پیشاور رفت در آنجا کمالات علوم عقلیه و نقلیه حاصل نمود. آنگاه
موجب کشش سعادت ازلی در خدمت حافظ عبدالغفور کشمیری که خلیفهٔ میان سعید
لاهوری بود آداب طریقت آموخته مختار خلافت او گشت. آنگاه بوساطت برادر نامدار
و اعانت مرشد بزرگوار بر عهدهٔ وکالت محکمه جات کشمیر ممتاز شده کرد معدله و محکمه جات
پالکی سوار میرفت. با وجود آن مغلوب الحال میبود دمنیوان گفت که روحی برزمین
میرفت. حفظ نسبت و دوام حضور لغایت داشت خمس الاوقات همیشه در مسجد
خود امامت می کرد خلفای برجسته بهمرسانید. ۱۸ شوال سنه ۱۱۷۱ھ[1] رحلت نمود. تاریخ

مرشد ارباب تقوی شیخ دین عبدالسلام از قضا چون در جوار رحمت ایزد نخفت
سال و مه تاریخ یوم و وقت آن هاتف بگوش هژده شوال یکشنبه دوپهر روز گفت

مرقد او در محلهٔ گوجواره مشهور است.

مولانا ابوالفتح عرف پنڈت از نجبای روزگار صاحب ذوق و اسرار مرید میان
محمد امین دار بود. و در ریاضات و مجاهدات و کشف و کرامات حالات عالیات داشت
عرصهٔ بیست سال در خدمتگذاری مرشد نامدار جان نثاری کرده فضلات بشری ایشان
در حالت علالت طبیعت بذوق تمام پاک می کرد و تا حین حیات آنجناب که خدا لشده.
شب و روز در ملازمت ایشان مشغول می بود و حضرت موصوف او را بسیار عزیز میداشتند
و لقمه از دست او می خوردند. و هنگام اخیر در کنار او جان عزیز خود بجانان تسلیم کردند. می ازند
که وقتیکه آن بزرگوار در اشغال صفات سبعه اشتغال می داشتند و بحکم حضرت مرشد و شیشهٔ

[1] سنه ۱۱۷۱ھ ع سنه ۱۷۵۷ء

دواکہ بسیار گران بہا بود نداز حجرہ کشیدند و بوقت برداشتن سرا پردہ دو شیشہ بہم خوردہ بشکستند و بشکستن آن مولنا بسیار متحیر و متغیر شدند۔ وحضرت میاں فرمودند شمارا گفتہ بودیم کہ بوقت مشغولی اذکار و افکار وجود موہومی خود فانی باید دانست اگر ہمچنان می بودی اینوقت از شکستن شیشہ ہا متغیر الاحوال نمی شدی تو در اشکنندۂ آن نمی دیدی۔ فقط۔

وحضرت مخدومی شیخ اکبر تار بلی نقل کردہ است کہ حضرت شاہ دولت بخاری بیاران خود می فرمودند کہ قدم من بالاتر از قدم ابوالفتح نیست ہر گاہ کسے را بعد از من حاجت استفادہ باشد ازو نمائید۔ فقط۔

وہم ایشان فرمودہ اند کہ مولنا ابوالفتح در ہر یازدہ بنام محبوب سبحانی قدس سرہٗ نذرے بقدر وسعت بلاناغہ می فرمودند۔ اتفاقاً در روز عرس شریف آنجناب ایشانرا چیزے نقدی امکان نشد کہ از بازار گوشت وغیرہ موجب عادت قدیم می آوردند موجب آن بسیار متفکر شدند و حلیلۂ خود را فرمودند کہ از ساگزار خود سر گہای ساگ چیدہ چیدہ چیدہ و بروغن و مصالح آراستہ۔ سالن و طعام مہیا دارند و خود بمسجد رفتند و در میان مسجد فقیرے دیدند کہ کسے او را دعوت نکردہ بود۔ و بکمال انبساط او را گفتند کہ امروز برائے روز متبرکہ در ہر جا ضیافتہا موجود است و در خانۂ من ساگ و طعام مہیاست اگر قبول دارند ہمراہ من بیایند آن مسافر ہمراہ آنجناب از مسجد برآمدہ در راہ کسے او را دعوت کرد وحضرت مولنا فرمود کہ در انجا ضیافت لطیف باشد بروند۔ پس مولنا حزین و غمگین بخانہ در آمدہ بکدورت تمام بنشستند۔ ناگاہ در حالت یقظہ دیدند کہ حضرت محبوب سبحانی باکوکبۂ جہانبانی در صحن او نزول فرمودند و گفتند فتح بابا ہر چہ

برای مادارسی بیار بس میزبان بذوق فراوان خوان ماحضر در پیش مهمان عظیم الشان حاضر نمود و آنحضرت چیزے بخود تناول فرمودند و چیزے بدیگران ایثار نمودند آنگاه بادشاه والاجاه از انجا برآمده در خانۂ توانگرے که برای ایشان ضیافت مکلّف آراسته و ختم خوانان بر تسلیمات و تحیات سرور کائنات صلی الله علیه وسلم رسیده بودند در آمدند بزرگے که درمیان مجلس ختم بود باشراف دانسته با اهل ختم بتعظیم برخاست و آنجناب از انجا نهضت فرموده. چون بر فنخکدل رسیدند جناب میان محمد امین دار باد و نور الابصار خود بپیشوائی کرده شرف قدمبوسی حاصل نمود و بعرض رسانید که در خانۂ نیازمند تشریف آرند و چیزے ما حضر قبول دارند. آنحضرت فرمودند که از خانۂ فتح بابا خورده آمدیم فقط.

فردا فرزندان میان محمد امین بکمال صدق و یقین در خانۂ ابو الفتح آمده باین طعام و سالن لیسیدند و بر دیده ها مالیدند فی الحال حالتے و رقتے عجیب نصیب ایشان گردید. فقط.

می آرند که روزے حضرت سلطان العارفین قدس سرہ بروے جلوه گر شده تعلیم چهار ضرب دوری بلاواسطه بوے تلقین فرمودند[1]. مدعا که حضرت مولنا از اولیای مکتوبین بود و در خمول و گمنامی بسیار میکوشید حتی که چون رحلت فرموده اول ماه ذوالحجه ۱۱۴۷[2] بود مردمان در مزار ملکواه ایشان را دفن کردند و فردا علامت قبر در انجا ندیدند و تا سال دیگر روز وفات ایشان هم کسے را یاد نماند. یاران دانستند که بعد وفات هم خمول و گمنامی اختیار

[1] و حضرت مولنا الاشرف تعلیم آن از ایشان یافته بیاران خود تلقین فرمودند (ی)
[2] ۱۱۴۷ھ م ۱۷۳۴ء

ساخت۔ پس حضرت مرشدی شیخنا الاشرف عرس ایشان بروز چہارم ذوالحجہ فرضی مقرر داشتند فقط۔ تاریخ۔

سال تاریخ وصل او دانی فتح باب فتوح سلطانی

مخدوم حمزہ:۔ از احفاد حاجی موسیٰ قاری مرید میاں محمد امین دار صاحب رتبہ و اعتبار بود۔ کلام قدیم بہفت قرأت از بر داشت در ستر حال بسیاری کوشید و در نماز تہجد ختم احزاب بہ قرأ تیکہ می باید ہر شب می کرد و امر معروف و نہی منکر بلطف و عنف بسیار میفرمود و خدمت فقرا و علما بجا می آورد۔

ملا محمد محسن:۔ عالم تحریر وصاف ضمیر در علوم صوری و معنوی مرید و شاگرد میاں محمد امین دار بود فروتنی و شکستگی نفس از حد داشت۔ مدت چہل سال در خدمت مرشد باکمال گذرانید۔

میاں حضور اللہ فرزند ارجمند و خلیفۂ دلپسند حضرت میاں محمد امین دار صاحب اسرار و معدن انوار بود۔ عمر خود در ورع و تقویٰ گذرانید و در زندگانی پدر از سر گذشت۔

میاں آیت اللہ:۔ فرزند دوم حضرت میاں محمد امین صاحب صفا و یقین بود بعد انتقال پدر قائم مقام او شد۔

محمد ضیا:۔ برادر زادۂ ملا محمد محسن مرید میاں محمد امین مصدر حالات عجیب و کمالات نجیب بود۔

خواجہ عبد الرزاق:۔ سوداگر زادہ بود بعد تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ دست ارادت بدامن میاں محمد امین دار زدہ ترک دنیا نمود۔ و بزور ریاضات و مجاہدات

صفائی باطن حاصل فرمود. مدتہا در خدمت مرشد گذرانید۔

میرزا مومن خان پسر قلیچ خان صوبدار کشمیر صاحب منصب جلیلہ بود چون در خدمت میان محمد امین فا بازگشت ترک منصب کردہ باشغال واذکار مشغول شد وہر سال از لاہور احرام ملازمت آنحضرت بستہ بکشمیر می آمد وتحفہ ہا می آورد. وبعد دہ پانزدہ روز مرخص میشد در لاہور مدفون است۔

شیخ پیر محمد:- اولا مرید خواجہ خاوند محمود بود وسالہائے بسیار در میان باغ آنجناب بمقام چچہ بل در ریاضت گذرانید. ثانیاً در ذیل تربیت میان محمد امین دار در آمد واو را سکر ومستی غالب گشت. وجوش وخروش از حد متجاوز میکرد. ومدتے در خانقاہ آنجناب بعزلت بسر برد چون حضرت خواجہ معین الدین نقشبندی ازین سخن اطلاع یافتند وچند ضرب عصا از دست خود بر شانۂ او نواختند وگفتند چرا باعث بدنامی میشوی ترا از باغ خود بدر میکنم. پس وے در خدمت حضرت میان ترک آمد ورفت کردہ غایبانہ اخلاص می ورزید. در بذل وسخاوت بے ہمتا بود وعاقبت مرجع مردم شد. چون رحلت نمود در ہمان باغ آسود۔

صوفی نتی رشتی:- از مریدان حضرت میان محمد امین دار صاحب اسرار بود. عمر خود در ورع وتقوی بسر نمود ودر موضع پاندہ چھک آسود۔

میر محمود پانپوری:- از قبیلۂ میرہای پانپوری صاحب حالات عجیبہ وواردات غریبہ بود در عنفوان جوانی بتوفیق ربانی ذوق خدادانی بہم رسانیدہ برای یافتن مرشد حقانی در خدمت حضرت بانی مسلمانی میر سید علی ہمدانی قدس سرہ در خانقاہ معلی نشستہ التجائی کرد وہر روز در آستانہ فیض کاشانہ حضرت سلطان العارفین

قدس سرہٗ رفتہ بوفور اعتقاد برای حصول مراد استمداد می نمود شبی حضرت
مخدوم بروے جلوہ گر شدہ فرمودند کہ اے عزیز ترا شاہ ابوالفتح کول رہبری
کند و بمطلب اصلی برساند۔ چون حضرت شاہ رند وضع و قلندر مشرب بود و گاہ گاہ
لب بنای تنباکوی می آلود۔ بنابرآن حضرت امیر میر محمود را درواقعۂ فرمودند کہ پیش
آن بدظاہر مرو روز دیگر حضرت میر در خدمت حضرت مخدوم رفتہ التماس نمود و
حضرت مخدوم باز بروے جلوہ گر شدہ فرمودند کہ حضرت امیر پادشاہ شریعت و طریقت
است بنابر علو خود سخن عالی می فرمایند و ترا موجب استعداد خود صحبت ہمین بزرگ
غنیمت است برو پس میر محمود نزد شاہ ابوالفتح رفتہ ایشان در مجلس اول حقۂ
تمباکو بدست او دادند و فرمودند کہ برو بر جوی مار و آب این حقہ را در آب بیتاب کن
نکہ قطرۂ آبے بر زمین افتد و ازانجا حقۂ مذکور را از آب تازہ پُر کردہ پیش ما بیار۔
چون حضرت میر برلب جوی مار رسید و آب حقۂ میان جوی انداخت۔ ناگاہ یک قطرۂ
آبی بر سنگ مشرب افتادہ نقش اللہ منقوش شد۔ چون حضرت میر نقش اللہ دید و از
پایمال شدن آن ترسید۔ فی الحال آب شستن گرفت و تا یک پہر روز اصلاً محو نشد۔
پس سنگے برداشتہ آن نقش از سنگ زایل ساخت و اعتقاد حضرت شاہ در دل
او راسخ گشت۔ پس دست ارادت بدامن عاطفت آنجناب زد و طی مراحل سلوک
نمود۔ و بدرجۂ مشاہدہ و ارشاد ارتقا فرمود فقط۔

روزے حضرت میر درمیان خانقاہ معلی حضرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم با جمیع اولیای روی زمین بکمال توقیر و تمکین نشستہ دید و بوفور اشتیاق از مقام
معمولی خود برخاستہ بالاتر خرامید و آن آفتاب جہانتاب درین باب بنظر عتاب

درویشے دیده تمنا ایں فرمودند که ای بیتاب بیں باش موجب آن حضرت میر الرزه
بر اندام افتاده در سینه باطنی او قبض ظاهر گشت انگاه بکمال انقلاب و اضطراب
از مقابر اصحاب صفا و از خاطر عاطر ارباب ولا استعانت نموده اصلاً فتحاب
او نشده کامیاب نگشت. عاقبت الامر باعانت و اتفاق بابا محمود سهروردی
در خدمت حضرت سلطان العارفین متوجه مانده دیدکه بطرف جرو گرهٔ شاهی
دو خیمهٔ عالی از جناب سید المرسلین صلی الله علیه وسلم. دوم از سلطان العارفین
قدس سرهٔ نصب شده بودند و بابا محمود در خدمت حضرت مخدوم رفته عرض
احوال میر محمود و حضرت مخدوم در خیمهٔ رفیعهٔ سرور کائنات در آمده برای عفو تقصیرات
میر محمود التجا نمودند. و سید الابرار بزبان گوهر بار فرمودند که میر محمود را بخشیدم پس
بمجرد شنیدن این لفظ میر محمود را نسبت معنوی از کردهٔ سابقه دو چند حاصل گشت
انگاه جناب سید المرسلین بوساطت و وسالت سلطان العارفین میر محمود را بلا
واسطه تلقین تعلیم توحید فرمودند که تا عرصهٔ دو نیم سال بذوق آن در سکر و مستی می بودند
و وقتیکه حضرت میر آن تعلیم بحضرت شیخ اشرف فتحکدلی تلقین فرمودند آنجناب هم عرصهٔ
شش ماه در مستی بسر بردند. و در حالتیکه حضرت شیخ یاران خود را آن تعلیم تلقین می
فرمودند مدت ها سرمست بادهٔ شوق و ذوق می بودند. مدعا که حضرت میر فرد یگانه
و فخر زمانه بود. و در آخر عمر باتفاق حضرت شیخ محمد اشرف در خدمت مولنا
ابو الفتح کاظمی مستفید شدند. و بفرمان ایشان مطالعه کتاب نفحات الانس می فرمودند
و از حال بے حال می شدند. و با حضرت عبد الرسول کول هم صحبت داشتند. چون
رحلت فرمودند در حظیرهٔ سادات پارسا ئیهٔ زیر نردبان حضرت سلطان رو بروی

دروازۀ آسوده‌اند ؛

آخوند ملا محمد مقیم[1] عرف ٹوپیگر و فرزند خواجه محمد فاضل ٹوپیگر دوست مقیم فاضل
تاریخ ولادت اوست . و در خدمت ملا محمد محسن و ملا امان الله شهید تحصیل علوم
عقلیه و نقلیه نموده بدرجۀ فحول علما اعتلا نموده و بر مسند افادۀ نشسته علم تدقیق
بآسمان رسانید . در آخر ذوق خداپرستی بهم رسانیده در خدمت شاه دولت
بخاری که ذکرش گذشت شرف انابت حاصل کرده در اندک زمانے طی مراحل
سلوک نموده خلعت ارشاد حاصل فرمود . پس در هنگام ورود سیف الدوله عبد الصمد
خان که از راه پکلی بطرف پشاور نهضت کرده با علما و اولیای آن دیار صحبت داشت
و بعد مراجعت آنسواد در ایام نیابت فخر الدین خان از راه جمون به لاهور گذشت
و در آنجا بوسالت ملا شرف الدین پسر محتوی خان بمصاحبت حکام آن دیار قائم
گشت و با علمای پنجاب در مباحثات فوقیت یافت . بعد مراجعت آخند و در منصب
افتا ارتقا نموده و چندگاه در محکمۀ عدالت زیب و زینت افزود . آخرها ترک
مناصب کرده بریاضات و عبادات اوقات بسر میبرد . حالات عجیبه و واردات
غریبه از و صادر گشت و بافادۀ علوم صوری و معنوی خلق خدا را فیض بار رسانید .
مریدان برگزیده و شاگردان جریده داشت . ۱۵ شوال سنه ۱۱۷۱[2] رحلت نموده در
مزار اسلاف آسوده . ستون کعبۀ دین افتاد تاریخ انتقال آنصاحب کمال است .

---

۱ سنه ۱۱۰۱ هـ م سنه ۱۶۸۹ ء

۲ سنه ۱۱۷۱ هـ م سنه ۱۷۵۷ ء

بابا عبید الشکور گنائی خلیفهٔ خاص میر حسن خان چیوڈاری صاحب جذبه و ارشاد بود. و بدولت خاداد رتبهٔ اوتاد حاصل نمود. و با اخیار و مشایخ کبار و افراد برگزیدهٔ روزگار صحبت داشت. در موضع وہیرپوره پرگنه اچهه در مزاری که متصل پل از راه عام بطرف مشرق واقع است آسود.

شیخ رجب: مردے بود فاضل و کامل در ریاضت و مجاهدات عامل و در سیر اطوار عاجل و در اظهار اوامر و نواهی مایل. و همیشه در افاده و افاضهٔ خلق خدا شاغل. و در ریعان جوانی بتوفیق یزدانی منطقهٔ همت بر بستن بزیارت حرمین الشریفین موفق گشت. و در انجا براه بیت المقدس در استنبول آمده، پادشاه روم معتقد او شد قریب هفت سال در انجا کشیده عزم وطن ساخت. پادشاه میلغات بسیار هدیهٔ ایشان گذرانید. حضرت یکفلوسه قبول ننمود و گفت در خزانهٔ شاهی موی مبارک سید کائنات و تبرکات دیگر موجود است بمن بخشش سازند. پادشاه موی مبارک معه تبرکات دیگر که تفصیل آن در خاتمه است بحضرت شیخ عطا فرمود. انگاه حضرت شیخ در کشمیر رسیده در محلهٔ اندر رواری منزوی گشت و در انجا مدفون است.

شاه یعقوب حقانی: نبیرهٔ[1] شاه مظفر الدین حقانی صاحب معرفت و معانی و عالم ربانی بود عمر عزیز خود در ورع و تقوی و خلوت و انزوا بسر نمود. و در خدمت با عظمت خواجه عبید الله بخارسے روی ارادت آورده رتبهٔ ارشاد حاصل فرمود. و کتاب معرفة الحقانی در بیان حالات حضرت شاه قاسم حقانی و تذکار چند درویشان

[1] نسخه. برادر شاه مظفر الدین حقانی بوده است در نسب نامه حقانیان چنین معلوم شده ۱۲

عه کذا فی الاصل

تبعہ ولحقۂ شیخ نورالدین نورانی قدس سرہٗ بکمال ذوق وشادمانی تصنیف کردہ است۔ ودر مزار آبای خود آسودہ است۔

بابا محمد واقی خلف وخلیفہ حاجی محمد باقی صاحب حالات عالیات بود۔ عمر خود در ریاضت وانزوا بسر نمود۔ ودر سنہ ۱۱۸۶ھ[1] در مقبرہ شیخ بابا والی آسود۔

شیخ عبدالرحیم:۔ بتوفیق ازلی درخدمت شیخ عبدالحق دہلوی شرف انابت وتعلیم طریقت حاصل کردہ بریاضات وعبادات عامل گشت۔ آخرہا در خدمت بابا عثمان قادری خط ارشاد حاصل نمود۔ ودر محلۂ سورہ آسود۔

بابا محمد کاظم خلف وخلیفۂ بابا عثمان قادری بود واز برادر خود شیخ حیات رتبۂ ارشاد حاصل کردہ بافادۂ عبادت شاغل گشت۔ ودر ورع وتقوی شانی عالی داشت۔ در سنہ ۱۱۸۵ھ[2] جوار مرقد پدر آسود۔

بابا ضیاء الدین:۔ از نجبای شہر خلیفہ وداماد خواجہ عبدالرشید مانتجو ست در کمالات صوری ومعنوی فرد بی ہمتا بود۔ ودر خطیرۂ خواجہ عبدالرحیم مانتجو آسود۔

بابا محمود قادری فرزند برومند بابا محمد حیات مرید بابا عثمان قادریست آخرہا از والد ماجد خود ارشاد طریقہ حاصل کردہ در متابعت مشایخ این سلسلۂ عظمی عمر عزیز خود بسر برد۔ روزے شخصے مبروص برای ازالۂ مرض از ایشان سوال نمود۔ آنجناب فرمود کہ از من ضعیف چہ آید وے گفت شمارا قادری گویند۔ فرمود چون یقین تو واثق است۔ این دانۂ کلوخ سائیدہ بر داغہای برص طلاکن

---

[1] ۱۱۸۶ھ م ۱۷۷۲ء

[2] ۱۱۸۵ھ م ۱۷۷۱ء

مریض عمل کرده فی الحال شفا یافت در سنه ۱۱۸۰ھ[1] ۷ ربیع الاول رحلت فرمود در محله آبا آسود.

ملا نور الله پوانی :- عالم پرهیزگار و حافظ قرآن بود و تلمذ از والد ماجد خود شیخ صالح نمود و از شیخ عبد الرحمن قادری تعلیم علم معنوی یافته عجیب سوز و گدازے داشت. و همیشه در کوهسار و مغاره ها بخلوت و انزوا می بود گیاه کیمیا می دانست. و بران عمل نمیکرد و صاحب خوارق و کرامات بود و با اولیای روزگار صحبت می کرد. خصوصاً در خدمت شاه عبد الرحمن قلندر بسیار آمد و رفت می داشت و تعلیم معنوی از ایشان مستفیض می شد. و زیارت مقابر بسیار می کرد و از کشف قبور حالی نمود. و با اهل هنود صلح کل می داشت بعضے ها در پرده با سلام آورده بفیوض باطنی بهره مند ساخت. می آرند که روزے بسیر تالاب آنچار سر در کشتی می رفت و در تنگنای کشتی با سفینهٔ او بند شد ملا حاضر اگفت که چشمان بپوشید چون چشمان بر بستند کشتی از محل تضیق خود بخود بدر رفت. در سنه ۱۲۳۰ھ[2] بعمر نود و پنج سال ۲۰ جمید الثانی رحلت نمود قریب محله ملا رٹه آسوده.[3]

شیخ ابراهیم :- از اولیای مکنونین قطب عالم بود عمر خود در تفرید و تجرید بسر نمود. مدتے در مسجد راجورکدل بگمنامی گذرانیده و با مردم اصلا ملتفت نمی شد سالها و ماه ها غایب می بود هیچکسے او را نمی دیده بود گویند در و دیوار و کوه و دریا او را

---

[1] سنه ۱۱۸۰ھ مطابق سنه ۱۷۶۶ء

[2] سنه ۱۲۳۰ھ مطابق سنه ۱۸۱۴ء

[3] متصل محله ملا رٹه این وقت دیگر محله ایست نامش پٹوانی مسجد پایدان غالباً صاحب موصوف آنجا مدفونست

در رفتن حایل نمیگشت ۔ آیتے بود از آیات بینات الٰہی عبدالوہاب تولہ
مولی وشاہ عنایت اللہ از مریدان اوست ۔ و بر وفات خود کسے را مطلع نکردہ
از انرو مرقد او غیر معلوم ۔

بابا ابو البقا :۔ قدوۂ ارباب صفا و زبدۂ اصحاب نقار و شنفیر و صاحب
تاثیر بود ۔ و در متابعت شرع و استقامت ورع و مداومت اذکار و اشغال
و متابعت حسن افعال و اخفای خوارق و کرامات و افشای امر و نہی شریعت
بے نظیر و جمعے کثیر بتاثیر تربیت آن بزرگوار صاحب اسرار و نیک کردار رسیر
جادۂ روزگار یادگار بود ۔ و در شاہ آباد آسود ۔

ملا عبدالرشید بینوا :۔ ساکن دکان شیری بیٹ از مریدان بابا عثمان چچہ بلی
مردے سادہ وضع مستغرق بحر عرفان بود ۔ و در خانقاہ معلی و خانقاہ حضرت
مخدوم واعظی می کردہ کتاب روضۃ الاشعار در فن سخنوری نتیجہ طبع وقار اوست ۔
غزلہای صوفیانہ می گفت نمونہ اش این است ۔ غزل ۔

خیال یار را دیدم درین گلزار می رقصم ۔ چہ باشد گل کہ از مستی بسر ہر خار می رقصم
خریدار غم عشقم بسر سودا سا و دارم ۔ گرفتہ نقد جان برکف بہر بازار می رقصم
اگر جنت و گر دوزخ از ان نستاین ہر دو ۔ بدوزخ گر کنی جا ہم ہمان در نار می رقصم
سماع غیر رقصاند مرا اے بینوا ہر دم ۔ نہ از چنگ و نہ از بربط نہ موسیقار می رقصم

وقصیدۂ غرا کہ در فضیلت کلمۂ لا الہ الا اللہ سیصد و شصت بیت تصنیف کردہ
است مطلعش اینست :۔ افضل الذکر بلا عباد اللہ ۔ قولنا لا الہ الا اللہ
وقصیدۂ مذکور بر کاغذ حریر نوشتہ ہمیشہ با خود میداشت و میگفت

کہ این در کفن من باید بپیچید۔ ہرگاہ پرسیدہ شوم کہ فن شاعری چرا گرفتی گویم کریما ہدیۂ شعر آوردم بکرم خود قبول کن۔ چون رحلت نمود در ہمان محلہ آسود۔

خواجہ اعظم دیدہ مری خلف خیر الزمان خان سر دایرۂ اعیان دوران بود۔ چون باکتساب علوم عقلیہ و نقلیہ کمالات انسانی حاصل نمود۔ بجاذبۂ عشق الٰہی در خدمت شیخ محمد مراد ٹینگ منازل طریقت طے کردہ خلعت ارشاد در بر نمود۔ و با اولیای کرام صحبت داشت با وجود رتبہ مولیت در جود و سخا بی ہمتا بود و طبع موزون داشت در نظم و نثر درہای سفت و اشعار آبدار می گفت چنانچہ از تصنیفات او رسالۂ فیض مراد در حالات مرشد خود شیخ محمد مراد و فواید الرضا در احوال شیخ علی رضا و فراق نامہ در مرثیۂ خلیفہ عبد اللہ و قواعد المشایخ و تجربۃ الطالبین و اشجار التجلد و ثمرۃ الاشجار و شرح کبریت احمر و تاریخ کشمیر و قصاید و غزلیات بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ در عہد خود فرد یکتا بود۔ و بتاریخ دہم محرم سنہ ۱۱۷۹[۱] انتقال فرمود۔ در مزار دیدہ مرو ہا آسود گویند ہنگام نزع شخصی بعیادت ایشان آمدہ از حکیم پرسید کہ خواجہ را چہ علت دارد حکیم گفت ضعف کردہ۔ حضرت خواجہ فرمود ہمین لفظ بشمار یدکہ تاریخ وفات من است۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

بابا محمد مقصود: از مریدان شیخ محمد مراد ٹینگ بود۔ آخر ہا موجب لیاقت جبلی بلا مادی پذیرفت۔ بعد انتقال آنجناب جانشین او شدہ بکمالات ظاہری و باطنی آراستہ بود۔ عمر عزیز خود در ترک دنیا بعزلت و انزوا بسر برد۔ ۸ جمید الثانی سنہ ۱۱۹۳[۲]

[۱] سنہ ۱۱۷۹ھ م سنہ ۱۷۶۵ء

[۲] سنہ ۱۱۹۳ھ م سنہ ۱۷۷۹ء

بمزار مرشد آسود۔
مولانا سعید کنو، عالم ربانی و مخزن اسرار پنہانی بود۔ ملا سلیمان می فرمود کہ
ہر گاہ کسے را خواہش دیدن صحابہ باشد ایشانرا ببیند۔ گویند بکثرت سجود
جبہۂ او را داغے پیدا شدہ بود۔ می گفت کہ این داغ عبودیت دارم در صلوۃ
خمسہ اشک از چشمان مبارک او می ریخت۔ ہمیشہ امامت میکرد عزیزے
صاحب مکاشفہ از مشایخ ولایت بکشمیر آمدہ و در آستانہ حضرت مخدوم میان
مسجد ذاکر نزول فرمود۔ مشایخ و علماء شہر بدیدن او می رفتند۔ ایشانرا ہم محبان
خود بجبر و اکراہ ہمراہ بردند۔ ہمینکہ بر دروازہ رسید حالتے بایشان وارد گشت۔
گفت اگر این عزیز بر حسب حال باطن من مطلع گردد مرا سنگسار خواہد کرد۔ چون
ندای ارجعی بشنید در رحلۂ جماالطہ آرمید۔

میر بہاء الدین قادری خلف و خلیفۂ میر ضیاء الدین قادریست
در طریق طریقت و اکتساب معرفت شانے عالی داشت از افراد وقت بود۔ در
عہد افراسیاب بیگ خان بتہمت بلوائی عام ایشانرا ناحق متہم کردہ ہمراہ خواجہ
علاء الدین نقشبندی بحضور فرستادند۔ مدتے در آنجا بسر برد۔ بعد فوت افراسیاب
بجانب کشمیر رجعت فرمود۔ چون در لاہور رسید انتقال فرمود۔ در مقبرۂ شیخ
علی ہجویری آسود۔

میر محمد قاسم قادری خلف میر ابوالقاسم بن میر احمد قادریست۔ در ریعان
جوانی از مولوی امان اللہ شہید کمالات انسانی حاصل نمود و از مشایخ خود رتبۂ
ولایت حاصل کردہ بر وسادۂ افادہ اتکا فرمود۔ و اوقات خود بتدریس و تقوی

صرف نمود۔ در مزار آبائی خود آسود۔

شاہ محمد معروف :۔ مشہور بشاہی بالو از مریدان خواجہ حبیب اللہ لٹو صاحب حالات عجیبہ بود۔ مدت العمر خود در مسجد گوتہ پورہ انزوا فرمود و متصل مسجد آسود۔

شیخ نعمت اللہ کلو :۔ بعمر پانزدہ سالگی در خدمت میرزا اکمل الدین بدخشی شرفیاب صحبت گشتہ، تلقین ذکر و قبول بیعت سربلندی یافت۔ و بجذبات شایستہ اقدام نمود۔ صاحب حالات عجیبہ بود۔ ۲۱ ذیقعد سنہ ۱۱۴۹ھ رحلت نمود و در مقبرۂ مرشد آسود۔

ملا نور الدین نوشہری از خلفای میرزا کامل خان بدخشی صاحب کمال و برجستہ احوال بود۔ جمعی کثیر از فیوض باطنی او موثر گشت۔ در محلۂ نوشہرہ مدفون است۔

خواجہ قاسم پتلو :۔ از مریدان با اخلاص میرزا اکمل الدین خان بدخشی صاحب حالات عجیبہ و کمالات عجیبہ بود۔ و دختر صبیۂ حضرت مرزا در عقد داشت۔ بعد طی منازل سلوک خطارشاد حاصل کردہ در افادۂ خلق خدا جانشین حضرت مرزا بود۔ ایام زندگانی در ورع و تقویٰ بسر بردہ در مقبرۂ خاص مرشد خود آسود۔

مرزا فرہاد بیگ :۔ اوائل در پیش مولوی عبد العزیز منتو تلمذ فرمودہ در علوم عقلیہ و نقلیہ فایق و لایق شد۔ انگاہ بشرف صحبت و اخذ بیعت بخدمت حضرت مرزا فایز گشت و تلقین اذکار و اوراد بہرہ مند شد و بجد و کد تمام در سلوک سبیل طریقت اشتغال ورزید۔ تا آنکہ بمنصب ولایت رسید و مصدر خوارق و حالات

سنہ ۱۱۴۹ھ م سنہ ۱۷۳۶ء

عجیبه شد۔ اما بسبب مستی و آزادگی و بواسطۂ صدور فتور گستاخی مرتبۂ ارشاد و تکمیل
از دست داد۔ چنانچہ حضرت مرزا در بحر العرفان می فرماید۔ بیت۔

ہست صوفی و از ہمہ آزاد ۔ لیکنش نیست رتبۂ ارشاد

وے فرمودہ است کہ روزے در آثار شریف رفتم مردمان
از دیدن موی مبارک فارغ شدہ بودند منقبض شدہ آہے برکشیدم در زمان
جناب رسالتمآب صلعم جلوہ گر شدند و حال مقبوض من ببسط افتاد می فرمود روزے
سگے در راہ مردہ دیدم ہمت گماشتم کہ زندہ شود۔ فی الحال برخاستہ قدم
براہ نہاد تا کہ از نظر غائب شد طبعے موزون داشت قصاید و غزلیات او مشہور است
در سنہ ۱۱۵۶[۱] رحلت نمود۔ درون دروازہ باچہہ برن آسود۔

حاجی عبد السلام دار:۔ از احفاد خواجہ یعقوب دار است۔ چون بحد تمیز رسید
در سلک مریدان حضرت مرزا منتظم گردید و تعلیم اوراد و اذکار و مراقبات بہرہ
مند شد۔ پس برادرانش بقصد تجارت در اکبرآباد فرستادند۔ چون آتش عشق الٰہی
از کانون سینۂ وے سر زد۔ جامۂ کہ در برداشت میان کوٹھی نہادہ لباس قلندری
پیراست و کلید کوٹھی بدریا انداختہ بتوکل محض راہ حرمین گرفت۔ بعد ادای مناسک
حج بہوای ملاقات مرشد بزرگوار سمت کشمیر رجعت کرد۔ مدت شش ماہ در خدمت
ایشان گذرانید تا کہ حالات عجیب و جذبات و خوارق غریب از و صادر گشت
و پس از انتقال حضرت مرزا در غار قریۂ پانزن چہلچلہ کشید و بعد رحلت ۱۲ ربیع الاول
۱۱۷۲[۲] ھ در محلۂ عالی کدل آرمید۔

---

۱ سنہ ۱۱۵۶ ھ م سنہ ۱۷۴۳ ء ۔ ۲ سنہ ۱۱۷۲ ھ م سنہ ۱۷۵۸ ء

شیخ عبدالوہاب نوری: — از احفاد بابا عثمان اچپ گنائی بود۔ در ریعان شباب باکتساب کمالات عقلیہ و نقلیہ کامیاب شدہ۔ ہمیشہ بالتہاب عشق حقیقی بیتاب می بود۔ در آن اثنا بجناب فیض مآب آفتاب برج یقین میرزا اکمل الدین باریاب صحبت گشت۔ وانتساب طریقۂ کبرویہ حاصل کرد انگاہ بانسلاب وجود مرسومی وانتہاب تخیلات موہومی منازل شارقۂ اطوار سبعہ در غایت تب و تاب طے کردہ، حضرت رب الارباب ورا العالم لاہوت فتح باب نمود۔ وازان قدوۃ اولوالالباب بحصول خلعت خلافت و ارشاد بہرہ یاب گردید۔ پس باتصاب مواد ہمت ازلی باستصحاب مراد غریبت جبلی بخدمت قاضی دولت شاہ بخاری[2] لیسوی فواید روابد اندوختہ و باخلیفہ او سبحان شیخ عبدالحق تونانی مبادلۂ اجازت یکدیگر نمودہ، اجازت طریقۂ لیسویہ حاصل کردہ عمر خود در ورع و تقوی و انزوا و ترک دنیا بسر برد و کتاب مستطاب فتحات کبرویہ و علیت العرفان آبشار بحر ذخار طبیعت سرشار اوست
[1]ربیع الثانی سنہ ۱۱۸۲ھ[4] دنیای غدار را پدرود نمودہ در جوار آستانۂ سید بدر الدین متصل زنیہ کدل آسودہ۔ "شیخ عبدالوہاب اکمل دین" تاریخ است۔

شیخ نعمت اللہ نرنبو: — از مریدان حضرت میرزا است طرفہ احوالے داشت در وجد و حال و رقت قلب فرد لاثانی و از وجود موہومی فانی بود۔

خواجہ حیات: — از قوم مغل بود بجذبۂ الٰہی ترک مناہی کردہ بتربیت حضرت میرزا طی مراحل معنوی فرمودہ۔ بخلعت ارشاد مباہی گشت و رتبۂ آگاہی حاصل کرد۔

---

(۱) ... (ن)

(۴) ھم شد ۱۲۶۸

خواجه محمد مقیم خلف خواجه حبیب الله عطار وخلیفهٔ حضرت میرزا کامل خان نامدار گنجینهٔ اسرار وخزینهٔ انوار بود. مدتی نواسی آن قدوهٔ ابرار را تعلیم قرآن میکرد. درآخر خدمت موذنی وامامت بوی بخشیدند عجیب شور وسروری داشت.

شیخ عطاء الله:- از احفاد میر محمد خلیفه مرید حضرت میرزاست صاحب حالات عجیبه وکمالات غریبه بود.

شیخ عطاء الله ثانی پسر شیخ مومن داروغهٔ عدالت بود باوصف اعتلای منصب شاهی با حضرت میرزا دست بیعت داده کمالات طریقت حاصل نمود وبخلعت ارشاد مباهی گشت طبع موزون داشت. رباعی

ای آنکه بخواب غفلت همه شب خمیده باشی فردا ز صبح صادق اثری ندیده باشی
ره وصل او نمایان نشود بقطع منزل چو ز خود رمیده باشی بخدا رسیده باشی

بابا محمد مقصود مخدومی در صغر سن بخدمت مولانا مولوی امان الله شهید کمالات علوم صوری حاصل کرده، بهدایت وتربیت مشایخ روزگار بدرجهٔ تقرب کردگار واصل گشت زندگانی خود در افاده واستفاده بسر برد در ۱۱۶۴ سنه[1] رحلت نمود. ودر محوطهٔ حضرت محبوب العالم آسود.

شیخ محمد شفیع عرف طلائی از مشایخ روزگار صاحب اسرار وستوده اطوار ودر ورد خوانی لاثانی بود. گویند از حضرت خضر علیه السلام وازارواح مشایخ فیض یاب می شد ودر علم طب مهارتی عجیب داشت واز گیاه جنگلی معالجهٔ علیلان

۱؎ سنه ۱۱۶۴ھ م سنه ۱۷۵۰ء

میساخت. گویند مس را طلا میکرد و بفقرا میداد لاجرم او را طلائی میگفتند هنگام رحلت حلیلهٔ خودش گفت که تو کیمیاگر بودی، و مرا نان شبینه نگذاشتی گفت که پتیلهٔ مس بر آتش گرم کن چون گرم کرد شیخ در پتیلهٔ مذکور آب دهان خود انداخته طلا ساخت چون رحلت نمود در موضع اربن پرگنهٔ کوبہامہ آسود۔

شاه عبد اللطیف :۔ از مردم بخارا بود و بطلب مولی در ملک هند ورود نمود از آنجا در خدمت شاه مسافر کمالات طریقت حاصل کرده بجانب خطه توجه نمود و مدتی مدید در آنجا گذرانید چون رحلت فرمود در مزار باره مسجد آسود۔

حافظ عبد الصبور باره مولی. از خلفای حافظ احمد باره مولی است از خواجه احمد یسوی مقامات سلوک آموخته رتبهٔ ارشاد حاصل نمود. آخرها در محلهٔ ڈڈیار انزوا فرمود در سنه ۱۱۶۴[1] میان مله کہواه آسود۔

شیخ رحمت الله :۔ شیخ محمد مقیم اول بن شیخ محمد مومن بن شیخ حسن ثانی شیخ محمد عاصمی است که برادر عینیهٔ حضرت جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی بود و این بزرگواران در فضائل صوری و معنوی نسلاً بعد نسل از آبای خود صاحب ارشاد و ولایت مآب بوده اند و بر منصب صدارت صلباً بعد صلب از طرف شاهان چغتائیه استقلال و اعتبار کلی داشتند. فقط۔

و شیخ رحمت الله اکتساب علوم صوری و معنوی از والد ماجد خود شیخ محمد مقیم اول و ملا محسن فانی و مولنا امان الله شهید نموده فرد وقت شد که در علوم عقلی و نقلی بین الاقران ممتاز و در بحث و مناظره و تدریس علوم صوری و معنوی

---

[1] سنه ۱۱۶۴ هم ۵۱-۱۷۵۰ء

فردی ممتاز و در ریاضات و عبادات جانباز بود. چنانچه فضلا و عرفای آن وقت
میگفتند که وقت ما غنیمت است که مثل شیخ رحمت الله علامهٔ فاضل و کامل و متقی بر
جادهٔ روزگار فیضبار است و از روحانیت حضرت امیر کبیر فیض باطنی می یافت و با
سید حسین بهکی و خلیفه عبید الله عقد اخوت معنوی داشت. اکثر اوقات ریاضات
و عبادات و اربعینات در خانقاه معلی می فرمود و هر روز از حد و دناوه پوره برای
تهجد در آن بقعهٔ شریفه می رفت و بر عتبهٔ خانقاه فیض پناه بعضی حرکات همچنان
از وی صادر می شدند که بعید از وضع علامگی بود. روزی سائلی از ایشان
پرسید که هرگاه کسی عتبهٔ علیه خانقاه معلی همچنین حرکتی میکند در حق او چه حکم
است فرمود خوب نیست آن سایل در کمین ماند چون صدور حرکت از ایشان
یافت التماس نمود که چرا خود بذات این حرکت فرمودند. گفت آنچه که از برکات
این عتبهٔ علیه مرا مکشوف است بی اختیار همچنین حرکات از من بوقوع می آیند. پس
بزرگی بر این حرف واقف شده بالقصد تا عتبهٔ شریفه همراه ایشان آمد و آنجناب
از حرکت معهودهٔ خود بلحاظ او باز مانده شدند [illegible] حضرت امیر آن بزرگ را جلوه
گر شده فرمودند که عاشق مرا از اظهار عشق چرا مانع [illegible] آن بزرگ از اعتراض
باز آمده اعتذار پیش [illegible] تا آنکه سالهای بسیار معهود ایشان چنین بود که
روز بیست [illegible] ایشان غسل پاک کرده در خانقاه معلی معتکف میشدند. و هر
روز یک [illegible] ختم کلام الله میفرمودند و افطار همگی بآب خالص می نمودند و محتاج
بماکولات نمی [illegible]ندو تا نماز عید فطر بهمان طهارت اول نماز ها ادا می کردند. و درین
ایامها اکثر اوقات بدیدار فیض بار سید الابرار صلی الله علیه وسلم مستفیض می شدند

وبزرگان صاحب صفاکه درآنوقت بودند. ایشانرا الصدور وایچنین تشریف عالی
مبارک یاد می دادند. می آرند که وطن اصلی ایشان در زینه کدل بود انگاه مدتے درناوه
پوره سکونت می داشتند. ودر عهد شیخ رحمت الله خانهٔ انجا بسبب سیلاب منهدم
گشته آنجناب بوساطت بابا قایم بیوی در محله تاره بل خانه که بتصرف جنیان معطل
بود. خرید کردند ودر انجا آرمیدند. مدعا که شیخ رحمت الله در عهد خود علامهٔ فاضل
وشیخ کامل وروشن دل بود. عمر عزیز خود همیشه بدرس وافادهٔ خلق گذرانید ودر
سنه ۱۱۶۳ھ ۲ ماه ذیقعده رحلت فرمود وبیرون مزار کلان شیخ بهاء الدین گنج بخش
سمت شمال آسود. تاریخ "افتاد ستون کعبهٔ دین".

بابا عبد الغفور:- از احفاد بابا عبد الله نوریست بتوفیق ازلی ترک دنیا
کرده بطلب مرشد رہنما در ملتان رفت ودر انجا با اولیای کبار صحبت داشت
از انجمله بتلقین وتعلیم داتا ابو علی قلندر فایز شده سلوک راه باطنی آموخت. وبریاضات
وعبادات شاقه عامل گشته. چراغ خاطر افروخت وسرمایهٔ تکمیل ارشاد اندوخت
از انجا بظهور خوارق وکرامات حاکم شهر ملتان مرید او گشت روزے مرشد بزرگوار
خود او را رخصت داد که بوطن مالوف خود رفته رہنمائی ورهبری مردمان انجا باید ساخت.
وے مطابق فرمان پیر برحق عازم کشمیر شده. حاکم ملتان او را نگذاشت وگفت
تاوقتیکه ایشانرا زندگانی باشد رخصت رفتن وطن خود نتوانم داد. بابا موجب رعایت
او مجبور شده تا یکهفته در انجا توقف ورزید. واز عدولی حکم پیر بزرگوار بسیار
نترسید. دران اثنا بقدرت ایزدی حضرت بابا از دنیا نقل فرمود حاکم ملتان

له سنه ۱۱۶۳ھ

تکفین تجہیز الیشان نمودہ مدفون ساخت۔ و در ہمانشب حضرت بابا بروح
مکتبی باز زندہ شدہ، بعد استحصال رخصت خاص از مرشد بزرگوار روانہ کشمیر شد و در
علاقۂ پرگنۂ وچہتہ انزوا پذیرفت و متاہل گشت و تاحین حیات در افادہ و
افاضۂ مردم بسیار کوشش نمود۔ اکثر اوقات مجذوب و مغلوب توحید می بود
صوم و صلوٰۃ ترک می نمود۔ و در خوارق و عادات و کشف و کرامات فردے عدیل
بود۔ چون بعمر طبیعی رسید ۲۶ صفر ۱۱۰۵ھ [1] از دنیا نقل نمود۔ "مست خدا" تاریخ است
و فرزندان خود را وصیت کرد کہ مرا طاقت برداشتن عذاب قبر دوبارہ ندارد کہ تلخی
عذاب گور اوّل در مذاق من باقی است۔ باید کہ لاشۂ من بعد غسل معمولی در ہمین
خرقۂ پوشیدنی میان تابوت نہند و کفن اصلا نپوشند و بعد نماز جنازہ جائیکہ
تابوت من خود بخود خواہد نشست۔ در انجا گرداگرد تابوت دیوارے افرازند و تدفین
من اصلا نسازند۔ پس مطابق وصیت او جسد مبارکش را ہمگی خرقۂ پوشیدنی پوشیدہ
در نعش نہادند و نماز جنازہ اش خواندند۔ آنگاہ تابوت بر ہوا پریدہ رفتہ در مقام
پرنہ بر لب دریا میان جنگلے بر زمین نشست۔ مردمان مطابق وصیت الیشان عمل
کردہ بر نعش عالی چتر چوبین مستحکم ساختند و حوالی آن روضۂ رفیع افراختند کہ تا
حال ہمچنان است۔ می گویند کہ حاجی کریم داد خان حاکم کشمیر بسنوح خوارق الیشان
معتقد آنجناب شدہ بود۔ وے جسد مبارک الیشانرا از نعش کشیدہ کفن بران
پیچیدہ، و نماز جنازہ ثانی خواندہ، ہمچنان زیر چتر چوبین نہاد و در ہمانشب حضرت بابا
خلیفۂ خود را در واقعہ گفت کہ من برہنہ ام مرا ستر عورت از خرقۂ خود سازند وے فرداچتر

---

[1] ۱۱۰۵ھ م ۱۶۹۳ء

برداشتند دیدکہ ایشان کفن یکسو نہادہ تو و برہنہ بودند۔ ہمان لحظہ خرقہ بر
مبارک ایشان پوشیدند و چتر بالا نہادند و بینندگان گفتند کہ در عرصہ
صدسال جسد مبارک را بوجہے فتورے وقصورے نشدہ بود گویا کہ درخواب
خفتہ بودند۔

ملّا حیدر بلاقی :۔ عرف پشلو فرزند دلپسند ملا محمد مراد از اکابران روزگار
بود و از حافظ حسن اعمی کہ خلیفۂ میر علی قادری بود اکتساب علم باطنی نمود و بعبادات
و ریاضات عامل گشت۔ و از ملا نازک نقشبندی ہم استفادہ نمود و از حضرت خضر
علیہ السلام بارہا فیضیاب صحبت گشت۔ مدعا کہ در علوم صوری و معنوی فرد یکتا
بود۔ بتاریخ ہفدہم رجب سنہ ۱۱۳۴ھ انتقال نمود و در مزار آبا آسود۔

تاریخ ۔ ز ہجران داغہا چون ماند بردل ..... شدہ تاریخ وصلش "داغ" ۱۱۳۴ھ ماند

ملّا رحمت اللّٰہ پشلو فرزند ملا حیدر بلاقی است در علوم ظاہری و باطنی از پدر
بزرگوار خود تلمذ نمود کہ بکمالات علمی بین الاقران ممتاز شد۔ قریب چہار ہزار جلد
کتابہای علوم دینی و رسمی از مال موروثی و مکتسبی خود موجود داشت کہ ہمہ را در اولاد
ذکور خود وقف خاص نمود۔ پانزدہم ذی الحجہ سنہ ۱۱۷۴ھ انتقال فرمود۔ و در قصبۂ
شوپیان آسود۔

شیخ عبدالرسول :۔ المعروف بہ لسہ بالو خلیفہ خاص و مرید با اخلاص حضرت
شاہ ابوالفتح کول صاحب کمال و برجستہ احوال بود۔ و از شیخ عبدالرحیم ما نیتو ہم
استفادہ نمود عجیب سوز و گدازے داشت۔ می آرند کہ مقدم موضع سد و مرید معتقد

۱۔ سنہ ۱۱۳۴ھ سنہ ۱۷۲۱ء

ایشان بود۔ و بروز زفاف پسر خود ایشانرا درخانه دعوت نمود و حضرت شیخ
هنگام چاشت از خانه مقدم برآمده بمقام اہرہ بل کہ مقامے معروفست تشریف
برد۔ و درانجا آب دریای ویشو از بلندی کوه بقدر دو سه صد گز از دریچه
بزیر می افتد و در زیر آن حوضے عمیق واقع شده است و حضرت شیخ ازروے
غلبۂ حال خود را از بلندی کوه در قعر حوض انداخت چونکه ازانجا فیل مثل پشه بنظر می
آید۔ مردمان از مردن ایشان پریشان و گریان درخانه آمدند و حضرت شیخ را در حجرۂ
خود نشسته دیدند و شادی ہا کردند۔ چونکه میزبان قدرے طعام نزد ایشان آورد
و گفت ازبرای خدا طعام تمام بخورید ایشان در وجد آمده۔ ہرچه که برائے ضیافت
طوی پخته کرده بودند بمعه سالن و این و آن تمام بخورد و در میان باغچه برآمده۔ ہرچه که
بر درختان میوه موجود بود اکل فرمود۔ پس درحالت مستی رو بشهر آورد و در محلۂ کلاش
پوره مدفون است۔

مولانا عبدالحق:۔ اولاً در ریعان جوانی از شیخ ابوالقاسم یونی تربیت طریقت حاصل
کرد. ثانیاً از قاضی دولت شاه بخاری بدولت ابدی واصل گشت و بخلعت خلافت
ممتاز شد۔ آخر ہا بحرین رفت و در میان جهاز انتقال فرموده در جده آسود۔

شاه عبدالرحمن:۔ از مردم تجار اینه یار بود و بخدمت خواجه محمد نقشبندی مراتب
سعادت مندی حاصل کرده بجانب خطہ رجعت نمود۔ و اندرون قلعه بسمت شمال
متوطن شده مدتے بسداد و ارشاد بسر برد۔ چون رحلت نمود در صحن خانه
خود آسوده۔

بابا نورالله:۔ المعروف به کانگرو در عنفوان جوانی بخدمت شاه عبدالصبور خلف

ملا محمد طاہر دست بیعت دادہ بر سجادۂ ارشاد متمکن گشت و از میان
محمد امین دار ہم استفادہ نمود عمر خود در ورع و تقوی بسر برد۔
حاجی عبدالولی :۔ از وطن خود طرفان اقصای بلاد ترکستان بقصد طواف
بیت الحرام و زیارت روضۂ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام شادکام برآمدہ
مدتے در مدینۂ طیبہ قیام ساخت و سند احادیث از شیخ ابوالحسن سندی حاصل
کردہ بجانب کشمیر معاودت نمود۔ و مدتے در خانۂ ملا قوام الدین گذرانیدہ
اجازت روایت حدیث بایشان داد۔ عاقبت سوکھ جیون مل بتہمت سازش
شہزادہ بلخی ایشان را متہم کردہ در حدود دپٹن در سنہ ۱۱۷۰ھ[1] بقتل رسانید و زبان
مبارکش تا دم صبح بذکر صمد متکلم بود و در موضع پٹن آسود۔
شیخ اسلام گوتہ پوری در حین جوانی براہ خدادانی بشتافت و صحبت بسیاری
از اولیاے کبار دریافت پس عمر خود در تقوی و استغنا و انزوا بسر برد و دروازۂ
حجرہ ہمیشہ مسدود میداشت۔ در ماکولات بسیار محتاط بود در سنہ ۱۱۸۱ھ[2] رحلت
نمود و در مسکن خود آسود۔
مخدوم محمد فصیح خلف و خلیفہ مخدوم محمد شریف صفاپوری صاحب حالات و
کمالات صوری و معنوی بود۔ در حظیرۂ حاجی احمد قاری متصل تو مسجد آسود۔
بابا محمد قایم :۔ خلیفۂ خاص و مرید با اخلاص سید غلام شاہ آزاد بود۔ و عمر
عزیز خود در بجا آوری خدمات مرشد بزرگوار بسر نمود و بعد استحصال رتبۂ ارشاد

---

[1] سنہ ۱۱۷۰ھ م سنہ ۱۷۵۶ء

[2] سنہ ۱۱۸۱ھ م سنہ ۱۷۶۷ء

در موضع تیلون پرگنهٔ کوهسار انزوا پذیرفته بافادهٔ خلق مشغول شده خلفای برجسته
[illegible] رسانید. و حضرت سید بابا حسن رویت او و تمامی مریدان و معتقدان خود کرده در
[illegible] رواج داشتند لوی بخشید و مرجع و مطاف مردم گردانید. فقط۔

نقل آرند که یکی از معتقدان ایشان بحج رفته بود. چون در بیت الله
رسید حضرت بابا در آنجا دید که بیت الحرام را طواف می کرد و او را منع فرمود که در کشمیر
رسیده این حرف بکسی نباید گفت. در موضع تیلون* مدفون است۔

بابا [illegible] مشهور بعیاله بابا از احفاد بابا علی رینه مخدومی بود در ورع
و تقوی شانی عالی داشت. اولیای بسیار دیده بود عمر عزیز خود در موضع توله
موله بافاده و استفاده بسر برد. چون رحلت نمود در حظیره میر بابا حید آسود۔

شیخ محمد معروف خلف و خلیفهٔ شیخ محمد فاضل زونیمر پیست. در مجاهدات
[illegible] ریاضات و کمالات و خرق عادات فرد یکتا بود. بعد انتقال والد ماجد خود سجادهٔ
افاده گسترده عالمیان را فیض بخشی نمود. می آرند که ساکنان پاتهال را هر سال
تنگی شالی تمام میشد بدین حضرت شیخ بدرگاه کبریا التجا نمود از آنجا گاهی در ملک
[illegible] تنگی شالی [illegible] شد [illegible] رحلت فرمود و در حظیرهٔ پدر بزرگوار آسود۔

شیخ محمد مسعود [illegible] فرزند دوم شیخ محمد فاضل زونیمر پیست کمالات علوم عقلیه
[illegible] از ملا نور الله [illegible] تحصیل کرده بخدمت والد ماجد خود روی ارادت آورده بر
[illegible] ریاضات و عبادات عامل شد و ابد طی منازل سلوک خلعت ارشاد حاصل کرده

[illegible] سنه هدم ۱۰۹۹ [illegible]

* تیلون موضع است در علاقهٔ متن اسلام آباد

بافادهٔ خلق مایل گشت و عمر عزیز در وضع سادگی بے تکلف بسر برد. گویند که تا عرصهٔ چهل و پنجسال یک سر پیچ پٹو بدل دستار بر سر مے پیچید و هر جا که می رسید سر پیچ بر زمین نهاده کتاب بر آن میگذاشت. و بوعظ و نصایح مردم مشغول می شد و کتاب مشکوة المصابیح همیشه وعظ می کرد.

می آرند که روزے در تالاب اولر رسید. ماهیگیران تالاب شکار مرغان آبی و ماهیان تحفه آوردند و ایشان هیچ چیزے قبول نکردند. و فرمودند که الحال درمیان تالاب دام بگسترند. و هر چیز یکه بموجب قسمت ما در دام می آید منظور است. چون ماهیگیران دام بگستردند یک صرهٔ سر بمهر موی از دام برآوردند. چون صرهٔ مذکور را مهر برداشتند یک جلد کتاب مشکوة المصابیح و یک تسبیح عقیق البحر و یک دستهٔ عصا از سنگ مرمر برآمد. و این عطیه از عالم غیب پنداشته، نهایت خوش شدند. و آن تسبیح و دستهٔ عصا تا حال در خاندان راقم الحروف موجود است و کتاب مشکوة شریف را نابدزدی بردند. مدعا که حضرت شیخ از افراد روزگار بود ۸ ماه ذیلقعد ۱۱۸۵ سنه رحلت فرمود. و در حظیرهٔ آبا... د. تاریخ خواستم تاریخش از رائے نکو گفت "المسعود شیخ زین بگو".

بابا محمد مقیم:۔ نواسهٔ شیخ حسن کامراجی بود و در حین جوانی ذوق خدادانی بهم رسانیده در خدمت شیخ محمد فاضل زونیمری روی ارادت آورد. و مدت دوازده سال در خدمت گذاری آنجناب اقدام نمود. روزے در موسم سرما وقت نماز تهجد کوزهٔ آبی از خوشحال نهر آورده مدتے بیرون دراستاده ماند. چون حضرت شیخ از حجره برآمد...

سنه ۱۱۸۵ هم ۱۷۷۱ء

مشغول شد تند۔ آب کوزہ بسبب سرما منجمد شدہ بود و بابا محمد مقیم را در کرتۂ یکتا بغیر کانگری لرزان دید موجب آن حضرت شیخ را بر حال او رحم آمدہ فرمودند کہ اکنون وقت ما خوش است۔ و تو مقصود اصلی خود از من بخواہ وے گفت کہ مقصود من این است کہ در کمالات و حالات مثل تو باشم فی الحال شیخ او را در کنار گرفتہ ظاہر و باطن او با خود یکسان ساخت و فردا ہر کس را شکل ظاہری بابا ہمرنگ شیخ بنظر آمد و جانبین را ہمگی سفیدی و سیاہی لحیہ فرق و تفاوت یافتہ می شد انگاہ بابا الفرمان مرشد[۱] در موضع نسو پرگنۂ کوہامہ میان غارے بمدت پانزدہ سال انزوا پذیرفت و آخر عمر متاہل گشت و در موضع گامرد پرگنۂ مذکور توطن فرمودہ بزراعت مشغول شد۔ چون رحلت نمود و در موضع مذکور آسود۔

بابا محمد صالح :- برادر بابا محمد مقیم بر جادۂ شریعت و طریقت مستقیم بود و از شیخ محمد معروف فیوض معنوی حاصل کردہ عمر خود در ریاضت و تقوی گذرانید۔ چون رحلت نمود متصل روضۂ مرشد بزرگوار خود آسود۔

امان اللہ ملک شاہ آباد :- از مریدان شیخ محمد معروف صاحب حالات عجیبہ و مصدر کمالات نجیبہ بود در شاہ آباد آسود۔

شیخ حیات :- خلیفہ خاص و مرید با اخلاص شیخ محمد معروف بود و در ریاضات و عبادات شانے عالی داشت۔ یکصد و سہ سال عمر یافت و اوقات خود ہمیشہ در خلوت و انزوا و الورع و تقوی گذرانید۔

شاہ بولاقی :- از مریدان شاہ عنایت اللہ قادری صاحب حالات عجیبہ بود مرید

---

[۱] مرشد اگاہ (دی)

او عبدالسلام ٹاک می گفت کہ من روزے در حجرۂ خاص ایشان نشستہ بودم در وزنجیر بستہ بود۔ ساعتے سر فرو بودم۔ و در خود اثر بیہوشی یافتم چون دیدہ برکشادم دیدم کہ شیخ غایب شدہ بود متحیر شدم کہ کجا رفتند ساعتے گذشتہ ایشان در حجرہ پیدا شدند۔ زیادہ تر حیران شدم ایشان فرمودند کہ ابدال را در و دیوار حایل نیست فی الحال بہ نماز مشغول شدند فقط مقبرۂ ایشان در شاہ آباد۔

حافظ طیب مزین :۔ در خدمت بابا عثمان کاک استفاضۂ علوم باطنی نمودہ تارک دنیا شد و از کتابت قوت می کرد۔ و در آخر در خانۂ مفتی عبدالرزاق رجیل متمکن بود۔ در ۱۱۸۱ھ[2] بمزار شاعر واری آسود۔

شیخ محمد قایم :۔ معروف بہ پوتر پدرش از کشمیر ہجرت کردہ در دہلی متوطن شدہ بود و شیخ در انجا متولد شدہ۔ در عنفوان جوانی بخدمت شیخ محمد رضای دہلوی فایز گشت۔ و بعد اخذ فواید معنوی بوطن اصلی خود رجوع نمود و در باغ حاجی پانڈی محلۂ خانیار سکونت کرد و در ۱۱۷۹ھ[3] انتقال نمود۔

خواجہ اسحق دندر :۔ در کمالات طریقت و شریعت طاق و در علم قرأت مشہور آفاق بود چون علم قرأت ازین ملک منسوخ شدہ بود۔ درینوقت ہمین تعلیم او باز تجدید یافت کہ تا حال اثر آن درین ملک باقی ست و بسیارے از علما و مشایخ ایندیار درین علم شاگرد او بودند۔ رسالۂ تحفۃ القرأ و ہدیۃ القرا منظوم از تصانیف اوست۔ ۱۳ صفر ۱۱۷۶ھ[4] رحلت فرمود۔ و در مزار آبا آسود۔

---

۱ فرو بردم (ی) ۲ ۱۱۸۱ھ م ۱۷۶۷ء (۱) در ورع تقوی (ی)

۳ ۱۱۷۹ھ م ۱۷۶۵ء ۴ ۱۱۷۶ھ م ۱۷۶۲ء

حاجی نعمت الله :- از احفاد مهدی علی کبرویست و کمالات صوری و معنوی از اقران حاصل کرده بدرجهٔ اعلی ارتقا نموده و از ملا امان الله شهید روایت احادیث واثق اخذ فرموده و در سنه ۱۱۸۲[1] در مقام اسلاف آسوده.

محمد حسن قادری :- برادرزادهٔ حافظ حسن قادریست و از ملا امان الله شهید تلمذ نموده و فواید طریقت از عم بزرگوار خود اندوده و در تورع[(1)] و تقوی مرتاض و در تحریر کتب احادیث ممتاز بود در سنه ۱۱۸۲[2] در خطیرهٔ عم خود آسوده.

مخدوم محمد سعید :- خلف و خلیفهٔ مخدوم محمد فصیح بود. هندستان و خراسان را سیاحت نمود. و با مشایخ کبار صحبت داشت در مزار آبا مدفون است.

ملا عبدالغفور :- فرزند شیخ محمد شفیع لکو عالم عامل و واصل کامل بود در اوایل از ملا امان الله شهید تلمذ نموده در اکتساب کمالات علمیه و عملیه بهرهٔ وافر اندوده و در کمالات دینی و دنیوی افضل بود.

شیخ محمد یحیی رفیقی :- از احفاد خواجه طاهر رفیق صاحب تحقیق تدقیق[3] و سرگرده اهل تدقیق بوده و بکمالات علمی و عملی از اقران خود گوی سبقت ربوده. و از روح حضرت خواجه رفیق اکتساب فیوض باطنی می کرد. امورات ظاهری و باطنی پیش مقبرهٔ ایشان استفسار می نمود. نوزدهم ذی قعده سنه ۱۱۸۵[4] رحلت نمود. در مزار آبا آسوده بدر شریعت و آفتاب طریقت تاریخ است.

۱؎ سنه ۱۱۸۲ھ م سنه ۱۷۶۸ء — (۱) در ورع و تقوی

۲؎ سنه ۱۱۸۲ھ م سنه ۱۷۶۸ء

۳؎ تحقیق و تدقیق اصل — ۴؎ سنه ۱۱۸۵ھ م سنه ۱۷۷۱ء

میان محمد یوسف :- در معارف و تقوی بی نظیر و از فیوضات معنوی روشن
ضمیر بود و در محلهٔ قطب الدین پوره آسود۔

شاه محمد یوسف :- عالم ذوفنون بمهارت مقرون تارک دنیای دون از فیوضات
باطنی مشحون سیاح اطراف ربع مسکون۔

شیخ عثمان رادهو :- فرزند شاه محمد فاروق بن شیخ محمد چشتی بود و در خدمت
مولنا سعد الدین صادق و مولنا حاجی محمد و آخوند ملا سلیمان و ملا محمد مقیم شرف
حضور دریافت پس بجانب دهلی بشتافت و از حضرت شاه ولی الله اجازت
حدیث و کتب شریعت حاصل نمود و از ایشان کسب فواید طریقت افزود چون
بهند رجعت نمود در خدمت خواجه عبد الرحیم شیخ کمان زواید فواید در ربود و در فن انشای
اشعار طبعی موزون داشت و در جودت طبع و حسن تقریر بی نظیر بود و در حظیره اجداد آسود۔

شاه فرح الدین :- معروف به محمد فاروق متوارث بجای این شهر بود و در عالم رویا
از جناب حضرت مخدوم قدس سره بترک دنیا مامور شد و مطابق فرمان عالیشان از همه
درگذشته در خدمت شاه طاهر هارونی دست بیعت داده بریاضات و مجاهدات
کمالات طریقت و استعداد خلافت حاصل کرد انگاه در خدمت حاجی عبد السلام دار سرمایه
سعادت و دولت ابدی اندوخت و مشعل خلافت سلسلهٔ کبرویه افروخت و یاران
برجسته و صاحب حال بهم رسانید و با وجود مرجعیت انام ایام خود در کسوت ساده بغیر طمطراق
بسر می برد و اصلا میل شهرت و سجاده نشینی نمی داشت و شب و روز در وجد و سماع شاغل
نالهٔ حزین و آتشین عامل می بود روزی از بلندی بیت در عرصه زمین سنگ
افتاد و آسیبی ببدن او نرسید فقط۔

می آرند کہ روزے در ہمسایگی او زاہدے رسید کہ تلاوت قرآن بجہر می کرد، شاہ تعظیم تلاوت وے مرعی داشتہ شغل خود موقوف نمود۔ وبعد چند روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در خواب دید و فرمودند ای شاہ فرح الدین بشغل خود مشغول باش کہ یک آہ عارف بہتر از عبادت صد سالۂ زاہد است۔ ودر سنہ ۱۱۹۱ھ[1] رحلت فرمود اندرون یاچھہ برلن زیر نردبان حضرت سلطان آسود۔

بابا محمد مرزا:۔ داماد حاجی عبدالسلام دار بود وبتربیت آنجناب راہ سلوک پیمود روزے فیما بین الیشان کدورتے واقعشدہ بابا عزم نمود کہ فردا در پیش شیخ عبدالرحمن کہ درویش کامل بود روی ارادت خواہم آورد، شبانہ بخواب دید کہ در صحن خانۂ شیخ عبدالوہاب نوری رسید وحضرت میرزا اکمل الدین بدخشی در انجا دید۔ آنجناب بجانب وے خطاب فرمود کہ اے میرزا بابا اگر باسلام ملال داری پیش وہاب بیا کہ آنہم از ماست فردا بخدمت شیخ عبدالوہاب مشرف شدہ بتربیت الیشان فایز گشت کہ تا عرصۂ ہفت ماہ بزور مجاہدہ شرف مشاہدہ حاصل کرد۔ آنگاہ باشارۂ شیخ درخدمت حاجی عبدالسلام رفتہ زنگ کدورت از خاطر عاطر الیشان رفع کرد وبشرف ارشاد مشرف گشت۔ گویند در وجد وحال وسکر واستغراق زبدۂ اہل وفاق بود۔ ودر مزار مرشد آسود۔

شیخ سیف اللہ:۔ از خلفای برجستۂ حاجی عبدالسلام دار صاحب مجاہدہ ومشاہدہ واسرار بود ودر عبادات وریاضات از اقران خود گوی سبقت ربود۔ فقط۔

می آرند کہ روزے وضو کردہ از مشرب می آمد وجوانے خوش رو کہ باوی ہوس حجازی می داشت سر راہ دید وبغیر تحیت وضو خیر باد او رسید حاجی الحرمین

---

[1] سنہ ۱۱۹۱ھ م سنہ ۱۷۷۷ء

بربن سخن از باطن وقوف یافته. او را تا سه روز پیش خو آمدن نداد. و چون بعجز و ابتهال باز آمده در پای حاجی افتاد و همان لحظه جان داد. پس مرشد بزرگوار جانبازی او دیده در مزار خود مدفون ساخت.

شیخ دولت بابی: سفال گرزاده بود و از عبدالسلام دار واقف اسرار شده در اذکار و افکار زبدهٔ ابرار روزگار بود. مقامات عالیه و آیات بینه داشت. عمرے طویل یافت و در موضع چکرو پرگنهٔ کوہیامه عمر خود در ریاضات شاقه بسر نمود و در انجا بخواب آخرت آسود. و بعد رفتن مرشد هر گاهی بشهر نیامد. می آرند که روزی ژندهٔ خود بآفتاب نهاده بود و کیکان کوهساری از ژندهٔ او شپش ها بمنقار دور می افگندند.

رحمه شاه: از قوم زمیندار صاحب اسرار بود و از مشایخ بسیار استفاده نمود. عمر خود در موضع شنلوه پرگنه حمل در ریاضت و عبادت بسر برد. و همیشه در میان جنگل عزلت نشین می بود. طالبان برجسته بهم سانید. چون رحلت نمود. در موضع دودر[۱] پرگنهٔ ناگام[۲] بخاک[۳] آسود.

بابا محمد بلخی: از طبقهٔ علمای روزگار متقی و پرهیزگار شاگرد ملا امان الله دار بود. ایام خود بفقر و قناعت وانزوا میگذرانید و از دنیا و اهل دنیا متنفر می بود و تا حین حیات در افاده و افاضهٔ علوم صوری و معنوی شاغل می بود.

---

[۱] نرسل (دی)

[۲] چهرات (دی)

[۳] مگر سنه ۱۱۸۱ هـ م سنه ۱۷۶۷ (دی)

باباعبدالله پسوی فرزند شیخ محمد قایم بود و [illegible] حضرت ملا محمد مقیم ٹوپیگر [illegible] صوری و معنوی فایز شده عمر خود را [illegible] عبادت [illegible] ریاضت و مجاہدات بسر برده صاحب شوق و ذوق بود. و در سنه ۱۱۸۵[1] رحلت فرمود و در [illegible] آسوده.

حافظ ہدایت الله :- در [illegible] محمد [illegible] حاجی [illegible] عقلیه و نقلیه [illegible] شده آنگاه [illegible] مولوی [illegible] بود و در [illegible] غوث ضوابط طریقت و روابط معرفت از حضرت [illegible] سردار جہان خان [illegible] پشاور برای تعلیم ایشان [illegible] ترغیب نمود و ایشان بر سجادہ ہدایت رہنمای خلق [illegible] و باطنی بسر نمود. و در سنه ۱۱۸۱[2] انتقال فرمود و در پشاور [illegible]

ملا مقصود منتو :- در خدمت آخوند نور [illegible] تحصیل علوم ظاہری [illegible] در پیش شیخ مقصود العلوم معنوی فایق شده عمر خود [illegible] ریاضت و تقوی بسر برده سنه ۱۱۹۲[3] رحلت فرمود

مولانا محمود بلخی :- از شاگردان ملا حاجی محمد و شیخ رحمت الله بود و در خدمت بسیاری از اولیای زمانه تربیت حاصل کرده. عالم عامل و مرتاض کامل بحق واصل [illegible] و در مزار شیخ گنج بخش آسوده.

شیخ محمد اشرف تنگدلی :- قدوۂ اصحاب صفا و زبدۂ ارباب لقا [illegible] شاه محمد رضا در علم و عمل یکتا و در مجاہدات و ریاضات فرد [illegible] است. و در ریعان جوانی ذوق [illegible] بہم [illegible]

---

۱ سنه ۱۱۸۵ هم ۱۷۷۱ء ۲ سنه ۱۱۸۱ هم ۱۷۶۷ء ۳ سنه ۱۱۹۲ هم ۱۷۷۸ء

خواجہ عبدالغنی لنکر دادہ باندک فرصتی طی مقامات اطوار سبعہ و سیر اسیار اربعہ بطریقۂ
علیہ قادریہ و کبرویہ نمود و خط ارشاد حاصل فرمود امّا بنا بر علو استعداد خداداد
اجازت آنجناب در حق خود نا تمام دانستہ چندے تقاعد و توقف بجای خود فرمود
پس حضرت خواجہ را ازین امر اطلاعے رسیدۂ شکر رنجشے بخاطر اوشان رو یداد
و حضرت شیخ اشرف بعارضۂ جسمانی ہمچنان بیمار افتاد کہ امید حیات نماندہ بجای
خود دانست کہ این کہالت از کدورت خاطر حضرت خواجہ است۔ بنابران بروح مبارک
حضرت سلطان العارفین قدس سرہ التجا نمود۔ و باشارۂ آنجناب حضرت خواجہ
از کدورت اوشان درگذشتہ حضرت شیخ صحت یافت۔

آنگاہ حضرت شیخ اکثر اوقات بزیارت حضرت مخدوم آمد و رفت
می داشت۔ و بابت یافتن مرشد کامل التجا می کرد۔ روزے حضرت مخدوم بروے
جلوہ گر شدہ فرمودند کہ ای عزیز برو در اثنای راہ مرشد کامل با تو لاحق گردد حضرت
شیخ از نزدیشان فرود آمدہ در اثنای راہ حضرت میر محمود پانپوری دیدہ فرمان حضرت
مخدوم باو بیان نمود۔ و میر محمود در جواب گفت کہ ہرگاہ این سخن بتو فرمودہ اند پس
مرا ہم خواہند فرمود۔ آنگاہ میر محمود بدرگاہ عالی در آمدہ حضرت مخدوم باو فرمودند کہ
ترا با این جوان عقد مناکحت بستہ دادم۔ بعد آن میر محمود بجانب شیخ اشرف خندان
گفت و شیخ اشرف فرمود کہ بخیال من معنی این سخن آنست کہ بر معاملۂ ما و ایشان
کسے دیگر واقف نشود۔ ہمچنانکہ بر معاملہ خاص زن و شوہر کسے واقف نمی باشد پس
حضرت شیخ از آنجناب بطریق عالیۂ سہروردیہ تعلیم و تلقین یافتہ بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود
و خزاین اسرار و انوار الٰہی بروے مکشوف گشت۔ امّا بنا بر علو استعداد اصلا تسلی خاطر

او نمی شد۔ واز نوشیدن بحار زلال وصال سیراب نمی گشت

روزے جناب میر حضرت شیخ را فرمودند کہ مرا حق سبحانہ وتعالی مقام حسین ابن منصور حلاج عطا فرمودہ کشف کونیہ بخشیدہ بود۔ اما در اداے حقوق این عطیۂ عظمیٰ قاصر ماندم چہ حضرت حسین منصور در یکشبانروز ہزار رکعت ادامی کرد۔ ومن نتوانستم ونیز از کشف کون باعث حجاب وفتور تجلیات رب الارباب دانستم بنا بران بدرگاہ کبریا التجا نمودم تا کشف کاینات از من رفع شد۔ ومقام ابن منصور ہمین تمامند از بیت رو نمید اتم کہ ترا در کدام جا تسلی خاطر نصیب خواہد بود۔ وتا حال میان من وتو رابطۂ پیری ومریدی بود۔ اکنون من وتو باہم برابر ویکدیگر برادر ہستیم بر و ہر جا کہ تسلی خاطر خود می یابی بجو ومرا نیز بگو۔ فقط۔

پس شیخ یا مرشد نامدار را از ہر جا جستجو نمودہ در خدمت مولانا ابوالفتح کاٹلی سراغے یافتند وعلوم از نبی الیشان معلوم کردہ۔ حضرت میر را خبر کردند۔ انگاہ ہر دو بزرگوار در خدمت مولانا ابوالفتح بنیت استفادہ حاضر شدند۔ وخدمت مولانا بغیر پرسیدن نام ونشان فرمودند کہ فردا بر حلقہ حاضر باشند۔ فردا ہر دو عالیشان در خدمت الیشان حاضر آمدہ آنجناب نام ہر دو از لطف بیان کردند وگفتند شب تمامی حضرات پانپوری جمع شدہ فرمودند کہ بر میر محمود کسے را تصرف کردن نمیدہیم۔ مانند عشہ باباوے آمدہ باشند وحضرت میر ازین مقولہ بسیار دلگیر شدہ حضرت مولانا اورا اجازت خواندن نفحات الانس بخشیدند۔ فقط۔

انگاہ حضرت شیخ از مولانا طریقہ قادریہ ونقشبندیہ اخذ کردہ بزلال وصال مالامال گشت۔ واطمنان خاطر حاصل کرد۔ فقط۔

بعد آن حضرت شیخ در خدمت بابا عبد الشکور گنائی که از خلفای میر حسن حداد که صاحب ارشاد بود بطریق سهروردیه استفاده نمود خط ارشاد حاصل فرمود. بالجمله حضرت شیخ الوقت[1] بود و با اکابر اولیای این دیار صحبت داشت و از هر یکی فواید زواید حاصل کرد. و جناب ایشان خود فرموده اند که از عمر هشت سالگی تا این دم طرفة العینی ازین دو چیز بیرون نبودم. طالب مقصود یا واصل مقصود و از بزرگی نقل کرده اند که وی تمام شب در آه و ناله و تاسف میگذرانید. کسی از او سبب این آه و ناله پرسید گفت که تمنای خاطر دارم که یک نفسی مثل انفاس شیخ محمد اشرف مرا دست دهد و هرگز میسر نمی شود. و بزرگان همعصر ایشان می فرمودند که عشر یا مثل خود کسی ندیده است. ذلک فضل الله یوتیه من یشاء فقط.

می آرند که روزی ایشان بر مشرب فتحکدل وضو می کردند و حضرت خضر علیه السلام آمده فرمود که اینوقت میر عبد الرشید بیهقی قطب عالم بود. دزدی رفیق او پاپوش او بسرقه برد و حضرت سید مرید را گفت که دزد اینوقت بر سر عالیکدل پاپوش تو بیع می کند برو پاپوش خود از و بگیر و مرید دنبال او رفته پاپوش خود از و بگرفت. حق سبحانه و تعالی بپاداش این ماجرا حضرت سید را خلعت قطبیت نزع کرده بتو بخشید. مبارک باد. شیخ گفت اگر من لیاقت قطبیت پیدا کرده ام پس دعای من مستجاب باید بود. فی الحال دست برداشته بدرگاه کبریا التجا نمود الهی خطای او ببخش عفو کن. و خلعت قطبیت باز بوی عطا فرما. گویند تیر دعای او بهدف اجابت رسیده خلعت قطبیت باز بوی عطا کردند فقط.

می آرند که حضرت شیخ روزی با یاران خود در افاضهٔ فیوضات بودند

---

[1] شیخ الوقت بود (ص)

حالتی در وقتی عجیب بایشان رویداد. چون از آن حال باز آمدند فرمودند که این وقت دیدم که جمعی کثیر در آثار شریف منتظر دیدار موی مبارک سرور کائنات صلی الله علیه وسلم درود حضور بشوق و ذوق می خواندند. وناگاه جناب اقدس سرور عالم صلی الله علیه وسلم جنبان سوار از حجره برآمدند و بجانب شهر متوجه شدند. ومردم بسیاری همرکاب ایشان صلوة می خواندند تا که از سد تالاب ڈل عبور کردند آنگاه صاحب جنبان جلوهٔ دیگر بخشید که جمیع خلایق بخطاب یا غوث الاعظم شور و فریاد برداشتند چون چندی راه شهر همچنان پیمودند. صاحب جنبان باز بعنوان دیگر ظهور نمود که کافهٔ انام بلفظ یا حضرت امیر کبیر استغاثه میکردند. و همچنان بطرف شهر میرفتند. آنگاه صاحب جنبان بنوع دیگر رخ نمود که تمامی مردم همراهی یا حضرت مشکلکشا ندا می کردند وچون بر پل فتحکدل رسیدند. صاحب جنبان بشکل دیگر متشکل گشت که همراهیان یا حضرت سلطان العارفین می گفتند. چون جنبان در صحن خانهٔ فقیر رسید صاحب از جنبان برآمد من بودم فقط.

آورده اند که یکی از یاران خود حضرت شیخ را در آخر عمر پرسید که این وقت قطب عالم کیست فرمودند کسیکه درین ایام از دنیا نقل کند. و نماز جنازه اش دوباره خوانده شود. پس هم دران ایام انتقال ایشان بظهور پیوست و در صحن خانقاه معلی ایشانرا نماز جنازه ادا کردند. وقتیکه نعش ایشان بر محل مدفون رسید. میان مردم اختلاف افتاد که آیا در نماز جنازه ایشان چهار تکبیر خوانده شد یا سه تکبیر. پس شیخنا شیخ اکبر هادی برای رفع اختلاف مردم نماز جنازه ایشان بار دوم بجماعت خواندند. و شخصی که از ایشان سوال تعیین قطب عالم

کرده بود و در زمره آنها چنین بیهوش افتاد . و نعره ها بر کشید و بعد افاقت حقیقت حال بیان نمود فقط .

می آرند که حضرت شیخ اوایل در خدمت بقا بابای شاه آبادی[1] اکتساب علوم دینیه و انتساب فضایل علمیه کرده بود . و در آخر عمر کتاب مستطاب صحیح بخاری در خدمت مولانا شیخ محمد یحیی رفیقی بدرس خواندند و فرمودند که قبل برین مرا تعلیم پیران خود مقام ثنائی الرسول حاصل شده بود . الحمد لله اینوقت تکمیل و تبجیل آن دو چند حاصل گشت فقط .

نقلست که حضرت شیخ را روزے یاران خود متوجه شدند که ما را درس کتاب مثنوی بگویند . و آنجناب بیت اول مثنوی را تا مدت سه روز بحث کردند و باز تشریح طلب ماندند . و فرمودند که درس مثنوی همین است و گرنه ما و شما در فهم مضامین عام برابریم . آنگاه یاران تکلیف درس بایشان ندادند . مدعا که حضرت شیخ اوقات عزیز خود همیشه در اشتغال و اعمال شریعت و طریقت و مطالعه کتب توحید و تصوف بسر میبردند . و در حالت مطالعه اکثر آثار وجد و حال از آنجناب روی می نمود . و چون از بیان معارف و حقایق درفشانی می کردند همه حاضران مجلس از خود بیخود می شدند فقط .

حضرت شیخنا شیخ اکبر هادی می فرمودند که روزے حضرت شیخ معنی نفی و اثبات بدین طریق بیان کردند لا معبود الا الله یعنی در هر مکان و در هر زبان معبود حقیقی اوست . چه در مسجد و چه در بتخانه چه در کعبه و چه در کنشت

---

[1] بابا بقای شاه آبادی (د ی)

در واقع هر عابد چه مسلم وچه کافر او را می پرستند. رباعی.

یک لمحه ز رخسار تو در خانهٔ کعبه　　یک تار سر زلف تو در دیر مغان است
زان روست که اینجا همه لبیک و نفیر است　　زان موست که اینجا همه فریاد و فغان است

مسلمان گر بدانستی که بت چیست　　بدانستی که دین در بت پرستی است
اگر مشرک ز بت آگاه گشتی　　چرا در دین خود گمراه گشتی

لا مقصود الا الله یعنی بحقیقت مقصود هر کدام در همه حال اوست وهمه او را می طلبند چه غافل وچه آگاه یعنی با خبر در با خبری و بیخبر در بیخبری. رباعی

میل خلق جمله عالم تا ابد　　گر شناسند و گر نه سوی تست.
جز ترا چون دوست نتوان یافتن　　دوستی دیگران بر بوی تست.

دوست دارم خویش را تا دوست میدارم ترا. لا موجود الا الله یعنی همه اشیاء و همه ذرات عالم بوجود او موجود اند. بلکه باعتبار تنزلات وجود ذرات همه عالم عین وجود اوست غیر او را خود وجودی نبوده اگر لفظ غیر میگویند هم تعبیر از وست. رباعی

درین جام دیدم بعین الیقین　　نمود است غیر تو یعنی نبود
کجا غیر و کو غیر و کو نقش غیر　　سوی الله فی الله ما فی الوجود

رباعی

در دیده عیان تو بودهٔ من غافل　　در سینه نهان تو بودهٔ من غافل
عمریست که در جهان ترا میجستم　　خود جمله جهان تو بودهٔ من غافل

رباعی

هر نقش که او خواست بدان نقش برآمد　　پوشیده همان نقش بدان نقش عیان شد
هم پرده برانداخت ز رخ گرد تجلی　　هم پردهٔ خود گشت پس پرده نهان شد

رباعی

هر نقش که بر صفحهٔ هستی او پیداست　　این صورت آنکس که این نقش آراست

دریای کهن را چو برزند موجِ نو — موجش توانند فی الحقیقت دریافت

وہم این معانی بدستخط خاص بر بیاض خود نوشته گذاشتند

انتقال آنجناب بتاریخ چہارم ماه ذوالحجه ۱۱۹۵ھ⁽¹⁾ واقعشده. متصل مسکن خود ان فتحکدل بالاتر بر لبِ دریا مدفون است. "واشرف خدا" جوتاریخ مشهور رحمة الله علیه

خواجه زمان دار: — از احفاد خواجه یعقوب دار بود سی ہزار روپیه منصب داشت واز راجهٔ لداخ ہم اورا پانزده ہزار روپیه بابت وکالت معین بود درانحال بتوفیق ازلی ترک دنیا کرده درخدمت خواجه عبدالغنی لنکروی ارادت آورد ودر اندک زمانے منازل سلوک طے کرده. رتبهٔ ارشاد حاصل نمود واکثر اوقات در استغراق می بود. سکر ومستی ووجد وحال غالب داشت. روزے بر دریای بہت سرروزان نشسته بود. وگوینده در میان کشتی بلحن عراق میسرود. وخواجه بمعهٔ دریچه از خانه برآمده در میان بہت برسر آن گوینده رسید بعد ساعتے بمعهٔ طاق بازآمده بجای خود آرمید فقط.

شاه عنایت الله: — از مریدان عبدالغنی لنکر صاحب جذبه وحالات عجیبه بود. سالهای بسیار پہلو بر زمین نه نهاده. وتمام شب بدو زانو نشسته جنبش نمی کرد. وبزور مجاہده کشف کونیه حاصل کرده بود. روزے با جمعے از یاران بسیر ده رفته بود. چون برسر پشتهٔ بلند رسیدند. باران بارید حضرت شاه را جامهای خود ہمچنان خشک بود. ویکے از یاران در حالت بارش باران گفت که اینوقت ہرگاه برنج بریان وشکری بود. خوب لذت می داد. فی الحال

---

(۱) مصرعه (دی) سنه ۱۱۹۵ھ م ۱۷۸۱ء

حضرت شاہ قدرے برنج بریان و شکر از بغل کشیدہ باو داد و بهم ... و چون
فقرا بشهر آمدند شخصی گفت کہ من حضرت شاہ فلانہ وقت بر دکان بریان فروش گردیدم
کہ برنج بریان و شکر خریدمی کرد فقط ۔

آنگاہ بشوق دیدن مردان بهند رفت ۔ و در آنجا بخدمت شاہ
کلیم اللہ و میر محمد صدیق و شاہ ابو الفیض و شاہ محمد حسین کمل پوشی و علامہ شهید
بهرہ ہا اندوخت ۔ چون رجعت نمود ۳۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۴[۱] در ملہ کوہ آسودہ ۔
بابا فقیر اللہ رفیقی مرید شیخ عبد الغنی لنکر در ریاضات و مجاهدات بے همتا بود
روزے از دریچہ خود دید کہ شیخ عبد الغنی براہ بازار می رفت ۔ یکبار از دریچہ پرواز
آوردہ بر پای شیخ افتاد و شیخ او را ازچنین افعال زجر فرمود ۔ و در مزار بابا آسودہ ۔
شیخ مصطفی رفیقی فرزند شیخ معین الدین رفیقی بود ۔ و دختر بابا اختر
ملا محمد مقیم در عقد داشت ۔ همیشہ بزیور ورع و تقوی آراستہ و بحلاء علوم
صوری و معنوی پیراستہ ۔ زبدۂ ارباب حال بود ۔ ۴ ماہ رجب سنہ ۱۱۹۴[۲] انتقال
نمود ۔ و در مقبرۂ اجداد خود آسود ۔ "غوث بے شبہہ" تاریخ است ۔
نورہ بابای مخدومی :۔ نواسۂ تبہ بابا بود و در عنفوان جوانی راہ خدا پیمود ۔
و با بسیاری از اولیای دہر و درویشان شهر ملاقات نمود ۔ و در خدمت خواجہ
عبد اللہ بلخی بیعت کردہ بریاضات و عبادات عامل شد و از اقران خود فاضل
گشت ۔ و هنگام سفر دهلی فصوص الحکم و عوارف شریف را در خدمت علامہ شهید

۱۔ سنہ ۱۱۹۴ ھ م سنہ ۱۷۸۰ء
۲۔ سنہ ۱۱۹۴ ھ م سنہ ۱۷۸۰ء

گذرانید و از انجا بسفر حجاز ممتاز شده در مدینهٔ منوّره از شیخ ابوالحسن مهدی سَند حاصل کرد۔ و نیز در انجا شیخ سلیمان عارفے معروف بود که با سرورِ کائنات زیر دریچهٔ روضهٔ مطهره علانیه سخنهامی کرد۔ روزے نوره بابا همراه عارف مذکور زیر دریچه رفته بدیدار فیض آثار سرور کائنات صلی الله علیه وسلم مشرف شد و مدتے بیهوش افتاد۔ چون بهوش آمد عارف را التماس نمود که در خدمت سرور کائنات عرض نماید که من در مزار بقیع مدفون باشم۔ عارف بعرض حضور رسانید که نوره بابا میخواهد که در انجا بماند۔ تا گاه خرقه پوشی حضرت بته مالو بود انگاه نوره بابا بوطن رجعت کرده۔ در عمر خود بغیر خلوت و ریاضت شغلے نفرمود۔ و در سنه ۱۱۹۵[1] ۲ رجب در مقبرهٔ شیخ بته مالو آسود۔

بابا محمد اکبر فرزند بابا محمد اعظم بن اخوند ملا سهروردی بود۔ و پدر و مادرش در صغر سن از سر گذشت۔ پس در حوزِ تربیت بابا محب الله آسود۔ و در خدمت شیخ محمد چشتی و شیخ الاسلام شهید فیوض ظاهری و باطنی اخذ نمود۔ و از اولیای شهر و بزرگان دهر بهره ها اندود۔ و در ماه صفر سنه ۱۱۹۵[2] در مقبرهٔ جد خود آسود۔

شیخ محمود چشتی فرزند شیخ جلال الدین چشتی صاحب حالات عجیبه بود۔ و با حضرت شیخ محمد چشتی دست بیعت داد۔ عمر خود در مجاهده گذرانید۔ و در قصبهٔ باره موله مدفون است۔

شیخ عبد الکریم چشتی از مریدان شیخ محمد چشتی بکمالات صوری و معنوی ممتاز بود

---

[1] سنه ۱۱۹۵ هجری ۱۷۸۰ء

[2] سنه ۱۱۹۵ هجری ۸۱-۱۷۸۰ء

(حاشیه:) خاطر نشده۔ عرض نمود که مادرش پیر روز نشستن من گریه کند و او را بکشمیر برسانند و آن خرقه پوشی

روزے بمسجد جامع رفت و در اثنای راه باران بشدت بارید چون حضرت شیخ
در مسجد جامع در آمد پوشاک او تمام خشک بود۔ و در ایام قحط سالی یک من برنج
در پاس گذاشته بود که تا آخر قحط هر روز ازان راتبه میکشیدند و میخوردند و آن
یک من برنج همچنان موجود بود۔ چون رحلت نمود در باغبان پوره آسود۔

بابا عبد الوہاب :۔ از احفاد خواجه مسعود پانپوری بکمالات صوری و معنوی
ممتاز و در ریاضات و مجاہدات جانباز بود۔

شیخ محمد افضل بن شیخ مسعود بن شیخ محمد فاضل زونمیری است از والد ماجد
خود شیخ مسعود تربیت و تعلیم طریق معنویه یافته۔ در ریاضات و مجاہدات جانبازی
ہا نمود۔ و خط ارشاد حاصل کرده بر سجادہ شیخیت آنجا نمود۔ و خلق خدا را فیض
بخشی فرمود۔ حالات نادر از و صادر می شد۔ عمر خود بوضع سادگی در لباس ستوده قرجانی
و نیکنامی بسر برد۔ در سنه ۱۱۹۶[۱] انتقال فرمود و در مزار اجداد آسود۔

مسعود شاه :۔ در اوایل بملازمت حکام اهتمام داشت۔ روزے از زبان
شیخ محمد مسعود زونمیری قصهٔ ہدایت و انابت شعوانه شنیده موثر گردید۔ و از اقعال
شنیعهٔ خود فی الحال تایب شده با شیخ مسعود دست بیعت داد۔ و در ریاضات
و عبادات جهد بلیغ نموده۔ طی مراحل و مقامات سلوک فرمود۔ بفرمان مرشد خود
بر شیخ شاه محمد صادق قلندر منزوی شده جذبات و حالات عجیبه بهم رسانید۔ و عمر
عزیز خود در وضع قلندری بسر برد چون رحلت نمود۔ بیرون خطیرهٔ حضرت شاه آسود

---

۱ سنه ۱۱۹۶ ه دوم سنه ۱۷۸۱ ء

میراں گل محمد کنگال :- وطن اصلیش اکبرآباد بود۔ و درخدمت مشایخ کرام و اولیای عظام بہرہ اندوز صحبت گشتہ بتربیت و تلقین ایشان ریاضات شاقہ بعمل آورد۔ تا بدرجۂ اعلیٰ اعتلا نمود۔ و در حدود پہکلی مدتے بعزلت وانزوا گذرانید۔ چون بجانب کشمیر نہضت فرمود درمیان خانقاہ دار القرب اقلیم چندے بسر برد۔ بعد آن در خدمت حافظ عبد الصبور پہکنو شرفیاب صحبت گشتہ۔ کارش بجذبہ مستی و غلبۂ حال انجامید۔ انگاہ بطرف پہکلی باز نہضت کردہ مدتے در انجا توقف فرمود۔ و در عہد حاجی کریم داد باز خطۂ کشمیر را رونق بخشیدہ طالبان خدا را فیض بخشی نمود۔ و جمعے کثیر را تاثیر صحبت ایشان درجۂ شہود حاصل گردید۔ بعد چندے باز بطرف پہکلی رجعت فرمودہ۔ در ۱۱۹۸ھ[1] رحلت فرمودند و در پہکلی آسودند۔

میر محمد عالم قادری بن میر ابو القاسم از شاگردان علامۂ شہید لعلوم صوری و معنوی مستفید بود۔

شیخ عبد الستار :- برگزیدۂ افراد روزگار و مہذب الاطوار بود۔ عمر خود در ورع و تقوی بسر نمود۔

بابا محمد :- از احفاد حضرت شیخ داؤد خاکی منبع سرچشمۂ فیوض و شرفناکی بود۔

میر نظام الدین :- از سادات ملارٹہ متولی خانقاہ معلی تلمیذ رشید ملا نور الہدی۔ و خلیفۂ خاص شاہ ابو البقا بود۔ در ۱۱۹۸ھ[2] رحلت نمود و در صحن خانقاہ معلی آسود۔

---

۱ ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۳ء ۲ ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۳ء

حاجی محمد مسکین :- خلیفۂ شاه ابوالبقا صاحب ورع و تقوی۔ و در مجاہده فرد یکتا بود۔ در قصبۂ باره موله آسوده۔

شیخ عطاء الله دربہ گامی پدرش کہ نو مسلم بود۔ در صغر سن او را از سر گذشت۔ آن عزیز چون بسن تمیز رسید۔ سوز و گدازے بہم رسانید و از روح سلطان العارفین و سید محمد عالی پہکر پوری[1] تربیت راه باطنی یافتہ۔ کشف قبور و حالات دیگر از و ظهور نمود۔ بعد آن باشارۂ غیبی در خدمت شاه ابوالبقای قادری شرف انابت حاصل کرد۔ از معارج سلوک عروج نمود۔ و راه مکاشفۂ عالم شهود بکشود۔ و خواجه امیر الدین پہکلیوال کہ مرید او بود می فرمود کہ من در خدمت ایشان سوال کردم کہ نور طور اخفا چگونہ است تسمیے کرده فرمود کہ نور آن سبز است و کم کسے در انجا رسیده است۔ اگر بفضل او تعالی کسے را دست دهد دو نیست۔ بعد چندی از کلیات حضرت امیر کبیر قدس سره همچنان حقیقت نور اخفی دریافتم کہ رنگ آن سبز است و کم کسے در انجا رسیده۔ مدعا کہ حالات و کمالات او افزونست۔ و در موضع دربہ گام مدفون۔ رحمۃ الله علیہ۔

حافظ داؤد اعمی :- مردے متورع و متشرع مرید شاه ابوالبقا بود۔ و با ارباب صفا صحبت داشت۔ آخر عمر بشہر آمده در جوار آستانۂ سید حبیب سرخابی متمکن شد۔ و مدتے در انجا بعزلت و انزوا در یاد خدا بسر برد۔ و در سنہ ۱۱۹۹ھ[2] رحلت نمود۔ و در جوار آستانۂ حضرت سید آسوده۔

۱؎ پہکری پوره (ص)

۲؎ ۱۱۹۹ھ م ۱۷۸۴ء

ملا محمد عاصم :- پسر ملا محمود بلخی عالم فاضل و عامل بود۔ اولاً در خدمت بابا مقصود نقشبندی۔ ثانیاً در خدمت خواجه عبدالرحیم شیخ کمال انتساب طریق طریقت درست نمود در مقبرۂ آبا آسود۔

محمود بالو :- در موضع وین پرگنهٔ دهو سکونت میداشت۔ و از شیخ عبدالوہاب بانپوری تربیت و تعلیم راه معنوی حاصل کرده۔ در ریاضت و مجاہدت جانبازی ہا نمود۔ و اوقات خود بسادگی و بے تکلفی بسر برد۔ و از دنیا و اہل دنیا استغنا میکرد چنانچه آزاد خان آرزوی ملاقات او شان کرده بود محصل نگشت۔ عمر خود ہمیشه در مسجد گذرانید۔ ۱۴ ربیع الاول سنه ۱۲۲۰ھ[۱] رحلت نمود و در موضع مذکور آسود۔

شیخ شرف الدین زہگیر :- بجاذبۂ عشق الٰہی از ملا عبدالسلام وکیل شرف بیعت و انابت حاصل کرده در مجاہدات و ریاضات بسیار کوشید۔ و رابطۂ او بدرجه مشاہده رسید چون خلعت ارشاد پوشید سرچشمه ہای فیضان نامتناہی از خاطر او بجوشید و جمعی کثیر بدرجۂ مشاہده رسانید۔ آخر ہا در حلقۂ توجه خواجه عبدالرحیم شیخ کمان قایز گردید و کتاب روضة الشرف و روضة السلام در بیان حالات ملا عبدالسلام و حضرت خواجه عبدالرحیم شیخکمال که مشحون از اسرار است۔ از آبشار طبع او بچکید۔ و در سنه ۱۲۰۵ھ[۲] غرۂ جمید الاول در مقبرۂ مرشد بزرگوار خود عزلت پسندید۔ تاریخ۔

خبر سال وصالش ز خرد جستم دوش   شرف اہل یقین عارف باللہ آمد

ملا محمد سعید گندسو :- عرف بخاری عالم تحریر و عارف صاف ضمیر شاگرد ملا محمد مقیم

۱۔ سنه ۱۲۲۰ھ م سنه ۱۸۰۵ء

۲۔ سنه ۱۲۰۵ھ م سنه ۱۷۹۰ء (انجمن الشرف د ن)

بود کتاب مستطاب صحیح بخاری معہ اسناد تمام از بر داشت۔ لاجرم او را بخاری
میگفتند و بعد اکتساب علوم عقلیہ و نقلیہ دست انابت بذیل عاطفت ملا عبد السلام
وکیل زدہ طی مراحل سلوک نمود و بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ و احادیث صحاح ستہ بخدمت
آنجناب گذرانیدہ سند و اجازت آن حاصل نمود و عمر عزیز خود در تجرید و تفرید
بخانۂ بزنۂ خود شیخ محمد افضل زونیمری گذرانید۔ آخر عمر در شاہ آباد رفتہ در سنہ ۱۲۰۸ھ[۱]
رحلت گزید۔ و در موضع منڈاہ بخواب استراحت آرمید۔ و لنشاء کمالات او از
تصانیف عالیۂ او ہویداست۔ چنانچہ ترجمۂ کلام قدیم موسوم بمفاتیح البرکات و شرح
کبریت احمر و جلایل الدعوات نتیجۂ طبع وقاد اوست۔ تاریخ۔

وفاتش خرد با دل سیف گفت   سعید از ازل شد بجنت روان

شیخ عبد اللطیف بیگ :- از مریدان جلیل القدر ملا عبد السلام وکیل صاحب
ریاضت و تبجیل[۱] بود۔

بابا محمد نظام :- برادر زادۂ بابا مقصود مخدومی بود از ملا سلیمان تلمذ نمود و در طریق
طریقت و استقامت شریعت ممتاز۔ و در مجاہدہ جانباز بود۔ در صحن آستانۂ حضرت
مخدوم آسود۔

شیخ محمود   خلف شیخ رحمت اللہ شاگرد پدر بزرگوار خود و خلیفۂ خواجہ اعظم دیدہ
مری بیت صاحب حالات عجیبہ بود۔ در مزار اجداد آسود۔

شیخ عبد السلام :- مرید شیخ عبد الصبور لو مسجد بود قریب چہل سال در مسجد میر محمد امین ویسی

---

۱ سنہ ۱۲۰۸ھ م سنہ ۱۷۹۳ء

(۱) در محلہ سیدہ واری علاقہ خانیار سرینگر (ج)۔ بودہ بخاک آسود (ی)۔

گذرانید مصدر حالات و کمالات بود. در مقبرۂ خواجہ اسحٰق ناو چو متصل روضۂ سید بزرگوار سمت مشرق آسود۔

شاہ توفیق خجندی :- بوقوع حوادثات زمانہ از وطن خود جدا شدہ بعمر بیست و پنج سالہ در کشمیر رسید و بخدمت شاہ عبد اللطیف در طریق طریقت مستفید گردید و بعد ارتحال آنجناب در حلقۂ ارادت خلیفہ عبید اللہ زلونی داخل شد و از خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان نیز استفادہ نمود تا بکمالات طریقت فائق گشتہ۔ عمر خود در مجاہدہ و مشاہدہ بسر برد و در ۱۲۰۵ھ[۱] در مقبر سید کبیر بیہقی اندقان[۱] پذیرفت۔

بابا محمد مقیم سلطانی :- خلیفہ شیخ عبدالحق تونانی است. گویند ہمیشہ در بحر استغراق مستغرق می بود. کہ بوقت اقامت نماز او را می جنبانیدند. و حاجتمندان بوقت خوردن طعام او را التماس می کردند کہ در آنوقت باخود می بود. وقتیکہ مرشد او شیخ عبد الحق در سفر حج میان جہاز انتقال فرمود بابا را در کشمیر اشک جاری شدہ گفت مرشد من امروز درمیان جہاز جان بحق تسلیم نمود. و اہل جہاز تکفین او کردہ درمیان دریا انداختند۔ و لاشۂ وے ناجیدہ ہمراہ جہاز می رفت۔ و در انجا دفن کردند فقط۔

مدعا کہ بابا در کشف و شہود لاثانی بود و ایام جوانی در تجرید گذ[اشت]

آخر عمر روزے در خدمت عبدالوہاب نوری نشستہ بود سہ بار لفظ تقصیر بر زبان آورد شیخ سبب آن پرسید. گفت مرا از غیب ندا آمد کہ تخدانی بکن من تقصیر گفتم باز ندا

---

[۱] ۱۲۰۵ھ م ۱۷۹۰ء (۱) در محلہ سیدہ واری علاقہ خانیار سرینگر (ج)

(۱) بودہ بخاک آسود (ی)

(۱) فرد لاثانی (ی)

رسید که دو زن بگیر. تقصیر گفتم. بار سوم ندا کردند که سه زن بخواه. باز تقصیر گفتم. شیخ گفت مبارک باد که بسنت مامور شدی. بابا گفت استطاعت آن ندارم حکیم. شیخ گفت که به هندوستان برو که ترا بضاعت حاصل شود. پس بگفتهٔ ایشان بهندوستان رفت و مبلغ بسیاری فتوح آورد و درانجا سه بار متاهل شد. می آرند که دیوانخانهٔ شیخ عبدالوهاب از یکجانب طاق می افتاد باوجود ترمیم مستحکم نمی شد. پس بابا مقیم متوجه شده گفت که در زیر این دیوار دو سید نامدار یکی سید زین الدین و دوم سید نورالدین از یاران حضرت امیر مدفون‌اند. چون بگفتهٔ او خس و خاشاک ازانجا برداشتند. دو تربت سنگین ظاهر شدند فقط. در محلهٔ سازگری پوره مدفون است۔

بابا محمد فاضل: فرزند بابا محمد کاظم از خدمت والد ماجد خود و میر عبدالله منطقی تلقین باطنی حاصل کرده مرشد زمانه و فرد یگانه شد. و صبیهٔ صلبیهٔ او در عقد میر نجم الدین منطقی بود۔ در سنه ۱۱۹۹ھ[1] انتقال نمود. و در مقبرهٔ اجداد آسود۔

بولہ بابای قادری: مرد مرتاض و جانباز در محلهٔ بته مالنه میبود. میر بهاءالدین قادری می فرمود که من از خدمت ایشان اجازت نماز تهجد دریافتم و بخاطرم گذشت که ایشان امّی هستند چگونه سورهٔ یاسین در نماز تهجد بجای ضم سوره می خوانند. آنجناب باشراف دانسته سوره اخلاص بجهر خواندند. چون لفظ هو الله احد از زبان مبارک کشیدند. وجود ایشان از جای خود برخاسته در هوا رفت۔ و بعد ساعتی باز بر زمین آمد. گویند روزی آب و هن بطرف عراق انداختند. و هما نوقت حضرت محبوب سبحانی قدس سره بروی جلوه گر شده. فرمودند که چرا آب دهان بطرف

---

[1] سنه ۱۱۹۹ھم سنه ۱۷۸۴ء

ماانداختی۔ فی الحال منفعل شدہ تایک ماہ گریہ میکرد۔ در ۱۲۰۲ھ[۱] رحلت نمود۔ درمقبرۂ بتہ مالو آسود۔

نوندہ پالو :۔ مرید سید غلام شاہ آزاد بود۔ روزے برکنار چشمۂ زبون مراقبہ کردہ بود۔ وسید بزرگ شاہ قادری پیش رو داشت۔ ناگاہ یک افعی آمدہ در آستین او درآمد۔ سید از غایت ہیبت ہیچ نتوانست گفت۔ بعد ساعتے از آستین او برآمدہ بر دامن سید نشست وعاقبت بطرفے گذشت۔ مدعا کہ وے درویشے کامل وفاضل بود۔ مدتے در آستانۂ چرار بعزلت گذرانید۔ بعد آن دریا پور میان غارے منزوی شدہ عمر خود درآنجا بسر برد۔ بتاریخ سلخ ذی قعدہ ۱۲۱۵ھ[۲] رحلت نمود۔

عبدالسلام قادری مرید شیخ عبدالصبور قادری صاحب حالات وکرامات بود۔ عمر خود در مسجد لال شاہ نشستہ بریاضت وتقویٰ گذرانید۔ ودر ۱۲۰۷ھ[۳] نقل فرمود۔ ودرآنجا آسود۔

ملا عابد کاوسو :۔ از احفاد ملا یوسف کاوسو بود۔ ودر خدمت ملا عبدالسلام وکیل بیعت نمود۔ بعد انتقال ایشان اجرای طریقہ فرمود۔ صاحب مکاشفہ وحالات عجیبہ بود۔ در ۱۲۰۶ھ[۴] نقل فرمود۔ ودر مزار آبا آسود۔

---

۱ ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۷ء

۲ ۱۲۱۵ھ م ۱۸۰۰ء

۳ ۱۲۰۷ھ م ۱۷۹۲ء

۴ ۱۲۰۶ھ م ۱۷۹۱ء

شیخ عبدالرزاق نقشبندی مولدش قصبۂ سوپور بود۔ و ہنگام جوانی بطرف پکھلی رفتہ مدت شش سال در خدمت بزرگے گذرانید۔ اتفاقاً آن روشن ضمیر بطرف کشمیر نہضت کرد موصی الیہ برخلاف مرضی او بلاہور رفت۔ وچند روز درانجا سرگردان بود آن پیر براہ عام او را دست بگرفتہ بدلاسا ومدارا جانب کشمیر راہی ساخت چون در شہر ورود یافت۔ در خدمت ملا عبدالسلام و کبلی درگذشت۔ وآنجناب در مجلس دوم او را التعلیم وتلقین راہ معتے نمودہ۔ در اندک فرصتے خط خلافت باو بخشیدند۔ در سنہ ۱۲۰۹[1] رحلت نمودہ در محلۂ وانٹہ پورہ آسود۔

میر محی الدین قادری خلف وخلیفۂ میر بہاء الدین قادریست باستعداد خداداد در خدمت ملا محمد مقیم العلوم صوری ومعنوی حالات عجیبہ وکمالات غریبہ حاصل کردہ در خدمت بزرگان طریقت کہ در آنوقت مسند آرای شیخیت بودند روی ارادت آوردہ از ہر کسے اخذ فواید زواید فرمودہ در ورع وتقوی وجود وسخا از اقران خودگوی سبقت ربود ومدت پنجاہ وسہ سال برجادۂ طریقت استقامت ورزید وخوارق وعادات وغرایب کمالات ازو صادر گردید۔ وبعمر شصت وشش سال از دنیا رحلت گزید۔ ودر حظیرۂ آبای خود مضجع پسندید۔ وبر جنازۂ او بیرون مسجد جامع قریب دہ ہزار مردم جمع شدند۔ تاریخ۔ شد از مردم مہ تابندہ پنہان (سنہ ۱۲۱۱[2]۔)

میر نظام الدین قادری فرزند میر محی الدین قادریست در عنفوان جوانی بذوق خداداد در خدمت شاہ عنایت اللہ قادری دست بیعت دادہ سعادت جاودانی

---

[1] سنہ ۱۲۰۹ھ م سنہ ۱۷۹۴ء

[2] سنہ ۱۲۱۱ھ م سنہ ۱۷۹۶ء

و گنج اسرار پنہانی حاصل نمود۔ پس از روی حسن استعداد و وسعت خداداد در خدمت میر محمد عالم قادری و ملا نور اللہ کنٹ استفادۂ علوم صوری و معنوی نموده بدرجۂ اعلیٰ ارتقا فرمود۔ و در خط و انشا و املا مہارتے عجیب داشت۔ بعد انتقال والد ماجد سجاده اجداد را رونقے تازه بخشید۔ و تاریخ خلافتش خلیفۂ سید عبدالقادر یافته اند۔ در ترویج طریق طریقت و اشاعت امور شریعت سرآمد اہل روزگار بود۔ در سنہ ۱۲۱۵[1] رحلت نمود۔ و در محوطۂ اجداد آسود "قطب دنیا نظام اولیا" تاریخ است

شاه فضل اللہ فرزند برومند شیخ عبدالوہاب نوریست۔ بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه از ملا محمد مقیم مقدمۂ قیصری و رسائل تصوف بدرس خوانده۔ از ملا اکبر بارخانت علم قرأت آموخت۔ پس بعمر یازده سالگی دست ارادت بدامن عاطفت شیخ نعمت اللہ کلو زده بریاضات شاقه عامل و در علم معنوی کامل گشته۔ بعد ارتحال آن صاحب کمال بخدمت بابا محمد مقیم سلطانی رفته اجازت طریقۂ یسویه حاصل نمود انگاه در خدمت والد ماجد خود بخلعت خلافت ممتاز گشته در مجاہده و ریاضت بسیار کوشید که در اکثر شبہا بوضوی عشا نماز اشراق می کرد۔ و در افادۂ مردم ہمیشه شاغل می بود فقط۔

می آرند که مریدے در پیش شیخ محمد اشرف درویش اظہار کرد که بخانۂ آقای من دزدان درآمدند۔ و مال و منال او بغارت بردند۔ ہرگاه امروز دزد ظاہر نشود۔ البته تہمت دزدی بمن منسوب گردد اکنون مرا اعانت فرمائید بابا محمد اشرف گفت بیا ... فضل اللہ میرویم و از و استعانت نمائیم۔

[1] ۱۲۱۵ھ م ۱۸۰۰ء

چون پیش شاه فضل الله رسیدند و اظهار مطلب خود نمودند. شاه بجانب مرید گفت که همین وقت برو از فلان کبابی برای مانان و کباب بیار تا که در حق او دعا میکنیم چون آن مرید پیش آن کبابی رفت بر جامهٔ چرکین او تارهای زرین درخشان دیده فی الحال در دوکان او در آمده مال مسروقهٔ آقای خود بدر کشید فقط.

مدعا که حضرت شاه فرید زمانه بود دهم ماه صفر ۱۱۱۱ھ [1] رحلت فرمود و در مقبرهٔ سید نور الدین پهلوی پدر بزرگوار خود آسود. و ملا نور الله مانجی امام جنازهٔ او بود. وی فرمود که امروز تعزیه تمام اهل عالم است که مثل او شیخی صاحب الشریعة والطریقة بعد ازین نخواهد بود.

شاه حفیظ الله فرزند دوم شیخ عبد الوهاب نوریست بعد اکتساب علوم ظاهری در خدمت والد ماجد خود طی منازل سلوک نموده خط ارشاد حاصل نمود و بافاضهٔ خلق عامل شد. می گفت که پدر بزرگوار من می فرمود که ای حفیظ الله با اسماع شنیده باش که شاه فضل الله رعایت شرع و تقوی غالب است و از سماع احتراز میکند. مدعا که حضرت شاه فرد یگانه و فخر زمانه بود. و پیش از برادر خود چهار سال انتقال نمود.

بابا محی الدین پاندانی در عنفوان جوانی بذوق و جدانی از شیخ عبد الوهاب نورانی سراغ راه خدادانی دریافته. از امور نفسانی و فتور شهوانی اجتناب نمود و در ایام زمستان حمام شیخ را گرم می کرد. و شبانه پای مبارک ایشان بر سینه نهاده میمالید و میمالید. و قتیکه غافل می شد شیخ بپای خودش بیدار می کرد.

[1] سنه ۱۱۲۲ھ م ۱۷۰۵ء

وبعد انتقال آن زبده رجال از خواجه قایم تیلو شرف ارشاد حاصل نموده وفات چون بسیار کوشید صاحب ذوق وشوق بود از کشف وکرامات او نقلها مشهور است بتاریخ ۱۴ ماه شوال سنه ۱۲۴۵ھ[1] نقل فرمود۔ و در خانهٔ خود آسود۔

مولانا محمد اسلم ٹوپیگرو۔ و فرزند خواجه محمد اعظم ٹوپیگرو ست چون ذوق خدا طلبی بهم رسانید باجازت بزرگے در مسجد عالی معتکف گشت۔ و در عرصهٔ ده روز بغیر دو خوشهٔ منگ هیچ نخورد۔ بعد حصول مکاشفه بگفتهٔ بزرگے دیگر در خانقاه شاه بدیع الدین که میان گورستان واقع بود یک چله کشید۔ و همیشه تا دوپهر روز در مدرسه بتعلیم وتدریس خلق مشغول بود و آخر روز در عیدگاه رفته کسب نظر می کرد۔ عاقبت باشارهٔ بابا ون شیخ که خلیفهٔ میر حسن جان مجذوب بود در خدمت شیخ عبد الوهاب نوری شرف سعادت حاصل کرده طریق طریقهٔ پرویه آموخت و چراغ معرفت افروخت۔ و سرمایهٔ خلافت اندوخت گویند صبیهٔ میر ابو الفتح گیرو در عقد او بود در فن خط آطی و قطعه نویسی همتا نداشت۔ یکسال پیش از وفات شیخ ۱۹ ماه رجب سنه ۱۱۸۱ھ[2] در پرگنهٔ شاه آباد در میره میدان نزد پدر آسود۔

دایم شاه درویش :۔ در حدود نوشهره می بود۔ و دست انابت بدامن آخوند نور الدین زده فی الفور طی مقامات سلوک نمود و بخلافت ممتاز گشت۔ همواره در زاویهٔ خمول نشسته مشغول ریاضت می بود۔ و از کار درزی قوت می کرد۔ می آرند که چهار هزار و چهار صد بار ذکر نفی و اثبات بیکدم می کرد۔ و حجرهٔ او نیز در حرکت آمد۔

---

[1] سنه ۱۲۴۵ھم ۱۸۲۹ء [2] سنه ۱۱۸۱ھم ۱۷۶۷ء

بابا فقیر الله فرزند آخوند نور الدین نوشهری است. از والد ماجد خود تربیت راه معنوی یافته بدرجهٔ اعلی اعتلا نمود. عمر عزیز خود در اشغال و اذکار و اوراد گذرانید.

شیخ منور حطی :- از یاران برگزیدهٔ شاه فرح الدین در وجد و حال صاحب کمال و زبدهٔ افراد رجال بود. و بغیر قال الله و قال رسول الله[1] و مقولات مشایخ هیچ سخنی از امور دنیوی برزبان نمی آورد. عجیب ذوقی و شوقی داشت. ۱۸ ربیع الاول سنه ۱۲۳۸[2] انتقال نمود. و جوار مرشد بزرگوار خود درون باغچه برن آسود.

بابا عزیز الله حطی :- خلیفهٔ شاه فرح الدین متشرع و متورع و مرتاض و محتاط بود عمر خود در افاده و استفاده گذرانید. در صحن خانقاه معلی مدفون.

صدیق خان :- از قبیلهٔ بانجیان بود. بتوفیق ازلی در خدمت شاه فرح الدین روی ارادت آورده طی مراحل سلوک نمود. و در موضع رهمه پوره مدت العمر منزوی شده خلفای برجسته بهم رسانید. و در موضع مذکور آسود.

شیخ فاروق نارو :- از مریدان شاه فرح الدین است چشمی گریان و دلی بریان داشت. همیشه در وجد و حال می بود. و بغیر رقص و سرود نمی آسود. شبی در میدان می گردید. چون مانده شد سنگی دید و نشست و بران سنگ اتکا نمود. بموجب گرمی سنگ قراری یافت. چون صبح دمید برای نماز برخاست و آن سنگ هم روان شد. دید که متکای او شیری بود. همچنین کمالات او بسیار.

درویش محمد اشرف :- المشهور به پاچن شاه بعشق مولی ترک دنیا کرده. دست

۱- رسول الله (ن)

۲- ۱۲۳۸ هـ م ۱۸۲۲ء

انابت بدامان شاه فرح الدین زده در مجاهده بسیار کوشید. و بدرجه مشاهده رسید
ذوقے وافر و دردے منکاتر داشت هرچه که از فتوحات می یافت براه خدا صرف
می کرد. روزے بر موقع وجد و حال از بام خانه پنج طبقی خود را بزیر انداخت.
و بر زمین رسیده می رقصید و میغلطید. همچنین حالات او بسیار مسطور است. و
مرقد او در موضع کادره پرگنه لار مشهور.

بابا اسد الله. خلف بابا عبدالله بن قایم الیسل بسولیبت از ملا نور الهدی تلمذ نمود
و از والد ماجد خود بنسبت باطنی فایز گشت. صاف ضمیر و صاحب تاثیر بود. عمر خود در
ورع و تقوی و ترک دنیا گذرانید. در سنه ۱۲۱۷ رحلت نمود و در مقبرهٔ آبا آسود.

بابا حسن خاکی. از احفاد شیخ بابا داود خاکی مخزن سعادت و شرفناکی بود. در علوم
صوری و معنوی ممتاز. و در ریاضات و مجاهدات جانباز. ۲۳ شوال سنه ۱۲۱۷ رحلت نمود
و در تکیهٔ خود متصل موضع ارن پرگنه کوهامه بخاک آسود.

ملا محمد ولی. عرف کُن در خدمت آخوند نور الهدی تلمذ نمود تا که در علوم عقلیه و نقلیه ماهر شد.
پس در خدمت میان گل محمد کنگال بامور باطنی اشتغال نمود. و در مجاهدات و ریاضات بے همتا بود. و در
مزار آبا آسود.

میان محمد رفیق. خلیفه خاص میان گل محمد کنگال در علوم ظاهری و باطنی صاحب کمال
بود خرق عادات و کشف کرامات او مشهور است. در حالت مستی و جلال هر کسے
را که نظر می کرد. فی الحال بے هوش می شد. اگرچه کافری بود. روزے در خدمت مولنا
نور الدین مانتجی استفادهٔ علوم می کرد. فی الحال محصلے از دیوان حاکم آمده مولنا را از
بابت ادائی زر نیاز تقاضای سخت نمود و حضرت میان بنظر جلال در روے نظر کرده

...زمین افتاد۔ و مدتے برزمین می غلطید مردمان بر ہلاکت او حمل کردند۔ لیکن مدتے بہوش آمد فقط۔ وفات ایشان در سنہ ۱۲۲۶ھ[1] ۱۲ ذیقعدہ۔ "ان المتقین فی جنات" تاریخ است۔ و از جسر سنگدل بالاتر مدفون۔

میان عبدالمجید:۔ خلیفہ میان گل محمد صاحب مجاہدہ و مشاہدہ بود۔ عمر خود در ریاضت و تقوی بسر [illegible] اولیائی مکتومین بود در سنہ ۱۲۳۶ھ[2] ۱۵ شعبان انتقال نمود و در پرگنہ دراوہ آسود۔

میر احسن اللہ نبیرہ میر محمد مومن مرید عبدالشہید قادری صاحب ورع و تقوی بود۔ عمر خود در متابعت اسلاف بسر بردہ در سنہ ۱۲۰۰ھ[3] بمزار آبا آسود۔

ملا نورالدین جعفر خلف حاجی محمد صادق بود در خدمت شیخ رحمت اللہ و ملا محمد مقیم تحصیل علوم ظاہری نمودہ بدرجہ افادہ ترقی یافت۔ دران اثنا از ملا محمود بلخی خلیفہ والد خود تلقین و تربیت سلوک یافتہ بدرجہ اعلی ارتقا نمود۔ و در مزار آبا آسود

بابا محمد صالح:۔ از مریدان میر عبدالشہید[1] بیہقی بود در قرأت ادعیہ استقامتے داشت و از مسجد خود گاہی بیرون نیامد فقط۔

بابا محمد مقصود:۔ توفیق ازلی دست بیعت بدامان میر عبدالرشید بیہقی دادہ در موضع رلپور پرگنہ لار بزیارت میان نعمت اللہ انزوا پذیرفت و بزور ریاضت و [illegible] طی مراحل سلوک نمودہ سعادت جاودانی و تقرب رحمانی حاصل کرد۔ ہمیشہ از تلاوت کلام اللہ قوت می کرد۔ و با ابنای روزگار ملتفت نمی شد۔ چون رحلت نمود دران جا آسود۔

عبدالوہاب تولد مولی فرزند ارجمند بابا محمد اکرم متوا است در خوردی بخدمت قطب

(۱) ۱۲۲۶ھ ۱۸۱۱ء (۲) سنہ ۱۲۳۶ھ ۱۸۲۰ء (۳) سنہ ۱۲۰۰ھ ۱۷۸۶ء (۱) میر عبدالرشید بیہقی (ص)

زمان شیخ ابراهیم که از اولیای مکنوبین بود دست بیعت داده بآداب سلوک ماهر
شد رفته رفته بزور ریاضات و مجاهدات از مقام فنا بدرجهٔ بقا ارتقا نمود در مدة العمر
در موضع توله موله بترک دنیا و یاد مولی انزوا پذیرفت. در ماکول و مشروب احتیاط کلی
داشت. حالات عجیبه از و صادر می شد. و در افادهٔ خلق بسیار می کوشید. مرجع حکام
و ملجاء خاص و عام بود. والد راقم الحروف که از خاکساران او بود می فرمود که آنجناب
را با اولیای متقدمین مماثلت کلی داشت ۱۴ ماه صفر ۱۲۳۳ھ[۱] انتقال فرمود. و نعش مبارک
او از توله موله در شهر بردند و در مسجد جامع قریب ده هزار مردم جمع شده نماز جنازه ادا
کردند. و در حظیره حافظ خورم متصل مسکن خود دفن کردند سردار محمد عظیم خان تعمیر
مقبرهٔ ایشان درست نمود.

عبدالسلام ٹاک :- از مریدان شاه بولاقی صاحب ریاضت و تقوی[۱] بود در مقبرهٔ
مرشد خود در شاه آباد آسود.

مخدوم محمد صالح فرزند مخدوم محمد سعید از صلحای وقت بود مدة العمر خود در خانقاه
نشسته کتابت کلام الله فرموده وقف می داشت. و فرزند او مخدوم محمد حمید نیز صاحب
ورع و تقوی مرید پدر خود بود و هر دو بزرگوار در مزار آبا آسود.

بابا محمد شافی :- خلف و خلیفه بابا محمد وافی صاحب ریاضت و تقوی بود در محوطهٔ اجداد آسود.

شاه کمال الدین حقانی خلف و خلیفه شاه یعقوب حقانی صاحب حالات عالیات در علم
و عمل ممتاز و در مجاهدات جانباز بود در علم تکسیر مهارتی عجیب داشت. در محوطهٔ اسلاف مدفون

شیخ محمد اسلم :- خلف اسعد و شاگرد رشید شیخ محمد یحیی رفیقی در علوم صوری و معنوی

---

۱ سنه ۱۲۳۳ھ م ۱۸۱۷ء

کامل وورا استقامت شرع و مراغبت ورع مرد فاضل بود. ومدتے بر منصب فتوی اعتلا نمود و بهفدهم ماه محرم سنه ۱۲۱۲ھ در مزار آبا آسود "غریب" تاریخ است۔

شیخ عبد النبی مرجانپوری عالم فاضل و متقی کامل مرید و شاگرد عم خود مولوی محمود مصری بود در علم حدیث مهارتے عجیب داشت عمر خود در خانقاه خواجہ شاه نیاز نقشبندی با فادۂ خلق بسر برد. و در مرجان پوره مدفون است۔

شیخ سیف اللہ:۔ از احفاد بابا مجنون نرو لیست عالم عامل و فاضل کامل صاحب حالات متولی زیارت انجا بود. انقطاع بسیار داشت. بعد انتقال آزاد خان زوجۂ او در عقد آورد صاحب بذل و عطا بود. در سنه ۱۲۴۴ھ رحلت نمود و در مزار آبا آسود. جد مادری فقیر حقیر است۔

شیخ محمد سخی:۔ مقدم زادۂ موضع کامر پرگنۂ اسلام آباد. امی مطلق بود. شبے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم در واقعه دید. الیشان فرمودند بخوان کلام اللہ فردا چون کلام اللہ بر کشاد تمام از بر خواند و کشف ملکوت او را حاصل گشت. آنگاه حضرت خضر علیه السلام او را علانیه تعلیم و تلقین می ساخت. و از ارواح اولیا نیز فیضیاب می شد. علم لدنی داشت هر مسئله که از و میپرسیدند بغیر تامل جواب می داد. مردی عامل و کامل بود در موضع مذکور آسود۔

بابا عبید اللہ:۔ نواسه زادۂ شیخنا شیخ معروف زونیمری. صاحب ورع و تقوی بود. که بعد وفات حضرت شیخ جانشین او شده. مریدان آنجناب را تصرف نمود. آخر عمر در شاه آباد رفته در قریۂ منڈاد متوطن گشت. حالات هرجسته داشت چون رحلت نمود در انجا آسود. امسال احفاد او که متمول هستند سند سیادت خود مهیا کردند. و نسب خود را با قاضی میر علی بڈشاهی که از اجداد قاضی شهید بود منسوب کردند لا سبحان اللہ حضرت مولانا جامی قدس سره چه خوش پیشبین گوئی کرده است.

فرد:۔ آه ازین جاهلان جاه طلب ۔ که غلو کرده در علو نسب ۔ فقط

سنه ۱۲۱۲ھ م سنه ۱۷۹۷ء سنه ۱۲۴۴ھ (؟) م سنه ۱۸۲۸ء

شیخ نعمت اللہ: ـ خلف و خلیفۂ شیخنا شیخ اشرف ٹوپیگر واست کہ با خلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ گویا ولی مادرزاد بود. و در ایام طفولیت گاہی بلہو و لعب دست نیالود. بعد اکتساب علوم دینی در خدمت و ملازمت والد نامدار بجان و دل کوشیدہ، رضای ایشان حاصل نمود. و بارادت جبلّی دست بیعت بدامن آنجناب زدہ در مجاہدات و ریاضات جانبازیہا کردہ ارشاد شیخ سلسلہ حاصل فرمود. و بعد انتقال والد نامدار قایم مقام او شدہ در کتمان حال بسیار کوشید. خلفای حضرت شیخ او را تعظیم و توقیر می‌نمودند در کتمان حال و صدق مقال بے مثال بود. و رجوع خلایق اصلا منظور نمی فرمود و تربیت طالبان راہ خدا بعد اخذ بیعت تفویض یاران پدر بزرگوار خود می نمود. فقط۔

می آرند کہ روزے ایشانرا از عالم غیب مردے نورانی حاضر شدہ گفت کہ شما را حضرت خواجہ مشکلکشا قدس سرہ در خانقاہ معلی می طلبند. چون ایشان بر ایوان جنوبی خانقاہ معلی بنظر آنجناب مشرف شدند. حضرت خواجۂ بزرگ فرمودند کہ نخستین شرف پابوس حضرت امیر کبیر قدس سرہ بجا آرند پس ایشان بر ایوان شمالی خانقاہ رفتہ در خدمت حضرت امیر کبیر شرفیاب شدند. و آنجناب فرمودند کہ فتحیۂ ما باید خواند فقط۔

انگاہ ایشان باز در خدمت حضرت خواجہ مشرف شدہ ایشان فرمودند کہ بر خواندن ختم شریف مداومت باید کرد فقط۔

پس ایشان مدة العمر خود این ہر دو وظیفہ از دست ندادند۔ و بہم اجازت بخشیدند فقط۔

می آرند که وقتے جناب شیخ نعمت اللہ و شیخ اکبر ہادی و شیخ عباد اللہ قاری در
خانقاہ معلے بنیت اعتکاف مشترہ نشستند و شیخ نعمت اللہ از سفرہ آن دو بزرگوار اکل و
شرب می نمودند بروز شب قدر حضرت امیر کبیر بروے جلوہ گر شدہ - فرمودند کہ اگر ایشان
از یاران پدر خود اکل و شرب می نمایند لیکن خادمان ما را از سفرۂ خود چیزے نمیخورانند -
موجب آن شیخ نعمت اللہ تمامی خادمان بقعۂ شریفہ را ضیافت بخشیدند فقط -
بتاریخ ۱۶ ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۲۲۸ھ رحلت فرمودند و در حظیرۂ پدر بزرگوار
خود بالا تر از فتح کدل آسودند - تاریخ - از ذی الحجہ یوم شانزدہم

شیخ محمد اکبر ہادی فرزند ارجمند شیخ محمود دین علامہ متقی شیخ رحمت اللہ و
نواسۂ میر عبد السلام اندرابی است - و خواجہ اعظم تاریخ ولادت ایشان شیخ اکبر ہادی گفتہ
است والیشان کمالات علوم عقلی و نقلی از جد امجد خود شیخ رحمت اللہ حاصل کردہ علم قرأت
از خسر خود خواجہ اسحٰق ذندرو کہ ذکرش گذشت آموخت - و چراغ شوق خدا پرستی افروخت
پس بہدایت ازلی دست ارادت بدامن ہمت حضرت شیخ اشرف فتح کدلی زدہ درس
سلوک آموخت و بریاضات و عبادات سرمایۂ ابدی اندوخت - می آرند کہ والدۂ آنجناب
کہ صبیۂ میر عبد السلام اندرابی بود از یں حرکت خفیہ خاطر شدہ فرزند خود را گفت کہ من سیراہ
از شما مستفید ہستم - و پدرت آبا عن جد در سلسلۂ علیہ کبرویہ عامل و بہرہ مند بودست
و تو خود را در سلسلۂ سہروردیہ انداختے - فردای قیامت در پیش گاہ سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم از تو شکایت خواہم نمود - و شیخ اکبر دریں امر متردد ماندہ بدرگاہ کبریا التجا نمود

ــــــــــــــــ

سنہ ۱۲۲۸ھ م سنہ ۱۸۱۳ء

و در ہمان شب والدۂ اش بخدمت سرور کائنات در واقعہ مشرف شدہ فرزند خود
بنظر گذرانید و شکایت او معروض داشت ۔ و آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دست شیخ اکبر
گرفتہ حوالۂ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ فرمودند و ایشان از شیخ اکبر پرسیدند کہ از کجائی گفت
کہ از کشمیرم ۔ پس ایشان بحضرت محبوب العالم تفویض فرمودند ۔ و ایشان دست او سپرد شیخ
محمد اشرف نمودند و فرمودند کہ این جوان بتو ۔ دادم و دیر تو منت نہادم فقط ۔

فردا والدۂ اش حضرت شیخ اشرف را با جمیع یاران خود دعوت کردہ از
حرفہ حرفہ گردانی ضیافت گذرانید ۔ و فرزند خود شیخ اکبر بایشان بخشید فقط ۔

آنگاہ حضرت شیخ اکبر در بجا آوردی خدمات پیر بزرگوار ہمچنان چستی نمودند کہ
از درجۂ نیستی بدرجۂ محبوبیت رسیدند و از آمد نی جاگیرات و فتوحات اولاً مصارف
خانہ شیخ اشرف مہیا می داشتند و از بقیۂ آن خرچ عیال خود و برادران خود می فرمودند و
حضرت شیخ ہم بغایت گرویدۂ ایشان بود و می فرمودند کہ محبت اکبر شاہ برابر محبت یاد
خدا دارم ۔ حتی کہ آنجناب بروقت رحلت ہم اکبر شاہ را گذشتہ جان بحق تسلیم نمودند فقط ۔

و از حضرت مرشدی شیخ احمد تارہ بلی مسموع است کہ روزے حضرت شیخ
اشرف در باغ امرود کہ از شہر دو میل راہ دور است برای تماشای شگوفہ رفتند ۔ و شیخ
اکبر را فرمودند کہ چای گرم برای ما در انجا باید رسانید پس شیخ اکبر ابریق چای بر وچاق نہادہ
در زیر بغل گرفتہ در باغ امرود رسید چون وچاق از بغل کشید و شیخ اشرف دید کہ تمامی
بغل او از بخار آتش پوست تال شدہ بود و حضرت شیخ نہایت محظوظ شدند و بنظر

آنجناب زخم های او ہمان لحظہ با فاقت آمدند فقط ۔

ونیز از آنجناب مسموع است کہ شیخ نعمت اللہ را صبیہ بالغہ شدہ بود و در فکر آن شیخ اکبر با یاران مشورہ ساخت چونکہ از ایشان ہیچکسی را تمول نبود خاموش شدند پس شیخ اکبر چند دستہ کاغذ خرید نمود و از دست بابا آیت اللہ کہ خوشنویس وقت بود کلام اللہ بخط جلی نویسانیدند و از دست شیخ عبادی بر آن اعراب کنانیدند و حضرت بابا الہام لاری تفاسیر بران قلمی داشتند ۔ و حضرت شیخ اکبر عشرہ بر آن نوشتند و بامداد خواجہ خلیل ترہبو نذہب کردہ بمبلغ خطیر ہدیہ کردند ۔ و در مصرف طوی صبیہ مذکورہ صرف نمودند فقط ۔

وحضرت شیخ المشایخ شیخ احمد تارہ بلی در رسالہ افضل الطرایق آوردہ است کہ حضرت شیخ اکبر را طریقے است خاص در چار ضرب ملقن از محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ بے واسطہ فقیر تلبیہے است با آن از زبان مبارک جناب اوشان علیہ الرضوان برای تسکین و استقرار غلبہ حالی کہ داشتند و نزدیک بود کہ کار بہ بے اختیاری کشند و از جا بیجا شوند ۔ و بشنیدن فقیر تین کہ ایشان ... بیگانہ و شبانہ جلوہ گر بند فرمودند و تسکین یافتند ۔ و در ان غلبہ حوصلہ فراخ شدہ اندک قرار گرفتند ۔ و فقیر تین اینکہ بود خموش باش ضبط مخزون شیدا در مجاہدہ می کوش با وجود آن خالی از غلبۂ حال نمی بودند چنانچہ خواجہ ... پکلیوال می گفت کہ وقتے فقیر را در حمام تلقین می فرمودند و از غلبۂ حال از دریچۂ حمام برخاستہ و آستین در دست گرفتہ بے اختیار تا دروازہ رسیدند و این بیت فرمودند ۔ بیت

بظاہر شیخ و سر برآستانم ۔ بباطن رند و می در آستینم ۔ فقط ۔

ونیز ہرگاہ وقتے طالبے درخدمتِ ایشان می آمد احیاناً می فرمودند:

ع - سرِ تا قدمت اوست کرا میجوئی - وحضرت شیخ احمد تاره بلی می فرمودند کہ روزے آنجناب و قاضی جمال الدین عالیکدلی پیش از وقت پیشین باہم در حجرۂ خاصِ خود نشستند وہر دو بزرگوار تا آخر وقت پیشین در غلبۂ حال بودند۔ چون بخاطر من رسید مبادا وقت نماز فوت شود ببانگ بلند نماز نماز گفتم چون ایشان دریچه وا نمودند۔ از روئی غلبۂ حال مرا تہدید فرمودند و گفتند کہ ای تشنۂ نماز مگر نماز گاہی ندیدہ ہستی۔ و این بیت خواندند بیت

نماز بحقیقت قضا بود لیکن ۔ زمان صحبت ما را قضا نخواہد بود - فقط -

ونیز از آنجناب مسموع است کہ آنحضرت مطالعۂ کتب حضرات صوفیہ مثل عوارف المعارف و قصاید فارضیہ و شروح آن اکثر اوقات می فرمودند تحشی بدستخط خود بر عوارف المعارف وغیرہ کتابہا از خود می نوشتند۔ ونیز ہرگاہ کسے مطلب خود در دل گرفته پیش ایشان می آمد۔ و آنجناب بغیر اظہار روے کتاب عوارف المعارف یا کتابے دیگر ورق گردانیده بدست او می دادند کہ جواب مطلب خود از ان صفحہ می یافت۔ واگر کسے ناخواندہ می بود ۔ تقریبے زبانی بنوع دیگر می فرمودند کہ او راحل مشکل می یافت۔ فقط۔ ونیز از آنجناب مسموع است کہ روزے شخصے از ہمسایۂ محلہ شاخ بُری تاک انگور حضرت شیخ اکبر می کرد ناگاہ از تاک انگور غلطیده بر زمین افتاد۔ و جان داد و من در خدمت حضرت شیخ احوال افتادہ حال ساختم ایشان ہم متردد شدند۔ وساعتے متوجہ بباطن مانده فرمودند کہ خیر باشد برو یا را او را ببین چون رفتم او را زندہ یافتم فقط۔

ونیز آنحضرت می فرمودند کہ روزے حاکم وقت را پسر بیمار بود۔ چون بنظر آنجناب رسانیدند۔ فی الفور صحت یافت۔ و مبلغ یکہزار روپیہ ہدیۂ فرستاد حضرت

مبلغ مذکور صرف فقرا فرمود۔ ویکفلوسہ بجز خرچ خانۂ خود نہ نمود۔ فقط

وہم از زبان آنجناب مسموع است کہ شخصے دو گوشوارۂ زرین در خانۂ حضرت شیخ امانت گذاشتہ بود و ہر دو بموجب تقدیر گم شدند۔ و حضرت شیخ مالک را گفتند کہ مبلغ دوازدہ روپیہ از کسب حلال باید آورد۔ وی مبلغ مذکور حاضر کرد و آنجناب با یاران خود بخواندن دوازدہ ختم حضرات خواجگان عالیشان علیہم الرحمۃ والرضوان مشغول شدند تا باتمام رسانیدند یک گوشوارہ از سقف افتاد۔ و بعد خواندن شش ختم دیگر گوشوارۂ دوم ہمچنان بیفتاد فقط۔

وہم از یاران آنجناب منقولست کہ روزے شیخ عبداللہ کارخانہ دار کہ مرید با اعتبار ایشان بود در خدمت آنحضرت دو چیز التماس نمود یکے آنکہ حاکم داغشال قرا باقیات مطالبۂ باقیات سپاہان شدید دنبال کردہ است۔ دوم مال پشمینہ بسیار موجود دارم کسے خریدار نیست۔ ایشان فرمودند کہ ہر دو مشکل ترا آسان خواہند شد۔ چون از انجا مرخص شد در اثنای راہ بخانۂ تاجرے در آمد۔ وے تمام مال پشمینۂ او بمنافع کثیر خرید نمود۔ از انجا برآمدہ در اثنای راہ شنید کہ حاکم داغشال را تبدیلی شدہ داروغۂ جدید باقیات بندوبست محال داغشال ترا می طلبد فقط۔

مدعا کہ حضرت شیخ از افراد روزگار صاحب اسرار و بزرگوار بود در وبای سال ۱۲۴۳ھ[1] ۱۷ ماہ ربیع الاول انتقال فرمود۔ و در حظیرۂ سادات پارسائیہ متصل تربت میر محمود پانپوری آسود۔ شیخ اکبر بادی مکمل تاریخ است و نیز علیہم الرضوان فقط

---

[1] ۱۲۴۳ھ ۱۸۲۷ء

وہ بھی ختم

بابا آیت الله و شیخ عباد الله: - از طبقهٔ اشراف نجار کشمیر ارخ اعیانی یکدیگر بودند و در خوردی یتیم شدند. و در صغر سن بتوفیق ازلی در تحصیل بزرگی و علم ضروری و خداپرستی مشغول شدند و از خواجه اسحق ٰ دندرو علم قرآت آموختند. و در یک اربعین حفظ قرآن مجید فرمودند. و بهمین قیاس در هر مطالب فایز المرام بودند. و در صحبت و در تربیت شیخنا الاشرف در سلوک راه حق راهبر و راهنما و رهبر گشتند فقط -

بابا آیت الله از یاران شیخ اشرف با استعداد و همت علوی مشهور و معروف بود و باستعداد پر قوت و علو همت و امداد پیر طریقت کار خود از اقران بالا برده در ضبط و ربط عبادت الله و مجاهده فی سبیل الله و افاضه بر اهل الله مغبوط شیوخ کشمیر شده و در هر کار همچنین تیز رو بود که باندک تحصیلی در علم هر کتاب از هر علم که بدست میگرفت چنان وامی شد که بدیگری درس میتوانست داد. و در نوشتن قرآن وغیره خوشنویسی با استادان برابر شده. و چنان برکت پیدا کرده که هر چند بسبب شغل ظاهری درس قرأت قرآن و اصلاح مشق شاگردان و تربیت طالبان و اشتغال باطنی و ضبط اوقات در عبادت رحمان کم مینوشت. و از حق کسب تحریر محتاجان و طالبان را در قضای حاجات ضروریه بشری رفاقت و دستگیری می فرمود و در نشر قرأت عشق تمام بود. و فیض او بر خاص و عام تمام اهل کسب و حرفه هم در مکاسب و حرفه های خود مشوره و راه صواب از ایشان میپرسیدند -

و همچنین در راه حق مطلق شده در تربیت طالبان بر اسلوب پیران خود قوت اجتهادی داشت و پیر اشرفش برای تربیت طلاب و اجرای فیض قرأت و اصلاح مشاق او را در ذاکر مسجد متصل آستانهٔ فیض کاشانهٔ حضرت سلطان است نشانیدند و خود جناب ایشان هم در آن مسجد میرسیدند. و باهم در افاضه و استفاضه می نشستند معز الیه در آنجا بکار های

مسطورہ سرگرم شدہ قاضی الحاجات مردم گشت۔ وحضرت شیخ اشرف طالبان راہ خدا
اکثر باو رجوع می ساختند۔ وبحق اوشان می فرمودند کہ آیہ بابای ما آیت اللہ
آیت الکرسی وآیۂ رحمت است۔ در سن چہل سالگی ۸ شوال سنہ ۱۱۹۸ھ مجادثۂ وبا انتقال
فرمودہ در خطیرۂ سادات پارسائیہ آسود فروح وریحان وجنت نعیم تاریخ است فقط۔

وحضرت شیخ عباد اللہ در رسوخ وتمکین ودوام استقامت وارتسام عبادت
وحفظ آداب شریعت وطریقت وافاضہ وتوجہات وعنایت بر مستفیدان وطالبان
راہ حقیقت ومعرفت غبطۂ اہل روزگار بود۔ والد راقم الحروف می فرمود کہ روزے
فقیر ولایتی در خدمت ایشان آمدہ التماس نمود کہ مرا معنے حقیقی لا الٰہ الا اللہ شایع
کردہ دہند ایشان ہمراہ او در مسجد رفتہ دوگانہ ادا کردند۔ ولونگی از سر او کشادہ در کمر
خود پیچیدہ۔ ودو طرف لونگی را باہم تاب دادہ بدست او دادند۔ وخود چون
لا الٰہ خواندند غایب شدند لونگی از کمر ایشان جدا شدہ بدست او افتاد

وفات ایشان ۱۲ ماہ شعبان سنہ ۱۲۳۰ھ واقع شدہ ودر مقبرۂ شیخ گنج بخش
متصل زیارت سید حبیب کاسانی جوار قلعہ مدفون

شیخ الہام لاری از نجبای عصر وفرید دہر در نستعلیق نویسی فرد روزگار بود بتوفیق
ازلی واشتیاق جبلی دست ارادت بدامن شیخ محمد اشرف فتحکدلی زدہ در اندک فرصتے
طی مراحل سلوک نمود۔ ودر موضع قصبۂ لار بر ساحل آبجو تکیہ نشین شدہ مدت بیست
سال در عزلت وانزوا ودر انجا بعبادت وریاضت وورع وتقوی گذرانید عجب شوقے

۱؎ حساب برابر سنہ ۱۱۹۸ھ حی آید م سنہ ۱۷۸۳ء

وذوقی داشت۔ وصاحب طبع موزون بود۔ عاقبۃ الامر لسبب رجوع خلایق ترک علایق انجا کردہ چندگاہ در شہر گذرانید۔ اخیر عمر در موضع ہارون متمکن شدہ درانجا انتقال فرمود۔ و در مزار شیخ بہاء الدین گنج بخش آسود۔

بابا محمد صدیق: - از یاران برجستۂ شیخ محمد اشرف بود۔ و در سیف خوانی کمال داشت۔ مدتی در موضع برین خلوت نشین شدہ۔ عمر خود بریاضات وعبادات بایستہ لبسر برد۔ عاقبت بارشاد مرشد بزرگوار مرشد و رہنمای خلق اللہ شد۔ یاران برجستہ بہم رسانید۔ دربذل وعطا و ورع وتقوی بے ہمتا بود۔ چون رحلت نمود در مغل مسجد متصل روضۂ حضرت بابا قایم لسیوی بخواب استراحت آسود علیہ رحمۃ اللہ الودود۔

شیخ محمد یحیی شوپیانی صاحب فضل وکمال بود در علوم ظاہری دستے داشت چون میل خداپرستی بہم رسانید۔ دست ہمت بدامن شیخ محمد اشرف زدہ در اندک فرصتی بدرجہ اعلے ارتقا نمود۔ و ارشاد کامل حاصل فرمود۔ و مدتی درمیان شہر میبود۔ خدمات پیر روشن ضمیر بجان ودل بجامی آورد عاقبت در وطن مالوف خود رفتہ حاجت روای مردم شد۔ چون از دنیا رحلت نمود درانجا آسود۔

شیخ محمد عارف: - از قوم زمینداران موضع درند پرگنہ پھاک بود بارادت جبلی و عطیۂ لم یزلی روی ارادت بخدمت شیخ محمد اشرف فتحکدلی آوردہ، در ریاضات ومجاہدات[1] جانبازیہا نمود۔ حالات عجیبہ داشت عمر خود در جود وتقوی گذرانید۔ و درانجا آسود۔

شیخ عبداللہ مخدومی در علوم صوری ومعنوی مہارتے عجیب داشت۔ چون

---

[1] بجای مجاہدات "عبادات شاقہ" (ی)

ذوق خدا پرستی بهم رسانید در خدمت شیخنا شیخ محمد اشرف مشرف شد و بندولیه با تلقین
آنجناب چراغ معرفت افروخته با ریاضات و عبادات عامل گشت۔ عاقبت
بفرمان مرشد بزرگوار در خدمت بابا آیت الله شرفیاب صحبت گشته طی مراحل سلوک
نمود۔ و ارشاد حاصل فرمود۔ چون رحلت نمود در مزار آبا آسود۔

بابا عطاء الله نبیرهٔ بابا فتح الله کامل خلیفه شیخ محمد اشرف فتحکدلی بود
در عبادات و ریاضات و ضبط اوقات و قرات دعوات ثانی نداشت۔ حضرت
شیخ قدر و منزلت او بسیاری داشتند۔ و از فیض صحبت شیخ محمد اکبر هم مستفید بود
و در مزار آبا آسود۔

بابا عبد الغفور۔ از مریدان شیخ محمد اشرف صاحب شرف بود عمر خود در ریاضت
و تقوی بسر نمود۔

مخدوم بهاء الدین صفاپوری از احفاد شیخ محمد شریف بود از علوم ظاهری بهره
داشت۔ در ایام جوانی نصاب حزب یمانی و ورد خوانی بسیار می کرد۔ در هر امر همت
عالی داشت بر هر چیزی که بعمل درود و وظایف می کرد۔ فی الحال می شد۔ می آرند که روزے
شخصے را از مریدان شیخ اکبر پادی ظالمی ضربے شدید رسانید۔ وے رجوع
بشیخ اکبر نمود ایشان فرمودند که در پیش بهاء الدین صفاپوری رفته از طرف ما سلام بگوی
وے حاجت روائی تو فی الحال خواهد کرد۔ چون آن شخص نزد موصوف الیه رفت و از مرشد خود بوے
پیغام رسانید۔ ایشان پاس اخیر در چشمه سار مانستر تا گلو غرق آب مانده حزب یمانی
خواندند همان وقت سر آن ظالم بدکیش در خوابگاه خود از تن شد فقط۔

[illegible] آن چون بسعادت ازلی در خدمت شیخ محمد اشرف فتحکدلی شرفیاب

صحبت گشت یکبار ترک وظایف وا ورا دنمود۔ و چراغ معرفت افروخته طیِ مقامات سلوک فرمود۔ و از یاران شیخ بزرگوار هم استفاده نمود پس عمر عزیز خود در موضع صفاپور بر ساحل مانسر نشسته در ریاضات و عبادات بسر نمود مستجاب الدعوات و جاحت روای مردم بود و در انجا بجواب آخرت آسود۔

خواجه خلیل ترنبو : ۔ از نجبای شهر خلیفه با اخلاص شیخ محمد اشرف فتحکدلی است در ریاضات و عبادات فرد یکتا بود۔ حالات عجیبه داشت۔ ۲۵ جمید الثانی سنه ۱۲۴۲ھ[1] رحلت نمود۔ و در مزار آبا آسود۔ "بلبل شاخچه سدره" تاریخ است فقط۔

شیخ ثناء الله زونیمری از احفاد شیخ محمد فاضل زونیمر است بعد اکتساب علوم عقلیه و نقلیه از جد خود شیخ مسعود اخذ فیوض باطنی نمود و در مسجد حضرت سلطان العارفین که در گنڈ پوره پرگنه کوهیامه است چهل اربعین را استقامت کرده بریاضت پرداخت۔ و حرز یمانی و ورد اعظم و حزب البحر و دعاء مونسی و چهل اسم و حرز احتجام و اسماء عظام را نصاب داد۔ و بعد ارتحال جد بزرگوار خود شیخ مسعود دست بیعت بدامن شیخ محمد اشرف فتحکدلی داده طی مراحل سلوک نمود و خلوت ها کشید۔ قهر و جلال بسیار داشت روزے ظالمے را طبانچه بر رو داد فی الحال نابینا شد فقط۔

روزے چهار ده گوساله در زرع جاگیر او افتادند۔ خادم را گفت که گوساله ها را از زرع بدر کن۔ و در چاه بیند از چون خادم گوساله ها بطرف جنگل دور کرده همان وقت خبر آمده همه ها را کشته در چاهی پنهان ساخت۔ و وفات او بجه نهم ماه ذوالجه سنه ۱۲۳۵ھ[2]

۱۔ سنه ۱۲۴۲ھ م سنه ۱۸۲۶ع :: ۲۔ سنه ۱۲۳۵ھ م سنه ۱۸۱۹ع

بود و در مزار اجداد خود در محلۂ زونیمر آسود ۔ تاریخ

گفت تاریخ وفاتش ہاتفی ۔ بود روز عرس عثمانِ حیا

شیخ ضیاء اللہ :۔ خلف و خلیفۂ شیخ محمد افضل زونیمر لیبت و بیشتر بسیاری از بزرگان دہر رسیدۂ در ریاضت و مشقت فرد بے ہمتا بود ۔ و در افادہ و استفادہ بسیار کوشید و در صفائی باطن شانے عجیب داشت ۔ عمر خود در تورع و تقوی گذرانید و در مقل مسجد آسود ۔

شیخ سیف اللہ :۔ برادر شیخ ضیاء اللہ مرید شیخ حیات بود مدۃ العمر در ریاضت و ورع و تقوی و افادہ گذرانید ۔ و با اولیای بسیار صحبت داشت و در ماکول و مشروب بسیار پرہیز می کرد ۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ رحلت فرمود ۔ و در مزار آبا آسود ۔

شیخ محمود گنائی :۔ خلیفۂ عزہ بابای حطبی صاحب تورع و تقوی در کمالات باطنی بے ہمتا بود

شاہ حمید اللہ :۔ از خلفای عزہ بابای حطبی مرتاض و محتاط و صاحب حال بود در مقبرۂ بابا عبد الکریم فتحکدلی آسود ۔

قایم کنٹ :۔ خلیفہ شاہ عنایت اللہ بود و عمر خود در ریاضت و عبادت و تقوی بسر نمود ۔

میر ضیاء الدین قادری از مریدان شاہ عنایت اللہ صاحب ورع و تقوی بود در مزار آبای خود آسود ۔

شاہ امان اللہ :۔ مرید شاہ عنایت اللہ مرتاض و محتاط و بی ریا بودہ است ۔

بہاء الدین متو :۔ از خلفای شاہ عنایت اللہ مردے متورع و متشرع

---

۱ ؎ ۱۲۴۳ھ م ۱۸۲۷ء

بود عمر خود در تجرید و تفرید بخانه شیخ سیف الله گذرانید۔ و در ریاضت و عبادت جانبازی بانمود عجیب سوز و گدازے داشت. کتاب ریشی نامه[1] و سلطانی[2] و قادریه[3] و نقشبندیه[4] و چشتیه[5] پنج دفتر منظوم کرده است۔ چون رحلت نمود۔ در مزار آبای خود آسود۔

شاه اسد الله :۔ خلف و خلیفه شاه فضل الله نور لیت در ورع و تقوی عامل و در ریاضات و مجاهدات کامل بود۔ اما در مزاج اندکے تلخی داشت۔ چون رتبه ارشاد حاصل کرد شخصے بخدمت شاه فضل الله از تلخی مزاج او شکایت آورد شاه فرمود وقتیکه بجای من بنشیند اخلاق او بد نخواهد بود۔ پس همچنان بظهور پیوست که عمر خود در وضع حلم و تواضع گذرانید۔ و در مرض موت باوجود ضعف نماز تراویح از دست نداد و شب بیست و پنجم ماه تراویح نشسته خواند۔ فردا وقت پیشین در سجده جان بحق تسلیم نمود و در حظیره آبا آسود۔

بابا علی لسوی :۔ نبیره بابا مقیم سلطانی مرید شاه فضل الله صاحب مجاهده بود در تعبیر رویا مهارتے عجیب داشت۔ در مقبره آبای خود مدفون است۔

قاضی جمال الدین :۔ از احفاد ملا جمال الدین سیالکوٹی نواسه ملا محمد اسلم ٹوپیگرو بود و در علوم عقلی و نقلی مهارتے عجیب داشت۔ اولاً از ملا قوام الدین اخذ فیوض ظاهری و باطنی نمود۔ آنگاه دست ارادت بدامن شاه فضل الله زده طی مقامات سلوک نمود و خط ارشاد حاصل فرمود۔ و در کتمان حال بسیاری کوشید۔ و در تمام روز بدرس و تعلیم مشغول می بود که تمامی اهل شهر و روستائی دهها از تعلیم ایشان مستفیض میشدند۔ شاه عبد الرحمن مجذوب می فرمود که کوتوال روز و پاسبان شب همین است۔ و در فنافی الرسول شأنے عجیب داشت۔ نعت های عجیب از طبع رسای خود می گفت و بتاریخ ۱۲ شعبان

سنہ ۱۲۴۳ھ[۱] رحلت نمود. و در محلہ عالی کدل متصل خانۂ خود مدفون است. تاریخ۔

ہاتفی سال وہش فرمودہ ۔ سبع عشرون مہ شعبان بودہ ۔

حکیم نور الدین متو: ۔ از شرفای اینیدیار بود بتوفیق ازلی در ذیل تربیت شاہ فضل اللہ در آمدہ صفای باطن حاصل نمود و با شیخ عبد الوہاب باغبان پوری ہم صحبت داشت۔ آخرہا بنظر شاہ نظام الدین قلندر سرمست بادۂ توحید گشتہ عمر عزیز خود رندانہ بسر برد۔ حالات وکمالات عجیبہ داشت ۸ ار شعبان سنہ ۱۲۴۱ھ[۲] رحلت نمود ۔ و در محلۂ سیدہ پورہ متصل حسن آباد مدفون است ۔

ملک جمیل: ۔ از ملکان قصبۂ شوپیان روشنضمیر وصاحب تاثیر بود عمر خود در تجرید و تفرید بوضع رندی بسر نمود آخر عمر روزی در موسم زمستان بحالت نزع جان رسید وگفت مرا امروز از دنیا رفتن بود ۔ اما بسبب غلبۂ برف و برودت مردمان را ازیت میرسد بہتر آن است. کہ اول بہار بروز عرس شیخ بہاء الدین گنجبخش از دنیا میروم بمجرد گفتن صحت یافت ۔ انگاہ عرصۂ سہ ماہ گذشتہ در سنہ ۱۲۴۲ھ[۳] بروز عرس شیخ گنج بخش غسلے کردہ کفن پوشیدہ و در حجرۂ خود در آمدہ جان بحق تسلیم نمود ۔ و در مزار حکیم نور الدین آسود ۔

بابا محمود: ۔ از مریدان دولت بائی بود عمر خود در تفرید و تجرید گذرانید۔ در شہر مدفون است

---

۱ سنہ ۱۲۴۳ھ م سنہ ۱۸۲۷ء

۲ سنہ ۱۲۴۱ھ م سنہ ۱۸۲۵ء

۳ سنہ ۱۲۴۲ھ م سنہ ۱۸۲۶ء

بابا عثمان :- از مریدان عبدالسلام تا کہ صاحب مجاہدہ و تقوی بود۔ در شاہ آباد آسود ۔

عبدالرسول زرگر :- اول در خدمت محمد شاہ خندہ بوتی بآداب طریقت مستفید شدہ بود بعد آن در خدمت شرف الدین زرگر طریقۂ سلوک با تمام رسانید۔ بسیار متورع و متشرع بود۔ چون رحلت نمود متصل تیوان مسجد آسود فقط ۔

شہاب شاہ قلندر :- در خوردی سن آثار صلاحیت[1] از ناصیۂ او ہویدا بود۔ و در ایام جوانی زوجۂ برادر خود عمداً او را بزنا متہم ساخت۔ و آنمرد خدا عضو مخصوص خود قطع کردہ بترک دنیا پرداخت۔ و رایت مجاہدہ و ریاضت افراخت۔ روزی قلندرے از ولایت آمدہ چند روز در صومعۂ او گذرانید۔ و طالب سعادتمند بنظر او ارجمند شدہ سوز و گداز و تب و تاب بہم رسانیدہ و ریش خود تراشیدہ رخت قلندری پیراست و در موضع بنڈپورہ پرگنہ کوہہامہ نشستنگاہ خود آراستہ۔ بخرق عادات و کشف کرامات شہرت یافت۔ و مدت العمر در انجا متمکن بود۔ و ۱۶ صیام ۱۲۴۱ھ بر بلندی کوہ در انجا آسود ۔

شیخ عبدالرحمن اونہ کامی فرزند بابا مقیم مردے عارف و فخیم بود و از عم خود شیخ صالح کسب سلوک آموختہ۔ عمر عزیز خود در مجاہدہ و ریاضت بسر برد۔ اکثر اوقات از طہارت خفتن نماز اشراق ادامی کرد۔ و در تورع و تقوی شانے عجیب داشت حالات و کرامات او بسیار مشہور است۔ و در فن طبابت ہم فرد لاثانی بود۔ یگیاہ

(۱) صلاحیت ان اسے سنہ ۱۲۴۱ھ مم سنہ ۱۸۲۵ء

جنگلی ہر کس را معالجہ می کرد ۔ روزے ظالمے را برای ایذای مسلمانان نصیحت کردو ے قبول نمود ۔ فی الحال در موسم بارش برف ہمان لحظہ خانمان او معہ مال و اسباب خانہ بسوخت ۔ ہفتم ماہ ربیع سنہ ۱۲۶۱ھ[1] رحلت نمود ۔ و در موضع وتہ کام آسود "شیخ عارف" تاریخ است ۔

بابا عبد الصمد: خلف الصدق بابا محمد شافی صاحب ورع و تقوی بود ۔ و استفاضہ از پدر بزرگوار خود نمود ۔ و در مزار آبای خود در سنہ ۱۲۶۱ھ[2] آسود "شیخ عبد الصمد ہمدانی" تاریخ وفات اوست ۔

شیخ محمد مقیم: ۔ فرزند ارجمند شیخ ضیاء الدین زونیمری مرید شیخ محمد صدیق اشرفی مرتاض و محتاط بود ۔ عمر خود در ورع و تقوی و افادۂ خلق خدا بسر نمود ۔ در مزار آبای خود محلہ زونیمر آسود ۔

میاں انور: ۔ فرزند ارجمند و خلیفۂ دلپسند میاں محمد رفیق صاحب تحقیق و توفیق سرمست بادۂ شہود بود ۔ و از نظر فیض اثر او بسا صاحبان قسمت راستی افزود ۔ و در حدود دراوہ آسود ۔

شیخ مسعود: ۔ ولی کامل مرید بابا محی الدین پانڈانی بود ۔ عمر خود در ریاضت و تقوی و تجرید بسر نمود در موضع چاگل آسود ۔

قادر شاہ کامراجی بچہ زمیندارے بود چون عنایات رب ودود او را راہ کشود بکشوداز رحمہ شاہ استفادہ نمود ۔ و طریقہ قادریہ را رواج داد و مریدان برجستہ بہم رسانید

---

[1] سنہ ۱۲۶۱ ھ م سنہ ۱۸۴۵ ء

[2] سنہ ۱۲۶۱ ھ م سنہ ۱۸۴۵ ء

در موضع رتن پته تحصیل ... مدفون است ...

کرم شاه ... ... صاحب ریاضت و تقوی بود مردمان را اسرار گرفته تعلیم (ذکر بالجہر) می داد۔ می گفت در لعد زمانه کسے را طلب نیست هرگاه بجائے آب می اندر زمین خشک شود۔ بازهم تا چند گاه طراوت آن باقی خواهد ماند۔ همچنین در تمامی کشمیر سیاحت کرده در چهار ارشاد حاق نموده در شاه آباد آسود۔

حاجی نظام الدین نوری در علوم صوری و معنوی ممتاز۔ و در ریاضت و مجاهدت بے انباز بود۔ بعد تحصیل کمالات سعی و عمل بزیارت حرمین الشریفین موفق گشت۔ و با مشایخ بسیار صحبت داشت۔ بعد مراجعت آن سواد در خانهٔ خود عزلت گزید۔ و از در خانهٔ خود گاهے قدم بیرون نکشید حتی که بابت نماز جنازهٔ فرزند گرامی خود هم از در بیرون نه بر آمد تارک کل بود مدة العمر کتابت کلام الله می کرد و قف می گذاشت و فتوحات بدست خود اصلا نمی گرفت۔ طبعے موزون داشت کتابت ملهمات در تصوف و توحید تصنیف کرده است۔ و در کتاب مذکور این ابیات در مذمت سادات بدعمل نوشته بود۔ ابیات۔

سیّدانِ زمانه سیدانند — در لباس حسن یزیدانند
آدم از خاک و سید از نور است — آدمیّت ز سیّدان دور است

حسن شاه شنوی را این حرف بد آمده این بیت نوشته فرستاد۔ بیت

خر عیسی اگر بمکه رود — چون بیاید هنوز خر باشد

و نظام الدین در جواب نوشت۔ ابیات۔

سخن شیخ واقعی است ولی — شرفش بر خرد گر باشد

زانکه عیسی بر وسواری کرد — ہم سوئی کعبہ اش نظر باشد
یا بیچ اسپے بگرد او نرسد — رخش رستم گرش پدر باشد

مدعا کہ وے فرد زمانہ بود حالات و کمالاتِ او از حد افزونست۔ ۲۹
ماہ ذوالحجہ ۱۲۶۱ھ[1] در فوراہ مدفون شیخ عارف تاریخ است۔

مولانا ضیاء الدین:۔ در علوم صوری و معنوی فرد کامل و فاضل بود در جامع بیجبارہ وعظ خوانی میکرد۔ و عمر خود در ورع و تقوی و ریاضت گذرانید۔ چون رحلت نمود۔ در بیجبارہ آسود۔

فتاح شاہ:۔ از مریدان صدیق شاہ اکن گامی بود در ریاضت و تقوی شانے عجیب داشت۔ مدت العمر در کریوۂ کنلون عزلت نشین شدہ حاجت روای مردم بود چون رحلت نمود در خطیرۂ مولانا ضیاء الدین در بیجبارہ آسود۔

صدیق شاہ:۔ مردے مرتاض و محتاط و ممتاز در عبادات و ریاضات جانباز بود۔

شیخ محمد عبداللہ درویش کامل بحق واصل بود مدۃ العمر بر کریوۂ بیجبارہ ریاضت نمود و درانجا آسو۔

فتاح شاہ ثانی:۔ مردے متورع و متقی بود عمر خود در تجرید و تفرید بسیاحت گذرانید۔ و در پرگنۂ ونتز بخواب آخرت آسود۔

قادر شاہ ثانی:۔ از مریدان رحمہ شاہ صاحب ریاضت عالیات بود۔ عمر خود بر کوہ دیوہ تل پرگنۂ زینہ گیر در تجرید و تفرید بعزلت گذرانید۔ و درانجا بعزلت آخرت

---

[1] ۱۲۶۱ھ م ۱۸۴۵ء

خرامید۔

ضیاء الدین زرنگیر۔ داماد شیخ اکبر ہادی و مرید شیخ عبد الرسول زرنگر صاحب حالات و کمالات نجیبہ بود و خلق خدا را راہ ہدایت بنمود۔ و در سال ۱۲۶۰ھ[1] پنجم ماہ رجب رحلت فرمود و بہمدوش مرشد خود آسود۔

بابا عبد اللہ مخدومی صاحب تمکین و وقار عالم عامل و فاضل کامل بود۔ از روح مبارک حضرت شیخ حمزہ مخدوم قدس سرہٗ فیض باطنی می یافت۔ بلکہ بامر حضرت سلطان چند بار در واقعہ بشہر چمکن رفتہ از میان عمر چمکنی باکتساب فیوض باطنی بہرہ مند شدہ باز گشت آمد بعد آن دو مرتبہ بنیت زیارت پیر بزرگوار خود شیخ عمر چمکنے ظاہراً در شہر پشاور رفتہ لعنایات بیغایات آنجناب مشرف شد۔ و در تردید واہیات حافظ کمال رسالہ تصنیف کردہ است۔ چون رحلت نمود و در صحن آستانہ فیض کاشانہ آسود۔

شیخ محمد نعیم بن شیخ محمد مقیم برادرزادہ و داماد شیخ اکبر ہادی است بعد تحصیل علوم ظاہری بخدمت خواجہ عبد الرحیم شیخنمان روی ارادت آوردہ آداب طریقت آموخت و چراغ خاطر بمجاہدات و ریاضات افروخت۔ بعد انتقال خواجہ موصوف تکمیل ارشاد از شیخ اکبر نمودہ عمر خود در مصاحبت و مجالست حضرت خواجہ شاہ نیاز نقشبندی بارجمندی گذرانید۔ بلکہ ہمرکاب آنجناب بسیاحت ترکستان نہضت فرمود۔ و بعد انتقال شیخ اکبر ہادی چہار سال جانشین ایشان بود۔ بتاریخ ۲۷ ماہ صیام ۱۲۴۷ھ[2]

---

[1] ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۴ء

[2] ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۱ء

انتقال نمود۔ و در خطیرۂ شیخ گنج بخش متصل حصار آسود ۔

ملا جمال الدین لشپلو :۔ فرزند ملا رحمت اللہ لشپلو است در اکتساب علوم صوری و معنوی شاگرد والد ماجد خود بود و از اخوند عبد السلام و کبیل نظرے داشت و از خواجہ اسحق ذندروہ و شیخ محمد عمر کسب علم قرأت عشرہ تجوید کردہ بود ابو البرکات خان را اعتقاد ایشان بسیار داشت چنانچہ اہل غرض بنام ابو البرکات سفارشی و بسیار می بروند بموجب آن دلتنگ شدہ در موضع داڈہ وپنورہ عزلت گزید۔ و در روبای عام آزاد خان ۱۱۹۸ھ[2] رحلت فرمود۔ و بیرون روضۂ بابا یزید شمہ ناگی آسود ۔

تاریخ ۔ در آن ساعت کہ پوشید از جہان چشم ۔ ندا آمد جمالِ ذات دیدہ

بابا محمد یحیی :۔ بن بابا محمد میرزا و نواسۂ عبد السلام دارمرید پدر خود بود و از جد مادرے ہم نظری داشت۔ و در عبادت و ریاضت بسیار کوشیدہ خلعت ارشاد از پدر خود پوشید۔ و عمر عزیز خود در تشرع و تدوین گذرانید۔ ۹ رماہ جمید الاول ۱۲۰۷ھ رحلت گزید۔ و در مزار آبا آرمید ۔

بابا آیت اللہ :۔ فرزند بابا عبد اللہ مخدومی ملائی زبردست بود۔ و بجذبۂ غیبی مرید شاہ ثناء اللہ قلندر شدہ بریاضات عامل گشت۔ حالات برجستہ داشت ۔ در صحن آستانۂ حضرت مخدوم مدفون ۔

رحمہ شاہ :۔ مردے درویش سیرت بود با شاہ فضل اللہ صحبت داشت ۔ مرید برجستہ

---

[1] ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۱ء

[2] ۱۱۹۸ھ م ۱۷۸۳ء

بہم رسانید۔ در قصبۂ لار مدفون[1]۔

اخوند بابا ولی زنگیر در علوم صوری و معنوی ممتاز۔ و در ریاضت و تقویٰ سرفراز مرید عم خود شیخ رسول زنگیر بود۔ و از شاہ ثناء اللہ قلندر ہم استفادہ داشت صاحب سداد و ارشاد بود۔ عمر خود در استفادہ و افادہ بسر نمود۔ علم تکسیر خوب میدانست۔ طبعے موزون داشت۔ این رباعی از وست۔

رباعی سلیمان نیق در زیر دست آری عقیقش را۔ مگر ای[1] خط چرا مور آسا گرد این شکر پیچی۔
میفزود اینقدر باروی آتش ناک ای ظالم۔ که چون زلف سیاہت دود آہم در سر پیچی۔

ہشتم ماہ صفر ۱۲۷۶ھ[2] انتقال فرمود متصل پٹوان مسجد آسود۔ "کاشف سر خدای" تاریخ است

بابا محمد ولی ثانی :۔ بن بابا محمد عرب از احفاد شیخ حسن لالو روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود عمر خود در ورع و تقویٰ بسر نمود[3]۔

قاضی حبیب اللہ :۔ خلف و خلیفہ قاضی جمال الدین عالیکدلی در علوم صوری و معنوی صاحب کمال و برجستہ احوال بود و صبیۂ شیخ نعیم تارہ بلی در عقد داشت۔ و در کتمان حال بسیار می کوشید۔ ۱۶ ذوالحجہ رحلت نمود۔ و در مزار والد بزرگوار مدفون است۔ "والذین امنوا اشد حبا للہ" ۱۲۶۳ھ تاریخ است۔

شیخ طیب رفیقی :۔ نبیرۂ شیخ مصطفےٰ رفیقی مرید پدر بزرگوار خود شیخ احمد رفیقی بود۔ و از شیخ عبدالمجید کبروی سازہ گرپوری و از میان عبدالمجید کرناوی شرف تکمیل

---

[1] مدفون است (ی)۔ (۱) "مگر" (ی)

[2] ۱۲۷۶ھ م ۱۸۵۹ء۔ [3] ۱۲۷۴ھ م ۱۸۵۸ء (۱) مگر (ی) (۲) نہم ماہ صفر (ی) (۳) بعمر ۹۴ سال ۱۹ ماہ شوال ۱۲۷۴ھ رحلت فرمود (ی)

وارشاد حاصل نمود - وبا اولیای کبار بسیار صحبت داشت - لامحاله فی زماننا صاحب کشف وخوارق ومعانی مرد بے ہمتا وفرد لاثانی بود - عمر خود در جود وسخا وبذل وعطا وافادۂ خلق خدا بسر نمود وکتاب رفقاء الفقرا ورحالات اسلاف واجداد خود تالیف فرمود - دہم ماہ شوال سنہ ۱۲۶۶[1] رحلت نمود - ودر مزار آبا آسود - کاشف سر خدا تاریخ است -

شیخ محمد رضائے رفیقی: - از اعقاد شیخ معین الدین رفیقی مردے متواضع وحلیم وبردبار متورع ومتشرع مرید شیخ نعمت اللہ بود تا مدۂ چہل وپنج سال پاس اخیر ہر روز غسل کردہ حرزیمانی میخواند ودر ریاضت ثانی نداشت - پنجم شعبان سنہ ۱۲۷۶[2] رحلت نمود در مزار رفیقیان آسود -

میان قطب الدین: - برادر کلان میان انور صاحب اسرار ونیک محضر بود - عمر خود در افادہ بسر نمود ودر مقبرۂ والد ماجد خود آسود - تاریخ وفات ایشان از طبع زاد شیخ احمد تارہ بلی - تاریخ :-

عالم وعارف حق قطب الدین — گشت واصل بفردوس برین
گفت ہاتف کہ شد از علم وہدیٰ — قطب ملحق برفیق اعلے

شب شنبہ - ۲ شعبان سنہ ۱۲۶۹[3] بسن مسنون رحلت نمود

عبد السلام وانگن پورہ مردے صلاحیت آثار وستودہ اطوار مرید میر محمد منور خطی

---

[1] سنہ ۱۲۶۶ ھ م سنہ ۱۸۴۹ ء
[2] سنہ ۱۲۷۶ ھ م سنہ ۱۸۵۹ ء
[3] سنہ ۱۲۶۹ ھ م سنہ ۱۸۵۲ ء

بود۔ عمرِ خود در گمنامی و عزلت نشینی بسر برده۔ ۲۱ صفر ۱۲۷۳ھ [1] رحلت نمود۔ و در محلهٔ وانگن پوره آسود ۔

بابا نظام الدین :۔ از مریدان شیخ محمد سخی اسلام آبادی بود عمرِ خود در تورع و تقویٰ وریاضت و گمنامی و خانه نشینی گذرانید۔ حالات و کمالات عجیبه داشت۔ روزے مرشد بزرگوار او را گفت که در حالت بودن زوجه و اطفال و عیال خداپرستی مشکل است۔ فی الحال زن خود را طلاق داده عمرِ عزیز در تجرید گذرانید۔ و بروقت ملاقات مرشد بزرگوار از شهر تا اسلام آباد برهنه پا می رفت۔ و در علم فقه صاحب کمال بود در خطیرهٔ حضرت روپی ریشی آسود۔

وزیر شاه :۔ توانگر زادهٔ عالیمقدار بود۔ بتوفیق ازلی ترک دنیا کرده حلیلهٔ خود هم مطلقه ساخت۔ و در خلوت و اربعینات ریاضتهای شاقه بعمل آورد۔ اکثر اوقات در مرغزارها و یلاقها سیر می کرد۔ و تنها بر کوهسارها رفته اربعینات بسر می برد۔ همیشه ملبّس بلباسهای فاخره می بود و اسپان خوش رفتار را آراسته و پیراسته سواری می کرد۔ و در روز دو سه روپیه خرچ می ساخت و نذورات اصلاً قبول نمی کرد۔ و مردم عوام او را کیمیاگر میدانستند۔ در سال ۱۲۸۳ھ [2] رحلت فرمود۔ و در محوطهٔ زین علی دار آسود ۔

کرم شاه لاری :۔ از مریدان رحمه شاه در ریاضت و مجاهدت ممتاز بود۔ راقم الحروف شبے نزدیک او خفته بود۔ وے تمام شب در موسم سرما هم یک کرته کرپاس پوشیده بغیر کانگڑی و ورزش ذکر می کرد۔ و بحرارات درونی چهار سبوی آب سرد بنوشید۔ عجب شوقے

۱؎ ۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۶ء

۲؎ ۱۲۸۳ھ م ۱۸۶۶ء

وذوقے داشت در موضع فراوند نوشت

شیخ موسیٰ: خلف و خلیفۂ شیخ ثناء اللہ زونیمر لیت عمر خود در ورع و تقویٰ و مجاہدہ بسر نمود۔ و در موضع بندپورہ آسود۔

حافظ محمد مختار: فرزند ارجمند و خلیفۂ دلپسند شیخ عبدالرحمن آونہ گامی است۔ کلام قدیم از بر داشت کہ بلحن داودی میخواند۔ نہایت متورع و متشرع و پرہیزگار بود۔ در سنہ ۱۲۷۱ھ[1] رحلت نمود۔ "شیخ ارم مکین" تاریخ است

بابا محمود زرگر: فرزند شیخ ضیاء الدین زرگر و نواسۂ شیخ اکبر بادی صاف ضمیر و نیک تخمیر و مرتاض و محتاط بود۔ پنجم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۴ھ[2] رحلت فرمود۔ در محلۂ پیوان مسجد آسود۔

خواجہ احمد شوتھو: عزیزے روشن ضمیر و صاحب تاثیر از مریدان خضر صاحب خانقاہی بود عمر عزیز خود در حمام گنڈ سرسنگہ بعزلت و انزوا در تفرید و تجرید و عبادات شاقہ بسر نمود۔ و در انجا بحق آسود۔

شیخ حبیب اللہ: فرزند شیخ سیف اللہ مرید والد خود بود زندگانی در ورع و تقویٰ بسر نمود و در گورہ گاڈی محلہ آسود۔

ملا نور الحق: خلف ملا عبدالحق مرید شیخ ضیاء الدین زرگیر بود در کتمان حال بسیار جہد نمود مدۃ العمر خانقاہ نقشبندیہ را امامت می کرد۔ بسیار متورع و متشرع بود۔ در سنہ ۱۲۷۷ھ[3] رحلت نمود

۱۔ سنہ ۱۲۷۱ھ م سنہ ۱۸۵۴ء

۲۔ سنہ ۱۲۸۴ھ م سنہ ۱۸۵۷ء

۳۔ سنہ ۱۲۷۷ھ م سنہ ۱۸۶۰ء

در مزار آبا آسود -

تاریخ - گفت تاریخ او غلام حسن - قبرش از نور حق منور باد (۱)

شاه محمد منور حقانی : - از احفاد خواجه اسحق ختلانی خانه داماد شاه کمال الدین حقانی شاگرد ملا ابوالخیر بود - و در ریعان جوانی ذوق خدادادی بهم رسانیده - دست بیعت بدامن شاه عبدالرحمن قلندر زده طریق طریقت آموخت - و چراغ مجاهدت افروخت - بعد مجذوب شدن حضرت شاه تربیت او تفویض میر بهاء الدین منطقی که خلیفه برجسته حضرت شاه بود شده بدرجهٔ ارشاد اعتلا نمود - و بجای شاه کمال الدین حقانی وارث جانشین شده بافادهٔ خلق اشتغال نمود از بسکه باذل و متوکل بود از آمدنی فتوحات امروز برای فردا چیزی موجود نمی گذاشت و در علم تکسیر فرد بی نظیر بود - چنانچه والد نامه نگار می فرمود که من موجب رابطهٔ خویشاوندی روزی همراه ایشان در ایام جوانی براه جبه کدل می رفتیم هندو زنی را کوزهٔ آبی در دست بود و دامن من بدان آلود - و زن مذکوره آب پرتاب کرده باز بر مشرب رفت - و شاه منور را غیرت آمده بر قطعهٔ سفالی نقش مثلث از کار در کشید - و بدست من داد و گفت بر زن مذکوره را پیش رفته نشان بده - چون او را نشان دادم فی الحال دنبال ما بدوید - تا که بخانه رسیدیم و آن زن مدتی بر زینه نشسته ماند - پس بر سفال مذکور بطرف دیگر نقش مربع بر کشید - چون او را نشاندادم فی الحال مسحور بر رو پوشیده راه خانه گرفت فقط -

سنہ ۱۲۷۵ھ م ۱۸۵۸ء

(۱) احمد شاه خلف شاه محمد صدیق از مریدان شیخ علی لیبوی بود که ذکر او گذشت - عمر خود در ورع و تقوی گذرانید - بتاریخ ۷ ماه ربیع الاول ۱۲۷۵ھ انتقال نمود در محله کهواه آسود - (این عبادت در نسخه یونیورسٹی کشمیر بعد تذکره ملا نور الحق درج است) -

پس عمل آن موجب فرمان شاه عبدالرحمن یکبار ترک نمود - وگاہے تا حین
حیات بعمل نیاورد - چرا کہ جامع کمالات صوری و معنوی بود - شصت کسیر یافت - ۲۰ ار ماه ربیع
الاول ۱۲۷۵ھ رحلت فرمود - و در محوطہ حضرت شاہ قاسم حقانی آسود - راقم الحروف
کہ خاکپای ایشان بود تاریخہا گفت از آنجملہ - تاریخ -

رفت چون شہ منور از دنیا - رخت در عالم بقا بکشاد
گفت تاریخ او غلام حسن - احمد مجتبیٰ شفیعش باد

میرزا غلام بیگ : منصب دار زادۂ عالمقدار بود - چہل ہزار روپیہ ترکہ پدر داشت
و بنظر کیمیا اثر شاہ عبدالرحمن یکبار ترک دنیا کرده مال و متاع براه خدا صرف نمود - و حلیلۂ
خود را یکنیم ہزار روپیہ نقد دادہ مطلقہ ساخت - پس بفرمان حضرت شاہ با محمد
منور دیوانی عقد اخوت معنوی در محلۂ پذیر آستان بخانہ ایشان بعبادت و ریاضت گذرانید -
و محمد منور را حلیلہ خود در ایام سلوک فوت شده پس ہر دو بزرگوار بر یک بستر خواب می فرمودند
و فرقت یکدیگر گاہے منظور نمی کردند - و نماز شام و خفتن و صلوٰۃ صبح و اشراق علی الدوام
در خانقاه معلّی میخواندند - و فقیر حقیر مدت دہ سال در خدمت گذاری ایشان بسر نمود -
و بموجب بد قسمتی خود چیزی ما حاصل نشد - ع - تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
در انحال حضرت شیخ منور مر النصیحت می فرمودند کہ ازین ترک زادہ بسیار
باید ترسید و خاطر خود از وساوس شیطانی باید نگہداشت کہ ہر گاہ در مشرق و مغرب پلئے
موری گسستہ شود شخص را بمکاشفہ معلوم گردد فقط -
و ہم ایشان می فرمودند کہ روزے این ترک زادہ در خانقاه معلّی بود و برای
نماز صبح اقتدا نمود و تا دو پہر روز استاده محو جلوۂ شہود بود - و از موجودی وجود خود خبرے

نداشت تاکه این سخن بسمع میر بهاءالدین رسید - والیشان خلیفهٔ خود محمد اکبر فرستادند - ووی
بحکم آنجناب طبانچهٔ سخت برروی او نواخت تاکه بهوش آمده نزد میر فت والیشان تا
عرصهٔ شش ماه او را بار سلام ندادند - وهم الیشان فرمودند که روزے آزاد خان حاکم برای ملاقات
حضرت شاه آمد - وحضرت شاه باشراف دانسته غلام بیگ را گفت که اکنون مقدم بدذات
باینسو می آید - واو را اینجا آمدن نباید داد - پس موصوف الیه بر در استاده مانده آزاد را
دخول نداد وے بقهر آمده چیرا بر پای زینه سوار شد - وغلام بیگ طبانچهٔ سخت برروی آن ظالم نواخت
و آزاد غضبناک شده جلاد بدنهاد را حکم داد که این شخص را چشمان بکشند - غلامان دست
آنحضرت گرفته بیرون کشیدند - و آزاد بر نزد بات ابر آمده چشمان او بے نور گشت
و نابینا شد - بموجب آن جلاد را حکم داد که باین شخص معترض نشوند - وخود در حالت نابینائی
بحضور رسیده از حد التجا نمود - وجناب شاه تف برروی او انداخته باز بینا شد فقط -

وهم الیشان می فرمودند که روزے ما هر دو کس بزیارت بابا شکور الدین ریشی رفته
بودیم واین ترک زاده بوقت نصف شب برخاسته بر آب رفت - ودر اثنای راه
افعی پای او بگزید و آن دلاور افعی زیر پای خود گرفته بکشت وخود نماز تهجد خوانده تا وقت
چاشت باشغال معمولی خود مشغول ماند - آنگاه بخانه آمده پای او متورم شده بود و شدت وجع بسیار
داشت - پای خود اصلا بیرون نکشید - ومعالجه کردن نداد - عاقبت چند کس جمع آمده پای
او بزور گرفتیم و شرطها داده خون کشیدیم - بعد دو ماه صحت یافت - مدعا که در مجاهدات
وریاضت بے همتا بود - وبعد نماز پیشین همیشه چای از دست خود پخته می کرد - و تا پختن آن
چهل و یکمرتبه سورهٔ مزمل میخواند - در شب و در روز همگی دو سه ساعت با مردمان اختلاط می کرد
ورنه بکار خود شاغل و عامل می بود - وگریه بکثرت می کرد که چادر پوشیدنی او از اشک

ہمیشہ ترمی بود۔ ۲۲ رماہ رجب ۱۲۷۵ھ[1] نقل فرمود۔ و در محفوظ شاہ قاسم حقانی آسود۔ و مولف تاریخ گفت۔ تاریخ ۔

چون غلام الدین ولیؔ بینا ۔۔۔ از جہان رفت بجاند مینا
ہاتف غیب بگفت آرسال ۔۔۔ گو غلام الدین ولیّ بینا

خواجہ امیر الدین پہکلیوال از احفاد خواجہ یعقوب پہکلیوال صاحب کمال و برجستہ احوال و ستودہ افعال بود۔ بتوفیق ازلی اولاً در خدمت قاضی جمال الدین عالیکدلی کمالات صوری و معنوی بہم رسانید۔ انگاہ در ذیل تربیت خواجہ منور حطبی در آمدہ بریاضات و مجاہدت پرداخت وارشاد طریقہ کبرویہ حاصل نمودہ رایت استعلا افراخت۔ بعد آن در خدمت شیخ عطاء اللہ دریہ گامی استفادہ نمودہ اجازت سلسلۂ عالیۂ قادریہ اخذ فرمود ۔ انگاہ در خدمت شیخ اکبر بادی مشرف شدہ بطریق نقشبندیہ وسہروردیہ مجاز گردید ۔ پس بموجب توطّش دروفی بسیر ہندستان رفتہ در حدود ملتان بخدمت شیخ سلیمان فایز گشتہ بمقام معیت و شہود دستافت و بخلافت تکمیل آنجناب افتخار یافت۔ بعد مراجعت آن سواد سجادۂ ارشاد گستردہ بافادہ افاضۂ خلق خدا مشغول شد و مثنوی تحفۂ احمدی[و تحفۂ محمدی] در علم تصوف منظوم کردہ بخدمت جناب شیخ احمد تارہ بلی گذرانید کہ ہر دو رسالہ مطلوب جمع عنوان اہل روزگار است۔ و رسالۂ تربع و دیگر رسایل و تحقیقات امیری مصنفۂ ایشان درین دیار یادگار۔ مدعا کہ در علوم صوری و معنوی فرید بےہمتا بود۔ ہشتم ماہ ذوالحجہ ۱۲۸۲ھ[2] رحلت فرمود و در

---

[1] ۱۲۷۵ھ م ۱۸۵۸ء
[2] ۱۲۸۵ھ م ۱۸۶۵ء

مزار کلان شیخ بہاء الدین گنج بخش آسود -

- تاریخ - پئے تاریخ وصلش گفت ہاتف - بہشتم ماہ حج یوم سہ شنبہ

ملا ثناء اللہ پشلو - فرزند اکبر ملا جمال الدین پشلو است بعد تحصیل علوم دینی دست ارادت بدامن شیخ عبادی قاری زدہ طی مقامات سلوک نمود - واز شیخ اکبر ہادی ہم رتبۂ تکمیل افزود مدت العمر خود در لیقۂ شریفہ آثار مبارک نبوی پیشوای می کرد - ودرانجا مدفون است -

ملا حیدر پشلو : - فرزند اوسط ملا جمال الدین پشلو عالم تحریر وروشن ضمیر وعالی تخمیر مرید جد مادری خود سید حیوۃ خان چیوڈارہ بود لیعد وفات ایشان مرید پدر بزرگوار خود شدہ واز شیخ اکبر ہادی ہم استفادہ واستفاضہ نمود - درعلم قرائت وتجوید ورسم خط قرآن ممتاز ، ودر کمالات علوم صوری ومعنوی بے انباز تصانیف عالیۂ او درد ہر مشہور ومتداول ترتیب اوبر اوراق السنہ اجلا مسطور نور السراج درعلم فرائض سراجی منظوم مفتاح الرحمت مصباح الظلمہ مربع الغزلات فی رسم خط قرآن دُر یتیم غرایب الرغایب درفقہ مناسخ درتصوف خیرات الحسنات درتجوید وشرح چہل وچہار حدیث وغیرہ رسالہ ہا فقط -

مدعا کہ درکمالات علمی وعملی فرد روزگار بود ظرافت طبع بسیار داشت - علمای وقت شاگرد او بودند - ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ[1] رحلت نمود - ودر مزار آبا آسود -

---

[1] ۱۲۴۳ ہجری ۱۸۲۷ء

ملا نور الدین قاری خانیاری مرید و شاگرد شیخ عبادی قاری بود۔ و از ملا محی الدین سیالکوٹی ہم استفادۂ علوم رسمی نمودہ۔ در عہد خود مردِ بے بدل بود و در نشر علم قرأت بسیار کوشش فرمود۔

خضر بابای قاری:۔ مرید حضرت شیخ عبادی قاری بود و علم قرأت ہم از آنجناب استفادہ نمود و اجازتِ اوراد و وظائف از شیخ اکبر بادی و شیخ طیب رفیقی و شیوخ دیگر اخذ فرمود در صحن خانقاہ معلیٰ آسود۔

شیخ رحمت اللہ ثانی:۔ خلف و خلیفۂ شیخ اکبر بادی در علوم صوری و معنوی فرد یکتا و در ریاضت و تقویٰ مردِ بے ہمتا بود در سنہ ۱۲۲۹[1] ۸ ار ماہ محرم بعمر پنجاہ و یکسال در حین حیات پدر بزرگوار رحلت نمود۔ ختمِ صالحین تاریخیست۔

شیخ محمد یحیٰ:۔ فرزند شیخ نعمت اللہ خلیفۂ شیخ اکبر بادی صاحب تورع و تقویٰ و فنا فی اللہ بود در خطیرۂ حضرت شیخ اشرف آسود۔

محمد شاہ قدیمی:۔ و مولوی غلام الدین جامی و مہدہ شاہ جامی و حیدر شاہ نج و قاضی جمال الدین خوشنویس و عبد الوہاب وانگن پورہ و محمد جیو کوہامی از مریدان برجستۂ شیخ اکبر صاحب ریاضات و مکاشفات بودند۔ و زندگانی خود ہا در مجاہدات بسر بردند۔

شیخ احمد تارہ بلی:۔ فرزند ارجمند شیخ محمد نعیم از احفاد شیخ رحمت اللہ عاصمی تلمیذ سعید قاضی جمال الدین عالیکدلی بود۔ و کلام قدیم چنان یاد فرمود قرأت عشرہ از شیخ عبادی قاری استفادہ نمود۔ انگاہ بیاری حضرت باری راہِ رستگاری جستہ در خدمت شیخ

---

[1] سنہ ۱۲۲۹ھ م سنہ ۱۸۱۳ء

عبادی قاری علم معنوی آموخت۔ و بمجاہدات و ریاضاتِ شاقّہ طیِ مقامات اطوار سبعہ نمودہ مشاغل لطائف ستّہ بانوار و تجلیات معرفت و شہود افروخت و سرمایۂ دولت ابدی از پنج گنج پنج سلسلۂ عالیہ قادریہ و نقشبندیہ و کبرویہ و سہروردیہ و چشتیہ کہ درکنوز خاطر یاران شیخنا الاشرف ذخیرۂ مکتوم بود اندوخت۔ نظم۔

روز و شب کارش ہمہ آن بود از من ۔۔۔ ہوش دردم خلوت اندر انجمن

وقت او وقفِ وقوفِ قلب بود ۔۔۔ در وقوف وقت اشغالش فزود

بر قدم بودے نظر در رفتنش ۔۔۔ غیر ذکر اللہ نبود بے گفتنش

یاد میکردے بہر دم یاد داشت ۔۔۔ داشتی اندر نگہداشت یاد داشت

با عزیزان گشتہ نسبت حاصلش ۔۔۔ شد بجمع الجمع ہمت کاملش

دایما قرب و معیت یار او ۔۔۔ شد شہود لاتعیّن کار او

مدعا کہ بصدور حالات عالیات و کمالات بینہایات جنید عصر و بایزید دہر شد چنانچہ صیت جلالت و فخامت او در اطراف و اکناف آفاق مشہور است۔ و شہرت مہانت و صیانت او بہ نسبت خلق اللہ برا وراق ادوار مسطور[1] مدت مدیدے در خدمتگذاری حضرت شیخ عبادی قاری بسر بردہ خشنودی خاطر آنجناب حاصل نمود دران اثنا حضرت شیخ اکبر ہادی را فرزند دلبند خود ریحان جوانی از جہان فانی درگذشت ازین رو حضرت شیخ احمد را مرشد بزرگوار از خدمت خود آزاد کردہ برای ادائے حقوق خدمات شیخ اکبر مامور فرمود مطابق فرمان آنجناب شیخ احمد منطقۂ ہمت و استقامت

(۱) مسطورہ (ص)

برابستہ در بجا آوری خدمات شیخ اکبر بجان و دل کوشید- و بتعلیم و تلقین و تکمیل
آنجناب مجدداً فایز گردید و بمقام معیت و شهود آرمید بعد انتقال حضرت شیخ اکبر
مریدان و معتقدان آنجناب باوجود موجود بودن وجود مسعود شیخ محمد نعیم که پدر بزرگوار
شیخ احمد و برادرزاده و داماد شیخ اکبر بود رجوع بشیخ احمد نمودند- و یاران آنجناب هم مثل
امیر الدین پهکلیوال وغیره شیخ احمد را بایت سجاده نشینی الحاح و ابرام از حد نمودند
گواری خاطر عاطر آنجناب نشد- و مرجع مردم اصلا منظور نفرمود- اما بیاری حضرت باری
مردمان اقالیم ترکستان و هندوستان و خراسان وغیره زیارت آنجناب از مغتنمات
می دانستند- و بتعلیمات و تلقینات آنجناب مستفیض می شدند- همدران ایام شیخ غلام
محی الدین والی کشمیر شده از انحضرت اعتمادے و اعتقادے بهم رسانید- و خواهان ملاقات
ایشان گردید- اما آنجناب اصلا تن بملاقات او نداده مدت پنج شش سال از نظر
عوام پنهان ماندند- و درین مدت والی خط لغفتهٔ همگی دو مرتبه بملاقات ایشان فایز گشت
و از تعلیم و نصایح بهره مند شد- و بموجب سفارش آنجناب قریه لک خرد وار شالی بمساکین
و درویشان و عالی خاندان اینده بار جاگیر بخشید- و هزارها روپیه نذر خدمت گذرانید- و
آنجناب منجملهٔ آن یکفلوس بمصرف خانهٔ خود نرسانید- مدعا که آنجناب از افراد روزگار
بود زندگانی در تفرید و تجرید بسر برد- هنگام قعدهٔ نماز بر بدن مبارکش لرزه و قشعریره می
افتاد- در کتمان حال بسیار می کوشید شهرت را آفت می دانست- در خانهٔ هیچکسے نمی رفت
در محافظت شرع و رعایت و استقامت و ورع و استدامت سنت و دفع بدعت و
رفع ضلالت اهل جهالت و اجرای امر معروف و نهی منکر و دفع شر اشرار و ارباب ضرر
و حمایت خلق خدا و رعایت اهل تقا همیشه همت او مصروف همی بود- و در خدمت

خلق الله که رکن اعظم طریقت است دوام و مستدام متعهد می بود. چنانچه علی الصباح از
دست شریف خود چای پخته کرده، قریب دو سه صد مردم را تا هنگام دوپهر چای و نان
قسمت می فرمود. و عذر خواهی می نمود. و در بارش باران بسبب کراهت چکش بام خانه
ها و رشحات تری راه از خانه قدم بیرون نمی کشیدند و در رفتن راه سر پوشیده و نظر بر قدم
نهاده می رفتند. و اهل بدعت بلا زجر می کردند. و اهل هنود را با وجود غلبهٔ کفر بلا اندیشه دعوت
باسلام می فرمودند. چنانچه روزے پنڈت راجه کاک را درباب سفارشی سائلے این عبارت
نوشتند "کافر ناپاک پنڈت راجه کاک ای مدبر فجّار وای کافر نابکار تروباسلام آر خلق
خدای را میازار حاجت سایل بر آر تا برهی از عذاب نار" فقط۔

اهل اسلام را برای اعتقاد اولیاء الله بسیار شوق می افزودند. و در ماکولات
مشروبات احتیاط کلی می فرمودند. روزے که اهل مزاج بودند حکیم خوردن غذا با آب گوشت
تجویز داد. ایشان یک پاو گوشت آورده آنرا جوش دادند. و آب آن نوش کردند.
پس گوشت مذکور را تا بیست و چهار روز هر روز آب جدید انداخته جوش میدادند.
و با همان آب غذا مے خوردند. حکیم را مے گفتند که هر روز آب گوشت میخورم فقط۔

از پدر خود شنیده ام که در ایام قحط سالے پیر مردے فرتوت بر سر راه افتاده
بود آنجناب هر روز بر بالین او می رفتند. و حصهٔ طعام خود لقمه لقمه در دهان او می انداختند.
و خود صایم الدهر و قایم اللیل می بودند فقط. راقم الحروف روزے بتوجه والد خود بطفیل
آنجناب و در رکعت نماز تراویح که از جماعت با قید اشته بودند ادا کرده است که از بنی
اسرائیل تا سورهٔ ناس در دو رکعت قرأت خواندند فقط۔

روزے همراه آنجناب در راه می رفتیم از یکجائی انگور خوب دیدم و نفس

من بخوردن. آن راغب شد چند قدم پیشتر رفته در خانهٔ خلیفه درآمده و صاحب
خانه را گفتند که در فلانه بازار انگور خوب دیدم چهار فلوس را نان زود آورده بده - وے
فی الفور انگور و نان آورده بمن عطا کردند فقط -

روزے همراه آنجناب بزیارت مرقد شیخنا الاشرف در فتحکدل میرفتم
و در اثنای راه دیدم که هیچکسے آنجناب را سلام نکرو گویا که ایشان را نمی دیدند چون از آنجا
راجع شدند صدها مردم گرد آمده تسلیمات بجا آوردند فقط -

روزے جوانے مصروع سر راه دامن ایشان بگرفته و برای دفع مرض
ملتمس شده با عجز و ابرام از حد نمود - آنجناب مجبور شده فرمودند که بروز زیر دریچهٔ خانقاه معلی
استاده باش و من بعد ساعتے در آنجا خواهم رسید حضرت امیر ترا علاج می تواند کرد -
پس بموجب وعده در آنجا رسیدند - و در حق او دعا خواستند فی الفور به شد فقط -

مدعا که در تحریر حالات آنجناب دفترها باید بود - اشعار آبدار از طبع رسای
خود می گفتند - و نثرهای رنگین و سنگین مینوشتند - رسالهٔ افضل الطرائق در تعلیمات سلوک
تصنیف کرده اند - ۱۳ از ماه رجب المرجب سنه ۱۲۷۸ھ[1] انتقال فرمودند - و در محلهٔ تاره بل
آسودند - تاریخ از مصنف -

تاریخ - شیخ احمد حافظ قرآن و فخر عارفان — سیزده روز از رجب رفته علم زد در جنان
بهر تاریخ وصال و عمر و میلادش سروش — دوش در گوشم بگفتا بشنو ای تاریخ دان
شیخ احمد کبروی میلاد و عمرش عابد است — شیخ احمد قادری سال وصال او بخوان

[1] سنه ۱۲۷۸ھ م سنه ۱۸۶۱ء

شیخ محمد تارہ بلی :- ارخ اعیانی شیخ احمد تارہ بلی شاگرد قاضی جمال الدین عالیکدلی و
مرید شیخ عبادی قاری در کمالات صوری و معنوی فرد بے ہمتا بود - طبعے موزون داشت مقامات
حضرت خواجہ مشکلکشا و عقاید اسلامیہ شرح قصیدۂ بردہ و دو شرح قصیدۂ بانت سعاد
بکمال طلاقت زبانی و خوش بیانی منظوم کردہ است - بیستم ماہ جمید الثانی سنہ ۱۲۸۰ھ[1]
انتقال نمود و در خطیرۂ شیخ احمد تارہ بلی آسود - تاریخ - عشرون مر جماد ثانی تاریخ است -
ملا محمد ظہیر پشلو :- فرزند ملا ثناء اللہ پشلو از یاران شیخ اکبر صاحب ورع و تقوی
بود مدۃ العمر خود در آثار شریف امامت می کرد - بعد وفات مرشد خود از شیخ احمد شرف تکمیل
حاصل نمود - ۲۷ ماہ رجب سنہ ۱۲۶۱ھ[2] رحلت نمود - و در حضرت بل آسود - تاریخ -
محمد رفت با معنے بمعراج -
عبدالرسول بن شیخ ثناء اللہ زونیمر لیست شاگرد ملا عبد الغنی سلیمانی و ملا عبید اللہ
بود و از شیخ نعمت اللہ اشرفی شرف انابت حاصل نمود - و آنجناب تربیت او تفویض
شیخ اکبر بادی فرمود پس تعلیم و تلقین ایشان فایز گشتہ مدتے در خدمتگزاری آنحضرت
گذرانید و از شہاب شاہ قلندر و بابا عبد الوہاب نو لہ مولی و شیخ عبد الرحمن اُونہ گامی نظرے
داشت و در کتمان حال بسیار میکوشید - حتی کہ این داستان گوی پدرہم بر حالات او واقف
نمی شد - و با وجود الحاح و ابرام یکحرف از زبان نمی کشد فقط -

---

[1] سنہ ۱۲۸۰ھ م سنہ ۱۸۶۳ء
[2] سنہ ۱۲۶۱ھ م سنہ ۱۸۴۵ء

روزے زمیندار در پیش او بیان ساخت کہ پسر من سخن نمے توانی کرد ایشان بقہر آمد۔ گفت کہ من با پسر تو سخن نمی توانم کرد مگر شمشیر عفرت سدهان شکستہ است۔ ہمانوقت پسر او بر زمین افتادہ بے ہوش شد۔ و پدرش پیش ایشان آمدہ جزع و فزع از حد نمود۔ ایشان دانہ کلوخے باو دادہ گفتند کہ بر بدن او بمال فی الحال بہوش آمدہ صحت یافت طبعے موزون داشت شیوا تخلص می کرد۔ رسالۂ مجموعۂ شیوا در ذکر اسلاف خود نظم کردہ است۔ و رسالۂ عجیب منظر در تصوف و رسالہ طرقہ در قضا و قدر و رسالۂ کرامات اولیاء اللہ منظوم از طبع زاد اوست۔ پنجم ماہ جمید الاول ۱۲۸۸ھ[۱] رحلت نمود۔ و در موضع گا م و یگنہ کوہامہ در خطیرہ شیخ محمد مقیم آسود۔

آہ غلام رسول رہبر راہ قبول نام فرع و اصول روی ز دنیا نهفت

ہاتف فرخندہ فال از پی تاریخ سال عمر وولادت وصال کرد بیک بیت جفت

بلبل باغ قدم آمد عابد بزلیت سال وفاتش سروش شہر تبعارت گفت

قاضی نور الدین قاری :۔ فرزند قاضی جمال الدین شاگرد پدر خود و سید سعید اندرابی بود و استفادۂ علم قرأت از خضر صاحب خانقاہی و نورہ صاحب خانیاری و شیخ احمد تارہ بلی فرمود و در علم معنوی ہم کمال داشت۔ ۲۴ ماہ صفر ۱۲۹۴ھ[۲] رحلت نمود و در خطیرۂ پدر بزرگوار خود آسود۔

شیخ احمد فرید :۔ از خلفای لعل شاہ مجذوب زندہ وضع و صاحب صفا بود عمر خود در افادہ بسر نمود و از اہل ہنود چند کس بتالیف قلوب مسلمان نمودہ بدرجۂ شہود رسانید۔ ۳ جمید الثانی

۱۔ ۱۲۸۸ھ م ۱۸۷۱ء

۲۔ ۱۲۹۲ھ م ۱۸۷۷ء

سنه ۱۲۸۸ھ[۱] رحلت نمود -

رحمان صوفی :- از قبیلهٔ زمینداران کامراج بود و بموجب سعادت ازلی در ذیل تربیت خواجه فخر الدین در آمده ارشاد حاصل نمود - عمر خود در ریاضت و تقوی بسر برده کار کشتاورزی می کرد - عاقبت بشوق مجاورت حضرت بل در موضع مله باغ سکونت ورزید طالبان بر جسته بهم رسانید مستجاب الدعوات بود - عاقبت مرجع مردم شد - و آن مکروه میدالست خدمت خلق بسیار می کرد - بهفتم شوال سنه ۱۲۸۷ھ[۲] رحلت نمود - و در مله باغ آسود - تاریخ -

بود رحمان صوفی اولیٰ — بهره ور از تقرب مولیٰ
ماه شوال و روز هفتم بود — راند محمل بجنّة المأوی
سالش از روی بحر ذی حشتم — خاص رحمان صوفی اولیٰ

و برادرش عثمان صوفی نیز صالح و متقی بود در مقبرهٔ برادر مدفون است فقط -

صدیق بالو :- پیر گوجری بود بتوفیق خدا داد از عباد ذو الارشاد سرمایهٔ خیر و سعادت اندوخته عمر خود در ریاضت و سخاوت بسر برد - خدمت خلق بسیار می کرد - در موضع چاگل مدفون است -

آخون زاده نور الله :- تاجر مالدار از مردم افاغنه بود و بنظر کیمیا اثر سرفراز شاه متأثر شده ترک دنیا نمود - مال و دولت خود بنام مولی پرداخت - روزے سرفراز شاه در حمام مراف کدل او را توجه داده و بغلبهٔ حال بے هوش نموده در بوریا پیچیده گذاشت - و بعد

۱؎ سنه ۱۲۸۸ھ م ۱۸۷۱ء

۲؎ سنه ۱۲۸۷ھ م ۱۸۷۰ء

هفت روز باز آمده از بوریا کشیده ہمچنان بیہوش بود. پس تکدے برئے زدہ بہوش آورد۔ مدتے در مستی گذرانید۔ بعد وفات مرشد در عالم صحو آمده در آستانہ شریف عزلت گزید و غاشیۂ شریعت بر دوش نہاد۔ گاہ اوقات روی خود بمردمان نشان می داد۔ و گاہی از صحن خود قدم بیرون نکشید۔ حتی کہ برای زیارت موی مبارک ہم گاہی بیرون نہ برآمد۔ ماکولات نمی خورد ہمگی از نیم آثار شیر خام افطار می کرد۔ و از میوہ جات ہمگی توت می خورد۔ روی مبارکش درخشان می بود۔ ۸ جمیدالثانی سنہ ۱۲۹۶ھ[1] انتقال فرمود۔ و در حضرت بل آسود۔ تاریخ۔

خاص خدا سالِ او گفتم و جبرئیل بگفت   بارگہ مصطفیٰ مہبط نور اللہ است

بابا اعظم کبروی: خلف خلیفہ بابا محمود گنائی صاحب مجاہدہ و تقوی بود۔ و از بابا محمد ولی زہگیر ہم استفادہ نمود۔ آخر عمر مغلوب الحال بود و در محلہ سکالی پورہ آسود۔

شیخ احمد پشلو: فرزند ارجمند ملا حیدر پشلو در علوم ظاہری و باطنی از پدر بزرگوار خود تلمذ داشت و از یک قلندر سے ہم نظرے یافتہ فیضیاب معنوی شدہ بود۔ پسانہ بخدمت شیخ اکبر بادی رسیدہ در طریقہ قادریہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و کبرویہ مجاز شد۔ و از تعلیم و صحبت ایشان فیضیاب گردید۔ بعد وفات ایشان در پٹیالہ در رفتہ از خدمت جان محمد صاحب فیض باطنی یافتہ در طریقہ چشتیہ ارشاد حاصل کردہ باز آمد۔ عمر خود بمجاہدہ و مشاہدہ در تقوی و گوشہ نشینی گذرانید   بروز غرۂ ذیحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ[2] رحلت نمود۔ و در موضع کانہامہ پرگنہ بانگل آسود۔ تاریخ۔

ہاتفی گفت سالش از سرآہ   شیخ احمد بزرگ اکمل بود

---

[1] سنہ ۱۲۹۶ھ م سنہ ۱۸۷۸ء نسخہ فیض یاب ۱۲

[2] سنہ ۱۲۹۶ھ م سنہ ۱۸۷۸ء

شیخ مصطفے[۱] رفیقی :- خلف و خلیفہ شیخ طیب رفیقی در علوم صوری و معنوی ممتاز- و در ورع و تقوی سرفراز بود- بعد انتقال والد بزرگوار جانشین او شدہ- عمر خود در افادہ و استفاضہ بسر نمود- ۱۴ ربیع الاول ۱۲۹۴؁ھ[۱] رحلت نمود- و در مزار آبای خود آسود- غوث لاریب[(۱)] تاریخ است-

شیخ احمد ترالی :- از قبیلہ تیلیات بود- و در خدمت مولوی غلام الدین مفتی بہرہ از علوم رسمی حاصل کردہ بتوفیق ازلی روی ارادت بخدمت صدیق خان کہ از مریدان میر محمد منور حیطی بود آوردہ ارشاد سلسلۂ کبرویہ حاصل نمود- آنگاہ در دہلی رفتہ از مولوی اسحاق علم حدیث آموخت و از تربیت احمد سعید چراغ معرفت افروخت- و سعادت ابدی اندوخت- بعد چند سال بکشمیر آمدہ بافادۂ خلق مشغول شد- و در تحریم تماستو رسالۂ تصنیف کردہ بود- اما منظور علمای عصر نشد- آخر عمر بزیارت حرمین شریفین فایز شدہ مراجعت نمود- در ۱۲۹۶؁ھ[۲] انتقال فرمود و در قصبۂ ترال آسود-

شیخ احمد لیسوی :- خلف بابا علی لیسوی از اہل ورع و تقوی- مرید قاضی جمال الدین عالیکدلی بود و از بزرگان دیگر ہم استفادہ نمود- ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۴؁ھ[۳] رحلت نمود- و در مزار اجداد آسود- فخر ابرار[(۱)] تاریخ است-

شیخ عماد الدین رفیقی نبیرۂ شیخ محمد اسلم رفیقی شاگرد مولوی مقبول مانتجی و شیخ

---

[۱] ۱۲۹۴؁ھ م ۱۸۷۷ء

[۲] ۱۲۹۶؁ھ م ۱۸۷۸ء

[۳] ۱۲۸۴؁ھ م ۱۸۶۷ء (۱) غوث لاریب تاریخ وفات موافق نیست ۱۲

احمد واعظ بود و از شیخ احمد تاره بلی و درویش محمد مشتاق استفاده علم معنوی کرده عمر خود در تجرید و تفرید و ورع و تقوی بسر نمود - و در علم حدیث مهارتی عجیب داشت - کتب احادیث بسیار تحریر نمود - بسن آخر عمر بزیارت حرمین الشریفین مشرف شده از علمای آنطرف سند احادیث حاصل فرمود - و بتاریخ هفتم ماه رمضان سنه ۱۳۰۰ھ [1] رحلت نمود - و در مزار اجداد آسود رضی الله والنبی عنه تاریخ است -

شیخ اسد الله رفیق حلف شیخ اسلم رفیقی از صلحای وقت بود - عمر خود در تجرید و تفرید و گوشه نشینی بکمال ورع و تقوی بسر نمود - ۸ محرم ۱۳۰۵ھ [2] رحلت نمود در مزار اجداد آسود -

قاضی غلام الدین :- نبیرهٔ قاضی جمال الدین عالیکدلی و خواهرزادهٔ حضرت شیخ احمد تاره بلی در علوم صوری و معنوی ممتاز - و در حسن اخلاق و افعال بی انباز بود - بعد تحصیل کمالات علوم ظاهری و حفظ کلام قدیم بقرات عشره دست ارادت بدامن عاطفت شیخ احمد تاره بلی زده آداب سلوک آموخت - و از مشایخ دیگر هم مثل خواجه امیر الدین پهر کلیوال و شیخ محمد ولی زهگیر وغیره شرف خیر سعادت اندوخت - و چراغ زندگانی بصلاح و فلاح افروخت - ۱۷ ماه ربیع الاول سنه ۱۳۰۷ھ رحلت نمود - و در حظیرهٔ حضرت مرشد بزرگوار خود آسود - تاریخ از مصنف - تاریخ -

دریغا پیشوائے مسلمین رفت　　غلام الدین امام متقین رفت

دریغا تیره گشته چشم دلها　　که آن نور مبین زیر زمین رفت

دریغا خاندان اشرفی را　　چراغ معرفت در ما وطین رفت

---

[1] سنه ۱۳۰۰ھ م سنه ۱۸۸۲ء

[2] سنه ۱۳۰۵ھ م سنه ۱۸۸۷ء　　۳ سنه ۱۳۰۷ھ م سنه ۱۸۸۹ء

دریغا مرتبۂ شیخ اکبرِ درویش — قضا از پا فگند و در کمین رفت
جگر با پاره شد از خنجر غم — که خونِ دل ز چشمان حزین رفت
دو هفته از ربیع اولین بود — که روح او بفردوسِ برین رفت
خرد تاریخ وصلش گفت با گوشم — بگو آه آفتاب عابدین رفت

شیخ محی الدین — فرزند ارجمند شیخ محمد مقیم زینه‌گیری صاحب تورع و تقوی مرید شیخ محمد ولی زنگیر بود و مشایخ کبار و رشته‌داران اینها را نسبت داشت. عمر خود در ریاضات و عبادات گذرانید ۹ ماه شوال سنه ۱۳۰۹ھ[1] انتقال فرمود و در محله کوه آسود. تاریخ —

پی سال تاریخ وصالش سروش — بگفتا مکانش بخلدِ برین

شیخ محمد سعید — فرزند ارجمند شیخ محمد تاره بلی مردی فاضل و کامل بود. و کسب فیوض باطنی از عم بزرگوار خود شیخ احمد تاره بلی و شیخ عبدالله ترالی و شیخ محمد ولی زنگیر و امیر الدین پکلیوال نمود. عمر عزیز خود در صلاحیت و تقوی گذرانید. ساده وضع می‌زیست. ۱۹ ماه شوال سنه ۱۳۰۹ھ[2] بحادثه وبا انتقال فرمود. و در مقبرهٔ شیخ احمد آسود. تاریخ —

حسن از پی سالِ وصلش بگفت — سعیدا ز ازل شد بجنّت قرین
چون محمد سعید زین سرا بگذشت — شد ز دنیای دنی با باغ بهشت
خامه تاریخ سال رحلت او — بوده شیخ الورا سعید مست

خمس چهارم از علما و فضلای حقانی

ملا احمد علامه — از علمای فخام بود اطراف عالم را سیر نمود. و در زمان راجه سنگهه دیو

[1] سنه ۱۳۰۹ھم سنه ۱۸۹۱ء   [2] سنه ۱۳۰۹ھم سنه ۱۸۹۱ء

بمرافقت سید شرف الدین قدس سرہٗ در کشمیر رسید و در اشاعت مذہب اسلام بسیار را اہتمام ورزید۔ عجب ہمتے وجودے داشت و در زمان سلطان شمس الدین رتبۂ شیخ الاسلامی یافتہ تا آخر عہد سلطان شہاب الدین ہزارہا مردم باسلام آورد و مدرسہا جاری کرد۔ و جمعے کثیر از علوم دینیہ بہرہ مند ساخت۔ سلطان شہاب الدین و قطب الدین و مرزا حسن وغیرہ از شاگردان اوست۔ کتاب فتاوی شہابی بارشاد سلطان شہاب الدین در علم فقہ مرتب فرمود و از علم معنوی ہم حظ وافر داشت۔ گویند سید بلبل شاہ پیر صحبت او بود رسالہ شہاب ثاقب در علم تصوف بابت سلطان مزین فرمود۔ مدعا کہ فضایل و کمالات او از حد افزون است۔ و در مقبرۂ سید موصوف مدفون۔

ملا محمد علامہ: ۔ فرزند اسعد ملا احمد و در کمالات علوم عقلیہ و نقلیہ ارشد بود۔ بعد وفات والد ماجد خود بر عہدۂ شیخ الاسلامی تسلط نمود۔ و در فیصلۂ امور قضا مہارتے عجیب داشت۔ حکی آرند کہ زنے پسر دیگرے بدزدی برد۔ بعد چند سال مادرش سر راہ بشناخت۔ و مقدمہ در محکمۂ قضا افتاد۔ چونکہ فریقین در محکمہ شاہدان گذرانیدند۔ مولنا درین امر متحیر ماند۔ عاقبتہ الامر حکم داد کہ آتش برافروزند۔ و پسر متنازعہ را بسوزند۔ گویند بعد ورا این حکم مادر جعلی او درین امر ہیچ تردد نکرد۔ اما مادر اصلی او سراسیمہ گشتہ غوغا برداشت۔ و از دعوای پسر ابرا نمود۔ پس مولنا پسر مذکور بوے داد فقط۔

حکی آرند کہ حضرت مولنا را جنے مسخر بود کہ از افعال نیک و بد مردم بوے خبر می داد چنانچہ روزے شخصی در پیش سلطان سکندر شکایت مولانا گذرانید۔ آن جن فی الفور مولانا را خبر کرد۔ و ہمانوقت مولانا در پیش سلطان آمدہ شاکی را زجر فرمود۔

سلطان را تسلی نمودند۔ مدتی که مولانا در عهد خود فرد لاثانی بود۔ در شهور ۸۱۵ھ[1] رحلت نمود
وجوار مرقد پدر بزرگوار خود آسود۔

ملا افضل بخاری از علمای اکمل بخارا بود در عهد سلطان سکندر در دیار نزهت آثار ورود نمود سلطان نسبت آنجناب تعظیم و تکریم بجا آورده موضع ناگام در اقطاع او بخشید۔ پیشروی مسجد جامع برای او مدرسهٔ سنگین بنا ساخت۔ مدة العمر در آنجا نشسته عالمیان از تعلیم و تدریس او فایز شدند۔ چون رحلت نمود در حظیرهٔ سید تاج الدین آسود۔

ملا احمد کشمیری:۔ نواسهٔ ملا احمد علامه است و در پیش ملا افضل بخاری تلمذ نمود و در علوم عقلیه و نقلیه بین الاقران ممتاز۔ و در مصاحبت و منادمت سلطان زین العابدین رئیس زبان دراز و انیس، و همراز و جلیس محرم راز بود۔ در شعر و سخن طبعی عالی داشت۔ تاریخ وقایع ملک کشمیر و ترجمه مهابارت وغیره رساله ها از تصنیفات اوست۔ و در بحث و مناظره شانی عجیب داشت چنانچه کیفیت جودت طبیعت او در ذکر سلطان زین العابدین مرقوم است۔ و مدفنش در مزار سلاطین نامعلوم۔

ملا حافظ بغدادی:۔ در زمان سلطان زین العابدین وارد این دیار شده عالم عامل و فاضل کامل بود۔ عالمیان را بافاده و افاضه فیض بخشی نمود۔ عمر عزیز خود در مصاحبت و مجالست سلطان بسر برد و در مقبرهٔ ملا کبیر مدفون است۔

مولانا کبیر:۔ استاد سلطان زین العابدین صاحب ورع و یقین بود۔ در صغر سن بهرات رفته علوم غریبه و فنون عجیبه از هر نوع تحصیل فرمود سلطان زین العابدین او را بتکلف

---

[1] سنه ۸۱۵ھ م ۱۴۱۲ء

تمام طلبیده در نوشهره متصل دولتخانهٔ خاص جایگاه او قرار داد - و منصب شیخ الاسلامی بنام نامی او مقرر ساخت - و همانجا مدرسه بنا کرده چند قریه برای وظایف طالب علمان از پرگنهٔ ناگام وقف نهاد - پس حضرت مولانا عمر عزیز خود در تعلیم و تدریس انام و اشاعت اسلام و اشاعت سنت سید الانام علیه الصلوٰة و السلام در آن مقام بسر نمود - و بعد رحلت در انجا آسود -

مولانا قاضی جمال الدین :- صاحب فضل و کمال و برجسته احوال بود از هند آمده در خانقاه فیض پناه کبرویه بوظایف و اوراد اوقات میگذرانید - رفته رفته شهرت فصاحت و بلاغت او بسمع سلطان زین العابدین رسیده بحضور طلبید - و خدمت قضایای اهل اسلام بوی تفویض ساخت که فیصله مقدمات بدیانت و صیانت می فرمود تا که بخاک آسود -

ملا پارسا :- عالم تحریر و صاف ضمیر بود در عهد سلطان زین العابدین از بخارا آمده بر مدرسهٔ سلطان درس می گفت - سلطان او را اطاعت و فرمانبرداری از حد می کرد - اقطاع بسیار داشت در محلهٔ نوشهره مدفون است ...

مولانا قاضی میر علی :- در عهد سلطان زین العابدین از بخارا آمده در علوم عقلیه و نقلیه ممتاز - و در بحث و مناظره سرفراز و در علوم تصوف و توحید محرم و دمساز بود - پادشاه دین پناه فضائل و کمالات او دیده بر خدمت قضایای ایشدیار ممتاز ساخت و چند قریه در اقطاع او عطا کرد - از انجا که ابنا و احفاد و ذریات مولانا تا حال درین محال موجود است[1] بهم

---

[1] خاندان قاضیان در شهر متعدد هستند قاضیان مهاراج گنج که در سال ۱۳۵۱ هجری مشغول تجارت هستند از ذریات مولانا قاضی میر علی هستند دایره و الله اعلم -

صلاحیت وتقوی وفضل وبلاغت وزکاء عصر بیهمتا بوده اند۔ وبعضی ها بر صوبیداری وقضایای اینجا مدار تسلط یافته اند۔ عقب وذریات ایشان دعوی سیادت ثابت می دارند۔

مولانا رضی الدین :- از فصحای عصر و بلغای دهر بود۔ در علوم عقلیه ونقلیه وفقه وحدیث مهارتے عجیب داشت۔ ودر زمان تسلط میرزا حیدر بر مدرسۂ معموره قطب الدین پوره تدریس می کرد۔ ودر علوم غریبه تصانیف عالیۂ او مشهور۔ گویند ملا ملیچی داماد او بود وشیخ بابا داؤد خاکی وشمس الدین پال وغیره همانیز از شاگردان اوست۔ در شهور ۹۵۶ھ[1] رحلت فرمود۔ تاریخ ۔ میر در مسجد جان سپرد بحق ۔

مولانا کمال الدین :- از فرزندان قاضی میر علیست که جد تمام طبقۂ قاضیان است۔ البته از صحاب کمال فرید بیهمال بود۔ قاضی موسی شهید برادر زاده اوست۔

مولانا نوری گنائی : معروف به ملا ملیچی نبیره بابا عثمان اوچپ گنائی است که در اشاعت شرع واستقامت ورع وتدریس وتعلیم علوم اصل وفروع فرید دهر ویگانۂ عصر بود ودر کسب معرفت وطریقت مقامات عالیه داشت۔ ودر قلاش پوره مدفون است۔

مولانا شنگرف گنائی :- نیز از احفاد بابا عثمان نامدار از زبدۂ اعیان اینجا بود دانشمند عالیقدار۔ در علوم عقلیه ونقلیه نادرۂ روزگار بود۔ ودر سفر حرمین الشریفین با شیخ ابن حجر مکی ملاقات نمود۔ وسند احادیث صحاح ستہ از و اخذ فرمود۔ ودر خطیرۂ ملا ملیچی در قلاش پوره آسود ۔

قاضی ابراهیم :- بن قاضی سکندر بن قاضی میر علیست۔ اکثر قبایل قاضی شهید سیر از احفاد اوست۔ مرئے فاضل ومتبحر بود در عهد میرزا حیدر بر منصب قضایا استقلال داشت۔ سیر داشیال پسر شمس عراقی بتجویز او کشته شد۔ بنابران کینۂ

[1] ۹۵۶ھ م ۱۵۴۹ء

او در سینۂ اہل تشیع مرہن بود کہ باقتضاؐ او قاضی موسی شہید کنانیدند۔ قتنۂ شہادت (۱)
او میان حصۂ دوم در ذکر حسین شاہ چک مرقوم است ۔

ملا عبدالوہاب :- فرزند ارجمند ملا فیروز دانشمند فاضل و عالم کامل بود در علم معما و فنون غریبہ رسالہا تصنیف کردہ است ۔ و بر حاشیۂ توفی و شرح مواقف و شرح شمسیہ منطق حواشی نوشتہ است فقط :۔

قاضی موسی شہید :- از احفاد قاضی میر علی است در کمالات علوم صوری و معنوی فاضل کامل و عالم عامل بود بام مسجد جامع را بمصرف زر کثیر مرمت نمود۔ می آرند کہ از عہد میر علی منصب قضایای کشمیر را تعلق بخاندان ایشان داشت حضرت پروردگار برکات علم و عمل و مال و جاہ در احفاد و ذریات ایشان تا چندین پشت باقی گذاشت۔ وقتیکہ یعقوب خان چک بر حکومت کشمیر استقلال یافت وے حضرت قاضی را اعلانیہ تجویز داد کہ مردم عامہ را منصوص مرغوب سازند کہ در کلمات اذان فقرۂ علیؑ ولی اللہ شامل خوانند چونکہ این امر خطیر دلپذیر ارباب تحریر نبود۔ بنا بران حضرت قاضی بکمال جودت و ہمت تجوز امریکہ بر خلاف سنت بود نشد۔ و از صلابت حاکم جابر خوف نکرد بنا بران یعقوب خان با وجود امتناع امرا و اعیان حضرت قاضی را بر تخت شہادت بنشانید۔ و اعیان و ارکان این یار بتر سانید۔ لاشۂ مبارک او بر دُم فیل بستہ در میان شہر بگردانید۔ چون بدر خانۂ خود رسید۔ والدۂ ماجدۂ حضرت قاضی معجر خود بطور نثار بر فرق او بجنبانید۔ و شکر خدا بجا آورد کہ در راہ حق شہید شد ہمانوقت آسمان تیرہ و تار شدہ بصدمت رعد و برق ژالہ و تگرگ

(۱) صـــ ۲۸۶ جلد دوم مطبوعہ

باریدن گرفت - صاعقهٔ محرقه در خانهٔ یعقوب شاه افتاد - و باحتراق آن زوجهٔ علی دار که وزیر
او بود با سه چهار عورت دیگر سوخته شدند - و مردم بسیاری از جان در گذشتند - و بعضی
ها بیهوش افتادند - کان ذلک فی سنه ۹۹۲ھ[۱] مقبرهٔ او در محله کوه ماران مشهور -

ملا حاجی گنائی :- عالم فاضل در علوم غریبه کامل بود - مدتی مدید بر مدرسهٔ سلطان قطب الدین درس می گفت از شاگردان شیخ یعقوب صرفیست -

ملا حاجی باندی :- نیز از تلامید حضرت ایشان است عالم متورع و مفتی متشرع از نجبای وقت بود باندیهای گنگهن ز احفاد او ست -

قاضی محمد صالح :- خلف ارجمند قاضی شهید است عالم عامل و فقیه کامل بود - بعد شهادت پدر نامدار او چون سلطنت کشمیر بشاهان دهلی تعلق گرفت - مولانا با استحقاق وراثت و لیاقت بر منصب جلیلهٔ قضای کشمیر مسلط گشت - و در اجرای احکامات شرعی و عرفی نیکنامی حاصل کرده - عمر خود در ورع و تقوی بسر برد - دختر سید میرخان در عقد داشت -

ملا محمد رضا :- معروف به حکیم دانا فرزند دلپسند مولانا کمال الدین سیالکوٹی است در علوم عقلیه و نقلیه وحید عصر بود - چون در پیشگاه جهانگیر شاه باریاب صحبت گشت - هنگام امتحان و معارضهٔ علمای شیعه و سنیه سرآمد علمای سنت بود - بیاوری حضرت باری و باتفاق ملا حبیب الله جماعت علمای شیعه لاجواب و ملزم ساخت - مقبرهٔ او در محلهٔ جمالته ها مشهور :-

ملا حبیب الله :- از قبیلهٔ جلیلهٔ گنائی ها است بعد تحصیل علوم عقلیه و نقلیه چون

---

۱ سنه ۹۹۲ھ
م ۱۵۸۵ء

در فضیلت و مولویت اشتهار یافت - در شاه جهان آباد رفته بصحبت جهانگیر شاه فایز گشت و در حل دقایق و کشف حقایق از اقران زمانه فایق شد - و در مذهب حنفیه و میجاوله شیعه و سنی باتفاق ملا محمد رضا گوی سبقت برد - و بر همه فوقیت یافت - و در املا و انشا و تحریر خط نستعلیق صاحب کمال بود علیه رحمة الله الودود -

قاضی ابوالقاسم :- فرزند ارجمند ملا جمال الدین سیالکوٹی است که ذکر او در خمیس سوم مسطور است - عالم تحریر و فاضل صاف تقریر در کمالات حامی بدر منیر - و در خیالات عقلی بے نظیر داماد قاضی صالح بن قاضی شهید بود - اکثر علوم غریبه از والد بزرگوار و عم نامدار خود حاصل کرد - انگاه از علما و فضلای دهر استفاده نمود - پس باشاعت جودت طبیعت خود بر قضایات کشمیر استقلال یافت تا حین حیات مقدمات مرجوعه بدیانت داری فیصله می کرد - و در موضع صفاپور بر ساحل شرقی مانسربل باغے احداث نمود که آنرا قاضی باغ میگویند - بالجمله حضرت قاضی فرد زمانه بود - و در مقبره والد بزرگوار میان مله کواه آسود -

ملا حبیب :- میر عدل در محله بسنگه بیطه سکونت می داشت - از خدمت ملا حاجی گنائی استفاده علوم عقلی و نقلی نموده بهره رفت - و با اکابر علما صحبت داشت - بعد مراجعت بتقریب منصب میر عدلی بمساهمت و مشارکت قاضی صالح در محکمه عدالت فیصله خصومات می کرد درس تفسیر هم بسیار می گفت - ملا ابوالفتح کلو و ملا طاهر کوجائی و ملا یوسف خاموش و شیخ میر حبیبو و ملا حیدر رتیو از شاگردان اوست -

ملا علی پوستنک :- عالم متبحر بود و در پیشگاه جهانگیر شاه قربے داشت - پادشاه یکروز او را بمطایبه پوستنک گفت پس بهمان لقب مشهور شد طبعی موزون داشت اشعار برجسته می گفت - در تاریخ وفات او این مصرع مشهور است - ع - وای پست

بلند ہمت گو به سنه ۱۰۳۶ھ[1]

ملا حیدر گنائی: - از حفه ذ‌وال ناشنگرف گنائی داماد شیخ ابراہیم است در علوم عقلی ونقلی مهارتے عجیب داشت - و از ذوق باطنی ہم خالی نبود با قیت - در مقبره اجداد خود آسود -

ملا حسین گنائی: - از علمای متبحر بود و در جوار مسجد جامع سکونت می کرد - و بر خانقاه ملک جلال تہاکور درس می گفت نا لے از فیض تحلیم او بهره ور گشت -

خواجه عبدالله نازی در انواع علوم فاضل کامل بود - خصوصاً در علم طب مهارتے عجیب داشت - و تالیفات بسیار درین فن تصنیف کرده است - علم طب و عمل آن در کشمیر از فیوضات اوست فقط -

ملا حیدر رانیور: - علامه بے نظیر و فاضل تحریر بود اکثر علمای ہند از شاگردان او ست -

ملا فاضل: - در علم معقول و منقول حاوی بود در بحث و مناظره و انکشاف دقایق بے ہمتا اکثر حواشی ملا عبدالحکیم سیالکوٹی را ردمی نوشت -

ملا عبدالرزاق بانڈی خواہر زاده ملا فاضل عالم کامل و تحریر فاضل بود بر شرح تجرید حاشیه می نوشت - و می گفت که تالیف مرد دانشمند خواندن نمی تواند تا بفهم چه رسد بعد تحصیل کل شاه جہان او را تدریس مدرسه کابل تفویض نمود - و شیهای محکمات ردمی نوشت - عاقبت خلل دماغ بهم رسانید - روزے گلوی خود به کرد کے زخمی ساخت - شاگردان معالجه آن کردند - چون در کشمیر رسید انتقال نمود - در محله گوجواره آسود -

ملا ابوالحسن: - معروف و شاہم بالیو در علوم ظاہری فرید عصر بود تفسیر قاضی بیضاوی

---

[1] سنه ۱۰۳۶ھ مم سنه ۱۶۲۶ء

سر بسر یاد میخواند۔ مذکورات ملا عبدالحکیم را ردمی کرد۔ علمای وقت را بخیال نمی آورد۔ و با آنها در مجلس التفات نمی کرد۔ استغنای علمی بحد داشت :۔

ملا علی الماس :۔ برادرزادۂ ملا الماس شاگرد ملا جوہر ناتھ منظور نظر فیض اثر بابا نصیب الدین غازی صاحب فضائل و کمالات بود۔ و در موضع وگمنہ پرگنہ بانگل آسود۔

ملا حاجی طوسی :۔ فاضل نحریر و عالم بے نظیر شاگرد ملا جوہر ناتھ بود و در علوم غریبہ ریاضی و اسطرلاب و تنجیم ید بیضائی نمود۔ با حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی صحبت داشت جوار مرقد ملا جمال الدین مدفون است ۔

ملا یوسف کاوسو :۔ در ہر علم و در ہر فن ممتاز بے انباز بود۔ بتوسل یکے از مقربان باردوی شاہجہان در ہند رفت۔ چون کوکبہ خسروی بر کوہ پیر پنجال عروج کرد در انجا مراسلۂ پادشاہ روم بنظر اعلے رسید۔ پادشاہ حکم کرد کہ جواب مراسلہ زود بنویسند و بفرستند۔ اما از منشیان حضور در انجا کسے حاضر نبود۔ مُربی ملا یوسف بعرض رسانید کہ ہمراہ من یک ملائی کشمیر لیست اگر حکم باشد و بے جواب نامہ بنویسد۔ پادشاہ حکم تسوید داد۔ ملا یوسف بکمال ایجاز و بلاغت و ابہام جواب مراسلہ تحریر کردہ بحضور گذرانید۔ عنوان آن منظور نظر جہانبانی شد۔ ملا یوسف داخل منشیان حضور گشت و با فضلای ہندوستان بارہا مباحثہ نمود تا کہ روشناس دربار شد۔ بعد چندے بترتیب منصب صدارت رو بکشمیر آوردہ طالبان علم را جمع کردہ بدرس و افادۂ خلق مشغول شد۔ پس در ایام نظامت علیمردان خان در واقعۂ قحط مردم عوام خانۂ مہادیو پنڈت پیشکار را آتش دادہ غارت کردند۔ چون اخبار این واقعہ بسمع پادشاہ رسید اعیان خطہ بحضور طلب شدند۔ و ملا یوسف ہم در آن زمرہ شامل بود۔ پادشاہ از حقیقت فساد مہادیو پرسید۔ وے بمقتضای

داتائی آغاز سخن کرده که از عوام و از بهادلیو طاب گردید قصور نیست لیکن پادشاه
برحرف لیکن او را ... برده بازده که از عوام و بهادلیو کے ا قصور نیست پس قصور از من
است که مثل تو حرف را پرسیدم ملا یوسف بشنیدن این سخن بی هوش شده فی الحال
با سهال مبطون گشت و از جهان درگذشت ـ

ملا حسن گوجو: عالم متبحر بود حواشی او بر تفسیر بیضاوی بسیار مفید است ـ

ملا باقر صباغ: در ایران رفته در علوم غریبه کمال حاصل کرد و در معقول هم مهارتی
عجیب داشت ـ

ملا باقر تارہ بلو: شاگرد ملا قربتیا باغ در علم معقول فردیگانه بود در هند رفته با ملا عبدالحکیم
و علمای هندوستان در مباحثات و مناظرات هر جا غالب آمد فقط ـ

ملا یوسف رچیچک: دانشمند متبحر و عالم بی‌نظیر بود در خدمت حضرت خواجه خاوند
محمود اکثر بهره ور میشد دقایق علم فقه و تفسیر از خدمت ایشان استفاده می کرد می گویند
که در مباحثه و مناظره هیچکس او را مغلوب نمی کرد فرزند او ملا عبدالنبی دانشمند ارجمند
و دل پسند بود ـ

قاضی عبدالله ... در کمالات علم لاثانی و در عهد شاهجهان مفتی حقانی بود
گویند در آن ایام قاضی ابوالقاسم فرزند ملا جمال در کشمیر حکم قضا یا می کرد و بروز دیوان عدالت
ملا محمد طاهر طنگ بتوسل صدر الصدور حضور پادشاه از ابوالقاسم استفتا نمود که شخصی قسم خورده
است که نان نخورد روزی گرسنه بخانه در آمده بر طاقچه خولنے دید و گفت اگر خوردنی است
یمن ... هند چون اهل بیت او از ین امر واقف بودند که وی نان نمی خورد نداد ند حانث قسم
خورد که ... ین خوان هرگاه خوردنی نمی خورم کذا و کذا چون خوان آوردند و در میان

آن زمان بود حالا حاجت چه کار کند که باز حاجت نشود. قاضی ابوالقاسم را جواب حاضر نشد پادشاه بروی ملا عبدالله نظر کرد و گفت که این پیرک کیست گفتند مفتی است. پادشاه گفت پیش بیاید و جواب با صواب بگوید. وی عرض کرد که آداب فتوی این است که بعد ملاحظهٔ کتاب جواب مسئله باید گفت پادشاه نهایت خوش شده گفت همین مرد قاضی باید بود همان روز بر حکم قضای کشمیر مستقل گشت:۔

ملا حاجی گنائی:۔ عرف رضوی عالم تحریر و صاحب تقریر بود در اکثر علوم درس می گفت عالمگیر در ایام شاهزادگی پیش او تلمذ می فرمود۔ هنگام صوبداری اورنگ آباد بمجالست او مصاحبت می کرد۔ گویند در ایامی که عالمگیر بسبب بی پروایی شاه جهان و حرکات نامشروع دارا شکوه ارادهٔ خروج نمود۔ و از علمای اردوی خود اجازت این امر خواست همه بالقاطبه تجویز خروج دادند۔ مگر ملا حاجی مذکور صراحةً مجوز این امر نشد۔ و گفت هر چند که فسق و فجور از سلطان بظهور آید بروی خروج کردن جایز نیست۔ خاصةً که بر پدر باشد۔ الغرض مولانا بحلیهٔ تقوی و عدالت موصوف بود۔

ملا محمد طوپیگر:۔ شاگرد ملا جوهر ناتھ بود۔ در علم صرف و نحو مهارتی عجیب داشت۔ و باین دو علم همیشه درس می گفت۔ در صلاحیت و تقوی یکتا بود۔

ملا محمد گانی:۔ در اکثر علوم شاگرد بابا مجنون نیز و ریست بلکه صحبت ایشان در عقد داشت۔ و در علوم عقلی و نقلی ممتاز و بی انباز بود۔

ملا عبدالنبی:۔ بلامیری شاگرد ملا ابوالقاسم بود و از ملا حیدر چرخی و ملا محمد طوپیگر و ملا باقی تاره للوهم استفاده نمود پس در علوم صوری و معنوی بحر ذخار و متقی نامدار در مصاحبت ملا شاه صاحب اسرار بود۔

ملا رجب گنائی :- علامہ فاضل شاگرد ملا حیدر تلّو بود فرزند او حافظ یعقوب حافظ قرآن صالح و خوش اسلوب۔

ملا محمد عارف :- خلف ملا ابوالقاسم بود و در پیشگاہ شاہجہان قربی داشت چندے بتقریب وقایع نگاری در ایران رفت با سلاطین صفوی بحسن کلام جواب و سوال می کرد طبع موزون داشت۔ این رباعی زادۂ طبع اوست رباعی۔

خواہم کہ ازین تذبذب و لستی برہم   وز ننگ خودی و خود پرستی برہم
یک جرعہ ز جام مستی او نوش کنم   از کشمکش خمار ہستی برہم

شیخ محمد معصوم سرہندی مکتوبے بنام ایشان تحریر کردہ است۔ و در جلد ثالث مکتوبات ایشان مرقوم :-

ملا محسن فانی :- از بنی اخوان جامع الکمالات شیخ یعقوب صرفی است بعد تحصیل کمالات علوم عقلی و نقلی اطراف و اکناف ہندستان را سیاحت نمود و نیک و بد زمانہ بسیار آزمود۔ و با ہر ملت آشنائی کردہ تحقیقات حالات مذاہب و ملل بخوبی ساختہ کتاب "دبستان مذاہب" تصنیف فرمود۔ و بموجب شہرت علمی باریاب صحبت داراشکوہ گشتہ۔ مدتے بمنادمت حضور گذرانید۔ آنگاہ عہدۂ صدارت کشمیر حاصل کردہ بوطنگاہ خود رجعت نمود۔ و مرجع اصاغر و اکابر شد باوجود اشتغال حکمرانی در تدریس و تعلیم مخلوق مشغول می بود۔ و شاگردان با کمال بہم رسانید۔ طبع موزون داشت اشعار آبدار می گفت۔ و فانی تخلص می کرد۔ و این غزل از نتائج طبع وقاد اوست غزل۔

از بسکہ دل ز دامن تر آب می خورد   می کند تصور اگر آب می خورد
پیوستہ گرم و سرد جہان در پی ہم است   شب بادہ ہر کہ خورد سحر آب می خورد۔

زاهد بسبز لشکر چه رونق نمی دهد — نخلی که خم شود ز زمین آب می خورد

مردان چو تر کنند لب از جوی تیغ تیز — نامرد هم ز جوی سپه آب می خورد

در مجلس شراب دماغش نمی رسد — فانی بجای باده اگر آب می خورد

سرو ایستاده به چو تو رفتار می کنی — طوطی خموش به چو تو گفتار می کنی

رکس دل باختیار بهرت نمی دهد — دامی نهاده که گرفتار می کنی

تو خود چه فتنهٔ که بچشمان ترک مست — تاراج عقل مردم هشیار می کنی

از دوستی که دارم غیرت نمی برم — خشم آیدم که چشم باغیار می کنی

با دشمنان بصلحی و با دوستان بجنگ — یاری نباشد آنکه باغیار می کنی

می آرند که در اوائل بمذهب آزاد بود و با هر ملت صلح کل می داشت۔ و مذهب حکما را وثوق می داد۔ اما در آخر عمر بخدمت حضرت میان محمد امین دار مشرف شده و دست انابت بدامن عاطفت ایشان زده از خیالات باطل درگذشت۔ و عقیده کامل بهم رسانید۔ و علوم معنوی تبعلیم و تلقین آنجناب بهره مند گشت۔ آنگاه تا حین حیات در گریه و زاری و توبه و استغفار اوقات بسر می برد۔ چون رحلت نمود در محله گوره گاڈی زیر دیوار مغربی خانقاه دار اشکوه آسود۔ و بوقت اخیر تاریخ وفات خود این مصرع بیان نمود۔ تاریخ۔ رفته فانی بعالم باقی (۱۰۸۲ھ): ۔

مولانا ابو الفتح کلو۔ از نجبای دهر و اجلهٔ شهر بود۔ و در هنگام عنفوان جوانی

بتوفیق یزدانی تحصیل علوم حقانی و او اسلاجنبانی کرده در خدمت مولانا حیدر چرخی تلمذ نمود - و کمالات علوم عقلی و نقلی و صوری و معنوی حاصل فرمود - با وجود علو شان علوم معقول و منقول بسیار متورع و متقی بود - و در ماکول و مشروب احتیاط کلی مرعی می داشت - و لفظ غیب و فحش اصلا بزبان نمی آورد - و روپوشیده براه می رفت و بجانب نامحرم نگاه نمی کرد - در ریاضت و مجاهدت شانی عالی داشت - و در استخراج مسائل فقهیه در عهد خود فرد لاثانی بود - همیشه در تدریس و تعلیم اوقات بسر می برد - شاگردان برجسته و صاحب کمال بهم رسانید - و در آخر عمر خدمت افتای کشمیر بآو تعلق گرفت کتاب سیف السابین در رد شیعه از تصنیفات اوست سوای آن تالیفات و تعلیقات او بسیار مشهور است - چون از جهان فانی بملک جاودانی رحلت فرمود - و در صحن بیرون مزار سلاطین بر صفهٔ سنگین و مرتفع پیشروی قبر میرزا حیدر کاشغری آسود - تاریخ -

خواجه ابو الفتح باهزار کمال - رفت اندر هزار و یکصد سال

اولاد و احفاد او بر همه صاحب کمال و ستوده احوال بود : -

ذهن عالی

ملا افضل تلمذ : - فرزند ارجمند ملا حیدر چرخی است در علم و بلاغت و فضل و فصاحت داشت بعد انتقال والد بزرگوار همت خود به تدریس و تعلیم مردم مصروف داشت چون رحلت نمود همدوش پدر

ملا عبد الرشید زرگر تلمیذ رشید محمد سعید چرخی است از ملا سلطان ناجی و قاضی عبد الرحیم در علوم عقلیه و نقلیه استفاده نمود عالم نحریر خوش تقریر و خوش تحریر بود - گویند وقتی سیفخان ناظم کشمیر علمای وقت برای امتحان طاقت علوم در باغ جهان آرا جمع کرده خود در برج دارالسیر نشسته بود - و گفت اول یکی از طالبان علم حاضر بکنید - همین عبد الرشید در آمد همچنان بمباحثه و مناظره پیوست کلمای

اُردو لاجواب شدند - بعد فراغت مباحثه ظاهر کرد که من کمینه شاگردی
از علمای ایندیار هستم خان مزبور شرمنده شده پس هیچکس را تکلیف دربار نکرد -
ملائی موصوف در آخر عمر چون بنظر عالمگیر رسید بر خدمت قضای بره بانپور استقلال
یافت - و با حضرت میر علی قادری رابطهٔ معنوی داشت -

شیخ میر جیو ناوچو : - از شاگردان ملا حیدر چرخی و خواجه محمد ٹوپیگر وست فاضل
کامل و بهره علم کامل بود - عمری طویل یافت - همیشه در تدریس علوم دینی و اشتغال ریاضت
و اوراد اوقات صرف می کرد در سنه ۱۱۱۱ (۱) انتقال نمود - تاریخ -

آفتاب فضل شد زیر زمین - سال فوتش آه شیخ العالمین

ملا محمد امین گانی : - عالم متبحر بود در اکثر علوم تالیفات برجسته دارد از آنجمله در علم فرائض
رساله ها بنظم و نثر مرتب کرده است - و بر کتب متداوله حواشی او بسیار مُفید - همیشه
اوقات عزیز خود در تدریس علوم دینی و مباحثهٔ دقایق و نکات بقناعت و توکل می گذرانید
ملا عنایت الله شال و ملا محسن فانی از شاگردان اوست - او آخر عمر برای جهیز دو دختر که
بحد بلوغ رسیده بودند - بهند رفت - در پس او هر دو دختر دوای مسموم بغلط خوردند و مردند
الجناب بمقام دهلی در عالم منام از وفات دختران بشارت یافت که مهم ترا کفایت
کردیم اکنون باز در کشمیر رفته بکار خود مشغول باید شد - علی الصباح رخت سفر بسته
بکشمیر آمد بقیه عمر هم در تعلیم و تدریس بسر برد - در شب قدر سنه ۱۱۰۹ (۲) برحمت حق پیوست - گویند
چون قاضی عبدالکریم از سفر هند خدمت قضای کشمیر آورد - ملا محمد امین هم بملاقات او نهضت کرد -
قاضی بسبب طول مدت مفارقت

(۱) سنه ۱۱۱۱ هـ م ۱۶۹۹ء (۲) سنه ۱۱۰۹ هـ م ۱۶۹۷ء

حضرت مولنا را شناخت - و بعد حصول معرفت اعتذار کرد - مولنا گفت از من معذور دارید اذا جاء القضا عمی البصر ؛

ملا طاہر کوچائی :- از خاندان ملا حیدر چرخی بعلوم غریبہ فایز گشتہ در اندک فرصتے سر آمد اقران دوران شد - ودر ورع وتقوی ہم دستے کامل داشت ۔

قاضی موسی اندرواری از اولاد قاضی شہید در فنون معقولہ ومنقولہ فرد لاثانی بود - عمر عزیز خود در تدریس وتعلیم خلایق صرف کرد استعداد عالی داشت ؛

ملا یوسف :- از قبیلۂ گنائیہا است - بعد تحصیل علوم رسمی در لاہور رفت واز فضلای ہند وپنجاب علوم غریبہ از معقولہ ومنقولہ حاصلکردہ - بر اقران زمانہ فایق شد چون بطرف کشمیر رجعت کرد - مدتے در افادہ وافاضۂ خلق بسر برد - در ۱۱۰۷ھ [۱] رحلت کرد ؛

قاضی عبد الرحیم قضو :- بعد تحصیل علوم رسمی در شاہجہان آباد بوساطت جان نثار خان میر توزک رتبۂ روشناسی عالمگیر حاصل کرد - دران اثنا جان نثار خان مذکور نزد عبد العزیز خان والی ماوراء النہر بسفارت مامور شدہ - ملا عبد الرحیم ہم بمرافقت او موافقت نمود - چون در حضور پادشاہ بخارا رسیدند - درانجا ملای موصوف با مولنا محمد شریف در مجلس شاہی مباحثہ نمود - وبر ہمہ غالب آمد - موجب آن مدتے در پیشگاہ پادشاہ

---

(۱) ۱۱۰۷ھ / ۱۶۹۵ء

بخارا گذرانیده رو بکشمیر آورد۔ و درخانقاه نقشبندیہ بتعلیم و تدریس مشغول شد۔ در سنہ ۱۱۰۷ھ[1] رحلت نمود۔

ملا عبدالشکور :- پتلواز طبقۂ تجار کشمیر شاگرد مولنا حیدر چرخی است و از فضلای دیگرہم استفادہ نمود۔ و در اندک مدتے بدقایق و حقایق اعلوم از ہمہ فایق شد اکثر اوقات بدرس علم منقولی زیادہ تر اشتغال می داشت در صلاحیت و تقوی در یا منت ممتاز بود وجہ عطیۂ عالمگیر کہ ہر سال بطبقۂ علما می رسید قبول نکرد در سنہ ۱۱۱۲ھ انتقال نمود۔

ملا عبدالرزاق :- گوجواری معروف بشاہ حبیو در ایام طفولیت از ملا حیدر چرخی نظرے یافتہ بود پس ازان از فرزندان ایشان علوم غریبہ و فنون عجیبہ حاصل کردہ۔ در ورع و تقوی بسیار کوشید۔ بحفظ عبادات و ریاضات و معاملات مطابق مذہب شافعی ادا میکرد لود سال عمر یافت در سنہ ۱۱۲۲ھ[2] انتقال فرمود۔

ملا محمد عابد :- ٹوپیگرد در علم معقول و منقول از علمای فحول بود۔ عمر خود در توکل و انزوا گذرانید گاہے بصحبت اغنیا مایل نگشت۔ در معاملات جزوی و کلی احتیاط تمام داشت۔ بعد تقسیم ترکہ درخت امرودی بحصۂ او آمد از باغبان پرسید کہ نہال این درخت از کدام باغ آوردہ است گویند مالک آن باغ کہ نہال از انجا آوردہ بودند۔ بیوہ زنے بود۔ مولوی بوی پیغام کرد کہ یا بہای درخت بگیر یا درخت خود را تصرف کن آن عجوزہ درخت بخشیں خواست۔ و درخت مذکور قطع کردہ بخانہ برد۔ بدینگونہ از ورع

[1] سنہ ۱۱۰۷ھ ۱۶۹۵ء ؛ [2] سنہ ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء

او منقولات مذکور است ۔ ہفتاد سال عمر یافت ۔ در سنہ ۱۱۴۳ھ رحلت نمود ۔

ملا عنایت اللہ :- در وقت خود از علمای متبحر بود عمر خود در گمنامی و آزادگی بسر برد ۔

قاضی عبد الکریم :- نواسۂ ملا یوسف کاو سو بود واز خدمت مولنا ابوالفتح کلو علوم عقلیہ و نقلیہ اکتساب نمود ۔ بعد تحصیل کل بمعسکر عالمگیر رفتہ مدتے در انجا بسر برد ۔ عاقبۃ الامر بعد وفات ملا یوسف برمنصب قضاء کشمیر سرفراز شد ۔ عرصۂ بیست و چہار سال نفاذ امور قضا یا کرد اکثر گریہ می کرد اواخر عہد عالمگیر از عہدہ معزول شد ۔

ملا محسن کہشو :- از شاگردان ملا محمد امین گانی بود واز فضلای دیگر ہم استفادہ نمود مدۃ العمر خود در علم منقولات بدقت و تبحر درس می گفت شرح عین العلم بہ عبارت عربیہ بکمال دقت و متانت تصنیف کردہ بر کتاب مطول و ہدایہ حکمت محشی و تعلیقات دارد و نیز از ملا نازک نقشبندی تعلیم اشغال باطنی یافتہ بود چون رحلت نمود بالائے حظیرۂ ملا نازک آسود ۔

ملا اشرف نتنو :- از احفاد خواجہ حیدر نتنو است جودت طبع و ذکاوت قلب و استقامت مزاج بسیار داشت در خدمت ملا محسن کہشو تلمذ نمود و علوم غریبہ تحصیل فرمود رسالہ علم قرات و ردّ شیعہ و تشریح بعضی فنون از تصنیفات اوست در فصاحت و بلاغت کلام از ہمہ مستثنیٰ بود در سنہ ۱۱۲۲ھ رحلت نمود ۔

---

(۱) سنہ ۱۱۲۲ھ م سنہ ۱۷۱۰ء

ملا کاظم چهو :- از بنی اعمام قاضی عبدالکریم چهو متقی و متورع بود مدة العمر به تعلیم و تدریس اشتغال میداشت و با مردم روزگار اصلا ملتفت نمی شد و از فیوض باطنی هم خالی نه بود در ۱۱۲۰ه انتقال نمود -

المعروف به قاضی خان از قبیلهٔ ریچ ها است درخوردنی آثار بزرگی از ناصیه اولایح بود باوجود عسرت معیشت ایام شباب در اکتساب علوم غریبه و فنون عجیبه در خدمت ملا عبدالرشید زرگر بسر برد چون در کمالات علمی بین الاقران فایق شد -

و در شاهجهان آباد بوساطت سعادت خان صدر الصدور به حضور عالمگیر بار یاب صحبت گشت و همواره در مجلس شاهی به مباحثه و مناظره و تحقیق و تصدیق مسائل علمی و عملی ممتاز بود چندی شاهزاده عظیم الشان را درس می گفت و مدتی بر قضایای شاه جهان آباد مستقل گشت سالی به مرافقت شاهزاده موصوف در بنگاله قاضی بود آخر ها به نیروی اقبال بر قضایای حضور مامور گشته قاضی القضاة هند شد تا آخر عهد عالم بهادر مدارج عزت و شوکت او روز بروز در ترقی بود اوایل سال ۱۱۲۱ه به مرض اسهال مرتحل گشته نعش او به کشمیر آوردند و در موضع بچهه پوره میان باغ خود دفن کردند و "هوا شیخ الاسلام" تاریخ است الحق فرد لاثانی بود از احفاد او بسیاری به کمالات علمی مشهور است - فقط -

حکیم عنایت الله گانی در علم طب یونانی و حذاقت و نبض شناسی در ملک دانی و شانه بینی و حسن صورت و سیرت فرد لاثانی بود از کمالات او نقلها مشهور است -

روزی در کوهسار رفته بود گوسفندی را ذبح کردند چون شانهٔ او را ملاحظه نمود گفت که فردا مرا بضرورت سمت شهر رفتن باشد و ترشح باران خواهد بود کسی از یاران ما ناگاه از اسپ غلطیده افتد و در میان شهر کسی از کلان تران دهر فوت گردد فقط پس در همان روز بعد پیشین جلودار صوبه دار به مطالبهٔ حکیم آمد که جعفر خان صوبه دار بیمار است بمجرد شنیدن حکیم بر سمند تیز رفتار سوار شده ترشح باران آغاز کرد و خود حکیم از اسپ غلطیده افتاد فردا چون در شهر رسید جعفر خان قضا کرد تحسین کمالات او از حد افزون است در سنه ۱۱۰۵ھ رحلت نمود۔

ملا عبید اللہ:۔ تحریر روزگار و اعجوبهٔ صنعت پروردگار در صفائی ذهن وجودت ادراک فرید وقت بود و در فنون عجیبه و علوم غریبه و خط و انشا شانی عجیب داشت و از علمای هند و ایران در مباحثه و مناظره هیچ کسی با او لیس نیامد از شاگردان ملا محسن کهشو بود و عمر عزیز خود در قناعت و توکل گذرانید شب و روز در تعلیم و تدریس اشتغال می داشت جماعتی کثیر از فیوض علمی او فایز گشت آخرها به شاهجهان آباد رفته در پیش گاه فرخ سیر رتبهٔ عالی یافت در ترجمهٔ کتاب فتاوی عالمگیری مامور گشت دران اثنا واقعهٔ فرخ سیر بعمل آمد و مولانا به کشمیر رجعت کرده انتقال فرمود۔

ملا عزیز اللہ:۔ به کمالات علوم عربی و فارسی و خط و انشا و شعر و سخن یگانهٔ روزگار بود اشعار آبداری گفت قانع تخلص می کرد عاقبت بطمع نفسانی در شاهجهان آباد رفت و در آنجا فساد سلطنت بود بنا بران روی رفاه ندیده

در شاہجہان آباد رحلت کرد۔

مولانا امان اللہ شہید :- از سوداگرزاده ہای این دیار صاحب اقتدار بود و درخدمت والد ماجد خود خواجہ ابوالخیر تلمذ نمود علمای نامدار واولیای کبار بسیار دید و بہ برکت فیضان ایشان در اندک زمان بہ تحصیل علوم عقلیہ ونقلیہ و ورع وتقوی وکمالات معنوی بر اقران دوران سبقت بر وحواشی رائقہ وتعلیقات فائقہ در ہنگام افاده بر بعضی کتب تحصیلیہ خود نوشتہ حل مشکلات فرمود وتصانیف ایشان در غایت دقت ومتانت از مصنفات متاخرین ممتاز اند و در عین گرمی ہنگامہ تدریس موجب وقوع واردات دنیوی در پیشگاه محمد شاه بہ مقام پانی پت بر موافقت امیر الامرا در حربگاه حاضر بود ناگاه از دست جلا د اجل بموافقت امیر الامرا خان دوران جام شہادت نوشید و روح مبارکش ۱۵ ماه ذی قعده ۱۱۵۲ھ در روضۂ رضوان آرمید اولاً لاشۂ مبارکش در حربگاه دفن کرده بودند آنگاه بہ اشارۂ غیبی از انجا بر آورده مزار اسلاف خود دفن کردند شیخ الاسلام عہد تاریخ است ۔

ملا عبدالشکور و ملا ابوالفیض :- ہر دو برادر در علوم عقلی ونقلی جامع الکمالات بودند عمر عزیز خود در قناعت وخمول گزرانیده اشتغال تذکار علوم می داشتند ملا ابوالفیض را العفی را حسود تغیفلی می شمردند فی الحقیقت ہر دو فاضل وکامل بوده اند ۔

خواجہ نوراللہ دیوانی از علمای متبحر بود ہمیشہ در تعلیم وتدریس اوقات عزیز خود صرف می کرد و در شعر وانشا مہارتی عجیب داشت ۔

مُلّا سعد الدین صادق :- فرزند علامہ شیخ الاسلام مولوی امان اللہ شہید است
تولدش در ۱۱۲۶ھ بوقوع آمد و در خدمتِ والد ماجد خود تحصیل علوم صوری و
معنوی فرمودہ بر مسند افادت جلوس نمود و در مباحثات و مناظرات بر اقران
خود فائق می بود عاقبت موجب مطالبۂ والد نامدار در دہلی رفت و در آنجا
بتاریخ ۲۳ ذوالحجہ ۱۱۵۲ھ بعد وفات والد ماجد خود رحلت نمود و جوار مرقد او آسود۔
مُلّا سلیمان :- خلف الصدق مولانا ابوالفتح کلو است ہنگام رحلت
پدر بہ عمر پنج سالہ بود مولانا ہنگام نزع فرمود کہ این فرزند جای من خواہد
گرفت این را بخوبی پرورش دادند پس بعد رشد و تمیز بخدمت ملا عنایت اللہ شال
کہ شاگرد مولانا بود تلمذ فرمود و در اندک مدتی از تحصیل کل فراغت نمود انگاہ
در پیش ملا عبدالشکور بدخشی در علم حساب و ریاضی و اصطرلاب وغیرہ از ہمہ
فائق شد۔

وقتیکہ نواب عنایت اللہ خان در کشمیر مدرسۂ عالی بنا ساخت
ملا سلیمان بوساطت ملا حبیب اللہ صدر بہ تدریس مدرسہ مقرر گشت و موضع
وضناگام جاگیر یافت مدۃ العمر بران قناعت کردہ از صبح تا نماز خفتن درس
می گفت بسیار متشرع و متورع مرتاض و محتاط بود و بہ کثرت اذکار و اذکار
و اوراد تصفیہ باطن داشت ۳ ماہ ربیع الاول ۱۱۶۲ھ انتقال نمود
و در مزار اسلاف آسود ۔

تاریخ :- "گنج دانش شد نہان زیر زمین"

عبدالکریم مفتو :- از طبقۂ تجار نامدار بود بہ عمر سی سالگی توفیق تعلیم علم

بخدمت ملا عبدالشکور بدخشی یافته در اندک زمانی سرآمد علمای دهر شد ۔
گویند برابر کنج غربی مسجد جامع بر صحبت حضرت خضر علیه السلام مستفیض گشته آنجناب زبان مبارک خود در دهان او انداخت ازین جهت باوصف کبر سن بپایهٔ مولویت رسید و باوجود کمالات علمیه از معارف علوم باطنی نشأ وافر داشت ۔

روزی در اثنای درس حاشیهٔ خیالی جائی محتاج تامل شد دران اثنا غنودگی برایشان غالب گشت فرمودند مصنف این کتاب باین رنگ و باین لباس حاضر آمده باین تقریر حل اشکل نمود ۔ فقط ۔ ونیز در خدمت میرزا اکمل الدین قلندر آمد و رفت می داشت و در امضائے حوایج مساکین و غربا سعی بلیغ می کرد ۔

روزی نه صد روپیه باو فتوح رسید و یک دم بفقرا بخشید و نیز از طرف پادشاه یازده روپیه روزینه او ماه بماه مقرر کرده بودند اصلا منظور نظر نمود آخر عمر در دهلی رفته بعلت سرسام انتقال نمود و درانجا به مزار خواجه باقی بالله آسود ۔

ملا کاظم :۔ برادر زاده و شاگرد ملا عبدالحکیم بود در ورع و تقوی وجود و سخا شانی از مال خود و از مال عمزاده های خود لک ها روپیه تجارت می کرد و وقت نزع چاکوئی از بغل کشیده در مال شرکت انداخت ۔
عاقبت به مقام سرهند انتقال نمود نعش او به کشمیر آورده در مزار اسلاف دفن کردند و بر موقع دفن لاشهٔ مبارک او نهایت معطر بود که دران ش

خواستہ بودند کہ بر تربت او سنگی بگذارند وی در خواب منع فرمود۔
مُلّا کاظم منسوب برادر زادہ و شاگرد آخون عبدالکریم است بسیار صالح و پرہیزگار بود شبانہ برخواندن ادعیۂ حصن حصین ہمیشہ مواظبت می داشت ہنگام تلاوت قرآن چون آیۂ ربّنا آتنا فی الدنیا حسنۃ می خواند حجرۂ او معطری شدہ در مسائل فقہہ کتابی تصنیف کردہ است۔ عاقبت در پنجہ رفتہ انتقال نمود و در انجا آسود۔
مُلّا افضل :۔ بن مُلّا رحمت اللہ بن ملا عبدالشکور خطیب مسجد جامع بود و در افادہ و استفادہ علوم صوری و معنوی و تدریس و تعلیم زندگانی خود بسر برد و در ۱۱۷۲ھ رحلت نمود در مزار اجداد آسود۔ فقط۔
مُلّا عبدالستار :۔ از شاگردان ملا محسن و امان اللہ شہید است اکمل علمای فخیم بود ہمیشہ بدرس و فتوی اشتغال داشت آخر عمر برفاقت عارف خان بدہلی رفت و در انجا بعلت اسہال درگذشت۔
ملا اکبر یار خان :۔ داروغۂ عدالت برادر مُلّا امان اللہ شہید بود تحصیل علوم از پدر خود مولوی ابوالخیر و اخذ فیوض معنوی از شیخ بابا رادہو و میر ابوالفتح قادری فرمودہ کمالات صوری و معنوی حاصل کرد آنگاہ در دہلی رفتہ از شیخ عبدالخالق دہلوی سند احادیث اخذ نمود و بموجب لیاقت جبلی بقاری مطاع ملقب شد پس از پیشگاہ پادشاہ دہلی منصب داروغگی عدالت و خطاب خانی یافت و در انصرام شغل مفوضہ احتیاط موفور مرعی می داشت در ۱۱۵۷ھ چہارم ماہ شعبان رخت ہستی انداختہ

در مزار آبا مدفون شد۔

مراد الدین خان:۔ از شاگردان ملا عنایت الله شال بود وارادت معنوی بخدمت محمد حسن قادری فرمود ہنگام ورود ارسلا خان کاشغری بر فاقت او در اُردوی شاه عالم بهادر رفته بوکالت شرعیه محکمهٔ حضور مامور شد بعد چندے بمرتبهٔ افتا ارتقا نمود آنگاه پس از انتقال تاج محمود خان بر منصب اوکه قاضی القضاة بود اقتدار یافت چون مولنا امان الله جام شهادت نوشیدوی خلعت صدارت دہلی پوشید و دوران افتا از واردات قضا اوایل ۱۱۶۱ھ در عالم بقا خرامید۔

ملا ابو الوفا:۔ از تلامیذ رشید مولوی محمد اشرف چرخی و ملا امان الله شهید بود در ریعان شباب بحضور معلی القاب بوساطت اکبر یار خان باریاب صحبت گشته در کشمیر جاگیر یافت و بر منصب فتوی فایز گشته بجانب وطن بشتافت البته در فیصلهٔ مقدمات و اخراج مسایل از همه لایق بود و مسایل فرعیه فقه در چهار جلد جمع نمود و تحقیقات شایسته بکار برد کتاب انوار النبوة از تصنیفات اوست ۱۹ محرم ۱۱۷۹ھ وفات نمود و در شاعرواری آسود۔

ملا محمد:۔ فرزند ارجمند ملا اشرف چرخی است تحصیل علوم از ملا حاجی محمد وار بکمال اعتبار نمود و در خدمت بابا محسن قادری تعلیم علم معنوی یافته در مسجد کنار بهت مدت چهل چله انزوا نمود در ۱۱۰۹ھ رحلت فرمود و در مقبرهٔ آبا آسود۔

ملا هدایت الله گانی:۔ خلف خواجه ابو الفتح گانی است و از خدمت ملا محمد حاجی تحصیل علوم فرموده زندگانی خود در ورع و تقوی و عدم التفات

اہل دنیا در توکل و تشرع گذرانید در سنه ۱۱۰۱ھ رحمت نمود۔

ملا محمد اسلم ذبیح دو پای از شاگردان ملا امان اللہ شہید از فنون علوم عقلیہ و نقلیہ مشحون بود گاہی بزلال شعر زبان می آلود و در مزار اسلاف آسود۔

ملا یوسف :۔ گنائی باغبان پوری بر خدمت تدریس شاغل و لوامع افادت او بمردم واصل بود در سنه ۱۱۸۲ھ در مقبرۂ پیر حاجی محمد آسود۔

حکیم عنایت اللہ :۔ از شاگردان شیخ رحمت اللہ و ملا محمد مقیم بود و بدرجۂ کمال ارتقا نمود و در فن طبابت مہارت کلی افزود عاقبت بخاک آسود۔

ملا عبد اللہ گنائی مفتی پرہیزگار متقی نامدار برگزیدۂ روزگار یادگار۔

ملا محمد معروف بن بابا محمد فاضل از شاگردان مولنا حاجی محمد مفتی متقی در صلاح و فلاح آراستہ بود بر مسجد رنگین درس می گفت و در مقبرۂ آبا مدفون است۔

ملا میرک فانی :۔ باوجود ارتقا بدرجۂ تنومند دستی در شعر و املا داشت در سنه ۱۱۶۲ھ رایت وصال ایزد متعال افراشت۔

ملا شرف الدین خان :۔ نبیرۂ ملا کاظم در علوم عقلیہ و نقلیہ فاضل و کامل بود و در عہد شیر جنگ خان بہادر بر خدمت صدارت تسلط یافت و براہ صدق و صفا بشتافت و طبعش موزون بود و اشعار او لطافت مشحون و در مقبرۂ

شیخ بہاؤالدین گنج بخش مدفون۔ قولہ۔

دل چو بے جا بشد پریشان گردد اوراق حواس
ربط در دفتر نماند چون شود سر فرد گم

از طبع زاد اوست۔

ملا ابوالمکارم۔ فرزند رجمند ملا ابوالوفا فرد یگانہ و مفتی زمانہ بود دست انابت بدامن حضرت خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان زدہ درس مثنوی آموخت ودر سنہ ۱۱۹۱ھ بعمر پنجاہ در عالم بقا شمع اقامت افروخت بردالله مضجعہ تاریخ وفات اوست۔

بابا محمد صدیق۔ خلف بابا محمد محسن بود در خدمت مولنا سعدالدین صادق و ملا حاجی محمد تلمذ نمود و در خدمت ملا قوام الدین حواشی عضدیہ گذرانیدہ اوایل سنہ ۱۱۹۱ھ در مقبرہ حافظ محمد حسن آسود۔

ملا نورالہدیٰ۔ خلف و خلیفہ ملا محمد مقیم ٹوپیگر وست در صغر سن بہ تحصیل علوم موفق گشتہ از خدمت والد ماجد خود و از مولانا سعدالدین صادق و شیخ رحمت اللہ تا نہایت تحصیل علوم غریبہ و فنون عجیبہ رایت مفاخرت افراست کہ زبدۂ افراد شہر و اعلم العلمای دہر بود کہ بحر فیضان ایشان در خاطر علمای دوران تا حال سار ہے و جار ے است عمر خود در افادہ و افاضہ خلق خدا و ورع و تقوی وجود و سخا بسر برد در سنہ ۱۱۹۹ھ ندای ارجعی بشنید و در گورستان آبای خود خرامید۔ تاریخ۔ " رفتہ نورالہدیٰ ازین عالم"۔
فرزند اولش ملا عبداللہ کہ فارغ التحصیل بود در حیات پدر در سنہ ۱۱۹۲ھ دنیا را پدرود نمود
د فرزند دوم شن ملا انور کہ از ہمہ فایق بود در سنہ ۱۲۰۱ بحق آسود۔

مولانا حسام الدین :- برادر زادهٔ علامهٔ شهید است صاحب ورع وتقوی
بود و در خدمت علامهٔ شهید به علوم غریبه فایق شد بعد تحصیل کمالات علمی وعملی
به کشمیر آمده جمعی را افاده نموده ثانیاً بدهلی رفت بعد فوت عم نامدار ومحمد صادق
بخدمت شاه کلیم الله رفته فیوض معنوی حاصل کرد آنگاه بخدمت داروغگی حضور
مامور شد و پس از وفات اکبر یارخان بر داروغگی عدالت کشمیر اقتدار یافت در
سنه ۱۱۹۰ ترک کل کرده در مزار اسلاف آسود -

این رباعی از طبع زاد اوست -

رباعی

جهان هرچند هر سو پر بلیات و محن باشد
چو وابینی حرارت بیش در شهر و وطن باشد
به شهر غربت آبادی ز تشویشش امان یابی
بکام ایام و آرام و فراغ جان و تن باشد.

ملا ابوالفیض :- گنائی تلمذ سعید ملا حاجی محمد بخط وا تشا موید بود و در
شاهجهان آباد از مولوی حسام الدین محمد استفاده نمود و در انجا رحلت فرمود -

ملا وحید الدین خان :- فرزند ملا عبد السلام داماد مراد الدین خان
بود بوساطت او در محکمهٔ حضور رایت اعتبار افراشت و بعد ازان بدرجهٔ افتا
ارتقا نمود در شاهجهان آباد رحلت فرمود -

ملا عبد المومن :- پسر خواجه احسن الله بچ شاگرد رشید ملا محمد مقیم
بود واز حاجی عبد السلام دار شرف انابت حاصل کرده در امور شریعت وطریقت

بدرجۂ اعلیٰ ارتقا نمود و در عہد کریم داد خان بر خدمت افتا اعتلا یافت در سنہ ۱۱۹۷ھ
بعالم آخرت بشتافت۔

قاضی ملا حسین :۔ از تلامیذ ملا محمد مقیم متورع و متشرع بود در سنہ ۱۱۹۷ھ
بحق آسود۔

خواجہ عطاء اللہ :۔ قالو گو باوجود اشغال دنیوی از علوم صوری و معنوی
حظ وافر داشت۔

اسحٰق بیگ :۔ از شاگردان ملا اسلم رجیل بود در ورع و تقویٰ
و افادۂ خلق عمر بسر برد۔

مولانا جان محمد :۔ فرزند ملا ابوالفتح بن ملا محمد فضایل سیالکوٹی بود
و از شاگردان ملا عاقل تلمذ نمود و از اقران دوران سبقت ربود چون در سکان
سیالکوٹ از دست عدوان تعدی بیگمان رو داد از انجا بار دے و معلے رو نہاد
پادشاه اور ابرعایت اجداد کہ استاد و مصاحب او بودند یک ہزار و دو صد
روپیہ مشاہرہ مقرر کرده رخصت انصراف بخشید چون در جمون رسید عیال و
اطفال در انجا گذاشته بہ کشمیر آمد۔ آنگاه پس از تخریب سلطنت چغتائیہ
احوال او بعسرت انجامید بنا بران در کابل رفته در پیشگاه تیمور شاه قربی
بہم رسانید و مشاہرۂ خود را بدستور فرمان اجرائی حاصل کرده بہ کشمیر آمد
و در افادۂ خلق بسیار کوشید چون ارتحال نمود در خطیرۂ سید عابد آسود۔

حکیم محمد صدیق :۔ از شاگردان ملا نور الہدی بود و در دقایق طب
مہارتے عجیب داشت و در علاج امراض از اقران دوران ممتاز۔ فقط۔

ملا عبدالقدوس :- از تلامیذ ملا سلیمان مدرس کامل و فاضل بود و در ورع و تقویٰ و افادۂ خلق خدا بسیار کوشید آخرہا در بارہ مولہ رفتہ بہ تدریس و تعلیم فیض عام بخشید و در انجا براہ آخرت خرامید -

ملا اکبر خان :- از قبیلۂ گوجار بہا منصبدار زادہ بود و در خدمت ملا سلیمان بہ علوم صوری و معنوی کمالات حاصل نمود پس بہ جد و جہد تمام در افادۂ انام کوشیدہ اوقات روز و شب ہمگی و رمذاکرہ علمی می گذرانید کتب ہای درسی از بر داشت عاقبۃ الامر والدینش باپت درست نمودن استاد جاگیر قدیم جبراً بحضور فرستادند چون در دہلی رسید از شاہ ولی اللہ سند احادیث حاصل نمود و در انجا بجوار استراحت آخرت آسود -

ملا محمد منعم :- عرف منڈو شاگرد حکیم محمد صدیق بود و در فقر و استغنا رتبۂ اعلیٰ داشت -

ملا عنایت اللہ شال :- از تلامیذ ملا سلیمان بود بعد انتقال ایشان بخدمت نور الہدیٰ رجوع نمود و در ورع و تقویٰ و افادۂ خلق عمر گذرانید ۳۰ ماہ شعبان ۱۲۰۵ھ رحلت نمود -

ملا قوام الدین :- فرزند ارجمند مولانا سعد الدین صادق معدن ذہا و مخزن ذکا بود در ریعان شباب بتوفیق رب الارباب در خدمت شیخ رحمت اللہ و مقیم السنہ و ملا نور الہدیٰ بہ تحصیل علوم غریبہ و فنون عجیبہ کامیاب گشتہ روایت احادیث نبوی از خدمت حاجی عبدالولی طرفانی و حاجی نعمت اللہ نوشہری و بابا محسن ملچمری اخذ نمود و علم قرأت از میر تقا ری تلمند شیخ الفقرا کسب فرمود

واز اقران دوران گوی سبقت ربود پس مدتی بر خانقاه سید این وسیی خلق خدارا بہ تعلیم وتدریس فتح باب نمود آنگاه در زمان حکومت بلند خان حسب فرمان احمد شاہ دُرّان بہ خطاب شیخ الاسلامی افتخار یافت و بر منصب قضا وامینی عدالت اعتبار کلی حاصل نمود مردم اقاصی و ادانی از ہمین احسان فرمود دلبو فور اخلاق حمیدہ و اطوار پسندیدہ ہر کسی از حکام این مقام تا عہد عبداللہ خان در متابعت و مطاوعت او استکانت میکردند باوجود اشتغال دنیوی ہمیشہ در خدمت شاہ زین الدین قادری ومیان محمد زکریای لاہوری وشیخ الاسلام احمد کدلے وغیرہ رابطہ مجالست ومصاحبت میداشت اما تسکین خاطر او نمی شد۔

وقتیکہ حضرت خواجہ عبدالرحیم شیخ کمان این بوستان خلد نشان را انفارت بخشیدند وی دست انابت بدامن ہمت ایشان زدہ تا مدت بیست وچہار سال استفادہ واستفاضہ نمود تاکہ گوی سعادت در ربود وکمالات انسانی حاصل فرمود پس بمقتضای کل من علیہا فان پنجم ماہ ذلقعدہ ۱۲۱۹ھ دنیای غدار راپدرود نمود ومتصل مسکن خود آسود۔ تاریخ "نہان شد بزیر زمین آفتاب"۔

ملا عبدالرسول :۔ ساکن مسجد جامع در خدمت ملا مقصود وملا نوراللہ کنت تحصیل علوم نمرسیہ نمودہ عمر عزیز در افادۂ خلق گذرانید ظریف طبع وصلاحیت آثار بود۔

ملا عبدالحق :۔ فرزند ارجمند ملا محمد مقصود متو تلمیذ ملا نوراللہ مانیجی در صلاحیت وتقوے فرد یکتا بود وبامید حصول شرف درجۂ شہادت با عسکر جبار خان بہ مقابلۂ لشکر سنگان کفن پوشیدہ بغزا رفت وبہ حملۂ اول جام

شهادت نوشید پس فرزند او ملا نورالحق بعد دو ماه در مقتل رفته لاشهٔ مبارک او بغیر سر برداشته در شهر آورد و در مزار پدر خودش متصل پٹوان مسجد مدفون ساخت۔

گویند لاشهٔ او را بهیچ وجه قصور و فتور نه شده بود۔

حافظ ابو الخیر اسلام آبادی در خدمت ملا نورالدین جعفر مانجی و ملا عطاء الله هما تلمذ نموده مدت مدید در مکتب داری گذرانید عاقبت در خدمت میان محمد رفیق خلیفهٔ میان گل محمد بهره یاب، صحبت معنوی گشته عمر خود در خانهٔ خواجه شاه نیاز نقشبندی بر ریاضت و تقوی بسر برد و در ۱۲۳۵ھ در مقبرهٔ ملا نورالدین قرار یافت۔

ملا محمد انور متو :- فرزند ملا محمد مقصود متو در علم و عمل از همه اکمل و افضل بود۔

ملا محمد فاضل مفتی :- خلف ملا ابو المکارم در علوم عقلی و نقلی فرد یکتا بود۔

ملا انور مانجی :- فرزند اخوند ملا نور الله مرد کامل و فرد فاضل بود۔

ملا عبد الغفور ولد محمد ولی عالم کامل و عامل و فاضل صاحب ورع و تقوی بود این چهار کس در حادثهٔ وبای عام ۱۲۳۵ھ بقضا پیوستند۔ فقط۔

هدایت الله متو ولد ملا کرم الله مفتی عالم تحریر و صاف ضمیر و نیک تخمیر شاگرد ملا سلیمان بعد عمر خود در تدریس و تعلیم اوقات بسر نمود و تاریخ خواجه اعظم را تا عهد جمعه خان تکمله نمود و رسالهٔ مناقب القمان از مولفات ایشان است در سنه ۱۲۰۶ھ ۳۰ شعبان رحلت فرمود و در ملکهٔ کوه آسود۔

مولوی محی الدین: معروف بہ مولوی اسود فرزند مولوی جان محمد سیالکوٹی عالم و فاضل و مدرس کامل بود و تلمذ از شیخ محمد مقیم تارہ بلی وغیرہ نمود۔
گویند رنگ بشرۂ او سیاہ فام بود لاجرم اورا اسود می گفتند ہمیشہ در تدریس و تعلیم و افتا اشتغال داشت ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ رحلت نمود۔

مولوی نظام الدین:۔ فرزند اسعد و شاگرد ارشد ملا قوام الدین قدوۂ علمای فحول و حادی علوم معقول و منقول بود در زمان حکومت شاہان افاغنہ مدتے بر منصب قضایای کشمیر وامینی عدالت استقلال داشت و مقدمات شریعت بدیانت و صیانت فیصلہ می کرد و استفادۂ علم معنوی از بابا محی الدین پاندانی وغیرہ فرمودہ در مجاہدہ و تقوی بی ہمتا بود و تاریخ وقایع نظامیہ ضمیمہ تاریخ خواجہ اعظم از نتایج طبع وقاد اوست و در سنہ ۱۲۴۰ھ ۱۸ ذالحجہ رحلت نمود و در مزار آبائی آسود فخر عصر تاریخ است

مولانا غلام الدین:۔ فرزند مولنا محمد بن ملا افضل شاگرد مولوی محی الدین اسود در علوم عقلیہ و نقلیہ فرد یکتا و در دیانت و ورع و تقوی عامل بے ہمتا زبدۂ علمای دہر و قدوۂ فضلای شہر در حسن و اخلاق طاق و در حق گوئی و مہر و وفاق مشہور آفاق مرید شیخ اکبر ہادی صاحب ریاضات و مجاہدات بود عمر عزیز خود در افادہ و افاضہ بسر نمود ۱۷ ذالحجہ سنہ ۱۲۵۸ھ رحلت فرمود و در مزار کلان حضرت گنج بخش آسود "مولوی غلام الدین" تاریخ وفات اوست۔

ایں "وقایع نظامیہ" مولوی نظام الدین کا وکیدلی نوشتہ است۔
بحوالہ واقعات سید محمد حسین لکھنوی۔

آخون زاده ملا رفیق :- از کابل آمده درین دیار فیض آثار توطن اختیار فرمود و در
علوم معقول و منقول عالم و فاضل و کامل بود عمر خود در تعلیم و تدریس بسر نمود و شاگردان
برجسته بهم رسانید -

حافظ عبدالرسول واعظ :- شاگرد ملا رفیق بود و از علمای دیگر هم استفاده نمود
و از تربیت شیخ محمد یحیی کبروی و امان الله پانپوری طی مقامات سلوک فرمود و کلام قدیم از
برداشت مدة العمر خود وعظ خوانی می کرد در حسن تقریر لسانی و تشریح لطایف معانی دلو منیع
بیانی و نکته دانی فرد یکتا و در علوم صوری و معنوی مرد بے همتا بود و با اکابر مشایخ در بحث
بعضی مسایل مختلف نیز گفتگو داشت ۱۲ ماه محرم سنه ۱۲۶۱ھ رحلت فرمود و در مزار بهاره مسجد
آسود - تاریخ - فرد در وعظ بود زانرو دل چه بهر تاریخ گفت واعظ فرد

ملا امیر الدین مفتی :- فرزند مولوی هدایت الله متو حاوی علوم عقلیه و نقلیه مرید شیخ اکبر
بانے بود ۲۰ ماه صفر سنه ۱۲۵۸ھ رحلت فرمود عظیم الورا تاریخ است و در مقبرهٔ والد ماجد
خود آسود -

ملا نور الله متو :- فرزند ملا انور متو عالم تحریر و عامل صاف ضمیر بود ۱۹ جمید الثانی سنه ۱۲۶۳ھ
بخواب آخرت آسود -

ملا عبدالغنی :- از احفاد ملا سلیمان عالم فاضل و مدرس کامل بود زندگانی خود در ورع
و تقوی بسر نمود -

مولوی امیر الدین :- برادر مولوی غلام الدین در علوم دینیه کان و بها و مشعل ذکا بود -
۹ رجب سنه ۱۲۷۸ھ انتقال فرمود -

شیخ احمد واعظ :- در علوم فقه و حدیث مهارتے عجیب داشت مدة العمر خود در وعظ

خوانی بسر برد و از صلاحیت و تقوی خالی بود در افادۂ خلق بسیار کوشش نمود و با مردم وہابیہ مناظرہ ہا کردہ و در تردید آنہا رسالہ ہا تصنیف فرمودہ بماہ محرم سنہ ۱۲۹۰ء در محلۂ دباغان آسود۔

مولوی ناصر الدین:۔ فرزند ارجمند مولنا نظام الدین محدث گرد پدر خود ملا غلام الدین مفتی بود و از بابا محی الدین پاندانی استفادۂ علوم معنوی فرمود و در عہد گلاب سنگھ در زمین سنگھ در محکمہ قضایای کشمیر حکمرانی می کرد و در بلوای عامۂ شیعہ و سنی ناحق او را متہم کردہ دو ہزار روپیہ جرمانہ گرفتند موجب آن ترک منصب کردہ اوقات خود در عزلت و انزوا بسیار دمولی بسر برد آخر عمر کسر نفس و رقت قلب بسیار داشت و اشک ہمی ریخت و از ناصیۂ او آثار خیر و سعادت لایح بود ۲۰ صفر سنہ ۱۲۹۳ء انتقال فرمود و در مزار آبا آسود۔ تاریخ:۔ ناصر دین خوش خصال ساخت چو با حق وصال گفت حسن بہر سال کرد بہشت آشیان + ایضاً تاریخ "کان ختم السالکین"۔

خمیس پنجم از اولیای مجاذیب

بی بی اللہ عارفہ:۔ عارفۂ کاملہ ثانی رابعہ بود و در شہور سنہ ہفت صد ظہور نمود می آرند کہ آن عفیفہ از موضع سیمپور در خانۂ برہمنی متولد شدہ در صغر سن عجیب سوز و گدازے داشت و با مردم غیب صحبت می کرد عاقبت پدر و مادرش در قصبۂ پانپور بعقد شوہر دادند وی با شوہر خود اصلا دمساز نمی شد و ہمیشہ مبہوت و مسکوت می بود و در ستر احوال خود جہد می فرمود و دران حالت شوہر و خوشدامنش حسد می کردند و می زدند چنانکہ خوشدامن بدکیش ہمیشہ در پاتین طعام وی سنگی می گذاشت و بران چند دانۂ طعام افشاندہ او را اتیہ می داد آن

عفیفه باسن و سنگ شسته بپیچید و بانو میگذاشت و در نزد کسی افشای این ماجرا نمی کرد تا آنکه
روزے گوسفندی کشته بودند و لله عارفه را نیز سنگ دیگر گفت که امروز طعامے خوب خواهی خورد
آن عفیفه جواب داد که بر چه کشتند بخود بکشند و مرا سنگ از زیر طعام دفع نگردد و خسر وی
این مقوله از دیوار شنید فی الحال جستجو کرده سنگ از باسن او بدر کشید و در پیش زوجه
خود انداخته او را زجر نمود پس آن عجوزه بدکیش بیشتر در جوش آمده آن عفیفه کامله را
فعال شنیعه و اطوار قبیحه متهم می کرد و شوهرش را تا گفتنی می گفت تا آنکه روزے لله عارفه بر لب
دریا رفته سبوی آب بر سر آورد و به حرارت شوق اندرونی شوریده وار می رفت شوهرش
که همیشه با او نقارے داشت سبو را به چوب بشکست و آب بر سر آن عارفه معلق ماند پس
عارفه همچنان در خانه رفته از همان آب باسن های خانه پر کرده و مابقی آب از روزن پرتاب
نمود و در انجا تالابے بهم رسید که آن تالاب را لله ترا گ می گویند تا سال ۱۲۰۰ سنه
آبش موجود بود بعد آن خشک شد از همان روز لله عارفه سر بصحرا زده دیوانه وار شیفته و شوریده
با دل بیتاب و چشم پر آب بے خور و بے خواب در کوه و صحراها می گشت دیده دیده از نظر
ناظران نهان می شد و اشعار در زبان کاشری می گفت که آن را به زبان این دیار لله واک می گویند
متقارن آن حال حضرت سید جلال الدین مخدوم جهانیان جهان گشت قدس سره بدین سیر و
تماشای این دیار تشریف ارزانی داشتند و لله عارفه تا بیره پور استقبال کرده به
ملازمت آن جناب فائز گشت آن حضرت شوریدگی او دیده دلاسا کردند و تشفی و تسلی نمودند و گفتند
که این قدر قلق و اضطراب و شوریدگی نباید کرد مرشد رهنمای تو سید حسین سمنانی است که عنقریب درین دیار
مسرت آثار خواهند رسید و ترا بدرجه شهود اعلا خواهند بخشید پس لله عارفه منتظر وقت می بود تا مدامی که حضرت
سید حسین سمنانی باینطرف متوجه شدند لله عارفه تا هفت منزل پیشوائی کرده از تعلیم و تلقین ایشان فائز گشت

۱؎ "دمن" باید بود

وازشوریدگی قرار یافت بعضے مورخان می گویند که وی عریان می رفت لیکن شایق بران قایل نیست۔

می آرند که روزے شخصی ذکر نفی واثبات می کرد وسرخود می جنبانید للہ عارفہ اورا پرسید که چه می کنی گفت نفی واثبات می کنم گفت این نفی واثبات نیست آن مرد گفت پس چگونه است گویند للہ عارفہ رادو کاسه دردست بود فی الحال یکی بر سرنهاد و دیگرے زیر پای گرفت چون لفظ لااله برزبان راند آن هردو کاسه باهم اتفاکرده ند ولله نابود شد چون الا الله گفت باز پیدا گشت۔

می آرند که یک روز دربت خانه سدة شیرکنٹھ درآمد وبول کردن گرفت شیرکنٹھ گفت چه می کنی این خانه خداست گفت جائیکه خانه خدا نیست مرا نشان بده که درانجا بول کنم مدعا که تحریر حالات وکرامات او کتابے باید بود وفات اوراکسے قایل نیست

می آرند که روز آخر زیر دیوار جامع بجهابه نشسته بود ناگاه مانند مشعل افروخته شد دران حالت شعلۂ از وجود او بآسمان صعود نمود وغایب گشت ودرحق او هنود می گویند که وے ازماست مسلمانان دلیل می آرند که ازماست فی الحقیقت وی از خاصان خدا است رحمة الله علیها۔

زینی شاه مجذوب: ۰ از قوم چکان کوپه واره برادر مسعود چک بود ودر زمان حکومت علی خان چک بر عهدۂ سپه سالاری اقتدار یافت۔

روزی درنواحی رینگی پوره با اعیان ملک صحبت می کرد ناگاه از آسمان برقے آمده برجسد او التوا نموده بیهوش افتاد بعد مدتے چون به هوش آمد ترک دنیا نمود ومانند دیوانگان عریان می رفت واظهار مغیبات می نمود۔

گویند در خدمت حضرت سلطان العارفین قدس سره روی ارادت داشت که اکثر اوقات در صحبت آن جناب حاضر می بود حادثهٔ قحط که در عهد علی خان چک واقع شد به او منسوب است بلکه مردن علی خان هم جذبهٔ او بود تشریح آن در حصّه اول در بیان حادثات مسطور است بالجمله حضرت زینی شاه از اولیای کبار بود و کرامات او بسیار مشهور است فقط ـ

می آرند که روزی یک شست ماهیان خشک در میان چشمه که بیرون مقبرهٔ اوست انداخت بقدرت خدا همه بازنده شدند فقط یک لختهٔ چوب که از آله قلبه رانی خوار یافته بود همیشه همراه خود می داشت اکثر اوقات آنرا سوار شده می رفت می گفت که این اسپ سواری من است روزی چوب مذکور در خرمن موضع ... انداخت و گفت اسپ مرا کاه بدهند و بسته بگذارند مردمان بکار خود رفته هیچ کسی پرداخت او نکرد فردا دیدند که تمام خرمن خورده از سرگین آن بالا مو محمد بود چون اهل ده عجز و زاری کردند روزی عورتی در زمین خود تخم ریزی می کرد و مستانه حق را پرسید که این تخمی را چه قدر شالی می بر آید گفت برین قدر که در تخم مخصوص تو گنجد آن عورت گفت چه قدر در آن می گنجد مستانه گفت یک صد خروار ... را در آن سال یک صد خروار وزن کرد مقبرهٔ او در موضع ... است و کرامات او مشهور است ـ

میان مانک شاه :ـ نام اصلی ایشان حبیب الرحمن است در علوم صوری و معنوی شانی عالی داشت و در ایام سلوک کار زراعت می کرد ـ

وقتیکه بخواندن نماز مشغول می شد گاوان خود بخود قلبه می راندند و خطا نمی کردند پس به ظهور این چنین امور[1] مشهور شد و در احوال او فتور آمد بنابران برخود لباس

[1] ـ در نسخهٔ کشمیر یونیورسٹی مخطوط تاریخ حسن ایکسیشن نمبر 1516 "چنین امور" نوشته شده است ص ۲ ـ ایضاً ـ فولیو نمبر ۲۶۳ ب ـ (ج، آر)

جنون پیراسته در کوه و صحرا می گشت و اکثر اوقات در خدمت حضرت سلطان العارفین با ادب و نیازمندی برهنه پا می رفت شراب بلها[1] به اشارهٔ او صورت تسخیر ظاهر شد در آخر عمر اقدام او از رفتن بیکار ماندند و درمیان خانقاهیکه تا حال موجود است نشسته می بود چون رحلت نمود در محلهٔ رعناواری میان صحن خانقاه آسود۔

غیبی شاه مجذوب :۔ در زمان حضرت سلطان العارفین ظهور نمود کشف کونیه داشت گویا که آئینه جهان نما بود۔ اکثر اوقات حضرت شیخ بابا داؤد خاکی در خدمت او می رفتند و تحقیق حقائق می نمودند صاحب اسرار الابرار رقمطراز است که غیبی شاه به مخاطبهٔ هیچ کسے سخن نمی کرد و بوقت تکلم دو اسم یکی الله دوم رتنی مخاطب گرفته آنچه گفتنی با آنها گفتی و آنچه خواستی از ایشان خواستی و اسرار مکتومات و رموز مخفیات را بدلیشان خطاب نمودی و اخبار عالم غیب به مخاطبات این با به عالم بروز ظهور می ساخت و کلام او بلکه کل بدن او تمام کشف بود چه هرکه او را می دید صورت حال خود از خوب و زشت از زبان او دریافتی گاه بودی که نام زنے دیگر هم مخاطب گرفته گفتگو کردی و او را کسی ظاهر ندیدی۔

می آرند که روزی در عالم ظهور آمده غاشیهٔ تکلیف شرع بردوش گرفت و عقد نماز بربست چون در رکوع رفت گفت سبحان ربی العظیم لدّی دو راست این راه و از جادهٔ که من بودم بسیار بعید می نماید که هیچ کسے متصاحبه تو اندر رفت مگر موفقان بتوفیق خاص و مقربان برفیق اخلاص پس همان لحظه باز در عالم مجاذبه پیوست و در مکاشفه غرق شد۔ فقط۔

شیخ داؤد خاکی می فرماید که روزی در پیش او نشسته بودم و بزبان کشمیری بیتے موزون ساخت که ترجمه اش اینست ۔بیت۔ میر سدا را شرابی با کباب ۔ گو زما برخیز آنکو نیست تا تب من از آنجا برخاستم و دور تر نشستم در آنحال یک سید نانی و شیشهٔ شرابے و از لحم

بابی خوانده بودی رسیدن آن مرتبه دیگر پیش او آمدم وگفت ای ابدی در تنی باید بیشتر
برویم و برای عزیزان جای است کبیر پس چند روز ایشان نقل کردند و در روضهٔ حضرت بابا هردی
ریشی دفن کردند و فقیر تاریخ گفت ـ

تاریخ ـ ز سلطان غیب شد دیار اسرار ‌ بسی اسرار غیب آمد به ساحل

چنین جذب با کشف و کرامات ‌ بود از نادرات ای یار عاقل

بسی دم متوش در ولایت ‌ با شراق تیورش نیز قایل

بشارت گوی معنویات اصحاب ‌ ظریف و نامع و خوشگوی و باذل

بحال خادمان حاضر و غیب ‌ همیشه فیض او بود است شامل

چو او فیاض کامل بود تاریخ ‌ "پی فوتش بخوان از فیض کامل" ۹۸۱

خواجه یعقوب مجنون :ـ از آگاهان راه و مقربان درگاه بود آنچه که در عالم کون و فساد
می رفتی پیش او آن در نظر او مشهود گشتی او اکثر در کوه و بیابان می گشتی دگاه بودی که از
چهار روز تا هفت هشت روز در یک جا افتاده ماندی شیخ مجنون می گفت که من چون صوفیان را
در صومعات نا ملایان در روایا دو زه دیدم خواستم که من نیز در صوم و صلوة و تسبیح و تطوع
در آیم و درس کتاب شغل مطالعه را تخفیف کنم در این تردد بودم که خواجه یعقوب ظاهر شد و
من در پی او رفتم و چیزی نگفتم تا که وی برای بول نشست و یا دست را کرد و با من گفت که هرگاه
درس را ترک کنی پس نشسته نشسته چنین می کنی من نصیحت او پذیرفتم و شغل کتاب
نگذاشتم فقط ـ

بابا داؤد مشکوتی می گوید که من او را روزی در یک خندق افتاده دیدم و لبعد از
هفته چون از آن راه باز آمدم او را همچنان افتاده دیدم و باغبانی به سر او یک خربوزه در دست

گرفته بسیار آرزو می کرد وی متحرک نمی شد و مت از وی پرسیدم که از چند روز خواجه درینجا است گفت یازده روز است که بر نمی خیزد و چیزی نمی خورد -

خواجه داؤد مجنون :- از کاملان جذبات الٰهی و از شیفتگان خطفات نامتناهی بود روزی در پیش شاه گدا رفته اداشناعت نمود و درشت گفت که چرا خود را در دباغی و کنایتی پوشیده نه گذاشتی و با مثل من چرا دیوانه نشدی که ترا این آفت شهرت نمی رسید ترا با کرامت چه کار نمی دانی که درا کرامت باعث ندامت است فقط -

شاه بدیع الدین :- معروف به بادی شاه از مجذوبان عالیشان بود زبان او شمشیر بران داشت تا آنچه می گفت فی الحال می شد باوجود غلبه جذبه مقولات توحید و معروف شسته می گفت در اظهار مغیبات و حرف جذبات گویا حاکم بود چون از دنیا رحلت نمود در محله کوه آسود -

دولت شاه :- از مریدان برجسته بابا داؤد خاکی بود و با بهردی ریشی بابا هم صحبت داشت و ایشان را پیر صحبت می دانست اکثر اوقات مغلوب الاحوال می بود نعره ها می زد و مدتی بی هوش می افتاد حالات آینده ظاهر می کرد اکثر با عروس و ابکار می نشست وقتی حضرت بهردی ریشی بابا به او فرمودند که پنبه و آتش یکجا کردن نگهدار فی الحال پاره آتشی در پنبه پیچیده بدست گرفت یک ذره از پنبه سوخته نشد - فقط -

شیخ ابراهیم :- معروف به بابه کاک از مریدان خواجه رفیق اشائی عالم عامل و فاضل کامل بود سالها در افاده تعلیم خلق الله سرگرمی داشت و در مناظره و مباحثه بر اقران خود فوقیت می جست عاقبت از همه دست شسته در خدمت حضرت خواجه رفیق روی ارادت آورد و مال و مناصب دنیوی صرف راه خدا کرده در حجره پائین خانقاه به ریاضات شاقه پرداخت او بحث دقائق حقائق و معارف بهجنان می نمود که دانشمندان حیران می شدند ایام زندگانی

در تورع و تقوی و تفرید و تجرید بسر برده میل سماع بسیاری داشت اما حضرت خواجه او را ازین کار بسیار منع می کردند.

روزی در خانه همسایه به تقریب طوی نغمه و سرود به آواز چنگ و رباب و عود بود خواجه ابراهیم دریچه حجره را بدان طرف کشاده می ساخت ازین باب حضرت خواجه برآمد که این ابله کاک را از خانقاه بدر کشیدند وی با استماع این خطاب پر عتاب بیتاب شده به کمال تب و تاب از خانقاه برون رفت و به کمال انقلاب و اضطراب لباس خود را پاره پاره کرده گفت آزاد شدم آزاد شدم و در آن حال سکر و مستی بروی غالب گشته تا شیشه دیوانگی بر دوش کشیده در آجام و کوهستان و دشت بیابان می گشت و با اولیای وقت گفتگو ها می کرد و جذبه ها می نمود و مکاشفات و کرامات فوق الحد ظاهر می ساخت و از خلفای خود چهل کس همرنگ خود ساخته در بازار و کوهسارها رفت بعد از آن حضرت خواجه او را پیش خود باز می خواندند و می فرمودند که وی الحال ابله کاک شد اما یاران خود را بابت خبر گیری او ترغیب می دادند.

می آرند که روزی خواجه ابراهیم در مطبخ حضرت خواجه در آمده از زین ولی درخواست طعام نموده وی گفت که سوای دیگچه حضرت خواجه چیزی موجود نیست اگر طاقت دارند از دیگچه خود بکشند و به خوردن خواجه ابراهیم از دیگچه مذکوره طعام کشیده با یاران خود را قسمت نمود لیکن آن دیگچه همچنان پر از طعام بود و بجای خود نهاده رخصت نمود. بعد انتقال حضرت خواجه در ایام وبای ۱۰۲۲ روزی خواجه ابراهیم در خدمت شیخ محمد شاه انیسه آمده التماس نمود که ما همه یاران خود فردا از دنیا رفتنی است چونکه بیکس مطلق هستیم خود ایشان در مکان ما حاضر آمده تجهیز و تکفین بی کسان فرمایند و شاله کاک را با من در یک لحد مدفون سازند از آنجا برآمده شب همه با غسل کردند و شستشو و جامه ها نموده در حجره در آمدند و همه با ۲۸ ماه صفر سنه ۱۰۲۷

جان بحق تسلیم نمودند فردا مه شیخ محمد شریف در انجار قتیبه چهل کس را دریک محوطه مدفون ساخته
شاله کاک را بنابر رعایت شرع برخلاف وصیت آنجناب درقبر دیگر انداخت فردا چون برای
فاتحه رفتند شاله کاک را به کاک را دریک لحد دیدند۔

می آرند که زنی مریدهٔ ایشان صاحب عرفان بود وقتیکه ایشان با جمیع
یاران نقل کردند زن مذکوره را گفتند که درین جا باش و بر ما نوحه وزاری کن چرا که بکیس
مطلق هستیم هرگاه ما را مرشد بزرگوار خود در انجا مالکی کرد پس تا بعد چهل روز بدان
سو خواهیم برد هرگاه آن جناب مالکی نکرد پس آمدن ترا با ما چه فایده است گویند بعد
انقضای مدت چهل روز عورت مذکوره هم انتقال نمود و در محوطهٔ ایشان آسود ۔

خواجه محمد صالح : مشهور به شاله کاک سوداگرزادهٔ عالی خیال صاحب حسن جمال بود
بتصرف خواجه ابراهیم کاک ترک دنیا کرده لباس جنون پیراست که شب و روز با مرشد
نامدار خود در کوه صحرا می گشت ۔

می آیند که ایشان همیشه از خاکستر بید سیاه قوت می کردند در آخر عمر
شخصی را گفتند که برای ما هر روز طعام بیاوری روزمره طعام مهیا داشته چند روز خوردند و
نقل فرمودند روزی حاضران مجلس را گفتند که امروز در شهر آتشی افتد و مقام ما هم
خواهد سوخت بهمان شب آتش گرفته مقام ایشان هم بسوخت ۔ فقط ۔

میر فاضل مجذوب :۔ عالم خوش نویس بود ناگاه آشنا ربی تعینی از غیب بروی
ظاهر گشته مجذوب شد و از دایرهٔ شرع بیرون رفت و به گردیدن افتاد بعده اورا کشش
فیروز شاه چباری درگرفت عاقبت بر مقبره او رفته بنشست سالها انجا بود آثار جنون
از ورزش شده چندی ورع و تقوی گذرانید ۔

کرشنہ جیو :- دیجابیت اور اکرشنہ کار می گفتند بسیار مالدار و کوٹھی دار با اعتبار
بود خدمت فقرا از دل وجان می کرد ۔

می آیند کہ محمد مراد زمیندار موضع وٹی پورہ کامراج یک ہزار روپیہ از و
قرضہ بردہ بود کہ تامیعاد ادا نہ نمود موجب آن کرشنہ کار برائے اخذ معاملہ او در موضع وٹی
پورہ رفت چون نزدیک وہ رسید از اسپ فرود آمدہ زیر درختے بہ سایہ آسود و از دور زمیندار ے
دیدکہ در مزروعہ خود قلبہ رانی می کرد دران اثنا وقت پیشین بود زمیندار بخواندن نماز فارغ
شدہ بکار خود باز شاغل گشت کرشنہ کار این حال دیدہ بہ خاطر خود سنجید کہ این شخص ولی
کامل است لاجرم در پیش او رفتہ احوالش پرسید گفت من از مردم پنجاب ہستم میان مانک
نام دارم درین جا محمد مراد را بغیر اجرت کاری کنم و خورشش و پوششش از وی گیرم کرشنہ کار گفت
کہ چرا خود را مضرت می رسانی اگر می آئی ہمراہ من در شہر ترا خوردن و پوشیدن بغیر کاری دہم
و خدمت می کنم وی گفت ہرگاہ محمد مراد برضای خود مرا رخصت بدہد بلا مضایقہ می آیم انگاہ
کرشنہ کار در خانہ محمد مراد رفتہ با او الفت نمود و گفت کہ من ترا قرضۂ خود بحل کنم بشرطیکہ خدمت گار
خود میان مانک بہ من بخشید وے میان مانک بدست گرفتہ بوے تفویض نمود فردا ہر دو روانۂ
شہر شدند چون از نظر مردم دور رفتند کرشنہ کار از اسپ فرود آمدہ بہ پائے میان مانک شاہ
افتاد و گفت من واقف احوال تو شدم حالا من غلام زر خریدۂ ایشانم اکنون بر اسپ من سوار
شوند و راہ روند پس موجب الحاح او میان مانک شاہ بر اسپ سوار شدہ بشہر رسیدند انگاہ
میان مانک شاہ روز مرہ یک سبو آب از دریا می آورد و کتان را آبیاری می نمود ۔

روزی کرشنہ کار اورا متوجہ شدہ برائے تعلیم و تلقین علم باطنی بسیار الحاح و
ابرام نمود میان مانکشاہ اورا تنہا میان ٹل بردہ تلقین کلمہ نمود و از شراب معرفت مالامال ساخت

که عالم لاهوت بروی مکشوف گشت بعد چندی میان مانک شاه مجذوب شده در کوه و صحرا می گشت کرشنه کار دنبال او می بود وقتیکه میان مانک شاه از رفتار فرو مانده مسجد نشین گشت کرشنه کار خدمات او بجا می آورد ۔

بعد انتقال او کرشنا کار هم مجذوب شده سر به مستی کشید پس تا حین حیات خود در میان مله کواه نشسته استخوان های مردگان می کشید و ریسمان کرده در گردن می انداخت موجب آن از هنود و مسلمان کسے پیش او نمی آمد وقت اخیر بجد و درینه واری در محلهٔ قصابان از دست خود حجرے حفر نمود شبانه در میان آن خفته جان بحق تسلیم فرمود زنده پیر آمد بالای او خاک افشاندند اهل هنود فراهم آمده قبر او کشادند لاشهٔ او نیافتند ۔

زنده پیر مجذوب: هنود زادهٔ عالی تخمیر خسر پورهٔ کرشنه پیر بود وی برهمنی کرشنه پیر در خدمت حضرت مانک شاه بر موقع مجذوبیت مشرف شده بتوجه ایشان از شیوهٔ جهالت درگذشت و تربیت او حواله کرشنه پیر شده توفیق ازلی دستها از ماسوای شسته بدرجهٔ اعلی ارتقاء نمود و از اولیای دوران شد بعد وفات کرشنه پیر چون نقاب جنون بر خود کشید عجب شورشے داشت که تمامی کارها بهوش می کرد و استخوانهائے مردگان از گور کشیده طوق گردن می ساخت شاه محمد قلندر[1] هرگاه که او را می دید سجده می داد اگر کسے احوال خود از وی می پرسید بجانوران منسوب کرده جواب می گفت یعنی زاغ یا کرگس چنین می گوید و باز باید همچنین می گفت هر چه می گفت فی الفور بظهور می پیوست چون ندای ارجعی شنید در میان مله کواه از جان درگذشت پس اهل هنود و مسلمان جمع آمده باهم متنازع شدند مسلمانان بر تدفین او قادر شدند و اهل هنود بر سوختن ۔

مدعا که فیما بین فریقین جنگ و جدل بطول انجامید درانحال شخصے از محرمات

[1] شاه محمد صادق قلندر

زنده پیر را بر پل در کفن گریزان دید حقیقت اضطراب پرسید گفت من مرده بودم هنود و مسلمانان باهم جنگ می سازند من ازمیان جانبان گریخته آمدم برو تو فیصلهٔ آنها بکن چون آن شخص بر تابوت دیدند همگی کفن یافتند پس کفن او را دو لخت کردند مسلمانان یک قطعه در محلهٔ قصابان بر راه دفن کردند و هندوان بسوزانیدند ـ

ریشه پیر پدرش درود شخ گشی پرگنهٔ ویترا از قوم هنود بود بعد وفات او ریشه پیر در قصبهٔ سوپور میان گشتی متولد شد در محلهٔ رنگه ٹینگ در خانهٔ جد مادری پرورش یافت گویند ولی مادرزاد بود از هنگام شعور بیاد کردگار شب بیداری می نمود چون به سن دوازده سالگی رسید نزد کرشنه کار در مزار رفته و از نظر او عالم ناسوت بروی مکشوف گشت. چون تربیت او تعلق زنده پیر شده بدرجهٔ اعلی ارتقا نمود تا حین حیات زنده پیر سرگرم مجاهدات و عبادات می بود بعد وفات او مجذوب شده سر برهنگی کشیده مانند در کوهسار و بازار می گردید خود را ریشه پیر پادشاه می گفت مردمان انبوه بروی جمع می آمدند ـ

عاقبت پایهای او از رفتار بیکار مانده در محلهٔ ملچمر قرار یافت زبان او سیف قاطع بود هر چه می گفت می شد تا حین حیات مرجع هنود و مسلمین بود و بقضاء مدعو دپاسی از شب گذشته رحلت نمود خادمان او که هندو بودند لاشهٔ او بخوف مسلمانان همانوقت برداشته بر لب دریا بردند و غسلش نمودند. در کفن پیچیدند درین اثنا اهل اسلام راخبر شده هجوم کردند دیدند که بر تخته همگی کفن موجود بود بستند و آن کفن و تخته برداشته به مکان مشهور بسوزانیدند مسلمانان این زمان ریشه پیر را از اهل هنود می پندارند اما محمد خیات در تاریخ خود او را از اهل صفا می نگارد ـ والله اعلم

شاه محمد صادق قلندر رح ـ از سادات اندرابیست عالم و فاضل و کامل بود کلام قدیم به هفت قرأت

ازبرداشت اول درخدمت میر علی قادری صفائی باطن حاصل کرده مدتی در خانقاه الیشان امامت می کرد

روزی درعین نماز صدائی بگوش او رسیده در رفت آمده نعره برکشید و از بالای خانقاه بر زمین غلطید و از همان روز ترک تعلقات کرده بدهلی رفت و در خدمت بابرکت خواجه عبید الله معروف به خواجه خورد که خلف الصدق خواجه محمد باقی بود استفاده طریق نقشبندیه نمود و جذبات و تصرفات و حالات عالیات و خوارق عادات حاصل کرده به جانب کشمیر رجعت فرمود چون جناب خواجه هم مغلوب توحید بودند در مشار الیه نیز توحید اثر قوی کرده اکثر اوقات از راه مغلوبیت سر رشته مطهره را از دست می داد و در منهیات می افتاد و تارک صوم و صلوٰة می شد و بعضی مردم خویش اسلوب را بخود گرویده کرده بریش تراشی مامور می ساخت و در اینها اثر تصرف هویدا می شد ولیکن راه مستقیم میسر اینها نبود لیکن گاه گاهی بافاقت آمده نماز هم با تعدیل ارکان می خواند و ترک شرب بنگ و شراب هم می کرد و تلاوت کلام الله هم بترتیب می ساخت

روزی شیخ محمد مراد تنگ از وی پرسید که راه راست کدام است و شاه راه کدام است گفت شاهراه راه محمدیت و راه راست راه شریعت شیخ گفت پس ایشان چرا راه دیگر می روند گفت مغلوب می شوم و معذورم اعتقاد الحاح من نخواهید کرد چنانچه درین روزها روح پاک حضرت خواجه بزرگ قدس سره پیدا شده مرا فرمود که تا چندین چنین باشی بموجب آن بافاقت آمده ام فقط بدانکه این مقام بمنزلة اقدام طالبان غلو تست وحدت و وجود نفی افعال از خود که آنرا اکبری تجلی فعلی نامند درین درجه بسیاری را این حال روی داده بعضی درحکم معذور بمانند و بعضی از قاصر خلاصی یافتند و قلیلی بالحاد رفته ضعیف العقیده شدند مرد باشد که اجمال این راه بدست آورده راه وحدت که چه تصور فرموده به شاهراه درآید و این همه به توجه پیر میسر است الا ما شاء الله فقط

السکاری معذورون لا یعتبر بالاقتدا و لا ینبغی للتعظیم برعایة الظاهر الشرعیة فقط ـ

می آرند که روزی تالی وابچهٔ خوشتر ازو دلخواه به یک نگاه مفتون ساخته همراه خود برده مادر او که از مریدان حافظ عبدالله فتح کدلی بود پیش او رفته جزع و فزع نمود پس وقتیکه قلندر از حبه کدل باز آمده نزدیک فتح کدل رسید حافظ عبدالله بر دروازهٔ خود استاده مانده بطرف قلندر توجه فرمود و قلندر هم ساعتی در انجا استاده ماند آنگاه قلندر راه خود گرفت [illegible] آن بچه بهوش آمده با مادر خود در خانه رفت پس حافظ عبدالله کسی از یاران خود حقیقت این واقعه پرسید و فرمود که من به جانب قلندر توجه کرده بودم وی به جوش آمده به نظر جلال در من دید که جان من سوختن گرفت فی الحال در خدمت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم پناه بردم و آنجناب قلندر را زجر فرمودند و گفتند چرا [illegible] شریعت ما خراب می کنی [illegible] نسبت خود سرگرم باش و بعد ازین کسی را مزاحمت مرسان موجب آن قلندر راه خود گرفته تا آن بچه را التصرف برداشت. فقط.

بعد ازان حضرت شاه از شهر برآمده در موضع ونلار کنج خلوت گرفت و از اهل روزگار متنفر گشت و در ایام شعور هر گاه کسی از اهل فضل و کمال [illegible] می رسید آندم قران می خواند۔

می آرند که [illegible] پیر [illegible] برنج پخته کرده بهدیهٔ ایشان آورد و با [illegible] التماس نمود حضرت شاه بوی دو سیب بخشیدند و به توجه ایشان در عرصهٔ دو سال او را دو پسر پیدا شدند همچنین حالات و کرامات ایشان از حد افزون است طبعی موزون داشت ابیات تصوفانه می گفت دیوان اشعارش مملو از سوز و گداز و این رباعیات نتیجهٔ طبع وقاد اوست:

رباعی:
یک چند سواره سیر و گشتی کردیم
یک چند پیاده پشت و پشتی کردیم

دیدیم کہ این کوچہ ندارد پایان — گشتی کردیم و بازگشتی کردیم

رباعی:۔ ہر کہ آمد گل بباغ زندگانی چید و رفت — آمد و بر ہستی ملک جہان خندید و رفت

از ازل صادق بدنیا میل آمیزش نداشت — چند روزے آمد و یاران خود را دید و رفت

مستزاد: یک چند پئے زینت و زیور گشتیم — در عہد شباب

یک چند پئے دانش و دفتر گشتیم — کردیم حساب

چون واقف این جہان ابتر گشتیم — نقشے است بر آب

دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم — اینک در یاب

آخر عمر در مغلوبیت وفات یافت۔ روز وفات ایشان سلخ ماہ ذیقعدہ ۱۱۰۰ھ مسطور است و مرقد ایشان در موضع قیصر لار بالائی بلندی مشہور۔

شیخ محمد شریف:۔ معروف بہ شوکہ بابا از خلفای برجستہ خواجہ مسعود پانپوری است گویند در ایام سیر و سلوک روزی بر درختی سوار شدہ بود فی الحال از عالم غیب جذبہ باو رسیدہ غوغا برداشت کہ مرا می گیرند و می برند ہی ہی کجا روم چہ می کنم در انحال بہ کمال اضطراب و انقلاب از درخت فرود آمدہ سر بہ جنون کشید و شوریدہ ہر سوی دوید پس خویشان خودش بستہ کردہ در پیش شیخ مسعود بردند و حضرت شیخ آن شیفتہ را در میان حجرۂ خانقاہ بند فرمودند و در حالات او ترقی نمودند آنگاہ حضرت بابا سالہای بسیار در آن حجرہ گذرانید و بگفتہ ہیچ کسے قدم بیرون نکشید و ہموارہ در محیط سکر و صحو مستغرق می بود۔

روزی خادم خود بابا علی را گفت کہ بیا بر فلان میخانہ می رویم و در انجا شراب کشی کنیم بابا علی گفت برخیز می رویم فی الحال مستانہ حق از حجرہ برآمدہ بر جکیدہ گذشتند و در انجا قرار نکردہ پیشتر رفتند۔ دران اثنا حجامی آمدہ آئینہ در دست شوکہ بابا داد چون آنجناب در آئینہ نظر کرد و ریش خود بدید فی الحال حجام را بابت تراشیدن ریش مبارک خود تجویز داد و گفت ریش مردان را بکار است و من کار مردان نکردم

الحال لحیه چه بکار است حجام گفت حجام ندارم و آب چگونه بیارم شوگه بابا پاره سفال برداشته بدست بابا علی داد که آب بیار و وی قلیل آب درمیان خذف آورد و بابا گفت واه واه اکنون گفتی که تراشراب می دهم و بالفعل آب هم نمی دهی پس آب بر لحیهٔ خود مالیده از دست حجام صاف کنانید انگاه درحالت مستی مدتی میان کوه و صحرا می گشت آخر باز در حجرهٔ خود متمکن شده بصوم و صلوة پرداخت۔

می آرند که روزی ملا جوهر نامی با جمعی از شاگردان به ملاقات ایشان آمده التماس دعا نمود حضرت بابا دست مبارک خود از شانه بالا برداشته بدعا التجا فرمود شاگردی را به خاطر خود خطره شد که این قدر دستها بالا برداشتن مناسب نه بود فی الحال حضرت بابا کتاب از بغل او کشیده برکشاده بدست او داد چون شاگرد مطالعه نمود دران نوشته بود که سرور کائنات صلی الله علیه وسلم بروقت دعا دست مبارک از شانه بالا می افراخت موجب آن منکر خجل شده هیچ نه گفت۔ فقط۔

می آرند که بعد وفات شیخ مسعود شوگه بابا بنای خانقاه نمود روزی بنگر ریشی درواقعه دید که روی مبارک شوگه بابا مثل آفتاب تابنده است اما بر رخسارهٔ او داغ سیاهی دارد فردا در خدمت شوگه بابا آمده از واقعهٔ شب هیچ نه گفت و شوگه بابا از الطرف فرمود که ای ریشی واقعهٔ شب راست بگو چه دیدی گفت روی تو چون آفتاب درخشنده دیدم و بر رخسارهٔ تو خال سیاهی دریافتم شوگه بابا گفت آن داغ باپت صرف اوقات در تعمیر خانقاه بر روی من نصب کردند مدعا که حضرت بابا فرید دهر و یگانهٔ عصر بود ۱۲ صفر سنه ۱۰۲۷ھ رحلت فرمود در قصبهٔ پانپور آسود۔

صالح خان:- از خلفای بابا نصیب الدین غازیست و اخوند ملا طیب پیر صحبت او بود

می آرند که حضرت ابو الفقرا روزی در موضع چیوڈاره رسیدند و ملا طیب و خان بابا همراه
داشتند ناگاه قلندری در آن قریه رسید و حضرت بابا به وقت نصف شب بر احوال قلندر
باشراف مطلع گشت و همان وقت هر سه بزرگوار در خدمت او مشرف شدند و آن
قلندر را کوزهٔ از شراب حقیقی در پیش بود بحضرت بابا پیشکش نمود حضرت بابا کوزهٔ در
دست گرفته تمام بنوشید و قدر کاسه باقی مانده بدست ملا طیب داد و حضرت ملا آن مقدار
کشیده کوزه بدست خان بابا داد وی چند قطره از کوزه نوشیده قلندر راه خود بگرفت و حضرت
بابا را هیچ احوال خود متغیر نگشت و ملا طیب به هوش افتاده تا عرصهٔ دو سه سال در
غلبه سکر و مستی بود و از تکالیف شرعی دست باز داشت عاقبت به هوش آمده بر سجادهٔ
شیخیت بنشست و خان بابا سر به جنون کشیده در کوه و صحرا می گشت و جمعی کثیر از وحوش
و طیور و دام و دد گرد او حلقه کرده می نشستند و وی بی خور و خواب همیشه در تف آفتاب می بود
بعد عرصهٔ دوازده سال آهسته آهسته به هوش آمده غاشیهٔ امر شریعت
بر دوش گرفت و بصوم و صلوٰة راغب گشت و عمر عزیز خود در ورع و تقوی و ریاضت
گذرانید و در موضع کرباسم خان بابا مشهور است آسود "فیض مطلق" تاریخ است سنه ۱۰۶۹ھ

شیخ ابراهیم :- المعروف به ٹهگه بابا از مریدان ملا طیب صاحب کشف و خوارق
بود می آرند که حضرت اخوند روزی طالبی را فرمود که بعد نماز دیگر ترا در میان فلان مسجد
توجه خواهم داد شیخ ابراهیم این حرف شنیده پیشتر در مسجد رفت و خود را در میان
بوریا پیچیده پنهان گذاشت چون حضرت اخوند بر وقت موعود طالب را توجه دادند
در وی موثر نگشت۔

آنجناب بار دوم همت بسته باو متوجه شدند اصلا اثر نکرد بار سوم به جوش

آمده طالب را بحیثیان توجه دادند کہ شعله های تو از دهان مبارک ایشان مشتعل می گشت اما فیضان ایشان دروی تاثیری نبخشید پس حضرت اخوند چپ و راست جستجو کرده شیخ ابراهیم در بوریا پیچیده دیدند و فرمودند ای ٹھگ یعنی فریب ساز بازی کردی و فیوض باطنی اکسیر بروی همانروز شیخ ابراهیم را مستی غالب گشته مجذوب شد و مدتی بصورت و مسکون برلب دریا نشسته مست بادهٔ شهود می بود و به کسی سخن نمی کرد و لبعد عرصه سال به توجه بابا عبدالله بانپوری در عالم صحو آمده طوق شریعت در گردن انداخت و به صوم و صلوة پرداخت چون رحلت فرمود متصل روضهٔ ملا طیب طرف شمال برلب دریا آسود ۔

شاه محمد عارف :۔ خلف و خلیفهٔ شاه ابوالفتح کول بود در اوایل ذکر خدا می کرد و سرش به سقف می پیوست و مجروح می شد و چشمانش همیشه سرخ و مخموری بود و در هنگام صبح هر که او را می دید بی هوش می شد ۔

عاقبت سکر و مستی بروی غالب آمده سر به جنون کشید در کوه و صحرا برهنه پا می دوید و هنگام واقعهٔ والد نامدار در میان ده رفته بود چون یاران حضرت شاه دفن کردند و بر وقت تلقین میت شاه عارف در میان قبر نشسته دیدند که پدر خود را تلقین می فرمود پس شاه عارف مدة العمر خود در سوز و گداز بود در مقبره پدر آسود ۔

شاه عبدالرشید :۔ از مریدان اخوند ملا طیب اولاً صاحب ورع و تقوی بود عاقبت مغلوب توحید گشته غاشیهٔ شریعت از دوش فرو گذاشت و در کوه و صحرا می گشت اظهار خوارق و مغیبات می کرد ۔

می آرند که یکی از مخلصان او معذور گشته و از رفتن بیکار شد روزی در خدمت

ایشان رفته استدعای توجه نمود ساعتی نگذشت که احتیاج بولش افتاد و بسبب عذر بیرون بر آمدن نتوانست و در گوشهٔ حجره رفته باحتیاج نشست حضرت شاه چوبی در دست گرفته او را هیبت نمود زان معذور از هیبت ایشان ترسیده باضطراب برخاست و دویده رفته بکرم الٰهی به شد۔ فقط

روزی در مقام خود نشسته بودند و شبانه چند کس نزد ایشان خفته بودند چون پاسی از شب گذشت همه را بیدار نمود و گفت بروید تماشای چراغانه به بینید آن جماعه از انجا بر آمده دیدند که محله آنها را آتش گرفته خانه های آنها می سوخت در شهام ابره مقبره ایشانست ۔

بابا رضا :۔ فرزند بابا عبداللہ بن بابا مسعود نوری مرید پدر خود بود مدتی در مجاهدات و ریاضات به کمال ورع و تقوی بسر نمود عاقبت سر به مستی کشیده مغلوب گشته علانیه اسرار پنهانی می گفت ۔

روزی بر ساحل دریا عبور نمود پاهای او تر نشدند و در قصبهٔ سوپور مدفون است

حسن شاه :۔ مجذوبی از اهل صفا بود داغهائے برص بر بدن داشت و روز با برهنه و سر برهنه در اطراف شهر و بازار ها می گشت و نسبت مردم گاهی قهر مرعی می داشت کلامی درهم پیچیده بعید الفهم می گفت دران حاجت روای مطلب اهل غرض می کرد وقتیکه از راه خشم دندان بر دندان میزد دران زمان بیم آفت می بود ۔

طومان شاه :۔ از نظر یافتگان داود بابے سخت مزاج و درشت گو بود مردمان را زد و کوب و فحش گوئی بسیار می کرد از ان حاجت روائے مردم می شد ۔

روزی قانون گوی کو ہتار را حاکم شهر بابت کدام جرم سنگین در شهر

مطالبه نمود وی در پیش طهماسپ شاه رفت وی فرمود برو چند ضرب تازیانه بخورد و
به خیریت تمام بازگشت بیا همچنان بوقوع آمد روز وفات خود مخلصی را در خواب
گفت که در کوهسار برای من کفن گرفته فردا بیا آمد وی علی الصباح از بازار کفن خریده
وقت شام نزد وی رسید وی فی الفور غسل کرده رو به قبله نشست و جان بحق تسلیم
نمود اهل ده آمده او را کفن پوشیده دفن کردند۔

پسی میر :- هندوزاده نامدار بود به نظر زنده پیر ترک دنیا کرده بیاد مولی مشغول شد
روزی آتشی از غیب آمده بیرون البنوا نمود و مغلوب شد آنگاه در کوچه و بازار می
گشت عجیب شورشی داشت۔

حیات شاه :- معروف به کدو سرمست بادهٔ توحید بود بر دکان عطاری می
نشست عاقبت عطار را جذبه کرده مسلمان ساخت پس هر دو باتفاق می گشتند و در
خانهٔ کسی نمی در آمدند۔

بابا قادر :- از بنایر بابا عبدالله نوری بود و به الله بابا رضا ترک دنیا کرده به یاد خدا
مشغول شد مدتی در تقوی بود بعد وفات بابا رضا مغلوب توحید گشته از تکالیف شرعی
دل‌اندمت ود رحد و د [illegible] رضا [illegible] کنایه تراشا [illegible] ثانی
دکانی می گفت گویا دل او آئینه جهان نما بود و بنابر لغمه و سرود و رقص می بود و در
انجا حاضر می شد و بار نامه ای رقص ها می کرد و بیت ها می خواند گاهی دران حال دو سه روز
بی هوش می افتاد چون ندای ارجعی بشنید ۱۰۸۰ ترک پورد پرگنه اهل آمده
میان ذوقاقی شاه :- از مردم پنجاب بود بعد طی مراحل سلوک در کشمیر آمده
درین جا مستی بروی غالب گشته عریان گو گریان می رفت و راگهای هندی بسیار

می خواند سوختم سوختم بار بار می گفت دو سه سبوی آب یک دم می نوشید۔

روزی قازان در هوای پریدند چون سوی آنها نظر کرد دو قاز نزد او آمدند گفت شما خوب نوحه می کنید من بر خود گریه کنم شما نوحه مسازید پس وی به گریه آمده قازان آواز های بلند می دادند مدت دو روز در همین حال بود و انتقال نمود و در موضع ذالر پرگنه بهی پوره آسود۔

شیخ عبد اللہ سلری معروف به داؤد بائی از قوم چکان تربه گام بود و به نظر شیخ اسماعیل قادری ترک دنیا کرده مدت بیست و هفت سال در ذیل تربیت ایشان بود ریاضات شاقه به عمل آورد و خود را غوث می گفت بعد وفات مرشد هشت سال در کامراج بود بعد آن چهل و هفت سال در شهر و دیهات به مقامات متعدده به عبادت بسر برد۔

عاقبت مغلوب توحید گشته مجذوب شد و از تکالیف شرع درگذشت و در میان جنگلها سیر می کرد و بعد از چند روز باز می آمد عجب شوریدگی داشت هر که مهمان می شد جواب مطلبش زود می داد ۹ ماه ذوالحجه ۱۰۷۹ھ به عمر نود سالگی وفات یافت و در موضع سلر مدفون است گویند پیش از رحلت به چهار سال گفته بود که مرا جذب خواهد گرفت و بعد از چهار سال قضا خواهم کرد و در موضع سلر مرا مدفون خواهند ساخت و در قبر من وسعت بیست کس خواهند دید همچنان به عمل آمد وقتیکه آن جناب را دفن کردند ناگاه سنگی از فراز کوه غلطیده آمده بدهان قبرش بنشست و فقط۔

خواجه طاهر :- عرف رنگ داماد و مرید شاه قاسم حقانی صاحب حالات و کمالات عالیات بود هنگام دادن خط ارشاد کتاب نفحات الانس بوی بخشید بعد چندی

کتاب مذکور از وی به عاریت خواستند وی در جواب گفت حضرت مگر دیوانه اند که
بخشیده تو درا باز می خواهند شاه فرمود چرا این حرف گفتی از ناصیهٔ تو علامات دیوانگی
هویداست. فقط.

می آرند که باباطاهر را آواز عورتی خوش آمده فی الحال آن عورت
به عقد آورد و در موضع بچه وارد متوطن شد و از بطن وی فرزندی متولد گشت که اورا
قایم بابا نام کردند مدت چهار روز از تولد او گذشته باباطاهر به کشتوار گریخت
و قایم بابا در بغل انداخته همراه برد و بعد چهار سال باز آمد قایم بابا چهار ساله بود
چون در خانهٔ خود رسید دست خود بر روی قایم بابا مالید گفت که من ریش خود می
تراشم اما تو شرم ریش خواهی نگهداشت آنکه محاسن تو قبای من ظاهر سازد موجب
آن بریدن قایم بابا تا هشتاد سال یکموی ظاهر نه شد فقط و سبب دیوانگی و ریش
نتراشیدن باباطاهر بروایت صاحب فتحات همچنین به ظهور آمد که روزی شخصی از
حضرت شاه قاسم سوال کرد که ایشان بچه سبب اهل مقابر را فاتحه نمی خوانند فرمود
که من اهل ایمان را بروحانیت فیض می رسانم و کسانیکه بی ایمانند بنام آنها فاتحه
خواندن جایز نیست آن شخص گفت که ما را چه حکم است که بعد وفات حضرت بر قبر
ایشان فاتحه می خوانیم یا نه فرمود که ایمان یافتن من از زمین شوره نی رستن است
اگر بعد مردن من تا چهل روز از قبر من شاخ نی بروید یقین دانند که من از اهل ایمانم
پس بر قبر من فاتحه بخوانند. فقط.

القصه بعد وفات ایشان تا عرصه سی و نه [٣٩] روز شاخ نی ظاهر نه شد
مخالفان فرصت یافته چیزها گفتند که بسبب ضعف اعتقاد مردم شد و خدمت باباطاهر

همان روز ریش خود تراشیده سر به جنون نهاد فردا بروز جهلم می بینند که تمام
مقبره از شاخهای نی سبز شده بود چنانچه از گور آهنگر یک شاخ روئید که هنگام شعله
آتش رنگ طلائی گرفت. چون آتش می نشست سبز می شد.

گویند آهنگر را روز دوم از سندان آهن شاخ نی پدید آمد زنش گفت
بزارع تعین که مطرقه بران زد زن شوهر هردو دیوانه شدند و بعد سه چهار روز غرق آب
گشته از جان درگذشتند وارثان زمین آنها شامل مقبره کردند مدعا که بابا طاهر تا حین
حیات مجذوب مانده از جان درگذشت در بچهواره مدفون است.

لاله مانجو: — از مریدان حضرت شاه قاسم حقانی است مدتی در ریاضات و عبادات
شاغل و عامل بود، عاقبت مغلوب الحال شده سر به جنون کشید. همیشه در کوه و صحرا
می گشت حاجت روای مردم بود اکثر زن عقیمه بابت اولاد پیش او می رفتند و ایشان
به خاکستر آلوده هر کسی را که چهار انگشت بر شکم می نهادند دختر می زائید و هر کسی را که تمامی دست
می نهاد پسر می شد، فقط.

شخصی را فرزند خود بیمار بود چون پیش ایشان آورد آنجناب فرمودند
که سامان عروسی او برادر خواهد چون سایل سامان عروسی او به فقرا داد پسرش صحت
یافت ۱۷ محرم سنه ۱۰۶۲ھ رحلت نمود در محله باروت سازان متصل مسجد آسود، فقط.

حکیم شاه مجذوب: — در عنفوان جوانی جذبه تقریب رحمانی یافته دیوانه وار
در اسواق و کوهسار می گشت. عاقبت در محله حول قرار یافت غرضمندان را از سابقه
و لاحقه بکنایه و اشاره خبر می داد. گویند کشف کونیه داشت و با ارباب علم و اصحاب
معنی به هوشیاری تکلم می کرد در سنه ۱۱۱۷ھ رحلت نمود و در محله حول آسود.

یوسف شاہ :- درحالات ومعقولات باحکیم شاہ برابر بود ودرہمان نزدیکی انتقال نمود۔

محمد مراد پوشہ ٹینگو :- پیوستہ بر سرخود گلی می داشت لاجرم اورا پوشہ ٹینگو می گفتند از ساکنان محلہ علاء الدین پورہ بود چون ذوق خدا پرستی بہم رسانید بخدمت زاہد بابای ناگامی فایض گشت وطریق طریقت آموخت پس بسیر ہندوستان رفت وبابزرگان زمانہ صحبت داشت۔ چون بازگشت بہ کشمیر آمد دیوانہ وار بہ اطراف سیر می کرد وجمعی را تصرف نمودہ ہمرنگ خود ساخت آخر عمر خانہ نشین شد در ۱۱۲۲ھ نقل فرمود در محلہ زرپرستان آسود۔

بربر شاہ :- از مریدان شیخ نور محمد پروانہ سرمست بادۂ عشق الٰہی وذوق نامتناہی بود در مایہ سومہ آسود۔

ریشہ بائی :- بر سر راہ نوہٹہ نشستہ می بود ہر کس را از حال باطنی خود خبر می داد ودر انجا آسود۔

عبدی شاہ :- عجب مستانہ بود ہر چہ می گفت می شد زبان او حکم خدا بود روزی باخود گفتگو می کرد کہ آرام می رود وحمام ہم می رود رود ہم می رود پل ہم می رود درہمان ہفتہ شہر را بسبب طغیان بہت طوفان شد۔

زونی شاہ :- سرمست بادۂ توحید بود باطوعان شاہ اکثر صحبت می داشت در کوہٹہار مدفون است۔

غیبی شاہ :- از مریدان خواجہ مسعود پانپوری بود وشوگہ بابا ہم صحبت داشت۔ عاقبت سکر ومستی بروی غالب گشتہ در کوہ وصحرا می گشت واز حال دل ہر کس را خبر می داد وآخرہا

بر کوه ڈگون انتقال نمود شخصے تاگاه در انجا رسیده لاشۂ او افتاده دید و خرسی نگاهبانی او می کرد پس لاشۂ او آورده در قصبۂ نزال دفن کردند۔ فقط۔

عنایت شاه:۔ از مریدان سلطان میر بود بعد وفات مرشد سر بشوخی کشید عریان و گریان و خندان می رفت و هر کس را از نیک و بد سابقہ و لاحقہ خبر می داد و سخنان بہ هوشیاری می کرد در موضع تهمن پرگنه شاه آباد مدفون است۔

اعظم شاه:۔ فرزند میر علی که خلیفۂ خواجه رفیق بود از مریدان خان شاه است چند سال در ورع و تقوی بسر نمود۔ عاقبت سر بہ جنون کشیده در کوه و صحرا می گشت شب ها بر درختان می گذرانید در محوطۂ والدنا مدار مدفون است۔

محمد شاه:۔ از اهل صفا بود مدة العمر در موضع ... زیر درختی مبهوت و سکوت نشسته می بود در آنجا آسود۔

فیروز شاه:۔ برادر محمد شاه از نظر یافتگان ابوالفقرا بود سکر و مستی غالب داشت در موضع سنگین کردت آسود۔

فیروز شاه ثانی:۔ نیز از پیروان بابا نصیب غازی بود روشن ضمیر و صاحب تاثیر بود زاغی در دست گرفته براه می رفت و دسوانه و انگشتری مثل زنان می پوشید هر چه از نیک و بد می گفت فی الفور بہ عمل می آمد در بیجباره مدفون است۔

قدره شاه:۔ از مریدان شاه بنگبا بود سبوی بر دوش گرفته مردمان را آب می داد و پا برهنه می رفت و در حضرت بل مدفون است۔

فیره بالو:۔ از قوم هنود بود بہ جذبۂ کدام قلندرے مسلمان شده سر بہ مستی کشید سخنان زیر لب می گفت و کسی معنی آن نمی دانست۔

نعیم شاه: - از قوم مرادیا ساکنهٔ راجورکدل بود در جوانی جذبه یافته از امور دنیا روی برتافته سر به جنون کشید و التزام کرده بود که هرگاه کسی را زبانی می گفت که تا این قدر مبلغ یا این چیز داده ام بلا تفاوت به وقوع می افتاد در سنه ۱۱۶۵ھ رحلت نمود.

شاه مخدومی: - صاحب جذبه و حالات عجیبه بود صفای قلب به حدی داشت که از خطور خاطر هر کس را خبر می داد در سنه ۱۱۹۷ھ رحلت نمود.

عبدالوهاب: - از مجاذیب دیگر ممتاز و در سیر بلند پرواز بود و بامر خواجه عبدالرحیم شیخ کمان ستر عورت نمود و ریش تراشی می کرد و در سنه ۱۱۹۹ھ رحلت نمود.

مراد شاه: - از مجاذیب صاحب کشف بود روزی به خانهٔ میر عبادالله کنٹ آمده طرف سقف خانهٔ او که خاتم بند بود به تاسف و حیرت دید و آهی برکشید و گفت چقدر زر خرج شده باشد و چقدر نجاران درست کرده باشند و در همان شب آن خانه را آتش واقع شد در سن کبیر درگذشت و در هزاری بازار مدفون.

شرف شاه سگ نواز مجاذیب بود و اختلاط با سگها می داشت روزی در صحن آستانهٔ حضرت سلطان العارفین با جماعت سگها درآمد و در آن وقت حافظ عبدالله مخذول وعظ می خواند و مستانهٔ حق را به نظر کراهت دید خواست که او را از انجا یکشد مستانه گفت ای رافضی عنقریب گوشت تو نصیب سگها باشد بعد چند روز همچنان بوقوع آمد که لاشهٔ او سگان بازار خوردند. فقط.

شاه عبدالرحمان قلندر: - از شرفای این دیار بود اما والد ایشان موجب گردش دوران کار آشپزی می کرد. می آرند که حضرت شاه ولی مادرزاد بود چون بحد بلوغ رسید در هندوستان رفته بخدمت شاه محمد روشن قادری روی ارادت آورد و مدتی در حضور

ایشان طی منازل و مقامات سلوک کرده ارشاد حاصل نمود و بامر مرشد تا مدار حمت کشمیر رجعت فرمود و مدت مدیدے در خلوت وانزوا بسر برد او لا بر کوه بارہ موله چند گاه منزوی بود پس در محله میر سید محمد امین ویسی که وطن اصلی او بود آمده سالها در عزلت وانزوا بسر برد آنگاه در اسلام آباد رفته چند سال در خانقاه حضرت ریشی قدس سره به عبادت گذرانید. بعد آن در جوار خانقاه معلی صومعه افراخته بقیه عمر در انجا بسر رسانید آخر عمر سکر و مستی بروی غالب گشته مجذوب شد. و از تکلیفات شرعی درگذشت و اشغل وجود مسعودش بیکار ماند و سکّی نام عورتی خدمت او می کرد و جواب مطالب حاجتمندان از هر نوع بجانب سکّی بیان می فرمود هر کس که برای طلب دنیا می آمد او را دشنام ها می داد وی ازان دشنام ها مطلب خود معلوم می کرد و هر کس که برای طلب مولی می آمد او را احترام می داشت۔

مع‌ہٰذا خاطر مبارکش آئینه جهان نما بود هر چه که حاجتمندان به خاطر می گرفتند جواب آن عورت مذکوره مخاطب گرفته می گفت و میر بهاء الدین منطقی که خلیفه برجسته او بود بعد حصول درجه مجذوبیت تربیت طالبان جدید و مریدان قدیم باو تفویض می ساخت و او را آخون لقب کرده بود۔

می آرند که روزی میر بهاء الدین در خدمت آنجناب التماس نمود که فی زمانت در دنیا ابو الوقت کیست فرمود که ابو الوقت کسی است که مختار بود در امور عالم کون و فساد همچنان که هر گاه بقصد زلزله پا می بر زمین زند فی الحال زمین در جنبش آید پس برای تحقیق خاطر حضرت میر پای مبارک خود بر زمین زده زلزله شدید واقع شد. فقط۔

روزی شاهزاده خراسان بزیارت ایشان آمد و آنجناب خادمان خود را

فرمود که برای مهمان ضیافت مرتکلف تیار سازند فی الحال بارش باران شروع نمود وخادمان
بابت رفع شدت باران در خدمت ایشان التماس کردند فی الحال در صحن خانهٔ ایشان باران
بند شده یک قطره نبارید و در میان شهر باران به شدت تمام متقاطر بود تا وقتیکه مجلس ختم شد

بیت :- هرچه از گردون گردان می رسد
از طفیل روح مردان می رسد

حضرت مرشدی میرزا غلام بیگ حقانی می فرمودند که سردار عبدالله خان دختران دوشیزه جبراً از مردمان
می برد - روزی میر بهاؤالدین در خدمت ایشان از وقوع این امر ناشایان شکایت
بیان نمود حضرت شاه به کمال قهر و غضبان کاغذ پارهٔ برداشته بدست میر مذکور داد و فرمود که پاره
کن ما دیگر کسی را حاکم این ملک خواهیم ساخت و بعد چند روز فرمودند که امروز بسیار مانده شده ام
حاضران عرض کردند که چگونه مانده شده اند آنجناب فرمود که امروز لشکر وزیر مختار الدوله از دریای
اتهک باین سو گذرانیدم و چند روز گذشته مختار الدوله در کشمیر رسید و عبدالله خان را قلع و قمع
کرده در اینجا عطا محمد خان حاکم نمود - فقط - و نیز حضرت مرشدی میرزا غلام الدین می فرمودند که
روزی سردار عظیم خان در خدمت ایشان آمده التماس نمود رنجیت سنگه برای تسخیر کشمیر فوج گرفته
آمده است آنجناب فرمودند که تا من زنده هستم او را آمدن ندهیم پس رنجیت سنگه در محاربه
هزیمت خورده بازگشت رفت و بعد وفات ایشان لشکر کشیده ملک کشمیر را تسخیر نمود -

مدعا که حضرت شاه از اولیای کبار قطب روزگار بود هر سخنی از سخنان ایشان
فرق عادت و کشف و کرامت بود بهفتم ماه شعبان ۱۲۳۲ھ جان بحق تسلیم فرمودند در جوار
خانقاه معلی آسوده - تاریخ - چون ز دنیا روی دل برتافت گفت هاتفی
زد به فردوس برین آن قطب ربانی علم

شاہ نظام الدین :- از کاملان جذبات الٰہی بود مدتی در کوچہ و بازار سیر می کرد حاجت مندان را جواب شافی می گفت. نی آرند کہ روزے اہل شہر در عیدگاہ برای نماز استسقا رفتند و مردمان شاہ نظام الدین ہم سر راہ گرفتہ ہمراہ بردند وی در عیدگاہ رسیدہ سہ چلم چرس کشیدہ دود آن بطرف آسمان سر کردہ چند قطرۂ اشک فرو ریخت ہمان لحظہ بارش باران شروع نمود چون رحلت فرمود در محلہ گند پور آسود۔

احمد شاہ :- از مریدان بقا بابای شاہ آبادی سرمست بادۂ شہود بود و عمر خود در تجرید و تفرید گذرانید ہمیشہ گروندہ و سیاح می بود و گاہی در یک جا قرار نہ نمود در شب و روز ہزار رکعت نماز بر سر راہ ہا غیر ترتیب می کرد و حاجتمندان را از مافی الضمیر خبر می داد و ایام در ویرانہ ہا می گذرانید چون رحلت نمود در شاہ آباد آسود۔

خوشحال شاہ :- ہمیشہ در کوہ و صحرا می گشت و از مردمان وحشت می کرد و در میان جنگلات لوبیا کاشت نمودہ ثمرۂ آن بوقت پختگی می خورد عجیب شوقی و ذوقی داشت از نیک و بد ہر چہ می گفت می شد در بیجبارہ مدفون است۔

حکیم شاہ ثانی :- کار زرگری می کرد و بہ تہمت تلبیس سکہ ماخوذ شدہ مدتے در زندان بود و از نار معرفت شرری بہ خاطر داشت روزے شعلۂ آتشی از دریچہ درآمدہ بر بدن او التوا نمودہ بے ہوش افتاد و بعد دو روز بہ ہوش آمدہ سر بہ جنون کشید حاکم او را از بند رہا کردہ مدتے در کوچہ و بازار شوریدہ می گشت و بہ خانہ ہیچکسے داخل نمی شد۔

عاقبت در محلۂ گوجوارہ توقف نمود و مرجع ہر دم گشت و ہر کسے را خلاصۂ مطلب خود بہ کنایہ و اشارہ می گفت کہ فی الحال بہ عمل می آمد میان سنگر نیل

را اعتقاد داو بسیار بود دوم ماه ذوالحجه ۱۲۶۱ھ رحلت نمود و در کوچواره آسوده

ثناء الله قلندر فرزند بابا ابقای شاه آبادی صاحب حالات و کمالات بود و به تربیت والد ماجد خود منازل سلوک طی کرده سکر و مستی بروی غالب گشت و از تکلیفات شرع درگذشت و با علما و اهل صفا سخن به هوشیاری می کرد و مریدان خود را تعلیم و تلقین می ساخت و از نظر کیمیا اثر او جمعی کثیر مستفیض شدند۔

جمال شاه ریش دراز از مردمان پرگنهٔ لار صاحب اسرار بود و در دهات پرگنهٔ مذکور دیوانه وار می گشت و هر کس را از احوال نیک و بد خبر می داد فقیر کامل و روشن دل بود۔

جمال شاه خلیفهٔ شاه ثناء الله قلندر بود مدتی در مغارهٔ کوهسار به خلوت و انزوا بسر برد عاقبت مجذوب شده عجب جوش و خروشی می کرد سخت مزاجی و درشت گوئی بسیار می ساخت مدتی در باغ عیش آباد بر سر راه نشسته می بود لیکن آن در بازار محلهٔ ناشوان قرار یافت آخرها بر دروازهٔ درونی شیرگده نشست۔

روزی مهده نواب آمده با او بجدل پیوست مهده شاه گفت چرا ملک کشمیر را خراب کردی و بدست ڈوگره ها دادی جمال شاه گفت مرا اختیار است هر چه می خواهم می کنم درین گفتگو با هم بجنگ پیوستند و مهده نواب ضرب چوبی بر سرش زده از جان گذرانید و در همان نزدیکی راجه گلاب سنگه وفات یافت

لعل شاه خلیفهٔ شاه ثناء الله قلندر بود بعد طی منازل سلوک کسوت جنون پوشیده در کوه و صحرا می گشت. عاقبت جانشین شده طالبان راه خدا را رهبری می کرد حالات عجیبه داشت۔

سرفراز شاہ :- از مردم افاغنہ بود تجارت کشمیر می کرد ۔ عاقبت بہ جذبۂ غیبی ترک دنیا کردہ مال دنیا براہ خدا صرف نمود و کسوت جنون برخود پیچیدہ مدتے در کوچہ و بازار می گشت و ہر چہ از نیک و بد بہ نسبت مطالب مندان می گفت می شد ۔ عاقبت در محلۂ راجور کدل انتقال نمود متصل روضۂ حضرت سید سرراہ آسود ۔ آخون زادہ نور اللہ تعمیر مقبرہ او فرمود

مہدہ نواب :- گویند از نظر یافتگان سرفراز شاہ بود مدتے در اسواق و اطراف می گشت صفائی خاطر از حد داشت و مردم مجذوب را ہر جا کہ می دید زد و کوب می کرد چنانچہ جمال شاہ ازجان گذرانید ۔

شعبان شاہ :- خلیفہ جمال شاہ ریش دراز بود مدت العمر از نوشہرہ تا سونہ مرگ سیر می کرد سخت گوی و درشت مزاج بود ۔

ولی شاہ :- از اہل صفا بود در پرگنۂ دلوہ سرفرار یافت راجہ رنبیر سنگھ معتقد او بود بہ نسبت او ہر چہ می گفت می شد در سنہ ۱۲۸۱ھ رحلت نمود و در انجا آسود ۔

سالم شاہ :- از ساکنان پرگنۂ لار بچۂ زمینداری بود بتوفیق ازلی دست ارادت بدامن کرم شاہ لارے زدہ بہ تعلیم علم باطنی مستفیض شد ۔

روزے در یلاقی رفتہ بود و در انجا شبانہ صاعقۂ از غیب آمدہ بر بدن او التوا نمود و ہماں وقت ترک کل کردہ سر بجنون کشید و در کوہ و صحرا می گردید عجیب شوریدگی داشت ۔ عاقبت در موضع لسر مقام پرگنۂ برنگ قرار یافت و مرجع مردم شد و از خیال خاطر خود ہر کس را خبر می داد راجہ رنبیر سنگھ والی کشمیر ہم مطیع و منقاد او بود از خزینۂ او مطبخ و لنگر جاری داشت و در ایام قحط سنہ ۱۲۹۶ھ روزے فرزند زادۂ خود کہ بعمر سہ سالگی بود بر دوش گرفتہ غایب شد و بعد انقضای سہ شبانروز بغیر پسر باز آمد

گفتندش که پسر را چه کردی گفت که بر پل هبجباره گذاشتم شاید بعد ده دوازده سال
باز بدست می آید پس مردمان جستجوی پسر کرده جائی نیافتند و محروم شدند بعد
انتقال سالم شاه عرصهٔ دوازده سال گذشته شخصی از ساکنان دیلوه سر روزے در
کوهسار ستدره نار که مسکن جنبات و توطن درنده و حشرات است بکاری رفته بود
در میان درهٔ کوهسار زیر درختی نوجوانی عریان مطلق دید که موی سرش بطرف
بالا لیسان تاج خروس مجموع مدور نقوش قطع رسته مانند مروحه از هوا می جنبید و برگ
های گیاه سبز برده می خورد آن مرد بدیدن او متحیر شده ترسید که مبادا انومی از جنیات
باشد و مرا برنجاند فی الفور بده رفت و از ساکنان ده چند کس همراه آورده باز بدیدن
او آمد و او را امتحان کرده آزمودند فی الحال بده بردند و باو خوردنی باداندوی اصلا
سخن کردن نتوانست که گنگ و لال بود چون این واقعه مشتهر گشت کیلن سالم شاه هم خبر
شنیده بدیدن او رفت و فرزند خود را بکدام علامتی بشناخته بخانه برد۔ نظم۔

ای خدا این چه شان و شوکت تست — این چه برهان و رنگ قدرت تست
این چه تجبیل و لاؤ بالیهاست — این چه تکفیل و لغز حالیهاست

بوقوع این واقعه مردم اطراف و اکناف بدیدن او آمده همه ها متحیر شدند و گفتند سبحان الله
که این بچهٔ شیرخواره در میان کوهستان منیع که زیاده از پانزده درعه در اینجا همیشه برف
می بارد و تقریباً تا هشت ماه موجود می باشد و مسکن اجنه و مکمن درنده و حشرات است بغیر
ماکول و مشروب عرصهٔ دوازده سال چگونه بسر رسانید از آنجمله بعضی دانشمندان تاویل
کردند که این امر عجیب کارگذاری قدرت تست اما توجه سالم شاه فقیر سبب۔ فقط۔

خاتمه در بیان حقیقت اشیای متبرکه و اوزار محترمه که درین دیار از جناب رسالت صلی الله علیه وسلم و از اولیای باعظمت یادگار است

موی مبارک سید عالم صلی الله علیه وسلم

در بقعه حضرتبل

می آرند که سید عبدالله نام شخصی در مدینه مطهره متولی درگاه صاحب جبروت و جاه بود وی از روی جلادت و خودسری در اذعان فرمان شاه روم نوعی فضولی و عدولی کرده مستوجب عتاب و عقاب شاهی گردید و برای اخراج کردن او از باب عالی یرلیغ صادر گشت. بنابران فرمان فرمای آن سوار حسب فرمان لازم الاذعان سید موصوف را در شهور سنه ۱۰۴۴ھ[۱] بطرف هندوستان جلای وطن کرده خانمان او ضبط نمود پس سید نامدار در هند آمده سه تبرک نامی و گرامی یعنی موی گیسوی مبارک سید عالم صلی الله علیه وسلم و عمامه شریف و زین منیف حضرت علی کرم الله وجهه همراه داشت و شاهجهان او را قدردانی و مهربانی از حد افزوده اقطاع او در شهر بیجاپور مقرر فرمود بعد انقضای عرصهٔ چندگاه سید نامدار دنیای غدار را پدرود نموده رخت خود در دارالقرار کشیده آنگاه فرزندان او را عالمگیر پادشاه به علت سازش داراشکوه اقطاع ضبط نمود به موجب آن فرزندان سید عبدالله برای استحصال واگذار جاگیر خود در پیشگاه عالمگیر آمده مدتی در شاهجهان آباد به عسرت گذرانیدند و برای اخراجات خود نهایت عاجز آمده از دوکان خواجه نورالدین عرف ایشه بری که شخصی از ساکنان کشمیر تاجر نامدار و کوٹھی دار اردو بازار بود مبلغ خطیر برای مصارف و اخراجات برداشته مدیون او شدند و بعد مدتی از دربار عالمگیر رخصت انصراف حاصل نموده خود را استطاعت ادای دیون خواجه

[۱] ۱۰۴۴ھ = ۱۶۳۴ع

موصوف ندیدند عندالاضطرار موی مبارک سیّد عالم صلی الله علیه وسلم که تیمناً همراه داشتند
بمعهٔ یک نفر غلام مسمی میدانش که ملازم و خدمتگذار موی شریف بود بخواجه موصوف هدیه نمودند
و وے از روی سعادت عین عنایت دانسته قرضهٔ خود بایشان بحل فرمود پس سامان سفر
درست کرده بجانب کشمیر رجعت نمود دران حال جاسوسان درگاه کیفیت این واقعه بسمع
عالمگیر پادشاه رسانیدند و عالمگیر حکم داد که موی شریف هر جا که باشد بازگشت آورده
بنظر اعلی رسانند نورالدّین عجالةً طی مراحل کرده در لاهور رسیده بود ازانجا کارگذاران
درگاه موی مبارک ازو گرفته بمعهٔ میدانش در حضور پادشاه گذرانیدند و خواجه نورالدین
بعلت دق مبتلا گشته در لاهور از جان درگذشت۔

پادشاه این عطیهٔ دلخواه عین عنایت دانسته فرمان داد که موی مبارک در خانقاه
حضرت خواجه معین الدّین چشتی گذاشته خاص و عام بدیدار آن مشرّف کرده باشند پس مقربان
درگاه موی مبارک در اجمیر برده میان خانقاه مذکور گذاشتند همگی نه روز منقضی گشته عالمگیر
را سرور عالم صلی الله علیه وسلم در خواب جلوه گر شده فرمودند که موی مبارک من فی الفور
در خطهٔ کشمیر بفرستید و درنگی نسازند۔ عالمگیر همان لحظه موی مبارک از اجمیر طلبانیده میدانش
را خلعت فاخره عطا کرده و خیمهٔ خاص خویش همراه داده روانهٔ کشمیر فرمود انگاه میدانش
از پیشگاه مرخص شده چون در لاهور رسید نعش خواجه نورالدّین همراه گرفته بجانب کشمیر
نهضت فرمود ازین طرف از مشایخ و علمای عظام و مرجع خاص و عام جمعی کثیر تا
هیره پور استقبال نمودند و حضرت شیخ محمّد راد هو تا مقام بمبر پا برهنه پیشوای کرده و
صندوق موی مبارک برسر خود گرفته به کمال وجد و حال در راه می رفت تا که در شهر
رسیدند و موی شریف در روضهٔ حضرت خواجه معین الدّین نقشبندی نهادند۔

فردا ہجوم خلایق انبوہ شدہ موی مبارک از صندوقچہ برکشادند و از دست شیخ محمد رادہو که شیخ وقت بود بمردمان نشان دادند و بہ کثرت ازدحام عوام چندکس پایمال شدہ از جان درگذشتند بنابران اعیان شہر و اجلای دہر با فاضل خان کہ صوبہ دار کشمیر بود مصلحت کردند و باغ صادق خان کہ برکنارۂ ڈل واقع است برای وسعت محل افضل دانستہ و از مالک آن خط وقف نوشتہ گرفتہ تشریف موی شریف در آنجا نہادند۔

عالمگیر برای خادمان درگاہ سہ قریہ اقطاع بخشید۔ میرزا قلندر بیگ تاریخ ورود آن چنین فرمود تاریخ ؎ محتاجان را بوقت حاجت طلبی
موی مدد است یا رسول عربی ؛ تاریخ نزول بابکی ہاتف گفت
"کشمیر مدینہ بشد از موی نبی"[۱]

پس حضرت شیخ محمد رادہو تا حین حیات خود زیارت موی شریف بمردمان اقاصی و ادانی می نمود و بعد انتقال آنجناب ہیچکسے بر اشاعت آن جرأت نفرمود دران اثنا اعیان شہر و رؤسای دہر استحقاق این امر بہ خواجہ بلاقی بانڈی کہ داماد خواجہ نورالدین بود دانستہ اشاعت موی شریف بطور او نہادند از انباز و از ثان خاندان خواجہ بلاقی متولے این درگاہ ہستند و برنوبت خود ہا نشان میدہند پیشتر در سال تمام ہمگی دو مرتبہ یکی بروز شب معراج تا سہ روز دوم بروز مولود شریف تا سہ روز زیارت نشان می دادند بعد چندگاہ بنابر خواہش عوام و بہ نظر کثرت مسافران در ایام اعراس چہار یار باصفا چہار مرتبہ اشاعت آن نیز مقرر فرمودند کہ الحال شش مرتبہ تا مدت دہ روز در سال زیارت آن مقرر و معمولست۔ فقط۔ و برای تحقیق و توثیق آن ہمگی تصدیق اولیائے باصفاست چنانچہ در ایام ورود آن حضرت شیخ محمد رادہو و حضرت خواجہ احمد یسوی کہ از اولیای کبار بودند بجناب فیض مآب حضرت

---

[۱] : "کشمیر مدینہ بشد از موی نبی" بحساب ابجد قیمت حروف ۱۱۱۱ می رسد۔ یعنی در سال ۱۱۱۱ھ موئی مقدس نبی در کشمیر رسیدہ است ؛ (حی - آر)

رسالت پناه صلی الله علیه وسلم متوجه مانده بدیدار فیض آثار آنحضرت مشرف شدند عند الاستفسار حضرت رسالت مآبؐ فرمودند که این موی از گیسوی راست من است و شیوع معجزات فیل هم بر تحقیق آن توثیق کافی است از الجمله یکی آنکه:

آزاد خان در ایام حکومت خود برامتحان آن مستعد گشته خواست که موی شریف از قندیل خاص بیرون کشیده آنرا بر آتش امتحان کند چون سر موی مبارک از موچینه بگرفته بکمال زور کشش نمود موی مبارک از قندیل بیرون نه برآمده سر آن برابر یک نقطه گسسته شد و آن نقطه تا حال در قندیل مذکور موجود است و آزاد خان را عرصهٔ چهل روز گذشته سر از تن جدا کردند. دوم آنکه:

موی شریف درمیان قندیل همیشه معلق می باشد و باطراف قندیل اصلاً پیوست نمی کند و آن نقطهٔ گسسته هم علیحده معلق است. سیوم آنکه:

قندیل موصوف از یکسو ناصاف می نماید متولیان درگاه بارها خواسته بودند که موی مبارک کشیده در قندیل دیگر بگذارند اما موی شریف از قندیل نمی برآید. چهارم آنکه:

طالبان راه خدا را در انجا رسیده کشایشی حاصل می شود و فیض آنها ... مبدل گردد. پنجم آنکه: اکثر مشایخ و علما در انجا بدیدار فیض آثار سرور کائنات صلی الله علیه وسلم مشرف شوند. ششم آنکه: در کشمیر چهار موی مبارک دیگر است اما مرجع و مطاف مردم از بلاد دوردست در اینجا است. هفتم آنکه:

در بعضی ایام قامت موی مبارک راست می باشد و گاهی پیچیده می نماید و در حالت پیچیدگی نزول آفات و بلیات گردد. فقط

نعت شریف

ای دل و جان فدای یک مویت
نقد کونین بهای یک مویت

گشته کشمیر یثرب ثانی
از ظهور صفای یک مویت

ذره هست مهر عالم تاب
پیش نور و ضیای یک مویت

بخشد ایزد گناه هر امت
روز محشر برای یک مویت

عقل کل با کمال علم و خرد
کی تواند ثنای یک مویت

کرد مشکین ریاض جنت را
نافهٔ عطر سای یک مویت

می کند حل مشکلات جهان
سخن دلکشای یک مویت

عاجز آید زبان انس و ملک
از همه وصفای یک مویت

چار یار نور کن اسلامند
ز اعتماد قوای یک مویت

مال و جان داده حضرت صدیق رض
در بهای وفای یک مویت

کاخ دین را عمر رض قوی بنیاد
کرده از کبریای یک مویت

سر فگنده بذل جان عثمان رض
در حضور حیای یک مویت

تا ابد کشور ولایت را
مرتضی رض در ولای یک مویت

بر حیات النبی ص بود روشن
این دلیل بقای یک مویت

اهل کشمیر ناجی اند همه
از حصول لقای یک مویت

غیر حق هیچکس نمی داند
قدر عز و علای یک مویت

یا نبی ص امت تو مشتاقند
سوی شمس الضحای یک مویت

بنما رو که هر دو دیده عبید
می دهد رونمای یک مویت

در محلهٔ قلاشپوره

می آرند که خواجه فیروز اشائی شخصی نامدار و ذوالاقتدار بود و بوساطت امرای دربار باریاب صحبت عالمگیر گشت و مدتی در مصاحبتِ حضور گذرانید از انجا موی گیسوی مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و موی محاسن مبارک خلیفهٔ اول رضی اللہ عنہ و جامه مبارک حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ که آیات کلام اللہ بر آن نوشته است و یک ورق کلام اللہ بخط حضرت شاه ولایت رضی اللہ عنہ از دولت خانهٔ شاهی بمونت تمام حاصل کرده در سنه ۱۰۸۰ھ[۱] بجانب کشمیر رجعت نمود و این تبرکات گرامی در خانهٔ خود تیمناً سربسته موجود گذاشته در اشاعت آن مبادرت ننمود۔

تاریخ:- بروح نبی باد هزاران نسمات — که موی شفاعتش برماند از درگات

آن موی زگیسوی وی آن خواجهٔ فیروز — آورد به کشمیر زبهر برکات

می گفت سحر بلبل قدسی پی تاریخ — "بر موی مقدسِ محمد صلوات"[۱]

بعد انتقال خواجه فیروز پسرش خواجه محمد وفا جانشین پدر شده تبرکات موصوف را متصرف گشت و در شهور سنه ۱۱۳۹ھ[۲] مرادشاه نام شخصی مجذوب توحید بود وی هر روز آمده خانهٔ خواجه محمد وفا را سنگها میزد و دشنامها می داد و می گفت که چرا آفتاب را پوشیده گذاشتید چون دیوانهٔ مذکور چند روز برین مداومت نمود خواجه محمد وفا در خدمت میر عبد اللطیف ذوارکی آمده حقیقت دیوانه بیان نمود و حضرت میر فرمودند که در خانهٔ شما موی مبارکِ نبوی موجود است و این دیوانه بابت شایع کردن آن بشما اشارتی و بشارتی می دهد پس حضرت میر خود متوجه این امر گشته بروز معراج سال ۱۱۳۹ھ[۳] موی شریف با تبرکات دیگر درمیان مسجد محلهٔ قلاشپوره کشیدند و موی شریف سرور کائنات[۴] موی مبارک حضرت

سـ۱ـه = "بر موی مقدس محمد صلوات" بحساب ابجد قیمت حروف سنه ۱۰۸۰ھ (سنه ۱۶۶۹ع) می رسد۔ سـ۲ـه : سنه ۱۷۲۶ع ؛ سـ۳ـه : ایضاً ؛ (دیکھئے آگے)

خلیفهٔ اوّل در یک قندیل نهاده بمردم نشان دادند۔ تاریخ

چون موی شریف سیّد عالی درجات — زد جلوه برون ز پرده با صد برکات
تاریخ اشاعتش بگفتا هاتف — "بر موی مبارک محمد صلوات[۱]"

از ابتدا در سال تمام شش مرتبه تا مدت ده روز بشرح آثار شریف اشاعت زیارت آن معمول است سند توثیق آن همگی تصدیق اولیاست شاهان چغتائیه تا انقضای حکومت خود برای لنگر آن مقام روزمره یازده روپیه مقرر گذاشته بودند و بابت معیشت خادمان این درگاه منجملهٔ نه هزار روپیه جاگیر معمولی شش بقعه هفتصد روپیه سال به سال مشخص و معمول بود که در عهد سنگان مفقود شد۔ فقط۔

بعد وفات خواجه محمد وفا فرزند او خواجه عبدالرسول متولی زیارت بود وی خواجه عبدالحکیم کول بخانه داماد آورده تولیت مقام بوی بخشید و فرزندان خواجه عبدالرسول بی اولاد رفت الحال فرزندان خواجه عبدالحکیم متولی درگاه هستند۔ فقط۔

در محلهٔ اندرواره

می آرند که شیخ رجب کشمیری بزرگی عالم و فاضل و ولی کامل بود بعد طواف حرمین الشریفین در شهر استنبول رفته پادشاه روم مطیع و منقاد خود گردانید و مدت هفت سال در انجا بافاده و افاضهٔ خلق گذرانید عاقبت الامر در سال ۱۰۸۲ھ[۲] عازم کشمیر شده پادشاه روم اورا مبلغ بسیاری بطور تحفه و هدایا پیشکش نمود حضرت شیخ یک فلوس قبول نفرمود و گفت که مرا مال دنیا بکار نیست هرگاه موی مبارک سید عالم صلی الله علیه وسلم که در خانهٔ شاهی موجود است عطا نمایند ممنون و مرهون احسان شما خواهم شد شاه روم موی گیسوی مبارک سرور عالم صلی الله علیه وسلم و قبر پوش جناب رسالت مآب و کمربند حضرت امام زین العابدین رضی الله عنه طلا کار که

۱ھ = سنه ۱۰۸۰ھ مطابق سنه ۱۶۶۹ء ۲ھ : سنه ۱۶۷۲ء

بران نادِعلی نوشته است وجامهٔ حضرت امام اعظم رضی الله عنهٔ برنگ خاکی وعمامهٔ مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی الله عنهٔ برنگ سبز وکلاه مبارک حضرت امیرکبیر رحمة الله علیه که بدست خود دوخته اند وکلاه مبارک حضرت خواجه مشکل کشا قدّس سرهٔ حضرت شیخ را به کمال خلوص محبت بخشید پس حضرت شیخ مسرور شده از راه هندوستان وارد کشمیر گردید و در محلهٔ اندروارے بخلوت وعزلت آرمید و تبرکات متذکره بالا در حجرهٔ خود موجود نهاده هیچکسے را نشان نداد بعد انتقال او اعیان و اجلای شهر جمع شده موی شریف معه تبرکات بابرکات بروز معراج سال ۱۱۴۵ھ[1] خلق الله را نشان دادند وشاهان چغتائیه برای خرچ لنگر ومعیشت خادمان مالیهٔ موضع گنگه بوگ وکاکاپور بقدر چهار هزار و پانصد خروار وقف نمودند که تا عهد افاغنه جاری بود وخواجه احسن الله نام شخصی چند پورنی زمین برای تعمیر زیارت وقف فرمود توثیق آن همگی اولیاست شیخنا حضرت شیخ احمد تاره بلی مدة العمر خود بهر مرتبه در انجا برای زیارت می رفتند۔

در محلهٔ سوره

می آرند که سید عنایت علی از احفاد حضرت سید جلال الدین بخاری در مدینه مطهره متوطن بود از انجا باجمیع عیال واطفال بسیاحت برآمده مدتی در روم وشام وبغداد وغیره اطراف سیاحت نمود انگاه در هندوستان آمده سیاحت آن شهر بشهر نمود عاقبت در سال ۱۱۳۱ھ[2] در کشمیر رسید و تبرکات بدفعات ذیل همراه داشت۔

یکی :- موی محاسن مبارک سید کائنات   دوم :- موی گیسوی مبارک سید عالم صلی الله علیه وسلم

سیوم :- موی شریف حضرت صدیق اکبر رضؓ   چهارم :- موی مبارک حضرت عمر بن خطاب رضؓ

پنجم :- موی شریف حضرت عثمان رضؓ   ششم :- موی مبارک حضرت علی مرتضی رضی الله عنهم

ھ۱ = ۱۷۳۲ء ؛ ھ۲ = ۱۷۱۹ء

ہفتم :- نعلین شریف سید عالم[۵] ہشتم :- قدم رسول[۴] بر دو سنگ

نہم :- موی مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہٗ - فقط

پس سید موصوف مدتی در موضع نوہار پرگنہ اچھہ گذرانید آخر عمر در احمدا کدل آمدہ متمکن شدہ تبرکات مذکورہ اصلا شایع نہ نمود انگاہ نبیرۂ او سید کرم اللہ در محلہ سورہ متمکن شدہ عمر خود در انجا گذرانید دران ایام خواجہ منوّر شاہ دیوانی کہ رئیس شہر بود از بانڈیہلے حضرت بل بایت تزویج پسر خود دختر خواست آنہا ندادند موجب آن منوّر شاہ را عداوت آنہا بخاطر جاگیر شدہ خواست کہ عزت و ثروت آنہا کہ بسبب موی مبارکست بشکنند بنابران باتفاق مصطفیٰ بیگ بہلوچ موی مبارک سید کائنات[۵] با تبرکات دیگر کہ در خانۂ سید کرم اللہ موجود بود کشیدہ در عمارت باغچۂ مصطفیٰ بیگ کہ گماشتۂ منوّر شاہ دیوانے بود گذاشتند و بروز مولود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم در ۱۲۲۵ ھ[۱] مخلوق را نشان دادند و درمیان شہر مردمانرا تحریص و ترغیب نمودند کہ در انجا برای زیارت بروند بلکہ چہار دہ منزل سفاین بایت آمد و رفت مردم بغیر اجرت وقف نہادند و روسائے شہر را خورونیہا دادند تا کہ رواج و رونق آن مقام بکام دل نمودند و برائے نہادند تبرکات مذکور مصطفیٰ بیگ عمارتی جدید بنا نمود - تاریخ ـہ

مصطفیٰ بیگ از خدائی ذوالمنن	یافت چون توفیق بر فعل حسن
کرد تعمیر چنین ماوای خاص	از برائی این تبرکہای خاص
تافت چون تاریخ تشریف قبول	"رحمۃ للعالمین یا رسول[۵]" ۱۲۶۲ھ[۲]

مدعا کہ سید کرم اللہ تا حین حیات بدست خود زیارت شریف بمردم نشان می داد و مصطفیٰ بیگ متولی درگاہ بود چون سید کرم اللہ بی اولاد رفت پس مصطفیٰ بیگ بر اشاعت موی شریف وغیرہ خود مستقل گشت بعد چندی منوّر شاہ از دنیا رفتہ رونق و رواج آن

ـلہ : ۱۸۱۰ء ـ ـہ ۱۸۴۶ء

مقام بشکست الحال بروز میله همگی اهل محلهٔ سوره در انجا جمع می شوند وارثان مصطفی بیگ زیارت نشان می دهند. فقط

در محلهٔ ڈانگرپوره

می گویند که خواجه صابر ترنبو شخصی از نجبای شهر تاجر مالدار بود و در عهد عالمگیر به هند رفته در شهر آگره کوٹھی تجارت انداخت و در انجا مبلغ بسیاری خرج کرده از کدام سیاحی موی مبارک نبوی علی صاحبها الصلوات والسلام خرید نمود و آخر عمر عزم کشمیر کرده موی مبارک همراه آورده همگی در خانهٔ خود موجود داشته شایع نکرد بعد چندگاه نبیرهٔ او خواجه رحمت الله ترنبو سر بفلک کشیده موی مبارک در خانهٔ خواجه نعمت الله ترنبو که از قبیلهٔ دیگر بود امانت نهاد وی از روی خیانت موی شریف را دو حصه کرد فی الحال چشمان او بی نور شده از جان درگذشت

پس پسر او خواجه منور موی شریف را قابض مانده وارثان خواجه رحمت الله را تصرف نداد انگاه در عهد سردار عبدالله خان خواجه عبدالکریم که از وارثان خواجه رحمت الله بود. باتفاق بهار شاه کانگر و جهد کرده تعمیر خانقاه نمودند و موی مبارک از دست خواجه منور ابن نعمت الله شایع کنانیدند و قابض موی شریف گشته خانه به خانه می گردانیدند.

مدتی در خانهٔ میر ضیاء الدین قادری و چندی در خانهٔ خواجه منور گوپه کاری و مدتی در خانهٔ میر حسین قادری نهاده هرکس را وعدهٔ عطا می کرد. عاقبت باز در محلهٔ ڈانگرپوره رسانیده فوت شد و از خاندان ترنبو ها کسی متصرف آن نماند الحال در خانهٔ مسکینی گذاشته اند و بروزهای عمومی بر مسجد کشیده نشان می دهند.

تبرکات متفرقه

درخانقاه معلّی آورده اند که جناب حضرت امیرکبیر قدس سرهٗ بر موقع اخذ ارشاد از شیخ محمد ازکانی دو چیز تبرک یافتند. یکی در فش مُبارک سید کائینات که در غزوات همراه می بود و دوم ستون خیمهٔ آنجناب علیه صلوات والسلام که حضرت امام حسین رضی الله عنهٗ در معرکهٔ کربلا همراه برده بودند وحضرت امیر تبرکات مذکور در سفر حرمین الشریفین بارها همراه بردند. پس وقتیکه آنجناب از خطهٔ کشمیر بجانب پهکلی نهضت فرمودند و ملک لدی ماگری که رئیس کشمیر و مرید [illegible] روشنضمیر بود علم [illegible] آن مقرر کرده با موکب منصور همراه بردند چون در سواد کُنر (کنار) واقع رحلت آنجناب بوقوع آمد ملک [illegible] و ملک لدی ماگری بسعی موفور و جد نامحصور رایت منصور ستون خیمه [illegible] حضرت امیرکبیر در کشمیر آوردند. و در خانقاه معلّی محفوظ داشتند.

هنگامی که سنگان لاهور قابض و متصرف ملک کشمیر شدند علم [illegible] را بنابر تعصب ذاتی از بالا بقدر یک درعه شکستند بعد آن شخصی از ساکنان پهکلی در یک حجرهٔ خانقاه معلّی خلوت نشین شده عصای شریف حضرت امیرکبیر شبانه بدزدی برده در پهکلی [illegible] دو قطعهٔ ستون مُبارک و علم شریف در خانقاه معلّی موجود. فقط.

درمحلهٔ نرورہ می آرند که حضرت میر سید احمد کرمانی دو صندوق تبرکات مفصلهٔ ذیل کراز مدینهٔ شریفه بمونت تمام حاصل کرده بود همراه خود به کشمیر آورده بودند ایام حیات مستعاره در اینجا بسر رسانید پس فرزند دلبند آنجناب حضرت میر سید مُسافر تبرکات موصوف را هنگام وادن خلعت ارشاد بحضرت بابا مسعود نروری بخشیدند و خط ارشاد و سند تبرکات بدستخط خود نوشته دادند که نقل آن اینست۔

نقل وثیقه

اقرار کرد و اعتراف نمود میر سید مسافر که خلیفه داشتم و در
طریقت پسندیدم و از همه مریدان اعتبار داشتم چنانکه
خدمت میر سید احمد کرمانی قدس سره پسندید و اعتبار
داشت مرا مرید یقینی و تابع آئینی بابا مسعود نروری و نیز
علم و ردا و خرقه و کلاه و جامهٔ مقفل است. دیگر آنکه دو عدد
نعلین و دو عدد پنجه و شجره و جامهٔ امام موسیٰ علی رضا و
بیعت و چله نشینی مر خلیفهٔ مذکور را حواله کردم. و درین
باب بروایات او اعتماد نمودم و اگر کسی بعد ازین بر سطوری
صدر دعوی کند و استحقاق طلبد دعوی استحقاق او باطل و
نامسموع باشد و در روز قیامت بصورت سگ و خوک مبعوث
خواهد شد و ازین سلسلهٔ عالیه خارج خواهد بود حرره هذه الوثیقه
سنه ست و سبعین و تسع مأة کان ذلک بحضور طایفهٔ علمای مسلمین
و ثقات ذوی العدالة بابا شکر و بابا نظام صوفی و حسن ریزه فقط

بعد رحلت بابا مسعود تبرکات موصوف در محله نروره تبصرف احفاد آنجناب مانده تا امروز حال
موجود اند چونکه صنادیق موصوف مقفل اند هیچکسی بر کشادن آن طاقت نمی کند چنانچه آزاد خان
هنگام صوبداری خود یک صندوق تبرکات به هودج فیل نهاده در عیدگاه کشید و جد مادری
راقم الحروف بابا سیف الله فرمود که تبرکات از صندوق کشیده مخلوق را نشان بدهند
آنجناب گفت که مرا طاقت قفل کشادن آن نیست ایشان کلید بگیرند و از دست خود

بکشایند چون آزاد خان قفل وانمود قریب دو سه انگشت سرپوش صندوق برداشت
یکبار زلزلۂ شدید زمین و زمان بجنبید وفیل بر زمین غلطید بابا سیف اللہ کہ متولی
درگاه بود صندوق تبرکات بر سر خود برداشته در حجرۂ خاص رسانید و در عہد شیخ غلام
محی الدین ۱۲۶۱ھ بعارضۂ وبائی ہیضہ خلقت بسیارے تلف شده شیخ مذکور تجویز داد کہ
تبرکات موصوف بالای بام بکشند و برای دفع بلا بوساطت و وسالت تبرکات التجا
نمایند پس خالوی فقیر حقیر بابا محمد اسلم تبرکات مذکور شبانہ بالای بام کشیده مردمان دیدند
کہ تمامی صحن و اطراف آن بانوار غیبی منور شده دو صمصام آتش رنگ از دو صندوق برآمدند
و بجانب شمال و جنوب بهوا رفتند فردا آتش وبای ہیضہ ہیجان یافته ہزاران مردم در عرصۂ
چند روز تلف شدند واللہ اعلم۔

ہمدران زمان بابا محمد برادر بابا محمد اسلم شبانہ چشمان از لته بسته کرده دست خود
درمیان صندوق انداخت و یک جفت نعلین سید کائنات ﷺ و پنجۂ درفش کہ در غزوات
همرکاب آنجناب می بود و بیرون کشیده بگفته شیخ غلام محی الدین مردم عوام را بروز عاشورا
نشان دادند۔

چند سال گذشته پنجۂ درفش مبارک وزدان بسرقه بردند و متولیان درگاه پنجۂ درفش
جعلی تیار کنانیده بجای آن گذاشتند کہ الحال با نعلین شریف همان پنجۂ جعلے نشان
میدہند۔ فقط۔ چون از فتن خطار شاد کیفیت چگونگی تبرکات چیزی یافته نمی شود لیکن
مشہور است کہ دریک طبله ردائے شریف و کلاه مبارک حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا
و جامۂ خون آلود حضرت امام حسین ؑ شہید کربلا است۔ موجب آن انفتاح صندوق دشوار
گردد واللہ اعلم۔

سنہ = ۱۲۷۵

درمحلهٔ زین علی دار۔ صاحب فتحات کبرویہ رقمطراز است کہ بعضی رفقای حضرت شیخ
یعقوب صرفی قدس سرہٗ نقل کردہ اند کہ چون حضرت ایشان از سفر حرمین الشریفین باز آمدہ
در اکبرآباد رسیدند و در انجا روزی در خواب قیلولہ ایشان را جنبشے عظیم واقع شدہ بعد
ساعتی جامۂ سفیدی بر بدن مبارک آنجناب ظاہر گشت چون ازان حال باز آمدند فرمودند کہ
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت مخدوم اعلم در خواب بر من جلوہ گر شدند و حضرت
مخدوم بعرض رسانید کہ این مرید صادق من است آنحضرت صلعم جامۂ مبارک خود بدست ایشان
دادہ فرمود کہ باین پسر بدہ فی الحال جامۂ مبارک پوشیدم و بشارتہا یافتم پس جامۂ موصوف
تاحین حیات نزد آنجناب موجود بود و ہنگام انتقال خود بحضرت خواجہ حبیب نوشہری
بخشیدند و خواجہ موصوف بہ خلیفۂ خود خواجہ زین علی دار عطا فرمودند کہ تا حال آنجامۂ فرخندہ
فال نزد احفاد آنجناب موجود است و از چند سال بروز عرس حضرت زین علی دار مخلوق را نشان
میدہند۔ فقط۔

و نیز صاحب فتحات کبرویہ می نگارد کہ چون حضرت شیخ یعقوب صرفی بخواہش زیارت
حرمین الشریفین در بغداد رسیدند و خلیفۂ بغداد بدیدن حالات و کمالات آنجناب مسرور شدہ
جامۂ مبارک حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالی عنہ و کلاہ مبارک حضرت بایزید بسطامی
قدس سرہ و عصای مبارک حضرت امام موسیٰ علی رضا رضی اللہ عنہ بایشان عطا فرمود چون
حضرت ایشان در کشمیر رسیدند کلاہ حضرت بایزید بہ برادر خود حضرت شیخ محمد بخشیدند کہ الحال
در نزد احفاد آنجناب بخانۂ حضرت شیخ احمد تارہ بلی موجود است و عصای مبارک حضرت امام
ہمام بخواجہ حبیب نوشہری عطا فرمودند کہ الحال در محلہٗ مسجد جامع در خانۂ شخصے از روی
انقلاب زمانہ رسیدہ است و جامۂ حضرت امام العالم رضہ متی در مقبرۂ حضرت ایشان موجود بود

پس دزدان بسرقه بردند۔ فقط۔

در محلهٔ زیرپرستان آورده اند که چون حضرت شاه قاسم حقانی از سفر حرمین الشریفین باز آمده در صوبهٔ اجین رسید و با حضرت شیخ فیض الله ملاقات نمود آنجناب حسن اعتقاد و وسعت استعداد او دیده باجازت سلسلهٔ عالیهٔ قادریه مستفید گردانید و کرتهٔ مبارک حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه و خرقه و تسبیح حضرت امیر کبیر قدس سره تبرکاً بوی بخشید پس حضرت شاه از انجا رخصت شده در صورت بندر رسید خدمت خواجه جمال الدین معروف بخواجهٔ دیوانه اورا بعطیات بقایات سرافراز کرده اجازت سلسلهٔ نقشبندیه مرحمت فرمود و جامهٔ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه که حضرت خواجهٔ مشکلکشا بخط خاص خود تمامی کلام الله برآن نوشته است و کمربند و رومال حضرت خواجهٔ بزرگ قدس سره تیمناً باو عطا نمود از انجا نهضت کرده چون در فتح پور رسید و با حضرت شیخ سلیم چشتی باریاب صحبت گشته باجازت سلسلهٔ چشتیه ممتاز گردید و لونگی حضرت خواجه معین الدین چشتی که نقشهٔ صدوره برآن نوشته است و سورهٔ فاتحه بخط حضرت علی مرتضی کرم الله تعالی وجهه از آنجناب تبرک یافته روانهٔ کشمیر گردید و تبرکات موصوف حال در نزد احفاد حضرت شاه قاسم حقانی در محلهٔ زیرپرستان بخانهٔ شاه منور حقانی وغیرها موجود است و مردم عوام از زیارت آن محروم الا بعضی مردم معتقد احیاناً به زیارت آن مستفیض می شوند۔ فقط۔

در محلهٔ خانیار می گویند که در سال سنه ۱۲۲۱ شخصی از مردمان کابل بطور سیاحت در کشمیر رسیده موی شریف حضرت محبوب سبحانی قدس سره همراه داشت و سردار عبد الله خان که در آنزمان ناظم خطه بود اورا قدر و اعزاز فوق الحد افزوده و مبلغ خطیری داده موی مبارک حضرت غوث الاعظم رضی الله عنه ازو خرید نمود۔ چونکه سردار عبد الله خان مرید و معتقد حضرت سید بزرگ شاه قادری شده بود بنابر خلوص محبت و رابطهٔ بیعت موی مبارک موصوف بهدیهٔ

خدمت آنجناب نمود و حضرت سید باین عطیهٔ عظمی خوشوقت شده برای تعظیم آن زیارت خانهٔ
عالی در محلهٔ خانیار ترصیص نمود۔

و در سال ۱۲۲۱ھ بروز عرس مبارک حضرت محبوب سبحانی رضی الله عنه اهل اسلام از
خاص و عام بزیارت آن مستفید گردانید از انباز هر سال بروز موعود مردمان بزیارت آن
می روند تاریخ اشاعت آن ذره غبار نزد ذحبا یافته اند یعنی ذره غبار احتبا زیاده باید کرد فقط۔
از انجا که زیارت خانهٔ اوّل راچندان وسعتی نبود موجب آن خواجه ثناء الله شال در سال ۱۲۹۴ھ از روی
همت و دریا دلی قریب چهل و پنجهزار روپیه صرف کرده زیارت خانهٔ جدید بکمال وسعت و
رفعت ترصیص نمود و باقسام آرایشها آراسته گوی سعادت ربود۔

تاریخ :- "زیارت خانهٔ زیبا خرد گفت" ۱۲۹۴ھ / دگر "تعمیر عالی شان همایون" ۱۲۹۴ھ

در محلهٔ عالی کدل اوائل سال ۱۲۵۵ھ میر حسین شاه قادری که بر جادهٔ شیخیت متمکن
شده بود موی مبارک حضرت غوث الثقلین رضی الله عنه از سادات لعل بازار معه سند جاگیر
بمهر و دستخط شاهجهان پادشاه گرفته برای تعظیم و تبجیل آن زیارت خانهٔ عالی در محلهٔ عالی کدل متصل
خانقاه بنا فرمود و مبلغ بسیارے در تعمیر آن صرف نمود که از انباز مردم اقاصی و ادانی بروز عرس
مبارک حضرت محبوب سبحانی قدس سره در انجا می روند بزیارت آن مستفید شوند۔

ایضاً۔ عصای مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی الله عنه که معنعن تا حضرت شاه مشکلکشا
قدس سره رسیده است و ایشان تبرکاً بخلفای خود بخشیده است در مقبرهٔ حضرت خواجه معین الدین
نقشبندی موجود است و بروز عرس حضرت شاه مشکل کشا زیارت آن معمول۔

ایضاً۔ در خانهٔ خواجه شاه نیاز نقشبندی دو نیم سیپارهٔ کلام قدیم بخط حضرت علی مرتضی کرم الله
تعالی وجهه موجود است که حضرت عثمان رضی الله عنه بروقت شهادت خود آنرا تلاوت می کردند و

اجزای آن از خون آنجناب آلوده شده اند و نیز کلاه مبارک حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی الله تعالیٰ عنه در انجا موجود۔

ایضاً۔ عصای مبارک حضرت شیخ شهاب الدین سهروردی که حضرت شیخ حمزه مخدوم از پیران خود تبرک یافته در محلهٔ قلاش پوره مصدر فیض و فتوح۔

عصای مبارک حضرت شیخ بهاء الدین زکریای ملتانی قدس سره که بذریعهٔ شیخ عبد الشکور لاهوری در دست حضرت خواجه رفیق معه تسبیح و خرقهٔ شیخ عبد الشکور رسیده است در فتح کدل موجود۔

درقصبهٔ اسلام آباد حضرت شیخ داود خاکی قدس سره در یکی از مصنفات خود می نویسد که این ذکریست مشتمل برانکه در سال نهصد و نود وسیوم در دور مبارک سلطنت سلطان یوسف شاه چک اسعده الله تعالی در قریهٔ واره پوره بلدهٔ کشمیر حفظ الله تعالی عن الآفات والله میر مومنی صالح در وقت دمیدن صبح برای استعداد نماز بهر طهارت کردن برکنارهٔ جوی رفته بود انجا مردی معتبر ملبس دید که یک پای بر سنگ نهاده و یک پای در آب مانده بعد ازان پای را نیز بر آب مانده چند گام پیشتر رفت واز نظر آن ناظر غایب شد و آن ناظر خیال کرد که شاید این عزیز درین قریه مهمان کسی بوده باشد که بمسجد این قریه برائے نماز رفته باشد و من هم بمسجد بروم و تا با او نماز بجماعت ادا کنم چون بمسجد رفت اورا نیافت و تنها نماز خود ادا کرد و باز بهمان جای که اورا دیده بود آمده تفحص کرد دید که آن سنگ قدیم که آن عزیز بر آن رسیده بود معطر شده است و نشان قدم در سنگپاره فرو رفته است و بعد ازان ازین واقعه با اهل آن قریه خبر کرد و همه کس بوی خوش آن قدمگاه را شمیده اند و اثر قدم را دیده اند و هنوز آن اثر نمایانست و دو مرد صاحب

واقعه که صدق واقعات ایشان اکثر مجرب شده بود استخاره کرده اند برای تعین آنکه صاحب این قدم بزرگوار که بوده هر دو بشارت یافتند که آن عزیز حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بود که بقوت اعجاز خود با روح و بدن بانیولایت بطریق سیر آمده بود و موثر د معطر شدن حجر از اعجاز اوست و علمای حدیث روایت یافتند که حضرت رسول را صلی الله علیه وسلم بعد از وفات صوری هنوز هم با بدن و روح قوت تصرف و سیر کردن هست با جسد و روح هر جا که می خواهد در اقطار زمین و آسمان سیر می کند والله اعلم تا این جا کلام حضرت بابا است و خواجه اعظم مورخ قدس سره می گوید عجب نباشد که ظهور نبوی در آنوقت بجهت اصلاح امور این ملک که از تسلط چکان بخرابی رسیده شده باشد قرینه این روداد آنکه همان سال تبدیل سلطنت و انتقال آن از چکان اتفاق افتاد والله اعلم.

گویند یوسف شاه سنگ مذکوره از انجا آورانیده تیمناً در مقبرهٔ حضرت بابا هری ریشی قدس سره در قصبهٔ اسلام آباد نهاد که تا حال درانجا موجود است فقط غیر ازین تبرکات بسیار از مخترعات اهل روزگار در هندیار یادگار است اما از روی عدم دلیل توثیق و تحقیق درین رساله درج نشد فقط۔

خاتمه

صد شکر درین نگار خانه — بر تار نفس ... زنه

بربستم بساز تازه روئے — کردم بنوای خوش سروئے

بنواختم ساز روح افزا — بر نغمهٔ ذکر اہل دلہا

موسیقاری نواختم شاد — کردم ارواح اولیا یاد

کردم بریاد شان سروئے — دادم بروان شان دروئے

دل گفت بجان براختتامش — "اسرار الاخیار"[۱] سال و نامش

این نغمه اگر ز ساز خالی است — اما بنوا نشید عالی است

چون زنده دلی نیافتم باز — با مردگان زان شدم سخن ساز

دارم نظری که روز محشر — باشم ز نسیم شان معطر

گر زندهٔ این ترانهٔ من — خوش بشنود از چغانهٔ من

از سوز درون کشیده آہے — برحال بدم کند نگاہے

سازد بدعای خیر یادم — زان روح شود بگور شادم

یارب بلقای مصطفیٰ را — یارب بولای اولیا را

یارب بنوای مستمندان — یارب بدعای دردمندان

در روز جزا حسن حسن کن — از عفو شگفته چون چمن کن

از لطف و عطا خطاش بگذار

دارش بجوار اولیا دار

۱ = "اسرار الاخیار" بحساب ابجد قیمت حروف ۱۳۰۵ھ می رسد۔

دی رنبیر گورنمنٹ پریس جموں